حروب صلیبیہ

یعنے

سر جارج ڈبلیو کاکس ایم-اے کی تاریخ "کروسیڈس" کا ترجمہ

جو

رسالۂ دلگداز کے ساتھ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء سے جولائی سنہ ۱۹۰۵ء تک شائع ہوتا رہا

جسے

منشی محمد امیر مرزا صاحب لکھنوی نے انگریزی سے ترجمہ کیا

اور

مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر نے اپنے مذاق کے موافق تصرف کرکے درست کیا

سنہ ۱۹۰۵ء میں

دلگداز پریس لکھنؤ سے چھپ کے شائع ہوا

مرتبہ اول .... ۱۲۰۰ جلد

دلگداز

وہی مشہور پرانا لٹریری جادو نگار پھر دنیا مین موجود ہے

ہر مہینے مین پھر وہی نئی خیال آفرینیان ہین اور نیا لطف سخن تین جزو اور تین طرح کی علمی دلچسپیان

اعلے مضامین

تاریخی ناول

اور ایک

عمدہ تاریخ

کوئی مجبوری نہین کہ مکمل پرچہ خریدیے۔

۱-تینون جز لیجیے تو ؎ سالانہ۔

۲-کوئی دو جز لیجیے مضامین و ناول یا مضامین و تاریخ یا ناول و تاریخ تو ؎ سالانہ

۳-ان مین سے کوئی ایک ہی جز لیجیے تو ؎ سالانہ۔

محصول ہر صورت مین ہمارے ذمے۔

ایام عرب

ناول نام ور جاہلیت عرب کی تاریخ۔ جاہلیت عرب کے دلچسپ معنی خیز پر جوش اور سراپا عبرت واقعات اس سادی سرزمین کی سرگزشت جس نے بعد کو اسلام کی تاریخ بنی لٹریچر۔ اس کے ساتھ عربی جنون عشق کی پیاری اور جیتی جاگتی تصویرین دیکھیے اور لطف اٹھائیے۔

دو حصہ۔ اور دونون کی مجموعی قیمت ؎

یہ ناول اور کسی کارخانے یا کتب فروش سے مکمل نہین مل سکتا۔ اور ہر جگہ لوگ اس کے متلاشی ہین۔

المشتہر۔ منیجر دلگداز لکھنؤ گنٹرہ بزن بیگ خان

دلگداز کی گزشتہ جلدین

جلد دلگداز بابت ۱۸۹۹ء اس سال صرف چار نمبر نکل کے دلگداز بند ہو گیا تھا۔ ؎

جلد دلگداز بابت ۱۹۰۳ء اس سال دلگداز کے ۵ پرچے نکلے تھے اس کے بعد ہمارے انگلستان جانے کی وجہ سے بند ہو گیا۔ ؎

جلد دلگداز ۱۹۰۸ء مکمل ۱۲ پرچے ؎

جلد دلگداز ۱۹۰۹ء مکمل ۱۲ پرچے ؎

یہ جلدین اور جتنی ہین کی بعض دوبارہ چھپی ہین اور کل گئین ایسے بیش بہا ذخیرے علمی و فنی کے پڑھنے سے اردو زبان کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے بہت سے لوگ جن کو پڑھ کے اعلے درجے کے انشا پرداز بن گئے۔

المشتہر منیجر دلگداز لکھنؤ گنٹرہ بزن بیگ خان

ایک ضروری بات

صدہا احباب نے وقتاً فوقتاً ہمین لکھا اور لکھتے رہتے ہین کہ ہم اپنی ہر نئی کتاب کو اور نیز ان جدید کتابون کو جنھین ہم تصنیف کرتے ہون بلا تامل ان کی خدمت مین بذریعہ ویلیو پے ایبل بھیجا کرین لیکن ابھی تک ہم نے ان کے نامون کو کہین منضبط نہین کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان احباب کو اکثر شکایت کے موقع مل جاتے ہین۔ لہذا اب ہم نے ایسے احباب کے نامون کا ایک رجسٹر مرتب کیا ہے۔ جن حضرات کو اس رجسٹر مین اپنا نام درج کرانا ہو مجھے اطلاع دین

الملتمس محمد عبد الحلیم شرر

اردو ترجمہ کا دیباچہ

صلیبی لڑائیون کی تاریخ مسیحیون مین جس قدر مشہور تھی اُسی قدر مسلمان اُس سے ناواقف تھے۔ یہ صرف اس زمانہ کی برکت ہے کہ مسلمانون کو ان مسلسل لڑائیون سے واقفیت ہوتی جاتی ہے۔ یورپ مین ان لڑائیون کے متعلق صدہا تاریخین لکھی گئین جن مین سے بعض بہت پُرانی ہین۔ مگر مسلمانون مین باوجود تاریخ نویسی کے بے انتہا شوق کے قدیم الایام مین کوئی ایسی کتاب نہین لکھی گئی جو ان لڑائیون کے ساتھ مخصوص ہو ابن اثیر۔ ابن خلدون وغیرہ نے اگرچہ قریب قریب تمام واقعات تفصیل کے ساتھ لکھے ہین۔ مگر عام تاریخ کے ضمن مین۔ فی الحال مسلمان صلیبی لڑائیون کی تاریخون کو نہایت شوق سے ڈھونڈھ رہے ہین۔ اور متحیر ہو جاتے ہین جب سُنتے ہین کہ اسلامی لٹریچر مین عام اس سے کہ عربی مین ہو یا فارسی مین یا اُردو مین ایسی کوئی کتاب نہین موجود ہے۔

اصل یہ ہے کہ ان لڑائیون کی تاریخ ہے بھی خالص مسیحی تاریخ۔ کیونکہ ان کے لیے وعظ و نصیحت۔ کونسلین۔ انتظامات اور جوش و خروش جو جو امور واقع ہوتے تھے سب یورپ مین واقع ہوتے تھے۔ مسلمانون نے جو کچھ کیا دفاعی حیثیت سے کیا۔ اور انھین اُسی قسم کی لڑائیان خیال کرتے رہے جیسی کہ اکثر سرحدی حریفون کے ساتھ پیش آیا کرتی تھین۔ لیکن نہین اسلامی لٹریچر مین اس کی کوئی ایسی مبسوط تاریخ ضرور ہونی چاہیے جو دونون جانب کے مورخون کی کتابین خوب مطالعہ کرکے لکھی جائے اور جس مین واقعات تفصیلی طور پر بیان کیے جائین نہ اس طرح جیسے کہ آج کل یورپ مین ایک ریویو کی شان سے اشارہ کرکے چھوڑ دیے جاتے ہین۔

عربی مین اس قسم کی سب سے پہلی کتاب جو میری نظر سے گزری "الاخبار السنیہ فی الحروب الصلیبیہ" ہے جو مصر کے سید علی حریری نے تصنیف کرکے سنہ ۱۳۱۷ھ مین چھپوائی ہے۔ یہ کتاب ۲۸۰ صفحون پر ختم ہو گئی ہے۔ اور میرے

خیال مین بہت ہی محدود و غیر مکمل ہے۔

اُردو مین بابو جے نراین صاحب ورمانے "اسٹوری آف دی نیشن سیریز" کی جلد "کروسیڈس" کا ترجمہ "کارزار صلیبیہ" کے نام سے شائع کردیا ہے۔ اور وہ بھی مختصر ہی ہے۔ یہ تاریخ حروب صلیبیہ جو دلگداز مین تدریجاً شائع ہوتی رہی۔ اور اب مکمل ہونے کے بعد ناظرین کے سامنے ایک جلد مین پیش کی جاتی ہے سلسلہ "ایپکس آف ماڈرن ہسٹری" کی جلد "کروسیڈس" مصنفہ سر جارج ڈبلیو کاکس ایم۔ اے کا ترجمہ ہے۔ اور یہ بھی مختصر ہی ہے۔ اِس کی نسبت صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ انگریزی مین صلیبی لڑائیون کے صدہا مصنفین ملین گے لیکن جس بے لوثی و بے تعصبی سے مسٹر کاکس نے بہت سے واقعات کو تھوڑے اوراق مین سمیٹا اور دریا کو کوزے مین بند کیا ہے اور جیسی انصاف پسندی ظاہر کی ہے اور کوئی مصنف نہین کرسکا۔ ہم یہ نہین کہتے کہ کاکس نے بالکل مسلمانون کے مذاق کے موافق لکھا ہے لیکن اِس مین شک نہین کہ ایک مسیحی المذہب اور یورپین شخص سے اِس سے زیادہ کی امید نہین کی جاسکتی۔

اِس کا ترجمہ میرے دوست منشی محمد امیر مرزا صاحب لکھنوی نے کیا تھا مگر مین نے اُس کی عبارت مین بہت کچھ رد و بدل اور الفاظ مین تغیر و تبدل کرکے اور ابن اثیر و ابن خلدون وغیرہ کی عربی تاریخون کی مدد سے جا بجا نوٹ چڑھا کے یا بعض غلط فہمیون کا جواب دے کے اسے شائع کیا ہے۔ اُمید ہے کہ اُردو کے قدردان اِس تاریخ کو دلچسپی سے پڑھین گے اور اِس کے ذریعے سے صلیبی لڑائیون کے متعلق ایسی کافی معلومات حاصل کرلین گے کہ مفصل واقعات کو زیادہ لطف و دلچسپی سے پڑھ سکین۔

ہماری تاریخ ارض مقدس کا دوسرا حصہ اگر مکمل ہو کے شائع ہو گیا تو شاید پبلک کے ہاتھ مین ایک ایسی کتاب آجائے جس کی ضرورت اِس دیباچے مین بیان کی گئی ہے۔

الملتمس

محمد عبد الحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز و اتحاد

لکھنؤ

دیباچۂ مصنف

اِن صفحات پر میری خاص غرض اس بات کو دکھانا ہے کہ صلیبی لڑائیون کا جوش کسی ناگہانی اور چند روزہ جوش کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اُس کی اصلی بنیاد وہ اسباب واقع ہوئے تھے جو دین مسیحی کے ابتدائی زمانے ہی سے حرکت مین آگئے تھے۔ اور جن کے نتیجے مین مذہبی لڑائیون کا ایک ایسا سلسلہ قائم ہوا جس کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ سی سالہ جنگ پر آکے ختم ہوا۔

اِن صلیبی مہمون کا تعلق تاریخ یورپ کے اُن زمانون کے ساتھ ہے جو ان مہمات کی ابتدا اور انتہا سے ملے ہوئے تھے اُس وقت زیادہ مکمل طور پر نظر آئے گا جب اس سلسلے کی دو جلدین تکمیل کو پہونچین گی جو اُن زمانون ہی پر بحث کرنے کے لیے مخصوص کی گئی ہین۔

مگر مجھے اُمید ہے کہ یہ جلد اس بات کو کافی طور پر روشن کر دے گی کہ جن چند ممالک یورپ کو اُس عہد مین تاریخی وقعت حاصل تھی اُن دنون کس حالت مین تھے اور وہ کون سے اسباب تھے جن کی بدولت لاطینی اقوام کے مقابل ٹیوٹانک قوم مین اس بات کا زیادہ جوش تھا کہ ارض مقدس کو مسلمانون سے چھین لین۔ غالباً اس امر کا مین نے زیادہ اہتمام کیا ہے کہ صلیبی لڑائیون کے حیرت انگیز ڈراما کے بڑے ایکٹرون کو زندہ آدمیون کی حیثیت سے ناظرین کے سامنے پیش کر دون ان کی زندگی اور اُن کے کارنامون کی نسبت اگر میرے خیالات بھی زیادہ تر ویسے ہی ہون جیسے کہ "ہسٹری آف لیٹن کرسچنٹی" (تاریخ لاطینی مسیحیت) کے نامور مصنف کے ہین تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ اس بارۂ خاص مین میری کوششون سے تھوڑی کامیابی نہین حاصل ہوئی۔

فہرست ابواب ومضامین حروب صلیبیہ

پہلا باب

(حروب صلیبیہ کے اسباب)

چوتھا باب

(بیت المقدس کی لاطینی سلطنت)

پانچوان باب

دوسری صلیبی لڑائی

آٹھواں باب

نوان باب

دسوان باب

قسطنطنیہ کی لاطینی سلطنت

تیرھوان باب

چودھوان باب

پندرھوان باب

اِس تاریخ مین جن لوگون اور جن شہرون کے نام یا جو خاص قسم کے اصطلاحات آئے ہین اُن کی مکمل فہرست بہ ترتیب حروف تہجی۔

(الف)

(ب)

(ج)

(ز)

(گ)

(ل)

(ہ)



پہلا باب

حروب صلیبیہ کے اسباب

حروب صلیبیہ یعنی ایک عام اور بلند لڑائیون کا سلسلہ

حروب صلیبیہ اُن لڑائیون کو کہتے ہین جن کے نبرد آزما تمغون کی جگہ صلیب کے نشان اپنے سینون پر لگا کے میدان مین آتے تھے۔ اور اسی دینی تمغے کی بدولت آپ کو اس امر کا ذمہ دار سمجھتے تھے کہ ارض مقدس اور حضرت مسیح کے روضے کو غیر مذہب والون کے ہاتھ سے چھین لین۔ اس مہم کا خیال دور اندیش پاپاؤن اور پُرجوش مسیحیون کے دل مین ایک مدت سے چلا آتا تھا۔ لیکن پہلے پہل اُس کا

نومبر ۱۰۹۵ء

اظہار اُس وقت ہوا جب کہ کلرمانٹ عـــه کی کونسل مین پوپ اربن ثانی کی پُراثر تقریر سُننے کے بعد کل سامعین نے یک زبان ہو کے کہہ دیا کہ ”ایسی متبرک لڑائی خدا کی مرضی کے موافق ہے“ اگر ہم ان لڑائیون کو محض انتہا درجے کے عام جوش کا نتیجہ خیال کرین تو غالبًا یہ صحیح نہو گا۔ اس لیے کہ اس قسم کی لڑائیان نہ کبھی مسیحی دنیا مین آپس مین ہوئی تھین۔ اور نہ کبھی اس طرح اور اس شان کے ساتھ مسیحی سلطنتین کسی غیر سلطنت سے لڑی تھین۔ مدبران ملک، عام اس سے کہ پوپ ہون یا بشپ۔ بادشاہ ہون یا تعلقہ دار، اُس جوش سے بیشک فائدہ اُٹھا سکتے ہین جو پیٹر دی ہرمٹ عـــه نے اپنے وعظ و پند سے

عـــه جس طرح مسلمانون کی فقہ مین اجماع کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اُسی طرح مسیحیون مین ”کونسل“ کے فتوے اور فیصلے اُن کے نزدیک واجب العمل ہین۔ شرط یہ ہے کہ ہر کونسل پوپ کی میر مجلسی یا اُس کی رضامندی سے منعقد ہو اور انعقاد کی خبر باضابطہ طور پر ساری دنیا کے مقتدایان دین عیسوی کو کر دی گئی ہو۔ ایسی بہت سی کونسلین عیسائیون مین قائم ہو کے دین مین تغیر و تبدل کرتی رہی ہین۔ انھین مین سے ایک کلرمانٹ کی کونسل تھی۔ جو ۱۰۹۵ء مین شہر کلرمانٹ مین منعقد ہوئی۔ اور اُسی کونسل نے فیصلہ کیا کہ بیت المقدس کے لیے لڑنا جائز ہے۔ ورنہ اس سے بیشتر عیسائیون مین مذہب کے لیے لڑنا ناجائز سمجھا جاتا تھا۔

عـــه پیٹر دی ہرمٹ یعنی بطرس راہب ہی وہ شخص ہے جو بیت المقدس مین عیسائیون پر مسلمانون کو تشدد کرتے

پیدا کر دیا تھا۔ لیکن اصل یہ ہو کہ روم کے پاپاؤن۔ شہنشاہون۔ فرمان رواؤن۔ غرض کسی کا اثر اس تو نہین ہو سکتا تھا کہ اس بحر تعصب کے راستے یکایک ایسے کھل جائین کہ اُس کا پانی دشمنون کو بے دست و پا کر کے جس طرف چاہے بہالے جائے۔ اس بالکل نئی قسم کی لڑائی لڑنے کی تحریک اگر لوگون مین پیدا ہوئی تو پاپا سنزاکی کونسل مین جو ۱۰۹۴ء مین منعقد ہوئی تھی یا مذکورۂ بالا کلرمانٹ کے کونسل مین۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ جوش پوپ اربن ثانی کی ایک برکت تھا۔ اس لیے کہ اُس نے پادریون کو آمادہ کیا کہ مسلمانون کو بزور شمشیر دین عیسوی مین شامل کرین تو بھی نہین ہوسکتا۔ اس لیے کہ ایسی ہی برکت اس واقعہ سے تقریباً ۳۰ سال پیشتر پوپ روم ہلڈ بر بینڈ نے اپنے دوست نارمن ولیم کو بھی دی تھی جس نے کوشش کی تھی کہ آزادی پسند اہل انگلستان کو قتل کر کے وہان کے منتخب شدہ فرمان روا کا تخت چھین لے۔ ۱۰۶۶ء

لیکن نارمن ولیم کا انگلستان پر چڑھائی کرنا صرف ایک ایسے بادشاہ کا فعل تھا جسے اپنے فائدے کی ضرورت ہو۔ اور جسے اُن ذرائع پر پورا اطمینان ہو جن کی مدد سے وہ اپنا مطلب حاصل کرنا چاہتا ہو۔ بیشک نارمن ولیم نے اُس جھنڈے کے نیچے جو پوپ الکزنڈر ثانی نے اُسے بھیجا تھا بہت سے لوگ انگلستان کی مہم کے واسطے جمع کر لیے تھے۔ لیکن اُن لوگون مین اگر کوئی جوش تھا تو صرف اس خیال سے کہ ہمین اس مہم کی تکلیف کے صلے مین انگلستان کا ایسا ملک مل جائے گا۔ اس مہم مین اور حروب صلیبیہ مین جن کا بانی مبانی پیٹر دی ہرمٹ ہوا بڑا نمایان فرق یہ تھا کہ ان لڑائیون مین وہ مسیحی جو اپنے گلون مین صلیب لٹکا کے گھر سے چلے تھے شکست۔ بربادی اور موت کو بھی ویسا ہی قابل رشک سمجھتے تھے جیسا فتح اور بڑے بڑے کارہائے نمایان کو۔ اُن کو اُس سرزمین مین جانے کی جلدی تھی جہان اُن کے رُوحانی بادشاہ نے اپنے آسمانی تخت سے اُتر کے انسانی جامہ پہنا تھا۔ جہان خدا کے بیٹے نے برسون صبر کے ساتھ مشقت کی تھی۔ بیمارون کو اچھا کیا تھا۔ مصیبت زدون کو مصیبت سے چھڑایا تھا اور مُردون کو زندہ کیا تھا۔ یہانتک کہ آخرکار وہ اپنی صلیب کندھے پر لیکر کالوری[۵] کی چوٹی پر گیا تھا اور وہان اپنی قربانی چڑھا کے ایسی حالت مین جب کہ زلزلے نے اُس کی قبر کو شق کر دیا تھا اس باعث تحقیر جامۂ انسانی کو جسم سے اُتار کے پھینک دیا تھا۔ اُن کے خیال مین یہ کل سرزمین حضرت مسیح کی قدمون کی برکت سے دیکھ کے واپس گیا اور ایطالیہ فرانس جرمن اور تمام ممالک یورپ کی سڑکون پر ردتا پھرا کہ ارض مقدس کو مسلمانون سے چھینو۔ اور جب پوپ اربن ثانی نے بھی اُس کی تائید کی تو سارا یورپ ثواب سمجھ کے لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور اُسی وقت سے حروب صلیبیہ کی ابتدا ہوئی۔

حروب صلیبیہ و قرون وسطیٰ کی دیگر لڑائیون مین امتیاز

[۵] وہ پہاڑی جس پر حضرت مسیح کے لیے سولی کھڑی کی گئی تھی۔

متبرک ہوگئی تھی۔

لہذا اصل یہ ہو کہ یہ صلیبی لڑائی جس کا جوش پیدا کرنے کے لیے پیٹر دی ہرمٹ نے وعظ کی تھی اور اُس کی تصدیق وتائید پوپ اربن ثانی نے کی تھی صرف عام اعتقاد اور پوپ کے فتوے دینے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئی۔ یہ فتوے روم کے شاہی خاندان کے آبائی روایات سے مستنبط تھا اور یہ اعتقاد اُس تعصب کی بدولت تھا جو ہر مذہب والے کو ہوتا ہو۔ مگر یہ دونون باتین حضرت مسیح اور اُن کے شاگردون کی اُس تعلیم کے بالکل خلاف تھین جو نئے عہد نامہ (انجیل) مین درج ہو کسی مقام کو بلحاظ برکت وتقدس دوسرے مقام پر ترجیح دنیا در کنار انجیل کے اس فقرے سے "کہ اب وہ وقت آگیا ہو کہ لوگون کو باپ کی پرستش صرف یروشلم یا کوہ سمارٹن پر نہ کرنی چاہیئے" صاف ظاہر ہوتا ہو کہ سب لوگ سب مقامات پر خدا سے برابر کی قربت رکھتے ہین عہ۔ اگر اُس حصہ کو دیکھیے جو کہ اعمال حوارین کی بابت ہو تو اُنمین کہین پر کسی بات سے یہ نہین پیدا ہوتا کہ بیت اللحم۔ بیت المقدس۔ ناصرہ یا بحیرہ جلیل بذات خود ایسے مقامات ہین جن کی وجہ سے کوئی جوش پیدا ہونا چاہیے۔ اس حصہ انجیل مین مسیح کے شاگردون کے افعال واقوال وقتی ضرورتون کے متعلق معلوم ہوتے ہین۔ قبل اس کے کہ انسان کی نسل ختم ہو ابن آدم پھر دنیا مین آکر انصاف کریگا اور اُس کے اجلاس پر مُردے اپنی قبرون سے اُٹھ کر آئینگے۔ لہذا کسی مقام کو دوسرے مقام پر ترجیح دنیا ایسے لوگون کی رائے کے بالکل

ان جذبات کا عیسائیون کی قدیم روایات مین پتہ نہ تھا

عہ مسیحیون سے حضرت مسیح کا مطلب سمجھنے مین پہلی یہی غلطی ہوئی ہو کہ جانتے ہین پُرانا حضرت سلیمان کا بنایا ہوا خانۂ خدا تعلیمات عیسوی کے بعد متروک ہوگیا۔ مگر یہ بالکل غلط فہمی ہو حضرت مسیح نے فرمایا "تم میرے باپ کے گھر کو کھود ڈالو مین تین دن کے بعد پھر بنا کے کھڑا کردونگا" اِس جملے سے یہ مطلب نکالنا کہ خانۂ خدا کو آپ ترک کرائے تھے بالکل حماقت ہو۔ بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہو کہ آپ اُسے اپنے باپ یعنی پروردگار کا گھر تسلیم کرتے تھے۔ باقی رہا یہ امر کہ "اب نماز وعبادت اسی گھر مین نہین بلکہ ہر جگہ ہوسکتی ہو" اس سے بھی یہ نہین لازم آتا کہ خانہ خدا کی وقعت کم ہوگئی۔ یہود ہیکل سلیمانی کے سوا اور کہین عبادت نہ کرتے تھے اس حکم کو حضرت مسیح نے عام کردیا کہ نماز جہان چاہو پڑھو مگر یہ بھی سمجھتے رہو کہ یہ خانۂ خدا اور مقدس مقام ہو۔ جیسا کہ دین اسلام مین ہو۔ کہ نماز ہر جگہ پڑھ سکتے ہین مگر کعبہ کی بزرگی ویسی ہی قائم ہو جیسی کہ پہلے تھی۔ مسیحیون کے سچے پیرو مسیح فرقے نے ہیکل سلیمانی کو نہین چھوڑا تھا مگر وہ تباہ کردیا گیا۔ بعد اُس کے کلیسیاے روم نے ہیکل سلیمانی کو چھوڑ دیا مگر حضرت مسیح کے جاے ولادت اور مقبرے وغیرہ کو نہایت مقدس ومتبرک ماننے لگے۔ لیکن آخر مین لوتھر کے شاگردون نے یعنی پروٹسٹنٹ مذہب والون نے یہ فیصلہ کردیا کہ کسی جگہ یا کسی شہر کو کسی اور جگہ یا شہر پر ترجیح

خلاف ہی جن کا قول تھا کہ "وقت بہت کم ہی جن لوگون کی بیویان ہین اُن کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اُن کی بیویان نہین ہین جنھون نے کچھ خریدا ہو وہ یہ جانین کہ اُنھون نے نہین خریدا - اور جو لوگ غم و خوشی مین مبتلا ہوئے ہون اُنھین یہ سمجھنا چاہیے کہ نہ غم تھا اور نہ خوشی تھی" علاوہ اس کے مقدس پولوس نے کہا ہی کہ "مین نے مسیح کو جامۂ انسانی مین جانا لیکن اب کبھی اُن کو اس حیثیت سے نہین جانون گا"

مقدس پولوس کی مسیحیت

لہذا اُس کی رائے مین بانی مذہب عیسوی کی شکل محض روحانی تھی جو خطوط اُس نے نو مسیحی کلیسائیون کے یا دریون کو لکھے اُن سے کسی طرح یہ نہین ظاہر ہوتا کہ بیت المقدس یا ناصرہ کا خیال کرنے یا اُن کے دیکھنے سے اُس کے دل مین بہ نسبت ایسے مقامات کے جنسے کسی تاریخی واقعے کو تعلق نہ ہو کچھ زیادہ خیال پیدا ہوگا - وہ کہین یروشلم کا ذکر کرتا بھی ہی تو اس طرح نہین کہ اُس مین کوئی خاص تقدس ہی - اُس کا کام تھا کہ اُس مذہب کی تعلیم دے جس کو زمانے اور جگہ سے کوئی علاقہ نہ تھا اور جس مین اُس کے مالک کی (جسے وہ پیار کرتا تھا) ظاہری یادگار - وان سے دل لینا غیر ضروری ہی نہین بلکہ ممنوع تھا -

شہنشاہی روم کی مسیحیت

یہ مقدس پولوس کا دین عیسوی تھا اور یہ ہتھیار لے کے دین عیسوی کفر کے مستحکم قلعے توڑنے کو نکلا تھا اس کے تین سو برس بعد ہم دین عیسوی کو شہنشاہی روم پر حکمران پاتے ہین - لیکن اب اُس کی ظاہری حیثیت اور عملدرآمد مین بہت بڑا اور قابل لحاظ تغیر ہوگیا تھا - یہ نہین خیال کیا جا سکتا کہ اُس کی وجہ صرف اتنی ہی بات تھی کہ دنیا نے اس مذہب کو تسلیم کر لیا - ممکن ہی کہ اقانیم ثلثہ کے تعلقات - خدا کے صورت انسانی اختیار کرنے کے رموز - اور اسی طرح کے اور بے انتہا مباحث جن سے دین عیسوی کی ابتدائی تاریخ بھری ہوئی ہی اس امر کے معین و باعث ہوئے ہون کہ لوگ اُس سرزمین کو جہان اُن کا نجات دہندہ پیدا ہوا تھا اور اُسنے وعظ و پند کا دروازہ کھولا تھا ایک خاص نظر سے دیکھنے لگین - لیکن اتنی ہی بات سے ایسا عظیم الشان تغیر نہین ہو سکتا جیسا کہ قسطنطنیہ کے زمانۂ عروج سے بیشتر ہی دین عیسوی مین ہو چکا تھا - جو فتح کفر پر حاصل ہوئی تھی اُسے اگر برائے نام نہ کہین تو ضرور تھا کہ بہت خفیف تھی - شہنشاہی روم کا قدیم مذہب اُس خدا کی بابت کچھ بھی نہین جانتا تھا جو ایک اور ابدی ہی - اور تمام انسانون کو حکم دیتا ہی کہ اُس کے سچے قانون کی فوراً متابعت اختیار

نہین ہی - اور ولیم ایجیل نے اسی مضمون کو قرار دیا کہ ہر جگہ نماز ہو سکتی ہی - مصنف چونکہ پروٹسٹنٹ ہی لہذا حروف صلیبیہ کے مجاہدون پر جو دین کیتھولک تھے اعتراض کرتا ہی - اور ثابت کرتا ہی کہ ارض مقدس کو کوئی خاص فوقیت نہین ہی -

کرین - اور اپنی بہتری بس اُسی کی روحانی محبت مین سمجھین - مذہب گیپی ٹولن کا دار و مدار صرف جیو پیٹر یعنی مشتری کے مندر پر تھا جو شہر روما مین واقع تھا یا قیاصرۂ روم کی ظاہری شان و شوکت پر - لیکن وہ اصلی چیزین جو مقدس پولوس کے مذہب عیسوی کو اندر ہی اندر خراب کر رہی تھین ادنے درجے کے لوگون مین کثرت سے پائی جاتی تھین - اور ابتدائی دو صدیون تک جن لوگون نے دین عیسوی اختیار کیا وہ عموماً اسی درجے اور اسی طبقے کے لوگ تھے - ان نئے عیسائیون کے عقائد مین واقعی تغیر ہو گیا تھا اور یہ تغیر اُن کے اس عقیدے سے بخوبی ظاہر ہوتا تھا کہ خدا کا قانون سب کے واسطے ہو اور مملکت روم کی حالت بہت ہی قابل شرم ہو - جس مسیح کی تعلیم مقدس پولوس نے دی اُسے لوگ وہ نیک تعلیم دینے والا سمجھتے تھے جس نے ملحد فرمان رواؤن اور گمراہون کی سب بے انصافیون کو ناجائز قرار دیا - اُنھین اُن کے بے انصافی کے افعال کی سزا دی - اور ایسا مہربان نجات دہندہ ہو جس کے آغوش مین تھکے ماندے آرام پا سکتے ہین - اور ایسا جلیل القدر منصف ہو کہ جس دن دنیا کی عمر ختم ہو گی اپنے بڑے سفید تخت پر بیٹھا ہو گا - اور کل نوع انسان اپنے افعال کی سزا و جزا پانے کے لیے اُس کے سامنے لا کے کھڑی کی جائے گی - اِن عقیدون سے لوگون کے دلون مین جو دنیاوی انسانی محبت پیدا ہو گئی اُسی کی بدولت اُن کے خیالات بھی ایسے ہو گئے اور دلون مین ایسی باتین پیدا ہو گئین جن کے نکالنے کے واسطے سیکڑون برس درکار تھے -

ان خیالات کی پرورش انسانی طبیعت کے اُس رُجحان سے ہوتی رہی جو اس جانب ہوتا ہو کہ دیوتاؤن یا قومی نامورون کے فرضی تاریخی واقعات کے ساتھ کوئی خاص جگہ بھی مختص کی جائے - جو بات سوائے مذہب عیسوی کے تمام مذاہب مین پائی جاتی ہو[عہ] - اور اگر رومن مورخین کا بیان صحیح سمجھا جائے تو اُن دونون کل مذہبون کے لوگ روم مین موجود تھے - مصر کی دیوی آئسس کے پروہت اور پوجاری بھی تھے - جو اُسائرس دیوتا کی کنواری ماں تھی اور وہ دیوتا صلیب دیے جانے کے بعد دنیا کو اپنی شان و شوکت سے مسرور کرنے کے واسطے پھر زندہ ہو گیا تھا - پارسیون کے

بُت پرستی کے جذبات کا باقی رہنا -

عہ یہ صرف دعوی ہو - اور وہ بھی فقط پراٹسٹنٹ فرقے والون کا - ورنہ مسیحیت ہیکل سلیمانی کی تعظیم کو صاف طور پہ تسلیم کر رہی ہو - خود حضرت مسیح آخر عمر تک ہیکل سلیمانی یعنی قدیم اسرائیلی معبد کی زیارت کو آتے رہے - مقدس پولوس کو جو یہان آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی تو اس سبب سے نہین کہ مذہب نے اس شہر سے سروکار نہ رکھا تھا - بلکہ اس لیے کہ اُس بیچارے کو یہان جب آیا ذلت نصیب ہوئی - اور یہودی ہی دشمن نہ تھے بلکہ سب مسیحی جو ناصری کہلاتے تھے اور ارض فلسطین مین آباد تھے وہ بھی اُس کے خلاف تھے -

دیوتا متھراز (سورج) کے ماننے والے بھی تھے جس دیوتا کی نسبت اُن کا اعتقاد تھا کہ جاڑون کے موسم مین راس الجدی مین پیدا ہوتا ہو پھر اس کے بعد اُس کی قوت بڑھتی رہتی ہو یہان تک کہ اعتدال ربیعی کے بعد تاریکی کے دیوتاؤن پر فتح حاصل کرلیتا ہو۔ لیکن یہ روشنی کے دیوتا کا مارا جانا اور پھر جی اُٹھنا کوئی نیا خیال نہ تھا کہ کہا جاے اسے مصریون یا فارس والون نے ایجاد کرلیا۔ مصری دیوتا اُسائرس کی حکایت اُسی طرح اور اُسی شان سے یونانیون کی دیومالا مین اڈرمیدون اور ممنون ۔ اور طلطونوس وغیرہ دیوتاؤن کے نامون کے ساتھ بیان کی گئی ہو۔ ان دیوتاؤن کی پیدایش کے مقامات اور وہ مقامات جہان اُنھون نے کارہاے نمایان کیے متبرک مقامات ہوگئے تھے۔ ہر ایک کی جداگانہ حکایت تھی اور ہر جگہ سیکڑون آدمی زیارت کو جاتے تھے۔

روم کے اصلی مذہبون کا اثر مسیحیت پر

لہذا کوئی تعجب کی بات نہین اگر ان دیوتاؤن یا انھین کے ایسے دوسرے دیوتاؤن کے ماننے والون نے مسیح کا مذہب اختیار کرنے کے بعد اپنے پُرانے اعتقاد کا اُس قدر حصہ جس سے اِس نئے مذہب کی تردید نہ ہوتی ہو اپنے ذہن مین باقی رہنے دیا ہو۔ یا مسیح کی پیدائش کی خوشی کے جلسے کو اُس زمانے مین کرنے لگے ہون جبکہ موسم سرما مین دن بڑھنا شروع ہوتا ہو اور اُس کے جی اُٹھنے کی خوشیان اُس وقت منانے لگے ہون جب موسم بہار مین روشنی کو تاریکی پر فتح حاصل ہوجاتی ہو۔ مصری آمون (بھیڑی) کے ماننے والون نے جب خدا کی بھیڑ یعنی (مسیح) عہ کا مذہب اختیار کیا تو اپنے پُرانے خیالات کو اُسی طرف منتقل کردیا اور جو روشنی یونانی قصہ رموز الیوسس مین اس بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ کنواری لڑکی اپنی غمزدہ مان کے پاس واپس آتی ہو بعینہ اُسی طرح ایک معجزے کی شان سے مسیحیون مین دکھائی جانے لگی کہ ہر سال بیت المقدس کا مقتداے دین عیسوی اشارہ کرکے کہتا ہو "دیکھو وہ مسیح کی قبر پر آسمان سے نور کا بُقعہ اُتر رہا ہو" عہ۔

عہ یہ مسیحی مذہب کی اصطلاح ہو کفارے یا قربانی کی رعایت سے حضرت مسیح کو بھیڑ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین۔ انجیل مین ہو کہ مسیح کی صورت دیکھتے ہی بپتسمہ دینے والے یوحنا نے کہا تھا کہ "دیکھو اُس خدا کی بھیڑ کو جو انسان کا گناہ لے جاے گی"۔ بس اسی وقت سے یہ اصطلاح شروع ہوئی۔

عہ بڑی حیرت کی بات یہ ہو کہ لائق مصنف کو یہ تو نظر آگیا کہ حضرت مسیح کے وطن کی عزت کرنا عیسائیون نے قدیم بُت پرستی کے عقائد سے لیا اور یہ نہ دکھائی دیا کہ مصلوبیت اور اُس کے بعد جی اُٹھنا کنواری مان سے پیدا ہونا

بلاد ارض مقدس مین رہنے کا خیال بڑھنا

اس طرح پر اگر دوسری نہین تو تیسری صدی کے عیسائیون کے واسطے ارض یہودا یا فلسطین ایک پاک و متبرک زمین ہو گئی - اور مسیح کی انسانی صورت کے ساتھ جس قدر محبت بڑھتی گئی اُسی قدر لوگ ہر اُس مقام کو جہان حضرت مسیح گئے تھے اور ہر اُس یادگار کو جسے وہ چھوڑ گئے تھے زیادہ عزت کی نظر سے دیکھنے لگے - جب یہ خیال پیدا ہو گیا تو پھر اُس کا روکنا دشوار تھا - انجیل کی ہر حکایت کسی خاص جگہ کے ساتھ مختص کر دی گئی - اور اُن ہزار ہا آدمیون مین سے جو سمجھتے تھے کہ اُن مقامات کے دیکھنے سے خدا کی قربت حاصل ہو جاتی ہے اور اُن مقامات کی زیارت بجاے خود روح کو پاک و صاف کر دیتی ہے کسی نے کبھی اس عقیدے پر اعتراض نہ کیا - وہ اپنے نجات دہندہ کی پیروی اُس غار سے لے کے جہان وہ پیدا ہوا اور جہان مشرق کے عقلمندون نے اُس کے سامنے اپنی نذرین پیش کین اُس پہاڑی تک کرتے تھے جہان سے اُس نے نیکون - رحمدلون اور صلح پسندون پر برکت نازل کی اور پھر اُس پہاڑی سے اُس پہاڑی تک جہان اُس نے تمام دنیا کے گناہون کے کفارے مین اپنی قربانی چڑھائی - جن مقامات کو مسیح کی تعلیم دفن یا پھر جی اُٹھنے سے تعلق تھا اُن کا متبرک ہونا لوگون کے دلون مین جم گیا اور اس خیال کو اُس صلیب کے ملنے سے جس پر مسیح چڑھائے گئے تھے مع اُن دونون صلیبون کے جن پر چور چڑھائے گئے تھے اور بھی استحکام ہو گیا - اگر اُس لوح کی وجہ سے جو پانطیوس پلاطس یعنی رومی والی ارض مقدس کی لکھی ہوئی تھی اس بات مین شک باقی رہا کہ ان تینون صلیبون مین سے کون سی صلیب ہے جس کی یہ لوح ہے جس پر حضرت مسیح چڑھائے گئے تھے اور جو اُن کی ذات سے تعلق رکھنے کے باعث قابل تعظیم ہے تو یہ کل شکوک اُس وقت دفع ہو گئے جب ایک قریب المرگ عورت کے پنڈے سے مین دو صلیبون کے مس کرنے سے کچھ اثر نہ ہوا اور تیسری صلیب کے مس کرتے ہی وہ بالکل صحیح و تندرست ہو گئی عـہ

اور اُس کا کنارہ ہو جانا صاف اور نمایان طور پر مصری بت پرستون کے اِس قصے سے لے گیا ہے کہ آئزس دیوی کا بیٹا اُسائرس مصلوب ہو کے جی اُٹھا - خدا یا دیوتا بنا - اور ذریعۂ نجات ہوا - اگر اتنی بات اور نظر آ جاتی تو عجب شاید ہم مین اور مصنف مین کوئی اعتقادی فرق نہ باقی رہتا - اور لطف یہ کہ ہمی مصنف نے اس قصے کو نقل بھی کیا ہے - اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ یونانیون مین بھی ایسے قصے تھے -

عـہ۵ موجودہ انجیلون کے بیان اور موجودہ مسیحون کے اعتقاد کے موافق حضرت عیسے کالوری کی پہاڑی پر رومی گورنر یروشلیم کے حکم اور یہودیون کے الزام دینے سے دو چورون کے ساتھ مصلوب کیے گئے تھے - برابر برابر تین صلیبین کھڑی کی گئین - دونون جانب وہ دونون چور اور درمیان مین حضرت مسیح ایک ہی وقت لٹکائے گئے تھے ان صلیبون

وہ عمدہ گرجے جو بیت اللحم عہ کے غار پر قسطنطین اعظم اور اُس کی ماں ہیلینا کے دینی ولولے کی وجہ سے تعمیر ہوئے۔ اور بیت المقدس کا متبرک روضہ جس میں حضرت مسیح کے تین دن تک مدفون رہنے کا خیال تھا مسیحیوں کے واسطے ویسے ہی متبرک ہو گئے جیسے کہ بیت المقدس کا معبد یہودیوں کے واسطے تھا یا جس طرح مکہ کا متبرک حجر اسود اور مدینے کی تربت نبوی اہل اسلام کے لیے مستوجب تعظیم قرار پائے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہو کہ شہنشاہ قسطنطین نے جو اپنی ابتدائی عمر سے یونانیوں اور رومیوں کے دیوتا سورج کا معتقد تھا اُسی دیوتا اپالو کے اوصاف مثلاً حلیم و رحمدل ہونا مسیح کی طرف منسوب کر دیے جن کی تعلیم کو وہ آخر تک بالکل نہیں سمجھ سکا تھا۔ وہ ہزارہا زائر جن کی تعداد ہر سال بڑھتی جاتی تھی تاتاری آوارہ گردوں کی طرح محض سیر و سیاحت کے شوق میں بیت المقدس نہیں آتے تھے۔ جہانتک ہم کو معلوم ہو آریا کوئی خانہ بدوش قوم نہ تھی کہ اس زمانے میں اس کثرت سے سفر کرنے لگتی۔ لیکن ہمارا خیال ہو کہ جو لوگ ایک ہی مقام پر قیام پذیر رہنا پسند کرتے ہیں وہ بھی دور و دراز سفر اختیار کرنے پر بڑی سرگرمی سے آمادہ ہو جائینگے اگر اُن کو صرف اس بات کا یقین ہو جائے کہ اس سفر کی وجہ سے ہمارے گناہ بخشدیے جائینگے۔ جو زائر خشکی و تری کا دور و دراز سفر کر کے نہریوں میں نہانے اور اپنے رہبر (مسیح) کی جاے پیدائش اور روضے میں عبادت کرنے کی غرض سے آتے تھے اُن کا یہی اعتقاد تھا۔ جو لوگ زیادہ سمجھدار اور دور اندیش ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس اعتقاد میں کیا کیا نقص تھے۔

ارض مقدس کے شہروں کی زیارت کا شوق زیادہ ہونا۔

میں رومی گورنر کے حکم سے ایک تختی بھی لگا دی گئی تھی جس میں غالباً مجرموں کا نام لکھا ہوا تھا۔ اُس کے دو سو سال بعد ۳۱۲ء میں جب دین عیسوی کو قسطنطین اعظم کے ہاتھوں پرانے مذہب پر غلبہ حاصل ہوا۔ اور قسطنطین نے پولٹیکل خواب میں دیکھ کر پہلا صلیبی جھنڈا بلند کیا تو اُس کی ماں ہلینا ارض مقدس کی زیارت کو آئی۔ جابجا کنیسے بنوائے حضرت مسیح کا روضہ بنوایا جس کے لیے یہ تمام صلیبی لڑائیاں ہوئیں۔ اور اسی سلسلے میں کسی کرامت کے زور سے اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح جس صلیب پر لٹکائے گئے تھے فلان مقام پر زمین میں دفن ہو۔ وہ جگہ کھودی گئی۔ اور وہ تینوں صلیبیں چوروں والی اور حضرت مسیح والی ایک ساتھ ملیں۔ اب ایک بیمار عورت کسی مرض مہلک میں مبتلا تھی اُس کے بچھونے کے پاس تینوں صلیبیں باری باری لاکے رکھی گئیں دو سے کوئی اثر نہیں ظاہر ہوا مگر تیسری صلیب کے لاتے ہی وہ عورت اچھی ہو گئی۔ اور سمجھ لیا گیا کہ یہی وہ اصلی صلیب ہو جس پر حضرت مسیح لٹکائے گئے تھے۔ الغرض اس طرح اصلی صلیب کا پتہ لگا۔ جس کی طرف مصنف نے مختصراً اشارہ کیا ہو۔

عہ شہر بیت المقدس سے باہر کچھ فاصلے پر بیت اللحم نام ایک گاؤں ہو۔ اسی کے ایک غار میں عیسائیوں کے اعتقاد کے موافق حضرت

آگستین عہ جو اپنے اقوال کی وجہ سے ہزارون بسیر آدمیون مین مشہور ہو گیا جو اُس کی زندگی کے حالات اور اُس کی تعلیم سے بالکل ناواقف تھے تمام عیسائیون سے یہ کہ سکتا تھا کہ نہ نیکی کی تلاش کے واسطے مشرق جانے کی ضرورت ہی۔ اور نہ رحم دلی کی تلاش کے واسطے مغرب جانے کی۔ اور اُس کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جس کی قربت صرف سچے اعتقاد سے حاصل ہو جاتی ہی بحری سفر بالکل فضول ہین۔ اِن اقوال مین نیقیہ کے گرگیری اور جروم عہ کے پائے کے لوگ اُس کی تائید کرتے۔ جروم باوجودیکہ دعوی کرتا تھا کہ زیارت کے واسطے کہین جانا محض فضول ہی اور کسی مقام مین دعا بہ نسبت دوسرے مقام کے زیادہ قابل قبول نہین ہو سکتی۔ مگر خود اُس نے بیت اللحم کے غار مین رہنا شروع کر دیا تھا جہان گوشہ نشینی اختیار کرکے وہ رومی خاتونون کے سامنے وعظ کہا کرتا۔ اس لیے کہ اکثر خاتونان روم سمندر پار ہو کے اس کی طلاقت لسانی سُننے کے لیے ارض مقدس مین حاضر ہوا کرتین اور اُس کی باتین سُنتین۔ وہ زور دے کے کہتا ہی بہشت جزائر برطانیہ سے بھی اُتنی ہی نزدیک ہی جس قدر کہ بیت المقدس سے۔ لیکن خود اُس کے افعال اُس کے اس قول کی تردید کرتے تھے۔ اور بہ نسبت اُس کی زبانی نصیحت کے لوگون پر اُس کے اُس غار مین رہنے کا زیادہ اثر پڑتا تھا۔ خالص روحانی مذہب جس پر جروم زور دیتا تھا اُس زمانے سے ویسا ہی بعید تھا جیسے بعد کے زمانے کے اخلاقی خیالات اُن خیالات سے دور تھے جو ایک پُرجوش عورت کے طرز عمل سے ظاہر ہوئے۔ یہ عورت سینٹ لوئی کی صلیبی لڑائی مین اس شان سے نظر آئی کہ داہنے ہاتھ مین آگ کی انگیٹھی اور بائین ہاتھ مین پانی کی بوتل تھی (بقول) جوئن ول کے وہ اُس انگیٹھی کی آگ سے بہشت کو جلا دینا چاہتی تھی اور بوتل کا پانی ڈال کے دوزخ کے ٹھنڈا کر دینے کی فکر مین تھی۔ اِن ارادون مین اُس پُرجوش عورت کا منشا یہ تھا کہ دوزخ و جنت کے فنا کر دینے کے بعد پھر نہ کوئی بہشت ملنے کے شوق مین نیکی کرے گا اور نہ دوزخ سے محفوظ رہنے کے لیے بدی سے باز آئے گا۔ کیونکہ نیکی انسان کو صرف اُس جوش محبت سے کرنی چاہیے جو اُسے اپنے خالق سے ہونا لازمی ہی اور یہی محبت اصل مین نیکی کی بنیاد ہی۔ جروم کے خیالات اُس دُھن کے بالکل خلاف تھے جو اُسے بیت اللحم لائی اور جس کی وجہ سے یہ سرزمین اُن لوگون سے لبریز ہونے لگی جنھین نہ جروم کا ایسا علم تھا اور نہ اُس کی ایسی سمجھ رکھتے تھے۔

روحانی حصہ مذہب کا تدریجاً گھٹنا۔

مسیح پیدا ہوئے تھے۔

عہ عیسائیون کا ایک بڑا مستند عالم اور ولی جو ۳۵۴ء مین پیدا ہوا اور ۴۳۰ء مین وفات پائی۔

عہ جروم کلیسیا کا بہت بڑا بزرگ مسیحیون کا زبردست مذہبی مصنف ہوا ہی جو ۳۴۵ء مین پیدا ہوا اور ۴۲۰ء مین وفات پائی

یہ وبا روز بروز بڑھتی ہی گئی - یورپ کے قریب قریب ہر ملک اور صوبے سے لوگ ناصرہ کو روانہ ہونے لگے اور اس اعتقاد و جوش کے ساتھ کہ جس کُرتے کو پہن کے گھر سے نکلے ہین ارض مقدس مین داخل ہوتے وقت اگر اُسی کُرتے کا کفن ملجائے تو اُس کی برکت سے سیدھے بہشت مین داخل ہو جائینگے -

بزرگون کا زیارت کی اور تبرکات لانا

ایسے قابل تعریف اور مذہبی کام سے دینداروں کو ہمدردی ہوئی اور امرا و رؤسا مین فیاضی و سخاوت کا جوش پیدا ہوا - اور نتیجہ یہ ہوا کہ اب زائرون کو نہ کھانے کی فکر تھی اور نہ مکان کا تردد - راستے کی تمام منزلون مین اور خود بیت المقدس مین جہان ہر جگہ سے زائر زیارت کو آتے تھے کاروان سرائین اور مہمان خانے بن گئے - یہان پہونچتے ہی زائرون کا خیر مقدم اُس عالیشان مکان مین کیا جاتا تھا جو پوپ گریگری اعظم نے اپنی سخاوت سے تعمیر کرادیا تھا - جوش عقیدت اس درجے کو پہونچ گیا تھا کہ زائر اگر کوئی راستے مین مرجاتا تو اس کے اعزا بعوض اس کے کہ اُس کی لاش پر کھڑے ہو کے آہ و بکا کرین اُس کی خوش قسمتی پر رشک کرتے تھے - اگر زندہ و سالم واپس آجاتا تو لوگ یہ خیال کر کے کہ اپنے گناہ دھو آیا ہے اُس کی تعظیم و تکریم کرتے - بلکہ محض اس امید پر کہ یہ اپنی جھولی مین ایسے تبرکات لائے ہون گے جن کے فقط چھو لینے سے بھی زیارت کا ثواب حاصل ہو جاے گا یہ لوگ جدھر سے گذرتے اور جہان کہین ان کا گذر ہوتا وہان اُس اصلی صلیب کے ٹکڑے بھی مل سکتے تھے -

تبرکات کی تجارت

اور جو لوگ ان ٹکڑون کے عوض مین اُن کے وزن سے زیادہ سونا دیتے تھے اُن کا اعتقاد اُنھین اس بات پر غور کرنے کی بھی اجازت نہ دیتا تھا کہ صلیب کتنے بڑے عظیم الشان درخت سے عبارت ہے جس کے ٹکڑے نکلتے ہی چلے آتے ہین - اور روز بروز بڑھتے جاتے ہین -

زیارت کے ساتھ ساتھ ارض مشرق کی تجارت

ابتدائی زمانے مین بھی جو تجارت ان زیارتون کے پیرایے مین ہوتی تھی وہ محض تبرکات پر محدود نہ تھی - ارض مشرق صرف دین عیسوی کا گہوارہ ہی نہ تھی - بلکہ وہان قسم قسم کی چیزین - ریشم - سونا اور جواہرات بھی بکثرت ملتے تھے - لہذا تیز نظر تاجر بھی جنھین محض دنیاوی منفعت سے غرض تھی اُس زائر کی طرح جو اپنے سفر کے عوض مین صرف بہشت لینا چاہتا تھا مشرق کا سفر کرنے لگے -

روم و فارس کی طولانی لڑائیان

ان زائرون اور تاجرون کی خوش قسمتی مین ابتدائی خلل تو اُن لڑائیون مین سے صرف ایک معرکے سے واقع ہوا جو فارس و روم کے درمیان مین سات سو برس سے ہوتی چلی آتی تھین تاجدار فارس نے مغرب والون سے اُن ظلمون کا عوض لینا چاہا جو سکندر اعظم نے کیے تھے - اور جس مہم کی بنیاد پہلے خسرو عجم یعنی نوشیروان عادل نے ڈالی تھی - اُس کے پوتے خسرو دوم نے اُس کے

یروشلم پر خسرو پرویز کا قبضہ ۶۱۱ء

مصر پر ایرانیون کا حملہ

قیصر روم ہرقلوس کی معرکہ آرائیان ۶۲۲ تا ۶۲۷ء

چالیس برس بعد اُس مہم کے انجام دینے کی کوشش کی معرکہ آرائی کے ابتدائی زمانے ہی مین بیت المقدس پر ایرانیون کا قبضہ ہوگیا۔ اور اس انقلاب مین اگر ہلینا اور قسطنطین اعظم کے گرجے آگ سے برباد نہ ہوئے تو اور بات تھی اس لیے کہ اہل فارس نے اپنی طرف سے کوئی امر نہیں اُٹھا رکھا تھا۔ اب کہا جاتا ہو کہ نوّے ہزار عیسائی قتل کیے گئے لیکن اُس عہد کے مذاق کے مطابق ان جانون سے بھی زیادہ نقصان یہ تصور کیا گیا کہ اہل فارس اصلی صلیب کو چھین کے ایران مین لے گئے۔ اب فتوحات عجم کی لہرین ارض فلسطین کے جنوب کی طرف بڑھ کے مصر مین پہونچین۔ اور خسرو پرویز کی عظمت و جبروت کی کوئی انتہا نہ تھی کہ ناگہان مکے کے ایک گمنام شخص نے اُسے اس جانب متوجہ کیا کہ خدا کو وحدہ لاشریک اور محمد (صلعم) کو اُس کا رسول برحق تسلیم کرے۔ تاجدار فارس نے نامۂ رسالت کو پھاڑ کے پُرزے پُرزے کر ڈالا اور اُس کی نسبت اُس شخص نے جس کے جانشین ہلالی علم کو بیت المقدس اور دمشق۔ دریاے نیل کے کگارون اور ہسپانیہ کے پہاڑون تک لے جانے والے تھے اُسے دھمکی دی کہ "تیری سلطنت کی بھی یہی حالت ہوگی جو حالت کہ تو نے میرے خط کی کی ہو"

لیکن فی الحال اس پیشین گوئی کی کوئی علامت نہین ظاہر ہوئی تھی۔ قیصر روم کو ایرانیون سے دب کے مجبور ہونا پڑا کہ ایک صلحنامے پر دستخط کرے۔ اور تاجدار فارس کو سالانہ خراج ادا کرنا قبول کرے۔ اس ذلت کے بعد ہرقلوس قیصر روم یکایک اُس خواب خرگوش سے چونکا جس مین اپنی سلطنت کے ابتدائی دور مین وہ غافل پڑا رہا تھا۔ مقابلے کو آمادہ ہوا۔ کوہستان طوروس کی گھاٹیون مین اہل فارس کو شکست ہوئی۔ اور زرتشت کی جاے ولادت کی تباہی و بربادی سے اُس نقصان کا کسی قدر انتقام مل گیا جو ہلینا اور قسطنطین اعظم کے گرجون کو پہونچایا گیا تھا۔ دو سال بعد قیصر روم اپنے حریف کی خاص قلمرو کے درمیان مین گھس پڑا نینوا کے میدان مین اُسے نمایان فتح حاصل ہوئی اور ایرانیون کا سپہ سالار رہزاد خاص اُس کے ہاتھ سے نذر اجل ہوا۔ خسرو پرویز بھاگ کے دریاے دجلہ کے اُس پار ہو رہا۔

عہ ہلال ترکان آل عثمان کا معرکہ ہو۔ صحابہ کے جھنڈون پر ہلال کا ہونا کسی تاریخی شہادت سے ثابت نہین۔ مگر یورپ مین مصنفین عموماً اسلام کو ہلال ہی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین۔

عہ قسطنطین اعظم پہلا عیسائی شہنشاہ روم تھا اور ہلینا اُس کی مان کا نام ہو۔ بیت المقدس مین اکثر عالیشان مذہبی عمارتین جو عیسائیون کے پاس ہین وہ انھین مان بیٹون کی بنوائی ہوئی ہین۔

خیز دشمنون کے ہاتھ سے تو وہ اپنی جان بچائے گیا مگر خود اپنے بیٹے کے پھندے سے نہ بچ سکا جس نے قابو پاتے ہی گرفتار کرلیا۔ اور خسرو پرویز کے اِس قید خانے مین جان دینے کے ساتھ خاندان آل سامان کے اقبال کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ یہی خاندان تھا جس کے تابع فرمان ہونے کے ساتھ ہی دولت عجم تیسری صدی عیسوی مین اُس خواب مرگ سے چونکی تھی جس مین سکندر اعظم کی فتحون نے اُسے سلا دیا تھا عہ

ششہء ۶۲۸ء — اصلی صلیب کا ایرانیون سے واپس ملنا

خسرو پرویز کے بعد اُس کے بیٹے اور اُس کے قاتل سہ شیرویہ نے قیصر روم سے صلح کرلی جس کے نتیجے مین نہ صرف اُس کی رعایا کو اسیری و قید سے آزادی حاصل ہوئی بلکہ وہ نقصان بھی دور ہوگیا جو اصلی صلیب کے چھن جانے سے مقدس روضۂ مسیح کے کلیسیا کو برداشت کرنا پڑا تھا۔ اب وہ چیز پھر بیت المقدس مین آئی جو زیارت کا مرکز اور مرجع عام تھی۔ دوسرے برس خود ہرقلوس شکرانے کی منت پوری کرنے کے لیے بیت المقدس مین حاضر ہوا۔ جس جلوس نے اس رسم کو رونق دی تھی اُسی کے ساتھ ہرقلوس کی سلطنت کی عظمت و شان بھی ختم ہوگئی۔ اور جو صوبے اُس نے ایرانیون سے چھینے تھے وہ اپنے مرنے سے پیشتر ہی اُسے مجبوراً اصحاب محمد (صلعم) کے حوالے کرنے پڑے۔

ہرقلوس کا بیت المقدس کی زیارت کو آنا ۶۲۹ء

حضرت عمر فاروق کے ہاتھون ارض فلسطین کا فتح ہونا

ہرقلوس کو بیت المقدس کی زیارت کیے صرف آٹھ برس گذرے تھے کہ وہ عربی فوجین جو دمشق پر قبضہ کر چکی تھین شہر مقدس کا محاصرہ کرنے کو بڑھین۔ چار مہینے قلعہ بند رہنے کے بعد عیسائیون کے مقتدائے دین سفرونیوس کو یقین ہوگیا کہ عساکر اسلام کے مقابلے مین استقلال دکھانا اور اُن کے حملے کی تاب لانا غیر ممکن ہے۔ تاہم اُس نے عہد نامۂ صلح کی تکمیل کے لیے خود خلیفۂ اسلام کے موجود ہونے کی قید لگائی۔ یہی معاہدہ تھا جس کی رو سے اصحاب رسالت

عہ سکندر سے شکست کھانے کے بعد مملکت فارس مین ایک مدت تک طوائف الملوکی رہی تھی۔ اور سلطنت فارس بالکل تباہ و ویران تھی۔ آخر اردشیر بابکان نے جو ساسانیون کا پہلا بادشاہ ہے۔ اور ساسان اول کہلاتا ہے ایک جدید مضبوط سلطنت قائم کرکے ایران کی گذشتہ عظمت کو پھر زندہ کر دیا۔ اُس وقت سے سلطنت اُسی کی نسل مین رہی۔ اور روز افزون ترقی کرتی رہی۔ یہان تک کہ خسرو پرویز کے بعد عربون اور مسلمانون کے ہاتھ سے اس سلطنت و دولت کا خاتمہ ہوگیا۔

سہ خسرو پرویز کو اُس کے بیٹے شیرویہ نے تخت سے اُتار کے قید کرلیا۔ اور اُسی کے اشارے سے وہ قید خانے مین قتل کیا گیا۔

ایک دوسرے مقدس شہر پر قبضہ کرنے والے تھے کسی قدر ردّ و بدل کے بعد اُن کی یہ شرط قبول کر لی گئی۔ اور عمر فاروق جو صدیق اکبر کے بعد حضرت رسالت کے خلیفہ و جانشین قرار پائے تھے ایک اونٹ پر سوار ہو کے مدینے سے بیت المقدس کو روانہ ہوئے۔ مگر اس سادگی سے کہ جس اونٹ پر سوار تھے اُسی پر یہ مختصر آبدار خانہ اور باورچی خانہ بھی لدا ہوا تھا کہ ایک پانی کی چھاگل۔ خرمے اور ستو کی دو زنبیلین۔ اور ایک لکڑی کا کٹھرا۔

عمر فاروق کے مجوزہ شرائط بیت المقدس والون کے لیے۔

جو شرائط خلیفۂ اسلام نے پیش کیے اُن کی رو سے عیسائی نمایان طور پر محکومی کی شان سے رہنے پر تو البتہ مجبور کیے گئے تھے مگر اُن پر کسی قسم کی سختی نہین کی گئی تھی۔ بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اُن کے ساتھ بڑی بُرد باری کا برتاؤ کیا گیا تھا۔ مسیحی کوئی نیا گرجا نہین تعمیر کر سکتے تھے۔ اور جو پُرانے گرجے اُن کے قبضے مین تھے اُن مین بھی ضرور تھا کہ مسلمان لوگ دن رات جس وقت آنا چاہین نہ روکے جائین۔ اُن کی عمارتون کے بیرونی رُخ پر صلیبین لگائے یا بنائے جانے۔ یا سڑکون پر صلیب کے نکالے اور پھرائے جانے کے اجازت نہ تھی۔ گرجون کے گھنٹون کی نسبت بھی حکم تھا کہ سوا آہستہ آہستہ بجانے کے زور سے نہ بجائے جائین۔ زین اور اسلحہ کے استعمال کی بھی اُنھین ممانعت تھی۔ اور مسیحیون پر جن کا لباس فتح یاب قوم سے متمائز قرار دیا گیا تھا فرض تھا کہ مسلمانون کو دیکھ کے تعظیماً کھڑے ہو جائین۔ ان شرائط کی پابندی کرنے کے بعد صرف اتنا ہی نہ تھا کہ عیسائیون کو اپنی جان و مال کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔ بلکہ اُنھین اپنی مذہبی رسمین بجا لانے اور اپنے گرجون کو کام مین لانے سے کسی قسم کی مزاحمت نہین کی جاتی تھی۔

حضرت عمر اور مسیحیون کا مقتدا سفرونیوس

اِس آخری معاملے یعنی مسیحیون کے اپنے گرجون پر قابض رہنے کے متعلق خلیفۂ اسلام نے خود مسیحی مقتدائے دین سفرونیوس سے بھی زیادہ عاقبت اندیشی سے کام لیا۔ اگرچہ سفرونیوس نے خاص مرقدِ مسیح کے کنیسے مین اُن کے داخل ہونے کو نفرت و کراہت کی نظر سے دیکھا تھا اتفاقاً حضرت عمر اس کنیسے کے اندر ہی تھے کہ نماز کا وقت آگیا۔ اور اُنھون نے سفرونیوس سے پوچھا ”مین کہان نماز پڑھون؟“ جواب ملا ”یہین پڑھیے“۔ مگر حضرت فاروق نے قطعاً

عـــہ ایک وہ زمانہ تھا کہ حضرت رسالت عیسائی مہمانون سے خاص اپنی مسجد کے اندر بہ خوشی و مرحمت ملے اور حضرت عمر کے مسیحی معبد مین داخل ہونے کو عیسائی مقتدائے دین نے نفرت سے دیکھا۔ اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ عیسائی مسلمانون کو خوشی سے اپنے گرجون مین آنے کی اجازت دیتے ہین۔ اور مسلمان سمجھتے ہین کہ کسی عیسائی نے اُن کی مسجد مین قدم رکھا اور وہ چھوت ہو گئی۔ افسوس! یہی نہین ہر بات مین ایسا ہی انقلاب نظر آتا ہے۔

انکار کیا۔ پھر جب قسطنطین اعظم کے کنیسے مین لے جا کے نماز پڑھنے کو کہا گیا تو اُنھون نے دو بارہ انکار کیا۔ آخر اس آخرالذکر کنیسے ہی کے باہر اُس کی سیڑھیون پر نماز پڑھی۔ اور بعد فراغت مسیحی مقتدائے دین سے کہا "اگر مین اس عمارت کے اندر نماز پڑھ لیتا تو جس دستاویز کی روسے مسیحیون کو اپنے کنیسون پر قبضہ کرنے کی اجازت دی گئی ہی وہ بیکار ہو جاتی۔ اُن کے اس بیان کی پوری پوری تصدیق اُن کے پیروون کے جوش سے اُس وقت ہو گئی جب اُنھون نے اس بات پر اصرار کیا کہ جن سیڑھیون پر خلیفۂ رسول اللہ نے نماز پڑھی تھی وہان ہم مسجد تعمیر کرین گے۔ لیکن وہ مسجد جو حضرت عمر کے نام سے منسوب اور مشہور ہی وہ خاص ہیکل سلیمانی کی اُس بڑی قربان گاہ پر قائم ہوئی جہان قربانی کی چیزین چڑھائی جاتی تھین اور جو سنگ یعقوب کے نام سے مشہور تھی۔

زیارت بیت المقدس پر فتح عرب کا اثر

یہ دوسری فتح عرب ممکن تھا کہ ارض مقدس مین زائرون کے ہجوم و ازدحام کو دوبارہ روک دیتی۔ لیکن اس کی وجہ سے جو دقتین پیدا ہوئین اُنھون نے زیارت کی وقعت اور اُس کے فوائد کو اور بڑھا دیا۔ اور واقعی حضرت عمر کی فتح سے سوائے اس کے اور کچھ نہین ہوا کہ یہ پاک شہر دو ایسی قومون کے حصے مین آگیا جن مین سے ہر ایک اُس کو پاک و مقدس سمجھتی تھی اور اُن نیک اور متبرک بزرگون کے تبرکات کی عزت و حرمت کرتی تھی جن کے پاک اجسام اس سرزمین کے نیچے آرام کر رہے تھے۔ مسیحیون کو سوا اس کے اور کسی شکایت کی گنجائش نہ تھی کہ جس نجات دہندہ کی وہ پرستش کرتے تھے اُسے فاتح لوگ صرف ایک پیغمبر تسلیم کرتے تھے۔ اور اس پایے کا کہ اگر اپنے پیغمبر کے ہم رتبہ نہین تو صرف اُنھین سے کسی قدر کم مانتے تھے ؏

سلسلۂ زیارت کا بلا مزاحمت قائم رہنا

سفرونیوس کو حضرت عمر کے آگے سر اطاعت جھکائے تقریباً چار سو برس گذر گئے تھے اور اس طولانی زمانے کی نسلون کے عہد مین ارض مغرب بغیر کسی مزاحمت کے اپنے زائرون کے قافلے اور لشکر برابر ارض مقدس کو بھیجتی رہی۔ جن کے ساتھ ساتھ یورپین تاجرون کو بھی

؏ قدمائے اسلام اور عموماً محدثین کا یہ مذہب ہی کہ ہم پیغمبرون مین سے کسی کو کسی پر ترجیح نہین دے سکتے۔ اُن کے مراتب کا قائم کرنا صرف خدا کا کام ہی۔ اور حضرت رسالت نے بھی اشارۃً ایسا ہی فرمایا ہی۔ مگر ہان متاخرین اسلام مین اکثر علما کا یہ مذہب البتہ ہی کہ حضرت رسالت تمام انبیائے سلف سے افضل و اعلیٰ ہین۔

دنیاوی منفعت کا موقع ملتا تھا۔ اگر وہ زمانہ نہین باقی رہا جب زائر اس سرزمین کو خاص اپنی ملکیت سمجھتے تھے تو کوئی ایسی بات بھی نہین ہوئی جو اُنھین بہت ناگوار گذرے۔ یا جو سیحی دنیا کو سخت غصہ دلا کے اور برہم کر کے جوش مین لانے کی محرک ہو۔

سنہ ۱۰۱۰ع مین مصر کے خلیفۂ حاکم کی دست برد بیت المقدس پر

اس حالت مین کوئی قابل لحاظ تغیر اُس کشت وخون سے بھی نہین ہوا جو مصر کے مجنون فاطمی خلیفہ حاکم کی بدولت عمل مین آیا تھا۔ جبکہ اپنے متقدمین خلفا کے خلاف تعصب کے جوش مین آکے اُس نے یہ ارادہ کیا کہ مسیحیون کے مقدس معبد کو جو بیت المقدس مین واقع تھا تباہ ومسمار کر دے۔ بغداد کے خلفاے عباسیہ کے عہد حکومت کے بہ نسبت مصر کے ابتدائی زمانے کے بادشاہون کی حکومت سے عیسایون کو زیادہ فائدہ ہوا تھا۔ حاکم نے نہ اپنے ملک کے دنیاوی فائدون کا لحاظ کیا۔ اور نہ اُن فائدون کا جو ان کافرون (عیسائیون) کی تجارت سے اُسے حاصل ہو سکتے تھے۔ اور اُس کے سپاہی ان کارہاے نمایان یعنی بیت المقدس کے گرجے کے منہدم کرنے اور اپنے ہتھوڑون سے اُس غار کے منہدم کرنے مین مشغول ہو گئے جس مین سمجھا جاتا ہے کہ نجات دہندہ دفن ہوا تھا۔ اس کام مین ان لوگون کو بہت ہی کم کامیابی ہوئی۔ اور حاکم کو ایک سال تک اُس نور کے شُبقے کا نزول نہ ہونے سے اگر کوئی فائدہ ہوا بھی ہو تو غالبًا وہ فائدہ اُس نقصان سے بدرجہا کم ہو گا جو اس طرح ہوا کہ تمام عیسائی فرمان رواؤن نے اپنی بحری فوجین فراہم کر کے اور باہم مل کے ایک ساتھ حملہ کر دیا۔ ابھی فی الحال تو کسی ایسے اتحاد کا اندیشہ نہ تھا۔

یورپ مین یہودیون پر ظلم وجور

لیکن بہت سے عیسائی شہرون مین یہودیون پر ظلم ہونا اس بات کا پتہ دیتا تھا کہ اِن دونون فرقون مین جو ایک ہی قادر مطلق باپ کے ماننے کا دعوے کرتے ہین بہت دوری ہوتی جاتی ہے۔

زائرون سے یروشلم کے پھاٹکون پر محصول لیا جانا۔

اس سخت لیکن چندروزہ طوفان کے بعد ارض مقدس کے مسیحی زائرون کی حالت قریب قریب ویسی ہی ہو گئی جیسی کہ پہلے تھی۔ ہان اگر فرق تھا تو بس اس قدر کہ اب ہر ایک زائر سے بیت المقدس کے شہر پناہ کے پھاٹک مین داخل ہونے کے وقت کچھ محصول لے لیا جاتا تھا۔ لیکن یہ محصول بجاے ناگوار ہونے کے عیسائیون کو خوشگوار معلوم ہوتا ہو گا۔ اس کی بدولت امیر لوگ اپنے غریب دینی بھائیون کی طرف سے محصول ادا کر کے اور زیادہ امتیاز و ناموری حاصل کر سکتے تھے۔ بظاہر اب دنیا کی حالت بھی بدل گئی تھی۔ اور ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا کہ اب عرصے تک امن وامان قائم رہے گی۔ دس برس پیشتر عیسائی دنیا مین یہ غل مچا تھا کہ عنقریب

دنیا کے ختم ہونے اور قیامت کا انتظار ۱۰۰۰ء

قیامت آنے والی ہو۔ اور ایک ہزار ہے کے اختتام پر جو ۱۰۰۰ء کے خاتمے کے ساتھ ظہور پذیر ہونے والا تھا مسیحی دنیا مین یہ خیال پھیل گیا۔ اور ہر شخص اس امر کا منتظر ہوا کہ اب مُردے قبرون سے طلب کیے جائینگے۔ اور اس گناہ آلودہ دنیا کا خاتمہ ہو گا۔ آخر سالہا سال کا انتظار ختم ہوا۔ وہ دن آیا۔ مگر آفتاب اُسی طرح طلوع و غروب ہوتا رہا جس طرح کہ پیشتر طلوع و غروب ہوتا تھا۔ اور زائرون کا ایک بہت بڑا سیلاب ہمیشہ سے زیادہ طغیانی کے ساتھ مشرق کی طرف رجوع ہوا۔ ہر طبقہ اور ہر درجے کے لوگ حضرت مسیح کے روضے پر دعا کرنے کے لیے اپنے گھرون سے نکلے۔ پادریون نے اپنے گوشۂ عافیت اور بادشاہون نے اپنی سلطنتین اُن مقامات کو جا کر دیکھنے کی غرض سے چھوڑ دین جہان نجات دہندہ نے تکلیفین اُٹھائی تھین اور جہان آخر کار اُسے امتحان مین کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اس جماعت مین بلحاظ تعداد سرگرمی اور جوش کے اہل فرانس یعنی اہل فرنگ سب سے زیادہ تھے۔ اور اسی وجہ سے اُس وقت سے ممالک مشرق مین تمام یورپین قومون کا لقب فرنگی ہو گیا۔ کمزورون اور ناتجربہ کارون عورتون اور نوعمرون کے واسطے یہ زیارت کا سفر تو زیادہ پُرخطر ہوئے ہی گا مگر قوی سے قوی لوگ بھی اس سفر مین سخت مصیبتون مین مبتلا ہو جانے کے اندیشے سے خالی نہ تھے۔ ولیم فاتح کا ایک پیش دست منشی جس کا نام انگلف تھا تیس مسلح سوار ہمراہ لے کے ارض مقدس کو روانہ ہوا۔ انہین سے صرف بیس آدمی پا پیادہ واپس آئے جن کے پاس سوا جھولیون اور جریبون کے کچھ نہین باقی رہا تھا۔ لیکن غالباً ان لوگون کو ایسے دشمنون سے نقصان نہین پہونچا تھا جو نوع انسان سے ہون۔ اور ان مین سے جو لوگ مارے گئے وہ اگر شہادت کا دعویٰ کر سکتے ہین تو صرف اُسی حیثیت سے جس طرح کہ ہروڈ کے حکم سے پاک معصوم ذبح کیے گئے تھے۵۔ اگر تمام حیثیتون سے دیکھا جائے تو یہ سفر اُس وحشیانہ اور بدانتظامی کے زمانے کے دیکھتے خطرون اور دشواریون سے بالکل پاک و صاف ہو گیا تھا ملک ہنگاریا کے باشندون کے عیسائی ہو جانے سے یورپ کے عین درمیان مین سے زائرون کے

۵ ہروڈ وہ یہودی بادشاہ ہو جس کے عہد مین حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے۔ اُس نے ولادت مسیح کی خبر کاہنون سے پا کے اور اپنے زوال کے اندیشے سے گھبرا کے حکم دیا کہ بیت اللحم مین دو سال کے اندر کے جتنے بچے ہون سب قتل کر ڈالے جائین۔ اُن کی مثال دینے سے غالباً مصنف کا یہ مطلب ہو کہ وہ لوگ بے لڑے بھڑے اور بغیر ہتھیار اُٹھائے مارے گئے۔

لیے بےخطر راستہ کھُل گیا۔ اور حامی دین بادشاہ ولی اسٹیفن زائران ارض مقدس کا بہت بڑا حامی اور دوست ثابت ہوا۔

لیکن حضرت عمر کے تغیر سے بدرجہا بڑھا ہوا انقلاب اُس قوت کے ہاتھون ہوتا نظر آتا تھا جو مشرق کے دور و دراز مقامات سے بڑھتی چلی آتی تھی۔ اور جس سے اندیشہ ہو چلا تھا کہ ایسا نہ ہو اس عربی سلطنت کو بھی تہ و بالا کر ڈالے۔ وسط ایشیا کے ریگستانون سے سلجوقی ترک مغرب کی جانب بڑھتے ہوئے چلے اور سلطنت فارس کو زیر و زبر کر کے ایشیائے کوچک پر جو قیاصرہ روم کے ورثہ مین تھا قابض ہو گئے۔ یہ انقلاب پیدا کرنے مین انھین اُن عیسائی باشندون کے سکوت سے کچھ کم مدد نہین ملی جو مسلمانون کی قلمرو مین کثرت سے آباد تھے۔ اور مختلف ٹیکسون اور مولویون کے ظلمون کی وجہ سے مسلمانون کے اگر جانی دشمن نہین تو اُن سے ناراض ضرور تھے۔ بائی زنٹیم یعنی قسطنطنیہ کے فرمان رواؤن نے ان حملہ آورون کے واسطے حتے الامکان راستہ صاف کر دیا۔ اب کئی مختلف مالکون کے قبضے مین رہنے سے اس سرزمین کے باشندون کی تعداد بہت کم ہو گئی جو کہ نہایت مخدوش بات تھی۔ اور تھوڑے ہی عرصے مین ان ترکون کی تعداد کپا دوقیہ۔ فریغیہ۔ اور غلاطیہ کے علاقون مین بہت بڑھ گئی اور جس ملک کو انھون نے ابھی کل لیا تھا اُسی مین اُن کی قوت اتنی بڑھ گئی کہ حروب صلیبیہ کے جوش مین جو مسیحی گھرون سے نکل کے ارض مقدس کو جانا چاہتے تھے اُن کی پوری طرح مزاحمت کر سکے۔ سلجوقی بادشاہون نے جو قسطنطنیہ کی جانب بہت دور تک بڑھ آئے تھے شہر نیقیہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ جہان مسیحی دنیا کی اُس پہلی عام کونسل نے اجلاس کیا تھا جس مین مذہب کیتھولک مسئلہ تثلیث و توحید سے وابستہ کیا گیا تھا؏۔ یہان قبضہ کر کے اِن سخت حملہ آورون نے رسالت محمدی کا آوازہ بلند کیا۔ اور ایسے احکام نافذ کیے جن کی رو سے گرجون کا انہدام اور عیسائی نوجوانون اور اُن کی دوشیزہ لڑکیون کا بےعزتی کے ساتھ غلامی کرنا اور بےقدر و بےآبرو لونڈیان بنایا جانا جائز ہو گیا۔ وہ پہاڑ جو کنیسۂ سینٹ صوفیہ کے گنبد پر سے دکھائی دیتے تھے ترکی سلطنت کے حدود مین داخل تھے۔ یہ خطرہ بہت خوفناک معلوم ہوا اور مشرقی شہنشاہ یعنی قسطنطنیہ کے یونانی

سلجوقی ترکون کا عروج ۱۰۹۲ء

سلجوقیون کی اور سے تناہی

۳۲۵ء

یونانی شہنشاہ الکزیوس کی فرماد مغرب کے عیسائیون کے سامنے

؏ اسی نیقیہ کی کونسل نے جو حضرت مسیح کے سوا تین سو برس بعد منعقد ہوئی تھی توحید کو مٹا کے تثلیث و توحید کی بنا ڈالی۔ اور مسیحیون کو مشرک بنایا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیشتر عیسائیون مین تثلیث نہ تھی۔ جن عیسائیون نے اِس موقع پر تثلیث نہ قبول کی مردود قرار دیے گئے۔

فرمان روا الکزیوس نے رومی و لاطینی مسیحیت سے امداد کی درخواست کی[عہ] لیکن چونکہ ابھی وہ آگ اچھی طرح مشتعل نہین ہوئی تھی لہذا اُس کی استدعا بیکار رہی۔

۱۰۷۶ء بیت المقدس پر سلجوقیون کا قبضہ

اس کو زیادہ زمانہ نہین گذرا تھا کہ سلجوقیون مین سے امیر تتش[عہ] بیت المقدس کا مالک ہو گیا۔ اور عیسائیون کو نقصان اُٹھا کے یہ معلوم ہو گیا کہ ان شمالی ریگستانون کے سنگدل خانہ بدوشون کی غلامی اور اُمّی قوم کے خلیفہ حضرت عمر کی اطاعت مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جو باضابطہ محصول زائرون سے لیا جاتا تھا اب اُس کے مقام پر اس سرزمین مین ہر جگہ ڈاکہ زنی ہونے لگی۔ اب لوگون کا مال و اسباب زبردستی چھینا جاتا تھا۔ اور بیت المقدس کا سفر ایسا پُرخطر ہو گیا کہ بہادر سے بہادر لوگون کو بھی اُس کا خیال کر کے خوف معلوم ہوتا تھا۔

مسیحی زائرون کی مصیبتین اور اُنپر زیادہ سختیان

زائرون کی تضحیک و تذلیل کے ساتھ پاک مقامات اور اُن کے مجاورون کی بھی تفضیح و توہین ہونے لگی۔ حتیٰ کہ مسیحیون کی عبادت مین بھی خلل اندازی کی گئی۔ اور اُن کے اُسقف اعظم کی یہ گت بنی کہ لوگ اُسے بال پکڑ کے گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔ لے جا کے قید خانے مین ڈال دیا اور کہا کہ جب تک ایک رقم کثیر نہ ادا کروگے نجات نہ ملے گی۔

مشرقی تجارت کا تنزل

زائرون کے لیے اگرچہ یورپ کے راستے مین بھی خطرے تھے۔ لیکن اب اُس سے دس حصہ زیادہ خطرے ہلسپانٹ[عہ] کے مشرقی ساحل پر پیدا ہو گئے۔ اس وقت تک انھین اس سفر مین آرام ملا کیا تھا۔ اور تاجرون کے بڑے بڑے گروہ اُنکے ساتھ ہو جایا کیے جن کی وجہ سے حفاظت و امن کی بابت اور زیادہ اطمینان ہوتا تھا۔ ارض مقدس مین مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے کی یادگار مین جو میلا ہوا کرتا تھا اُس کی وجہ سے جنوا اور پیسا کے جہازون کے بیڑے شام کے بندرگاہون پر آتے تھے۔ اور

عہ ان دنون قسطنطنیہ کی مسیحیت اور روما و اٹالیا کی مسیحیت مین اختلاف پیدا ہو چکا تھا۔ روم والے کلیسیاے روم کے تابع تھے۔ اور قسطنطنیہ والے کلیسیاے یونان کے پیرو۔ اور اسی وجہ سے باہم دونون مین ہمدردی نہ تھی۔ یہ اختلاف آج بھی موجود ہے۔ ممالک عثمانیہ اور روس کے عیسائی کلیسیاے یونان کو مانتے ہین۔

عہ تتش سلجوقیون کے مشہور سلطان ملک شاہ کا بھائی تھا۔ اور تاج الدولہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ملک شاہ نے اُسے اپنی طرف سے ارض شام پر قبضہ کرنے کی اجازت دی جسے اُس نے بنی فاطمہ مصر کے ہاتھ سے چھینا۔ اور عباسیون کا خطبہ جاری کیا۔

عہ ہلسپانٹ اُس آبناے کو کہتے ہین جو قسطنطنیہ کے نیچے یورپ و ایشیا کے درمیان مین واقع ہے۔ اُس وقت یہی حد مسلمانون اور مسیحیون کے ملک کی تھی۔ ہلسپانٹ کے مغربی ساحل پر عیسائی تھے۔ اور مشرقی ساحل پر مسلمان۔

اُن کے آنے سے الملفی کے اُن تاجرون کی سخاوت کا معقول معاوضہ ہوگیا تھا جنھون نے ولی یوحنا کی یادگار مین ایک ہسپتال بنوادیا تھا۔ لیکن یہ سب امن وامان کے زمانے کی باتین تھین۔ تجارت کو دریائی اور خشکی کے خطرون سے کوئی دلچسپی نہ ہوسکتی تھی۔ تاجر لوگ صرف دولت حاصل کرنے کے لیے آتے تھے لہذا راحت کے سوا مصیبت مین ساتھ نہ دے سکتے تھے۔ غرض اس بدنظمی کی وجہ سے اُن بیڑون کا آنا بھی موقوف ہوگیا۔ اور خشکی کے قافلے صرف اُن لوگون پر محدود رہ گئے جو بیت المقدس کے معبد کو ایسا متبرک سمجھتے تھے کہ وہان جانے مین جاہے جو اور جیسی مشکلین اور مصیبتین پیش آئین اُنھین گوارا تھین۔ یہ لوگ اب اس شان سے جاتے کہ سو سو کے غول باندھ کے گھر سے نکلتے۔ لیکن اُن مین سے بعض اوقات صرف دس آدمی اور بعض حالتون مین صرف ایک ہی شخص واپس آتا۔ اور اُن مصیبتون اور تکلیفون کو ہموطن مسیحیون مین بیٹھ کے بیان کرتا جو زائرون کو برداشت کرنی پڑتی تھین۔ اور ان وحشیانہ ظلمون کی تصویرین کھینچ کھینچ کے دکھاتا جو بیت المقدس کے عیسائیون بلکہ عموماً مشرق کے کل مسیحیون پر ہورہے تھے۔[ع]

بیت المقدس کے عیسائیون پر ظلم

العرض اب مسیح کا گرجا مسلمانون کے آہنی پنجے مین تھا۔ اور اُس کے شہیدون کا خون انتقام کے واسطے فریاد کررہا تھا۔ مسیحی دنیا کے تمام لوگون کے دلون مین ناراضی کا جوش بڑھتا جاتا تھا اور انتقام کے دریا کو گویا صرف ایک تحریک کا انتظار تھا کہ چھیڑ ہوا ور طغیانی پر آکے اُس تمام سرزمین کو ڈبو دے جسے دین کے دشمنون نے غارت کر رکھا تھا۔ لوگ تو خیر تیار ہو بیٹھے ہی تھے لیکن عام ناراضی خود بخود ایک سخت طوفان کی طرح پھیل جائے گی۔ بادشاہ چاہے کچھ عرصے کے لیے اپنی سلطنتین چھوڑنے پر رضامند ہوجاتے لیکن ظاہر ہے کہ بیرونی و اندرونی مشکلون کی وجہ سے وہ بہت جلد اس کام سے تھک جاتے۔ اب صرف کسی ایسی مجبور

مغرب کے مسیحیون کی عام برہمی

ع۔ عموماً تمام مسیحی مورخین حروب صلیبیہ کی بنیاد اس امر کو قرار دیتے ہین کہ عربون کی حکومت جانے کے بعد سلجوقی ترکون نے عیسائیون پر ایسے ظلم شروع کیے کہ مسیحی تاب نہ لاسکے۔ اور لڑائی پر آمادہ ہوگئے۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ سلجوقیون کے عہد مین خلفائے عباسیہ کے زمانے کی ایسی آزادی معدلت پروری نہین رہی تھی اور وہ کسی حد تک زیادتیان کرنے لگے تھے مگر حروب صلیبیہ کی بنیاد یہ تھی کہ بیشتر مسیحی لوگ پاپائون اور اسقفون کی گرفت مین اس قدر تھے۔ لہذا پادریون کو اپنے دل کی آرزوئین پوری کرنے کا اس قدر موقع نہ ملتا تھا جب اُن کی حکومت غالب ہوئی مسیحی سلطنتین اُن کی تابع فرمان

اس جوش کے باضابطہ بنانے کے لیے مذہبی منظوری کی ضرورت

کرنے والی قوت کی ضرورت تھی جو اُنھین اُن عہدون پہ قائم رکھے جن کے فرمان صرف اسی زندگی پر محدود نہین بلکہ بعد وفات بھی موثر رہین۔ اور ایسے فرمان صرف وہی شخص دے سکتا تھا جس کے ہاتھ مین آسمانی سلطنت کی کنجیان تھین۔ اور جس کا تخت رسولون کے بادشاہ یعنی بطرس حواری کی یہاڑی تھی۔

دوسرا باب

کلرمانٹ کی کونسل

اگلے باباؤن پر رومی اصول شہنشاہی کا

پوپ روم کا سب سے بڑا اُسقف ہو۔ اور روایات کو یہ فخر حاصل ہو کہ اُنکی وسیع سلطنت کی ابتدائی ذلت کو بھی روحانی و مادی اور دینی و دنیاوی حکومت بتاتے ہین۔ ارض جلیل کا غریب ماہی گیرعہ (بطرس حواری) اُس قدیم ازلیعہ شہر (رومتہ الکبری) مین جب کبھی داخل ہوا تھا تو ایک ایسے اجنبی شخص کی طرح داخل ہوا تھا جو صرف اُن چند لوگون کا رہنما اور رہبست بننے کو آیا ہو جو روم کی سوسائٹی کو الگ سے دیکھتے تھے۔ اُس سے نفرت کرتے تھے۔ اور اُس کی بُرائیون سے علٰحدہ رہنا چاہتے تھے۔ لیکن ارض مغرب مین خود مذہب مسیحی کے داخل ہونے کے بعد جب اُن لوگون کے خیالات اور یہی قسم کے نئے رسوم سے بدل گئے جنھین اُنھون نے اختیار کیا تھا تو اقتدائی اور سرگروہی دین مین بھی بے ارادہ آپ ہی آپ اُس ملک کے رسم و رواج کے مطابق ترمیم ہو گئی۔ یہی وہ ملک تھا جس سے مسیحیت کو سب سے پہلے سخت جھگڑا کرنا پڑا تھا۔ روم معمولی شہرون کے مثل نہ تھا۔ لہذا اُس کا اُسقف بھی اور گرجے کے پادریون کی طرح خاموش نہین بیٹھا رہ سکتا تھا۔ اُسے رعایا سے سابقہ رکھنا تھا۔ اور وہ اُس وسیع ملک کے عین وسط مین قیام پذیر تھا۔ وہ روایتین جو روم کے اصول شہنشاہی سے علاقہ رکھتی تھین اور پشت ہا پشت سے چلی آتی تھین ممکن نہ تھا کہ اُن کا اثر اس نئے مذہب پر بھی نہ پڑتا۔ لہذا تھوڑے ہی عرصے مین اس صدا کا شور و غل آسمان

۴ نہین تو اُنھون نے مذہبی جہاد کا فتوے دیا۔ اور تعصبات کے بڑھانے کی کوشش کرنے لگے اور انھین کی ان کوششون کا نتیجہ صلیبی لڑائیان تھین۔

عہ۵ بطرس حواری ارض جلیل کا ایک مچھلی والا تھا۔ اور تمام پوپ اُسی کے جانشین مانے جاتے ہین۔

عہ۵ رومتہ الکبری کو قدیم رومی بت پرست ازلی و ابدی مانتے تھے۔

تک پہونچ گیا کہ "مسیح زندہ ہین" "مسیح حکومت کرتے ہین" اور "مسیح شہنشاہ ہین[ع۵]"۔

۵۸۳ء سے ۶۰۴ء تک — اس غیر مرئی شہنشاہ (مسیح) کے قائم مقامون یعنی اسا قفہ کو آخر رفتہ رفتہ اتنی قوت حاصل ہو گئی جو اُلوالعزم سے اُلوالعزم بادشاہون کو بھی نہ میسر ہوئی ہوگی۔ اس قوت کو گرگیری اعظم نے گوشہ نشینی اور نفس کشی کے پیرایے مین صرف کیا۔ اور اسی قوت سے گرگیری ہفتم ہلڈبرینڈ نے بہ حیثیت ایک فوجی سپہ سالار کے کام لیا۔ گرگیری اول فقیر تھا۔ اور تمام مادی چیزون کو

۱۰۷۳ء سے ۱۰۸۵ء تک — نجس لاصل خیال کرتا تھا۔ گرگیری ہفتم کو اگر اس فلسفہ کی طرف کچھ رُجحان تھا بھی تو مذہبی حکومت حاصل کرنے کا ولولہ اُس سے بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ روحانی نوجون کے ذریعے سے ساری دنیا کو فتح کرلے۔ اور اس فتح کا نتیجہ صرف امور آخرت ہی پر محدود نہ رہے۔ بلکہ وہ چاہتا تھا کہ اس فتح کے ذریعے سے اُسے تمام سلطنتون پر حکومت حاصل ہو جائے بادشاہ اُس کے حکمون کے تابع ہون۔ اور اُسے اُن کی فوجون اور خزانون پر پورا اختیار حاصل ہو۔ اُس کا منشا تھا کہ مقتدایان دین ہی خود مختاری کے ساتھ ملکی انتظام کرین۔ گو کہ پوپ ہلڈبرینڈ اس غرض کو ظاہر کرنا خلاف مصلحت خیال کرتا تھا لیکن اُس کی اصلی غرض یہی تھی کہ پوری طرح اس امر کو ثابت کردے کہ موجودہ طریقۂ انتظام ملکی محض ایک بُرے اصول پر کام کرنے کا نام ہو۔ اس کوشش کی بنیاد اگرچہ ایک عرصے سے پڑ چکی تھی لیکن تاہم ہلڈبرینڈ کو اس قدر کامیابی ہوئی کہ پادریون کی حکومت کے کامل ہو جانے مین بہت ہی تھوڑی کسر چھوڑ گیا تھا جس کو دور کرکے پوری کامیابی حاصل کرلینا اُس کے جانشینون کے ذمے ہوا۔ مگر اُس کے بعد والون کو صرف اتنا ہی آتا تھا کہ عوام کے جوش اور بادشاہون کے حوصلون سے

ع۵ مسیحی مذہب کے موجودہ پیرو ون مین یہ عجیب بات ہو کہ اپنے مذہبی انقلابات کو تاریخی حیثیت سے بخوبی جانتے اور تسلیم کرتے ہین۔ مگر اپنی غلطیون پر متنبہ نہین ہوتے۔ سب کو معلوم ہو کہ تثلیث کا مسئلہ قسطنطین اعظم کے وقت مین ظاہر ہو کے جزو دین بنا۔ مسیح کے خدا کا بیٹا بنائے جانے کی ابتدا پہلے بتائی جا چکی ہو۔ اور خود مصنف صاحب نے بتایا ہو کہ یہ مصر کے بُت پرستون کا عقیدہ تھا۔ اب اس امر کو بھی مصنف صاحب تسلیم کر رہے ہین کہ مسیح کی بادشاہت کا عقیدہ روم کی قدیم بت پرستی اور شان و شوکت سے نکل کے مسیحیت مین آیا۔ یہ سب جاننے کے بعد حیرت ہو کہ زائد اور بعد کے عقائد کو نکال کے حضرت مسیح کی خالص تعلیمون کو کیون نہین منتخب کرلیتے کہ اپنے مین اور مسلمانون مین کوئی فرق نہ پائین۔

ہوشیاری کے ساتھ فائدہ اُٹھالین - چنانچہ وہ اگر یورپ کی باہمی لڑائیون کے بانی نہین تو محرک ضرور ہوئے تھے - پوپ ہی کی اجازت سے بے قدر مرووِنجین کی معزولی مین مدد ملی - اُسی کے حکم سے اول بادشاہ کیرولنجین مقرر ہوا - وہ قیصری کا تاج جو چارلس اعظم کے سر پر تھا پوپ لیو سوم ہی کا عطا کیا ہوا تھا - خود ہلڈبرینڈ نے سکندر دوم کے ذریعے سے انگلستان کی سلطنت گاڈون کے بیٹے سے لے کر نارمنڈی کے ولیم دی بیسٹرڈ کو عطا کی تھی - لوگون نے یہ خوب کہا ہو کہ گو ابھی تک حروب صلیبیہ کا نام بھی نہین سنا گیا تھا مگر پہلی صلیبی لڑائی پر وعظ کا سلسلہ دراصل اسی زمانے مین شروع ہو گیا تھا - اور یہی وعظ اُس آواز مین کی گئی تھی جو انگلستان کی آزادیون کے خلاف روم مین بلند ہوئی تھی - ہم یہ بھی بتا سکتے ہین کہ روم مین یہ آواز اُسی مسیحی مقتداے دین نے بلند کی تھی جس کو سلطان مراکش کا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت ہوئی تو اُسے یقین دلا دیا کہ گو طریق عبادت اور طرز عقیدت مین فرق ہو لیکن دراصل ہم دونون ایک ہی خدا کے ماننے والے - اور ایک ہی مذہب کے پیرو ہین - اور سلطان مراکش کا شکریہ ادا کرنے کی یہ ضرورت تھی کہ اُس نے اپنی قلمرو مین مسیحی رعایا کے ساتھ کچھ خاص رعایتین کی تھین -

اب پاپاؤن کو یہ قدرت حاصل تھی کہ بڑی بڑی فوجون کو لڑا دیتے اور عوام کے جوش کی آگ کو جو افسردہ ہو گئی تھی مشتعل کر کے انتہائی درجے پر پہونچا دیتے - اور شام کے دشمن دین فاتحون (مسلمانون) کے مقابلے پر یورپ کی قوت کے آمادہ کر دینے کے لیے صرف انھین دونون باتون کی ضرورت تھی - گرگیری ہفتم کی تاریخ دیکھنے سے نمایان طور پر ظاہر ہو جاتا ہو کہ اُس غرض کی جانب جب تک عام لوگون کے خیالات رجوع نہ ہو جائین پاپاؤن کو بالکل کامیابی نہین حاصل ہو سکتی تھی ہیسٹنگز مین ہرلڈ کے قتل مین مدد دینے کے آٹھ برس بعد ہلڈبرینڈ نے ایک خط اُن لوگون کے نام لکھا جنھین کیتھولک اصول کی مسیحیت سے محبت تھی - اور اُس کے حامی تھے - اس خط مین اُن لوگون سے استدعا کی گئی تھی کہ دنیا کے تمام کامون کو چھوڑ کے پہلے اس دینی خدمت کو انجام دین - کہ سلجوقی ترکون کو سلطنت مشرقی روم کی سرحد سے مار کے نکال دین - اب سات پہاڑیون والے نئے شہر یعنی قسطنطنیہ کے لیے بھی اِن وحشیون کی طرف سے اندیشہ ہو اور کون کہہ سکتا ہو کہ کتنی جلد یہی خطرہ خود شہر رومۃ الکبری کے لیے بھی پیدا ہو جائے گا - اس مین کسی قسم کا شک و شبہ نہین کہ مسیحی لوگ اپنے اعتقاد اپنے جوش اور اپنی سپہگری کی بدولت اِن بے اصول بے ایمانون سے میدان صاف کر دین گے - اور ایماندارون (عیسائیون) کی فتح سے پاپاؤن کو بھی

گرگیری ہفتم کے تدابیر و اغراض

۱۰۷۴ء ایمانداروں کے نام اُس کا اطلاعی خط

بہت کچھ نفع حاصل ہوگا۔ ترکون کے ہاتھ سے نجات پانے کا معاوضہ مشرقی شہنشاہ روم یون
ادا کریگا کہ رومتہ الکبری مین پاپاؤن کی جو مذہبی کونسل قائم ہو اُس کا تابع فرمان ہوجاے گا اور
بائزنطائن یعنی قسطنطینیہ کے مقتداے اعظم کا یہ دعوی بھی جاتا رہے گا کہ وہ بطرس حواری
کے جانشین کا ہم رُتبہ وہم پایہ ہے۔ لیکن باوجودیکہ اس تدبیر مین بڑی ہوشیاری سے لاطینی
یعنی رومی کلیسیاے مسیحیت کے فروغ دینے کی کوشش کی گئی تھی تاہم عیسائیون کی زیادہ
جماعت نے اُسے محض ایک ملکی مہم خیال کیا۔ اور کسی کو بھی مشرقی شہنشاہ کے خطرون اور
مصائب کا خیال کرکے اُس سے ہمدردی نہین پیدا ہوئی قسطنطینیہ کا تاجدار بھی ایسا شخص
نہ تھا کہ خواہ مخواہ اُن لوگون سے زیادہ محبت کرنے لگتا یا اُن کے لیے اپنا خون بہاتا جنھین
اُس پر ظلم کرنے مین مزہ آتا تھا۔ اور ہلڈیبرینڈ نے غلطی سے جو ارتداد کا فتوے نکیفورس سوم
(شہنشاہ قسطنطینیہ) کے خلاف دیا تھا اُس کی وجہ سے مشرق کے مسیحیون کے دل مین کچھ
ایسے خیالات پیدا ہوگئے تھے جو پوپ روم کے اِن منصوبون کے بالکل مخالف تھے۔ ہلڈیبرینڈ
کے خط مین کسی مذہبی کمیٹی کے سامنے استغاثہ نہین پیش کیا گیا تھا۔ اُس مین یہ بھی نہین لکھا تھا
کہ متبرک مقامات مین کیسے کیسے ناجائز افعال عمل مین آتے ہین۔ یا دین دار زائرون پر کیا کیا ظلم
ہوتے ہین۔ اُس سرمدی اجر کی بابت بھی کچھ نہین ظاہر کیا گیا تھا جو زائرون کو صرف زیارت

عـہ قدیم سلطنت روم جس کا مرکز سلطنت ایطالیہ کا پُرانا شہر رومتہ الکبری تھا قسطنطین اعظم کے
چند روز بعد سے دو جداگانہ شہنشاہیون پر تقسیم ہوگئی تھی۔ ایک سلطنت مشرقی جس کا دارالسلطنت
قسطنطنیہ قرار پایا۔ اور دوسری سلطنت مغربی جس کا صدر مقام وہی قدیم شہر رومتہ الکبری تھا۔
اختلاف سلطنت کے بعد اِن دونون سلطنتون مین اختلاف مذہبی بھی پیدا ہوگیا۔ قسطنطینیہ والے
کلیسیاے یونان کے تابع ہوئے جو مذہب آج بھی یونان سے لے کے رُوس تک پھیلا ہوا ہے اور
اُن کا مرکز دین کنیسۂ سینٹ سوفایا قرار پایا۔ جو آج مسلمانون کی ایک عظیم الشان مسجد بنا ہوا ہے۔
دوسری طرف رومتہ الکبرے مین کلیسیاے روم تھا۔ جس کی مقتدائی کا تاج پاپاؤن کے سر پر تھا
یہ پوپ سمجھتے تھے اور سمجھتے ہین کہ حضرت مسیح کے حواری بطرس کے جانشین اور خلیفہ ہین۔ مگر
کلیسیاے یونان والے اُن کے اس دعوے کو نہین مانتے۔ اسی وجہ سے پوپ نے اس موقع پر قسطنطینیہ کی
مشرقی سلطنت کی مدد بھی کی تو اس شرط سے کہ وہان کا تاجدار پوپ کو سچا جانشین بطرس تسلیم کرکے اپنا
مذہب چھوڑ دے اور کلیسیاے روم کا پیرو ہوجاوے۔

کر لینے سے حاصل ہو جاتا ہو۔ روا روی مین صرف اس قدر کہ دینا کہ میری رہنمائی سے پچاس ہزار بہادر خدا کے دشمنون سے لڑنے اور اُس کے روضے پر پہونچ جانے کی تمنا رکھتے ہین یہ بھی چندان بہ کار آمد نہ تھا۔ ہلدیبرینڈ کو یہ نہ سوجھا کہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لیے کون سا عنوان اختیار کرنا چاہیے۔ اور اُسے نہ نظر آسکا کہ ارض مغرب خود ہی اپنے دین کے دشمنون سے لڑنے کے لیے کمر باندھ رہی ہی۔

جب رابرٹ گِس کارڈ ڈیڑھ سو جہاز اور تیس ہزار فوج لے کے برنڈیزی (جنوبی ایطالیہ) سے چلا ہو تو ممکن ہو کہ ہلڈیبرینڈ کو یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ یہ عظیم الشان آگ اب بھڑک اُٹھی مگر وہ فاتح جس نے ایطالیہ مین بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے تھے بحیرۂ ایڈریاٹک کے مشرق مین گویا کچھ بھی نہ کر سکا۔ ایک طرف ڈیورازو کی فصیل کے سامنے تو اس کی فوج نے اپنی پوری قوت صرف کر دی مگر دوسری طرف بحری فوج کو جن پر اُس کا بیٹا بوہیمانڈ سپہ سالار تھا فاش شکست ہو گئی [۵] مگر صرف اُس بُغض و عناد کی وجہ سے جو شہنشاہ الکزیوس کو اپنے سپہ سالار پیلیولوگوس کے ساتھ تھا گِس کارڈ کی فوج تباہی و بربادی سے بچ گئی۔ اور اُس کی شکست بھی فتح کی صورت مین نمایان ہوئی۔ اس کے بعد جب گِس کارڈ ایطالیہ مین واپس آنے پر مجبور ہوا تو اس مہم کے سر کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو بوہیمانڈ کو وہین چھوڑ گیا۔ بوہیمانڈ نے باپ کے جانے کے بعد ایپائرس پر قبضہ کر لیا اور تھسلی کا شہر لارسا فتح کرنے کو تھا کہ یکایک اُسے بھی فوج اور روپے کی ضرورت پیش آئی! ورجس قدر جلد ممکن ہوا وہ بھی ایطالیہ کو واپس گیا۔ اُس کی غیبت مین اُس کے قائم مقام برئن کو جو ابنولیا کا سپاہی تھا شہنشاہ قسطنطنیہ کی فوج سے دب کے مجبور ہونا پڑا کہ کسٹوریہ کے محاصرے سے ہاتھ اُٹھائے اور اقرار کرے کہ مشرقی تاجدار کے ملک پر پھر کبھی حملہ نہ کرے گا۔

سنہ ۱۰۸۱ء ایطالیہ مین اہل نارمن

سنہ ۱۰۸۲ء

سنہ ۱۰۸۳ء

سنہ ۱۰۸۵ء

چند ہی مہینون کے بعد رابرٹ گِس کارڈ نے مشرقی سلطنت کے فتح کرنے کے لیے نئی فوج جمع کی۔ نہر لورفو کا محاصرہ کیا۔ اور کیفالونیا تک جا پہونچا تھا کہ موت نے اُس کا کام ہی تمام

[۵] یہ لڑائی ایطالیہ والون یعنی پوپ کے طرفدارون اور کلیسیاے یونان کے پیروون یعنے الکزیوس شہنشاہ قسطنطنیہ کے سپاہیون سے ہوئی تھی۔ اور آخر الذکر بادشاہ ہی کو فتح بھی حاصل ہوئی۔ مگر چونکہ اُسے اپنے سپہ سالار سے عناد تھا لہذا بے اصول سپہ سالار نے دشمنون کو شکست دینے کے بعد بھی تباہ ہونے سے بچا دیا۔

سنہ ۱۰۸۷ء کر دیا۔ اور معلوم ہوا کہ اب بظاہر اس مہم کا خاتمہ ہو گیا۔ ہلڈیبرینڈ نے جو آتش حرب دول اسلام کے مقابلے مین مشتعل کرانی چاہی تھی اُس کے لیے اُس کے جانشین پوپ وکٹر ثالث نے کچھ کم جوش سے وعظ نہین کی۔ اُس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ جو کوئی اس جنگ مین شریک ہوگا اُس کے سب گناہ معاف ہو جائین گے۔ لیکن اُس کے یہ پُرجوش الفاظ بھی مسلمانون سے ارض مقدس کے چھیننے کے لیے سپاہیون اور جنگ جو لوگون کے لشکر نہ فراہم کر سکے۔ اس جوش کے پیدا کرنے کا صرف اتنا پھل ملا کہ جنوا اور پیسا کی بحری فوج نے بیت المقدس کے عوض افریقہ کے سواحل[ع] کو لوٹ لیا۔ اور جو کچھ مال غنیمت وہان سے ملا ہزارہا بندگان خدا مین سے صرف اُن چند شخصون کے ہاتھ آیا جو اپنا گھر بار چھوڑ کے ارض پاک کی زیارت کو جانے والے تھے۔

سنہ ۱۰۹۵ء پیا سنزا کی کونسل ہلڈیبرینڈ کی وفات کے دس سال بعد تین چار ہزار پادری اور تیس ہزار اہل حرفہ اور ملازمت پیشہ لوگ پیا سنزا کی کونسل مین پوپ اربن ثانی کی وعظ سننے کے لیے جمع ہوئے۔ اتنی بڑی کونسل چونکہ کسی عمارت کے اندر نہین ہو سکتی تھی لہذا شہر کے باہر کھلے میدان مین مرتب ہوئی۔ مشرقی دولت روم کے تاجدار شہنشاہ الگزیوس کا منینوس کے ایلچی بھی اس جلسے مین شریک تھے۔ جو اس غرض کے لیے آئے تھے کہ اپنے شہنشاہ کی مصیبتین بیان کرین۔ اور ایمان دارون (مسیحیون) کے سامنے دلیرانہ مدد کی درخواست پیش کرین۔ ترکون کی پیش قدمی روکنے کی حکمت عملی نے باوجودیکہ ابھی تک وہ مملکت ایطالیہ سے معتدبہ فاصلے پر تھے ممکن ہے کہ اُن سامعین پر جو امور مملکت سے واقف تھے زیادہ اثر ڈالا ہو۔ مگر جو لوگ زیادہ پُرجوش اور رقیق القلب تھے وہ مشرقی دولت روم کے سفیرون کی پُراثر تقریر سُن کے اس درجہ متاثر ہوئے کہ رو اُٹھے۔ اور چیخ چیخ کے کہنے لگے "ہمین دشمن کے مقابلے مین لے چلو"۔ لیکن پوپ اربن نے جسے اس مہم کی تمام حاضرین سے زیادہ فکر تھی دل مین خیال کیا کہ ابھی قطعی فیصلہ کر دینے کا وقت نہین آیا ہے۔ وہ ایک ایسے ملک مین تھا جو بہت سے حصون پر بٹا ہوا تھا۔ اور خود اُس کے دعوائے پاپائیت کا

[ع] افریقہ کے سواحل پر تمام مسلمانون آباد تھے۔ اور مختلف اسلامی سلطنتین تھین۔ مسیحی مورخ کہتے ہین کہ جنوا اور پیسا کی فوجون نے ایک لاکھ مسلمانون کے لشکر عظیم کو شکست دی۔ المہدیہ اور سبیلہ نام دو شہرون کو لوٹ لیا۔ اور وہان کے ایک مسلمان فرمان روا کو پوپ کا خراج گذار بنا لیا۔

بھی ایک رقیب عــه موجود تھا۔ جس کے بعض لوگ معتقد بھی تھے۔ بلکہ اس کونسل کی خاص غرض بھی
یہی تھی کہ وہ مدعی تاج پاپائیت اور اُس کے پیرو اس دینی حق سے محروم کیے جائین۔ اس
کے علاوہ اور معاملات کو بھی اُسے طے کرنا تھا۔ بعض پادری اپنی بی بیون کے چھوڑنے سے اس
وقت تک انکار کر رہے تھے۔ اور شہنشاہ ہنری چہارم کی جورو عــه خاص اہل جلسہ مین موجود
تھی جو اپنے شوہر کی یہ شکایت پیش کرنے کو آئی تھی کہ اُس پر ایسا ظلم و جبر کرتا ہی جو انسان کے
وہم و گمان سے بھی باہر ہو۔ لہذا اس موقع پر ضرور تھا کہ شہنشاہ مذکور اور پادریون دونون
کو الزام دیا جاے۔ اور اُس کے بعد دونون مطیع و فرمان بردار بنالیے جائین۔ الغرض **پوپ
اربن** نے خیال کیا کہ اس کارروائی کے بعد مناسب ہوگا کہ اپنی طاقت لسانی کو مین کسی اور
موقع کے لیے اُٹھا رکھون۔ اسی مصلحت سے اس نے **الکزیوس** کے ایلچیون کو یہ کہہ کے رخصت
کر دیا کہ جب ملک مغرب کے مسیحی روضۂ پاک کے لینے کو روانہ ہون گے تو اس امر کو بھی یاد
رکھین گے کہ اُنھین **قسطنطینیہ** کے قریب بھی ایک مہم سر کرنی ہی۔

پیاسنزا سے روانہ ہو کے **پوپ اربن** نے کوہ **آلپس** کو طے کیا اور **چارلس عــه اعظم** کی
۷۹۹ء سرزمین مین داخل ہوا۔ جس کا خلیفہ **ہارون الرشید** کے ایلچیون سے ملنا دیوتاؤن کی سی
ایک کہانی بنالیا گیا ہی۔ حتے کہ ٹرپن نے اپنی تاریخ مین اس واقعے کو بڑھا اور پھیلا کے ایک
پورے باقاعدہ قصے کی حیثیت دے دی ہی۔ چنانچہ لکھتا ہی کہ **قسطنطین اعظم** کا جو کنیسہ
بیت المقدس مین قائم ہی خاص اُس کی دیوارون کے نیچے اُس نے مسلمانون کو اپنے پیرون
سے روند ڈالا تھا۔ کوہ **آلپس** کے شمالی دامن مین پہنچ کے **پوپ اربن** کی جان مین جان
آئی۔ یہ صحیح ہی کہ اُس وقت عــه قریب **فلپ اول** (حکمران فرانس) کی معزولی کا حکم دیا
جانے والا تھا جس نے یا تو خود ہی اپنے لیے **شاہ فرانس** کا خطاب اختیار کر لیا تھا یا لوگ

عــه اِس رقیب پاپائیت کا نام گوبرٹ تھا جس کی وجہ سے پوپ ہلڈبیر مینڈ چند دنون تک بہت متردد رہا

عــه اس ملکہ کا نام اڈلیڈ تھا جو ہنری شہنشاہ جرمنی کی جورو تھی۔ اور اپنے شوہر کی شکایت کے ساتھ اُس نے اپنی شرمناک بداعمالیان بھی کونسل کے سامنے پیش کی تھین۔

عــه چارلس اعظم سے مراد شارلمین شاہ فرانس ہی جس پر مہربان ہو کے ہارون الرشید نے کچھ تحفے بھیجے تھے اور غرض یہ تھی کہ بنی اُمیہ جو شارلمین کی سرحد کے پاس ہی اندلس مین دعواے خلافت کر رہے تھے وہ اُن کا دشمن بنا رہے۔ اور اُن سے لڑنے پر آمادہ ہو۔ اس ننھے واقعے کو قدیم مسیحیون نے

اُسے اس لقب سے یاد کرتے تھے۔ لیکن یہ شاہزادہ جو ہیوکیپٹ کا پرپوتا تھا اپنے دار السلطنت پیرس اور آرلینس مین چاہے جس قدر قوت اور اختیار رکھتا ہو مگر اصل مین اُسے اس سے زیادہ وقعت نہین حاصل تھی کہ بہت سے زمیندار اور تعلقدار جو اُس کی سرحد کے باہر رہتے تھے اُن کی جماعت عظیم کا بڑے نام مالک تھا۔

پوپ اربن موسم خزان مین **کلگنی** کی عظیم الشان خانقاہ سے نکل کے جہان وہ پوپ
ہونے سے پہلے زندگی بسر کیا کرتا تھا شہر **کلرمانٹ** کی طرف روانہ ہوا۔ یہ شہر اُن دونون — سنہ ۱۰۹۵ء
کاؤنٹ یعنی **امیر آورن** کے علاقے مین تھا۔ اُس کے پہونچتے پہونچتے ہزارہا خیمے شہر — کلرمانٹ
کے باہر اُن لوگون کے لیے استادہ ہو چکے تھے جنھین شہر کے اندر ٹھہرنے کی جگہ نہ مل — کی کونسل
سکی تھی۔ اور وہ آٹھ دن جن مین اِس کونسل کے اجلاس ہوتے رہے اِنھین تجویزون مین صرف ہوئے کہ جس مہم کا تذکرہ پوپ نے **پیاسنزا** کی کونسل مین چھیڑا تھا اُس کے واسطے کیا کیا انتظام کیے جائین۔ اور جو لوگ اپنے مالکون گھر والون اور سردارون کی عدم موجودگی مین گھرون پر مقیم رہین گے۔ یعنی مسلمانون سے لڑنے کو نہ جائین گے اُن کی حفاظت کے لیے کیا کیا تدبیرین عمل مین لائی جائین۔

اب یہان پس و پیش کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ بہ نسبت اُن اضلاع کے جو کوہسار **آلپس** کے جنوب مین واقع ہین اُس کے شمالی پہلو کی سرزمین مین زائرون کی مصیبتون اور مسلمانون کی فتوحات کا عموماً تمام لوگون کے دلون پر بہت اثر پڑ گیا تھا۔ اور **بطرس راہب** کی منادی اور گوہار سے لوگون کے غصے کی آگ انتہا سے زیادہ مشتعل ہو گئی تھی اس شخص (**بطرس راہب**) نے جو تعلقۂ **پیکارڈی** کے شہر **امینس** مین پیدا ہوا تھا۔ اور اُمرائے **بولونیا** کی ملازمت مین کبھی اپنی تلوار سے کام لے چکا تھا تمام جورو بچون کو چھوڑ کے عزلت گزینی و گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ اور خلوت مین بیٹھ کے تکمیل نفس کرنے کی طرف
مشغول ہوا تھا۔ اور دن کی طرح اُس کے دل مین بھی ارض مقدس مین جانے کی بے انتہا — سنہ ۱۰۹۶ء
آرزو پیدا ہوئی۔ لیکن اُس کی یہ آرزو اگر اس طرح پوری ہوئی کہ اُس نے نجات دہندہ — بطرس کا سفر
(مسیح) کے روضے پر جا کے عبادت کر لی تو اس کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ جن واقعات کا فقط — زیارت
ذکر سُن کے یورپ ہی مین بیٹھے بیٹھے اُسے غصہ آجایا کرتا تھا اُن کو یہان خود اپنی آنکھون سے — بیت المقدس

ع اس قدر بڑھایا تھا۔

دیکھ کے اُس کے دل مین ایک تحریک بھی پیدا ہوئی - یہ متبرک مقام مسلمانون کے قبضے مین تھا جو اُس کے نزدیک بے دین و کافر تھے - یہان کا اُسقف اعظم ایک غلام سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا - اور وہ زائر خوش نصیب تھا جو بغیر ایسی ایسی سختیان اور ذلتین اُٹھائے جن کا بدتر سے بدتر مجرم بھی مستوجب نہین ہو سکتا بیت المقدس سے نکل آتا - بہت سے عیسائی مردون کا خون - بہت سی مسیحیہ عورتون کی سخت بے عزتی و توہین "انتقام انتقام" پکار رہی تھین جن امور کو دیکھ کے اس گوشہ نشین راہب (بطرس) نے اپنے دل مین عہد کیا کہ اگر خدا نے مدد کی تو میری کوشش سے اِن باتون کا خاتمہ ہو جائے گا - جو گفتگو اُس سے اور بیت المقدس کے اسقف اعظم **شمعون** سے ہوئی - اُس مین **شمعون** نے مایوسی ظاہر کی کہ "**شہنشاہ یونان** یعنی مشرقی دولت روم کا تاجدار اتنی قوت نہین رکھتا کہ حمایت کرے - اور اُس کی سلطنت خود ہی ضعیف ہو رہی ہے" جسے سُن کے **بطرس راہب** بولا "تو تمھارے معاملے مین مغرب کی قومین اپنی تلوار سے کام لین گی" پھر **شمعون** کی دعا حاصل کر کے **بطرس** نہایت عجلت کے ساتھ اُس شخص کی منظوری حاصل کرنے کو روانہ ہوا جو مشرق و مغرب کی تمام مسیحی دنیا کا سردار ہونے کا دعوے دار تھا یعنی **پوپ اربن** -

روم کے مقتداے اعظم یعنی **پوپ** کے سامنے جا کے **بطرس راہب** نے اُن خرابیون کو بیان کیا جن کے دور ہونے کی فوری ضرورت تھی - مگر اصل مین **پوپ اربن** کے برانگیختہ کرنے کے لیے کسی قسم کی فصاحت و بلاغت کی ضرورت نہ تھی - اس لیے کہ اُس کے دل کو بھی ویسی ہی لگی ہوئی تھی جیسی اُن لوگون کے دلون کو جو اس مہم مین بذات خود شریک ہوئے - مگر ہان اس خیال نے اُس کے دل کو اور اُبھارا کہ صلیب کی حمایت مین لڑنے والون کا حشر جا ہے جو کچھ ہو مگر اُس سے یہ ضرور ہو گا کہ میرے اختیارات اور میری قوت کو اور زیادہ استحکام حاصل ہو جائے گا - الغرض اُس بے تاب و پُرجوش **راہب** کو جس نے یہ کام اپنے ذمے لیا تھا کہ زمین کے عرض و طول مین پھر کے لوگون کو ایسا برانگیختہ کرے کہ خوشنودی خدا اور نجات روحانی کا ذریعہ سمجھ کے اس مہم کو اختیار کر لین **پوپ** نے بڑے ذوق و شوق سے برکت کی دعا دی - اور وہ اپنا کام پورا کرنے کے لیے چل کھڑا ہوا - **بطرس** کی تقریر ممکن ہے کہ برجستہ اور فی البدیہہ ہونے کی وجہ سے اُکھڑی اور اُلجھی ہوئی ہو مگر اس نقصان کو اُس کا دلی جوش دفع کر دیتا تھا جو اُس کی آنکھون سے نمایان تھا - اس لیے کہ اُس کی نگاہین لفظون سے

سنہ ۱۰۹۴ء
اُس کی مذہبی خدمت اور عام لوگون مین اپنی تقریر سے جوش پیدا کرنا

زیادہ قوی اثر رکھتی تھین۔ اگرچہ وہ ایک پستہ قد اور کمزور آدمی تھا لیکن اُس کے سینے مین ایک ایسی آگ بھڑک رہی تھی! اور اُس سے ایسے شعلے اُٹھ رہے تھے جو ہر شخص کے دل مین سوز و گداز پیدا کر دیتے اور سننے والون مین سخت غصہ اور جوش پیدا ہو جاتا۔ اُس کی فریاد لوگون کے دل سے ہر خیال کو مٹا دیتی تھی۔ جہان جاتا امیر و غریب معمر و نوعمر نواب اور کسان اِس کمزور دُبلے پتلے اجنبی آدمی کے گرد جمع ہو جاتے جو ننگے سر اور ننگے پاؤن ایک گدھے پر سوار تھا۔ اور ایک بڑی بھاری صلیب ہاتھ مین لیے ہوئے تھا۔ یہان تو صرف ایک خون آلود صلیب لوگون کی نظر کے سامنے تھی مگر اصلی خونریزی کو وہ خود اپنی آنکھون سے دیکھ آیا تھا۔ بلکہ اتنا ہی نہین نجات دہندہ (حضرت مسیح) کا ایک خط بھی اُسے ملا تھا جو آسمان سے اُس پر گر پڑا تھا؎ ہر جذبہ جو انسان کے دل کو برانگیختہ کر دے اُسے وہ کام مین لاتا۔ اور ہر امر سے جس کا عقیدت مند مسیحیون پر اثر پڑ سکتا مدد لیتا۔ وہ اُنھین پکار پکار کے آمادہ کرتا کہ اس سرزمین کو دشمنون کے پنجے سے نکالو جو تمھارے دین کا گہوارہ ہو۔ اُن وحشیون کو سزا دو جو اُس کے حسن کو بگاڑے دیتے ہین۔ اور اپنے اُن بھائیون کو بچاؤ جو دشمنون کے ہاتھ سے طرح طرح کے ظلم برداشت کر رہے ہین۔ وہ جوش و خروش جس کی وجہ سے اُس کے گلے مین پھندا پڑ پڑ جاتا دوسرون کے دلون مین بھی اُسی کا سا جوش پیدا کر دیتا۔ اُس کی آہون اور ڈاڑھین مار مار کے رونے پر وہ تمام لوگ جو اُس کے گرد بھیڑ لگائے ہوتے اور اُن زائرون کی دل پاش پاش کر دینے والی سرگذشت سُنتے جنھین بطرس راہب اپنے بیان کی تصدیق کے لیے اُن کے سامنے پیش کرتا رو رو دیتے اور چیخ چیخ اُٹھتے۔ اُس کی پُرجوش تقریر سے ممکن ہو کہ بعض لوگون کے دل مین اس مہم کی نسبت یہ خیال بھی پیدا ہو گیا ہو کہ دینی فائدون کے ساتھ دنیاوی منافع بھی حاصل ہون گے۔ مگر خود اُس نے ان دنیاوی منافع کے متعلق کچھ نہین کہا تاہم اس مین شک نہین کہ اپنی آخری اور زیادہ پُرجوش التجا مین اُس نے اس تمدنی مذہب کی طرف بھی اشارہ کیا تھا جسے میکاہ پیغمبر نے مواب کے بادشاہ بلق کی زبان سے

؎ بطرس راہب کی نسبت عیسائیون مین عجیب عجیب خیال پھیلے ہوئے تھے۔ وہ خود تو اتنا ہی کہتا تھا کہ مسیح نے مجھے خود اپنی زبان سے اس کام پر نامور کیا لیکن بعض معتقدین مانتے تھے کہ یہ حضرت مسیح کا تحریری پروانہ بھی آگیا تھا۔

ظاہر کیا ہے عـ۵۔ اُس کے سامعین مین سے بعض لتنے بڑے گناہگار تھے کہ اُن گناہون کا بار اُنھین اپنے دل پر اس قدر سخت محسوس ہوتا کہ جانتے تھے کبھی نہ معاف ہون گے۔ ایسے لوگون سے اُس نے وعدہ کیا کہ اگر تم ارض مقدس کے آزادی دلانے مین جوش دل سے شریک ہوگے تو ممکن نہین کہ تمھاری بخشش نہ ہو۔ کوئی گناہ نہین جو ایسے متبرک کام کا ارادہ کرنے کے بعد معاف نہو جاے۔ کوئی دینی الزام اُس شخص کے ذمے نہین باقی رہ سکتا جو مسلمانون سے مقابلہ کرکے شہید ہو۔ وہ وقتی جوش جو اس راہب کے دل مین پیدا ہو گیا تھا تمام سامعین کے دلون پر بھی اثر کر گیا۔ اُس زمانے مین لوگون کا اخلاق ذلیل و پست ہوتا جا تھا اور مذہب بگڑتا جاتا تھا۔ مگر اس مین ذرا شک نہین کہ ان دونون کے چہرون پر اس وقتی جوش نے بظاہر ایک نمائشی رنگ پھیر دیا تھا۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی اس مین بھی کوئی شک نہین کہ اسی جوش کی بدولت جس نے لوگون کو ایسی عظیم الشان مہم کے لیے آمادہ کیا تھا چند روز بعد یورپ کی فضا مین ایسا زہریلا مادہ پھیل گیا جو بغیر سخت آندھیون اور طوفانون کے آئے کسی طرح دور ہی نہین ہو سکتا تھا۔

بطرس راہب کی جادو بیانی نے کلرمانٹ کی کونسل کے نتائج کو اُس کے منعقد ہونے سے پہلے ہی طے کر دیا تھا۔ لیکن پوپ اربن اور وہ تمام اُسقف اور راہب جو اُس کے گرد جمع تھے خوب جانتے تھے کہ دور کی لڑائی کے لیے پُرجوش سپاہیون کی فوج کے علاوہ کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہو۔ موجودہ قوانین اور اس باضابطہ حکومت کے دور مین ہم سمجھ بھی نہین سکتے کہ اُن دنون ترقی کے زمانے مین بھی یورپ کی کیا حالت ہوتی تھی۔ بادشاہون کا اختیار اپنے ماتحت رؤسا پر محض اُن کی طاقت اور کمزوری کے اندازے سے ہوتا تھا۔ اور کوئی ماتحت رئیس اگر بادشاہ کی دوستی کا دعوے بھی کرتا تو بھی اس بات کا پابند نہین کیا جا سکتا تھا کہ فلان رئیس و تعلقدار کے ساتھ

عـ۵ میکاہ ایک اسرائیلی پیغمبر تھے جو حضرت مسیح سے کچھ اوپر سات سو برس پیشتر تھے۔ بائبل کی کتاب عہد قدیم مین ایک چھوٹا سا صحیفہ اُن کی طرف بھی منسوب ہو۔ جس مین وہ تلق بادشاہ موآب کی زبان سے ظاہر کرتے ہین کہ قوم اسرائیل زوال کے بعد غالب آئے گی۔ دشمن پسپا اور تباہ ہون گے۔ اور قدیمی شان و شوکت پھر عود کر آئے گی۔ چنانچہ اسی جانب اس جملے مین اشارہ کیا گیا ہے۔

ایسے اور اس قسم کے تعلقات رکھے - اس طرز حکمرانی نے کہ مملکت چھوٹی چھوٹی جاگیرون مین بنٹی رہے انسان کے دل مین بدتر سے بدتر جذبات پیدا کر رکھے تھے - اور چونکہ کوئی ایسا حاکم اعلی نہ تھا جس کے مقابلے مین سب کا مرتبہ مساوی ہو اور جس کا سب پر یکسان دباؤ پڑے لہذا جن لوگون کو کسی قسم کا آزار پہونچ جاتا یا جن کے دل کو اپنی مظلومی کا خیال پیدا ہوتا قانون کو خود اپنے ہاتھ مین لے لیتے - لیکن یہ خانہ جنگیان اب ایک قسم کی تجارت کی صورت اختیار کرنے والی تھین - اور بقول ولیم آف مالمسبری" اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ یہ چھوٹے چھوٹے جاگیردار ادنے ادنے بات پر بے وجہ و بے سبب ایک دوسرے کو قید کر لین اور جب تک کوئی معقول رقم نہ وصول ہو لے آزادی نہ دین" دنیا دارون کی اس سپاہیانہ ورہمی و برہمی کے ساتھ پادریون کی خرابیان بھی موجود تھین - وہ نہایت بے شرمی کے ساتھ مذہبی عہدون اور مرتبون کا بیوہار کرنے لگے تھے - اور مقتدائی کا ہر درجہ اور ہر عہدہ اسی شخص کو ملتا جو زیادہ نذرانہ پیش کرتا ایک ایسی حالت مین ایسے دور و دراز مقام کی طرف آدمیون کا دریا بہا دینا در اصل اُن لوگون کو بے دست و پا اور بے کس و بے بس بنا دینا تھا جو اپنے گھرون مین رہ جائین - اس لیے کہ جو لوگ مشرق کو روانہ کیے جاتے تھے اگر نہ بھیجے جاتے تو اپنے پس ماندون کی حفاظت وحمایت کر سکتے - الغرض انھین دشواریون کے خیال سے کلرمانٹ کی کونسل کی طرف سے اُس قسم کے احکام صادر کیے گئے جن کی رو سے خانہ جنگیون کی ممانعت تھی - خدا کے

عـــہ جس طرح ہندوستان مین دربار مغلیہ کے آخری عہد تک اور ریاستون مین آج بھی مروج ہو کہ بادشاہ کا ملک بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے جاگیردارون اور منصب دارون پر بٹا ہوتا ہو اُسی طرح اگلے دنون یورپ مین بھی ساری مملکتین مختلف سردارون اور تعلقہ دارون پر بٹی ہوئی تھین - اِس طریقۂ سلطنت کو انگریزی مین "فیوڈل سسٹم" کہتے ہین یہ طریقہ اب عقلا کے نزدیک غیر مستحسن ہو - کیونکہ کوئی زبردست سلطنت نہین پیدا ہو سکتی - اور ملک کا انتظام نہین سنبھل سکتا - جاپان کی موجودہ تہذیب و ترقی کا دیباچہ یہی تھا کہ تمام جاگیردار اور زمیندار اپنے حقوق سے دست بردار ہو گئے - لیکن اس سے بھی انکار نہین کیا جا سکتا کہ جیسے سورما اور جان باز سپاہی اور بانکے ترچھے نبرد آزما اُس طریقے کے انتظام مین پیدا ہوتے تھے اب نہین پیدا ہو سکتے اور غالباً آج بھی یورپ کے بعض اہل الرائے جو فیوڈل سسٹم کو پسند کرتے ہین تو اس کی یہی وجہ ہو -

اِس حکم کی تائید کی گئی تھی کہ ہفتہ مین چار روز اپنی مخاصمت کو ملتوی رکھو۔ ہدایت کی گئی کہ اپنی عورتون اور بادریون کو خدا کے سپرد کر کے گرجے کی امان اور حفاظت مین چھوڑ دو۔ اور ایک خاص طریقے سے تین سال کے واسطے تاجرون اور کاشتکارون کو بھی گرجے مین آنے کی اجازت دی گئی

کونسل کی کارروائی ختم ہونے کے بعد جب پوپ اربن ایک اونچے چبوترے پر جا کے کھڑا ہوا۔ اور تقریر شروع کی تو اب اُسے حاضرین و سامعین کے دل مین جوش پیدا کرنے کے لیے تازہ دلیلین لانے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ سب مسیحی دنیا کے اس سردار کی زبان سے اُس قسم کے الفاظ سُن سُن کے خوش ہوتے جن سے اُن کے دلون مین جوش پیدا ہوتا اور اُن سے شجاعت و بیتابی ظاہر ہوتی۔ یہ تقریر تین مختلف روایتون سے ہم تک پہونچی ہو۔ ایک تو ولیم آف ٹائر کی کتاب کے اوراق مین۔ دوسرے ولیم آف مالمسبری کی تصنیف مین۔ تیسرے اُس قلمی کتاب مین جو ویٹیکین (روم کے عجائب خانے) مین رکھی ہوئی ہو۔ ممکن ہو کہ یہ تینون روایتین اُس کی تین مختلف اور جداگانہ تقریرون کو ہمارے سامنے پیش کر رہی ہون۔ مگر مبحث اور غرض سب کی ایک ہی ہو۔ اور اُس کے الفاظ کی اصلی شان کا صاف صاف پتہ چل جاتا ہو۔ کسی قدر کمزور الفاظ مین پہلے اُس نے اِس بات کو ظاہر کیا کہ "وہ وحشی لوگ (مسلمان) جنھون نے ارض شام کو فتح کر لیا ہو اور جن کے ظلم وجور کے روکنے کے لیے یہ کارروائی ہو رہی ہو بُزدل اور ریودے ہین" پھر اُس نے بیان کیا کہ ترک دست بدست لڑنے سے بھاگتے ہین۔ اُنھین صرف اپنے تیر و کمان پر بھروسا ہو۔ اور اپنے زہر کے بُجھے ہوئے تیرون سے حریف کو دور ہی سے ہلاک کرتے ہین" اس کے بعد کہا "سرد ملکون کے رہنے والون کے مقابل گرم ملک کے رہنے والون کے جسمون مین خون بہت کم ہوتا ہو۔ اور ادنے درجے کا ہوتا ہو" یہ اصول پیش کر کے اُس نے یون استدلال کیا کہ "تم لوگ اُن ملکون مین پیدا ہوئے ہون جن کی آب و ہوا معتدل ہو۔ لہذا فتح و کامیابی کا استحقاق جس قدر تمھین حاصل ہو تمھارے دشمنون کو نہین ہو سکتا۔ تم مین عقل ہو۔ تم مین اصول کی پابندی ہو۔ تم مین ہنر ہو۔ اور تم مین بہادری ہو لہذا تم وہ کام بجا لا کے جس کی خدا نے ہدایت کی ہو اور مقدس پطرس نے اجازت دی ہو اپنے تمام گناہون سے پاک صاف ہو جاؤ گے۔ جبکہ تم سفر کی تکلیفین برداشت کر رہے ہو گے اُس وقت اس آزادی کا

خیال تمھین تسکین دے گا۔ اور اگر مرجاؤ گے تو شہادت کا درجہ پاؤ گے۔ شاید مصیبتا و تکلیف تمھاری قسمت مین لکھی ہو۔ اور تمھین اُس سے سابقہ پڑنے والا ہو۔ گران مصیبتون و تکلیفون کی جا ہے جس قدر زیادہ مہیب و ہولناک تصویر اپنے دل کے صفحے پر کھینچو مگر خوب یاد رکھو کہ وہ اُن تکلیفون اور مصیبتون کے برابر نہین ہوسکتین جو تمھین آیندہ اُٹھانی ہون گی۔ اور یہ اس کے ساتھ یہ بھی ہو کہ ان جسمانی تکلیفون کے عوض مین تمھاری روح کو نجات حاصل ہو گی پس محض محبت کے جوش سے اس کام کے لیے چل کھڑے ہو۔ اُس محبت کے جوش سے جو تمھین اُن دینداروں کے ساتھ ہو جو اُس سرزمین پہ بستے ہین۔ اور بے دینون سے مغلوب ہو کے بےکس و بے بس ہو گئے ہین۔ اُس محبت کے جوش سے جو علائق دنیوی کی اُن تمام زنجیرون سے آزاد کر دے گی جو تمھین اُن قطعات زمین سے وابستہ کیے ہوئے ہین جن کا تم نے وطن نام رکھ چھوڑا ہو۔ اصل پوچھو تو یہ تمھارے وطن نہین ہین۔ اس لیے کہ مسیحی شخص کے لیے ساری دنیا غربت ہوا اور اسی کے ساتھ ہر ملک اور ہر سرزمین وطن بھی ہو۔ اگر یہان بہت سی موروثی جائداد تمھین چھوڑنا پڑے گی تو ارض مقدس مین بہت سی اور اُس سے بہتر جائداد کے ملنے کا تم سے وعدہ کیا گیا ہو۔ تم مین سے جو لوگ مرجائین گے وہ بہشت کے محلون مین داخل ہون گے۔ اور جو زندہ رہین گے اُنھین اپنے خداوند کے روضے کی زیارت نصیب ہو گی۔ مبارک ہین وہ لوگ جو اس مہم کا بیڑا اُٹھا کے ایسے اجر عظیم کے وارث ہون خوش نصیب ہین وہ لوگ جو اس جہاد کے سپاہیون کے ساتھ اس غرض سے جائین کہ اُن کے ثواب مین شریک ہون۔"

یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی کہ جس وقت پوپ اربن یہ تقریر کر رہا تھا عام مجمع مین بہت سے لوگ جوش مین آکے چلا اُٹھے "یہی خدا کی مرضی ہو! یہی خدا کی مرضی ہو!" مقتدائے اعظم نے ان کلمات کے جواب مین کہا "ہان حقیقت مین خدا کی یہی مرضی ہو۔ اور جس وقت دشمن کے مقابلے مین تم اپنی تلوارین کھینچنا اُس وقت بھی یہی کلمہ تمھاری زبانون پر جاری ہو۔ تم لوگ صلیب کے سپاہی ہو۔ لہٰذا اپنے سینون اور شانون پر خون کے ارغوانی رنگ سے یہی صلیبی معرکہ بنا لو۔ جو اُس شخص کی نشانی ہو جو تمھاری روحون کی نجات کے لیے مصلوب ہو کے مرگیا۔ اس نشانی کو اس بات کی علامت تصور کر کے اپنا شعار بناؤ کہ وہ تمھاری مدد مین ہرگز کوتاہی نہ کرے گا۔ اور نیز اُس معاہدے کی مُہر قرار دے کے

عام حاضرین کی آمادگی

جس کو تم بے پورا کیے نہ رہو گے۔"

عام جوش اور مجاہدین کا عہد و پیمان

انھین الفاظ کی وجہ سے یہ لڑائیان جو ترکون کے مقابلے مین ہوئین حروب صلیبیہ کے نام سے نامزد کی گئین۔ اور اُس کے بعد جتنی معرکہ آرائیان مذہب کے لیے ہوئین سب اسی نام سے یاد کی جانے لگین۔ ہزار دن آدمی یہ معرکہ اپنے لباس پر بنا بنا کے صلیبی مجاہدون کی صفون مین جا کھڑے ہوئے۔ اگرچہ خود پوپ سے بھی بڑے اصرار کے ساتھ شرکت کی درخواست کی گئی مگر اپنے حریف مدعی پاپائیت کے خوف سے اُس نے انکار کیا۔ اور محض دنیاوی اغراض نے اُسے اُس جہاد سے محروم رکھا جس مین اُس کے شریک ہونے کے بعد بھی اگر ناکامی اور شکست ہوتی تو رومۃ الکبریٰ کے مقتداے بزرگ کے موجود ہونے کی وجہ سے یہ خیال کیا جاتا کہ یہ مہم خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہے۔ پادریون مین سے سب کے پہلے جس نے صلیب کا معرکہ اختیار کیا وہ مقام پوی کا اسقف ادہیمار تھا جس کے صلے مین وہ مجاہدین کے اس لشکر کے ساتھ پاپاے روم کا نائب اور مذہبی مقتدا قرار دیا گیا طولوس کے رئیس ریمانڈ۔ نربون کے حکمران۔ اور پراونس کے سردار نے اپنے سفیرون کے ذریعے سے شریک ہونے کا وعدہ کیا۔ اور کہلا بھیجا کہ ۱۵۔ اگست کو جس دن کہ اسمپشن[عہ] کی دعوت ہوگی وہ تیار ہو کے حاضر ہو جائین گے۔ اس لیے کہ یہی تاریخ صلیبی مجاہدون کے قسطنطینیہ کی طرف چل کھڑے ہونے کے لیے معین کی گئی تھی۔

صلیبی مجاہدون کے اغراض

اس طریقے سے ایک ایسے اہم کام کی جراُت کی گئی جس سے کسی غائر نگاہ سے دیکھنے والے فوجی افسر یا دور اندیش مدبر سلطنت کی نظر مین کسی نفع کی امید نہین کی جا سکتی تھی۔ لیکن اُس مین ایک ایسی کشش تھی جو عام لوگون کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ اور اُس کے بعد بھی یہ کشش سیکڑون اور ہزارون لوگون کو مشرق کی دور و دراز اور پُر اسرار سرزمین کی طرف لے جایا کی جب کہ پیہم مصیبتون اور بربادیون نے اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ ارض مقدس کا سفر دراصل ملک عدم کا سفر ہے۔ جو لوگ واقعی سمجھدار اور پرہیزگار تھے اور جن کے دل پر گناہ کا بار نہ تھا انھین اپنے فرض مذہبی کا خیال تھا اور یہ امید اس طرف کھینچتی تھی کہ اپنے آقا (مسیح) سے جس سے انھین محبت

[عہ] اسمپشن اُس دن کو کہتے ہین جس روز رومن کیتھولک عیسائیون مین حضرت مریم کے آسمان پر جانے کی یادگار مین ہر سال ایک مذہبی دعوت ہوا کرتی ہے۔

تھی دین مین یا دنیا مین بہت نزدیک ہو جائین گے۔ مختلف زمیندار اور تعلقہ دار
لڑائی کا تماشا دیکھنے کے شوق مین جاتے تھے اس لیے کہ لڑائی ہی اُن کا مشغلہ تھا۔
اور شمشیر زنی و سپہ گری سے زیادہ اُنھین کسی چیز مین دلچسپی نہ تھی۔ اور اب یہ کشش اُنپر
اور زیادہ اثر کر گئی تھی اس لیے کہ جس شغل مین اُنھین بے انتہا دلچسپی تھی وہی اب ایک
مذہبی کام بن گیا۔ پھر اس کے ساتھ بڑی بھاری فتح حاصل کرنے کا بھی خیال تھا اور
بڑے بڑے صوبہ دار جو اپنے علاقے چھوڑ چھوڑ کے جاتے تھے اُن کے دل مین یہ امید
بھی ہوتی تھی کہ اپنی وطنی ریاست کے عوض مین وہان اُنھین شاید ویسی ہی سلطنت مل جائے سنہ ۱۰۵۸ء و
جیسی کہ رابرٹ گسکارڈ اور اُس کے نارمن نسل کے بہادرون کو اپیولیہ سنہ ۱۰۵۹ء
اور صقلیہ فتح کر کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ عوام الناس اور اُس قسم کے لوگ جن مین اوباشی
کی زندگی نے بُزدلی پیدا کر دی تھی اُن کے دلون مین اس خیال سے تحریک پیدا ہوتی تھی کہ
اس ذریعے سے بغیر توبہ کیے اور بغیر مذموم حرکات و سکنات سے باز آئے اُن کے گناہ
دُھل جائین گے۔ ایسے چند لوگ بھی نہ تھے جنھون نے پوپ اربن کے حریف گیبرٹ[ع]
کے اصول کو تسلیم کیا ہو۔ اس لیے کہ اُس نے نہایت جراءت کے ساتھ دو متوازی خطوط
کھینچ کے کہ دیا تھا کہ صلیبی لڑائیان اور رُہبانیت یا مسیحیت کے اصول اسی طرح جدا ہین
جس طرح یہ دونون لکیرین جدا ہین اور کبھی نہین مل سکتین۔ اس لڑائی نے یہ خیال پیدا
کر دیا تھا کہ جو عظمت صرف راہبون کو زہد و ریاضت سے حاصل ہو سکتی تھی اِس ایک مہم
مین شریک ہونے سے عوام کو اپنے معمولی مشاغل مین مصروف رہنے کے ساتھ بھی حاصل ہو سکتی
ہو۔ خلاصہ یہ کہ نجات حاصل کرنے کا یہ ایک نیا طریقہ معلوم ہوا تھا۔ اور اُن لوگون کو
جو گناہ اور ہلاکت کے راستے پر چل رہے تھے یقین ہو گیا تھا کہ اسی راستے سے وہ بہشت
مین پہونچ جائین گے۔ ان لوگون مین ملی ہوئی اُن لوگون کی بھی ایک تعداد کثیر تھی جنھین
نجات آخرت کے ساتھ دنیاوی منافع کا بھی خیال تھا۔ پھر مذہبی سرگرمی اور پوپ کے
فتوے نے یہ حالت کر دی تھی کہ سینے یا شانے پر صلیب کا معرکہ بنا لینا کاشتکار کو
زمیندار کے نیچے سے چھُڑا دیتا تھا۔ ہر قسم کے مجرم کو قید خانے سے آزادی دلا دیتا تھا۔

ع یہی شخص ہے جو پوپ اربن کے مقابلے مین اِن دنون خود پوپ ہونے کا دعوے کر رہا تھا۔ اور جس کے
خوف سے پوپ اربن بذات خود صلیبی مجاہدون کے ساتھ نہ جا سکا۔

قرضدار کو جب تک یہ معرکہ اپنے لباس میں بنا رہے قرض کے سود سے برات مل جاتی تھی
اور وہ ایک ایسے امن میں پہونچ جاتا جہاں تک اُس کے قرضخواہوں کی رسائی نہ ہوسکتی تھی
پادری کو اس مہم مین یہ دلچسپی تھی کہ اپنے خشک اور بے مزہ فرائض و مشاغل کے ادا کرنے
سے مہلت مل جائے گی۔ راہب عزلت گزین اس خیال سے خوش تھا کہ اس مہم کی بدولت
اب اس تنہائی و گوشہ نشینی سے نجات پاکے اُسے لوگوں سے ملنے جلنے کا موقع مل جائے گا
سود خوار مہاجن اور قرضخواہ لوگ شاید اپنے دل مین خیال کرتے ہون کہ اس مہم کی
وجہ سے ہم پر سختی ہو گئی۔ مگر اس مجنونانہ مہم سے (جو اپنے اغراض کی وجہ سے مجنونانہ نہ تھی
بلکہ اُس طرز عمل کی وجہ سے جو اس کے لیے عمل مین لایا گیا) اُنھین بھی معتدبہ مالی فائدہ حاصل
ہوا۔ ممکن تھا کہ بفکرون کی جماعت عظیم بغیر سامان سفر کیے اور بغیر اس کے کہ کھانے پینے کا
بند و بست کرین محض اس اعتقاد پر ارض فلسطین کی طرف چل کھڑی ہو کہ صحرا کی چڑیون
اور جنگل کے پھولون کی طرح کا کھانا کپڑا خزانۂ غیب سے مل جائے گا۔ لیکن جو لوگ اپنے
عیش و آرام کو چھوڑنا نہین پسند کرتے تھے اُن کے لیے ضرور تھا کہ وقت بے وقت کے
واسطے ایک معقول رقم اپنے ساتھ لے لین۔ کیونکہ روپیہ ہی کے ذریعے سے ہر قسم کی ضروریات
مہیا ہو سکتی ہین۔ لوگ یعنی بڑے بڑے بہادر سورماؤن کو اپنے ساتھ بہت سے آدمیون
کا جلوس رکھنا تھا جس غرض کے لیے اُنھین اپنے علاقے تک رہن رکھنے پڑے۔ اسی طرح
ولیم رو فس نے اپنے بھائی رابرٹ کو دس ہزار مارک (جو تقریباً چھیاسٹھ ہزار چھ سو
چھیاسٹھ روپے کے برابر ہوئے اور انگلستان کی غریب رعایا سے جبر و ظلم کر کے وصول
کیے گئے تھے) دے کے اُس کا علاقہ پانچ سال کے واسطے اپنے قبضے مین کر لیا۔ اور پھر
کوشش کی کہ وہ اُس جائداد سے کبھی بے دخل نہ ہو سکے۔ تمام رؤسا اور سپاہی جو اس
مہم پر جانے والے تھے سب اس کے درپے تھے کہ اپنی اراضی اور جائداد دین بیچ بیچ کے
گھوڑے اور ہتھیار خریدلین جس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ اسلحہ اور گھوڑے بہت گران
ہو گئے۔ اور جائدادین بہت سستی بکنے لگین۔ ان حالات کے دیکھنے سے اندازہ کیا
جا سکتا ہو کہ اُس وقت کفایت شعار سوداگرون۔ ہوشیار مہاجنون اور اُن زمینداروں
کو جو ایسے اوقات کے منتظر رہا کرتے ہین کس قدر فائدہ ہوا ہو گا۔
تاہم ان لوگون سے بدرجہا زیادہ فائدہ پوپ اور اُس کے ماتحت پادریون کی جماعت

حروب صلیبیہ کا اثر مالی حالت پر

صلیبی لڑائیون کے اثر سے پوپ روم اور پادریون کی قوت کا بڑھ جانا

گو ہوا صلیبی لڑائی کے اعلان کی وجہ سے باہمی خانہ جنگیان اگر بغاوت قرار پائین کاشتکار اپنے تعلقدارون کی ماتحتی سے اگر آزاد ہوئے۔ اگر اُن پر زمیندارون کا اتنا دباؤ نہین رہا کہ اس صلیبی مہم کے علاوہ کسی اور لڑائی کے لیے انھین اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر سکین۔ اگر صلیبی سپاہی مذہب کا حامی و مددگار قرار پاتے ہی اپنی کل ذمہ داریون سے بری ہوگیا تو یہ سب باتین کس کے حکم سے ہوئین؟ صرف پوپ اور اُس کے ماتحت پادریون کے حکم سے جو فرمان روا اس مہم پر جانے والے تھے اُن کی مملوکہ قلمرون کو کلرمانٹ کی کونسل کے فیصلے کے مطابق کلیسیا نے اپنے زیرنگرانی لے لے اگرچہ بہت ہی ناکافی انتظام کیا ہوگا لیکن اس سے یہ ضرور ہوا کہ پوپ روم کا مرتبہ کل دنیاوی فرمان رواؤن اور بادشاہون سے بڑھ گیا اور وہ قوت جس نے قرضخواہ کے ہاتھ کو قرضدار کے گریبان تک پہونچنے سے روکا تھا آخر ایسی قوت بن گئی جو ہر قسم کا فیصلہ کرنے پر قادر تھی۔ اور جس کے حاصل ہونے سے پوپ ہلڈبرنیڈ کے ایسے شخص کو بھی بانتہا مسرت ہوتی اور اُس کے دل کی غیر ممکن سے غیر ممکن حسرتین بھی نکل جاتین۔ خود پوپ اربن ارض فلسطین مین نہین گیا۔ مگر وہان بھی اُس کے قائم مقام کی حیثیت سے ایڈھیمار موجود تھا۔ اور اُس جنگ کی سرداری کا دعویدار تھا جو مذہب کے لیے اختیار کی گئی تھی اور اُس کے قدمون سے متبرک ہوگئی تھی۔ بہت سے لوگ جو ابتداءً اس لڑائی مین شریک ہونے پر آمادہ نہ تھے چند روز بعد لڑائی کا عہد و پیمان کرنے کو تیار ہوگئے۔ کیا عجب کہ بعض لوگون نے بیماری۔ افلاس۔ یا دلی صدمات یا اور کسی قسم کی ناکامی سے تھک کے یہ مہلک معرکہ اختیار کر لیا ہو۔ لیکن لباس پر یہ معرکہ بنانے کے وقت سے روانگی کے زمانے تک سب نے اپنے آپ کو پوپ کے اختیار مین دے دیا۔ اور پوپ نے بعض اوقات اُن اختیارات کی بدولت جو اس مہم کی وجہ سے اُسے فرمان روایان اور شہنشاہون تک پر حاصل ہوگئے تھے ظالمانہ کارروائیان بھی کین۔

حروب صلیبیہ کے طفیل مین چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستون کا فنا ہو جانا

یہ صحیح ہے کہ جو جوش کاشتکارون کو حضرت مسیح کے روضے کی طرف لے گیا اُس سے یورپ کے بادشاہون نے بھی فائدہ حاصل کیا۔ کیونکہ چھوٹی چھوٹی زمینداریون کے ٹوٹ کے ایک بڑا علاقہ بن جانے۔ اور بڑے بڑے علاقون کے ٹوٹ کے عظیم الشان سلطنتون کے بننے سے شاہی اختیارات ایسے بڑھے کہ وہ پرانا خودمختار ریاستون کا سلسلہ ہی ہمیشہ کے لیے فنا ہوگیا۔ لیکن ان نتائج کے حاصل ہونے کے لیے ابھی ایک مدت دراز باقی تھی۔

موجودہ فائدون کی فصل کو پوپ ہی کاٹ رہا تھا۔

۳۱۔ وقت تک معمول تھا کہ پوپ کے وکلا صرف عام وخاص کونسلون اور مجلسون مین شریک ہوا کرتے تھے۔ جن کے ذریعے سے وہ مختلف نزاعون کا تصفیہ کرانے مین دخل دیتا۔ اور فرمان رواؤن سے گفتگو کرتا۔ مگر اب حروب صلیبیہ کی وعظ کرنے کی بدولت اُسے کافی موقع مل گیا کہ اپنے ایلچی اور سفیر ہر سرزمین اور ہر سلطنت مین بھیجے۔ جو جاتے ہی یہ کام کرتے کہ دینداروں کو جہاد پر آمادہ کرتے۔ اُن کے دلی جوش کو اُبھارتے۔ اور اُس کے ساتھ اُن کا یہ بھی فرض تھا کہ صلیبی فوجون کے مصارف کے لیے دینداروں سے روپیہ وصول کرتے پادریون اور گوشہ نشین راہبون پر پوپ کو ایسے اختیارات حاصل تھے کہ اُنھین کسی بات مین عذر کرنے کی جراُت ہی نہ ہوسکتی تھی۔ لہذا اس غرض کے لیے اُن سے جو مالی مدد طلب کی گئی اُنھون نے خواہ دل سے یا صرف بظاہر خوش ہوکے دی۔ اس سے وہ ذرا بھی انکار کرتے تو اگر کفر کا نہین تو ضعف عقیدت و بددینی کا فتوے اُن کے خلاف ضرور دے دیا جاتا۔ اور یہ ایسا الزام تھا جس سے چند روز کے واسطے بلکہ مطلقاً اور ہمیشہ کے لیے برباد ہوجانے کا صرف احتمال تھا۔ یہ خاص اور وقتی چندہ پادریون اور عوام دونون کے واسطے ایک مستقل ٹیکس بن گیا۔ اور اُس کا روپیہ پوپ کو اختیار تھا کہ جس کام مین چاہے صرف کرے۔ لیکن ان اُس زمانے کے اصول کے لحاظ سے صرف اتنی شرط تھی کہ سوا دینی کامون کے اور کسی کام مین صرف نہین کرسکتا تھا۔

لیکن پادریون کو اس ٹیکس کے بدلے ایک معاوضہ بھی ملتا تھا جو عام لوگون کو نہ مل سکتا تھا۔ وہ یہ کہ اگر کوئی اُسقف (بشپ) صلیب کا معرکہ اختیار کرلیتا تو وہ اپنے تعلقہ پر قرض کا بار تو ڈال سکتا تھا مگر اس کا مجاز نہ تھا کہ اُسے کسی اور شخص کے نام پر منتقل کردے۔ اور اس کی یہ وجہ تھی کہ اساقفہ کو اپنی جائدادون پر صرف حین حیاتی حق حاصل ہوتا تھا جو اُن کی موت کے ساتھ ہی جاتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ تمام لوگ جو ارض پاک کو جہاد کی نیت سے روانہ ہوتے اُن کی اراضی بھی خواہ بذریعہ رہن یا بغرض حفاظت انھین اسقفون اور گوشہ نشین راہبون کے قبضے مین آجاتی تھین۔ یہودی اہل غرض مجاہدین صلیب کو روپیہ قرض دیتے تو اُس کا خاطر خواہ سود لیتے تھے۔ لیکن اُنھین زمینداری اور کاشتکاری سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ اور اکثر ملکون مین وہ زمین کے مالک ہونے کے مجاز ہی نہ تھے۔ لیکن ان کے

اراضی کا انتقال حفاظت مین دینا یا رہن رکھنا

مقابلے مین اہلکاران کلیسیا ہر گو امانتون کی حفاظت کا وعدہ کرنے اور روپیہ دینے کو بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایسے پُرجوش عقیدت مند بھی کثرت سے تھے جو اپنے لباس پر صلیب کا معرکہ بناتے ہی اپنی تمام اراضی اور کل جائداد اس مذہبی جماعت کے سپرد کر دیتے۔ اور صرف اُن مقدس لوگون کی دعا کو اپنے تمام مال وجائداد سے زیادہ قیمتی خیال کرتے۔ ممکن تھا کہ جن لوگون نے ملنے علاقے اہل کلیسیا کی حفاظت مین چھوڑ کے ارض مشرق کا سفر کیا وہان پہونچ کے مر جائین۔ اس صورت مین اگر لاوارث مرتکب تو یہ پوری جائداد ان متولیون کی تھی ہی نہین واپس آنے کی حالت مین بھی مشقت اور ناکامی کی وجہ سے وہ ایسے شکستہ خاطر ضعیف اور بددل ہو جاتے تھے کہ آتے ہی گوشہ نشینی اختیار کر لیتے اور جو جائداد ان کے پاس باقی ہوتی تھی اُسے بھی اس مذہبی جماعت کی نذر کر دیتے۔ جو جائداد اس طریقے سے کلیسیا کے قبضے مین آئی وہ اُس جائداد سے کہین زیادہ تھی جو یون حاصل ہوئی کہ کوئی معمولی یا ممتاز تائب اور نجات چاہنے والا مرتے وقت اپنی جائداد ان مقتدایان دین کے نام پر ہبہ کر دیتا یا جو بعض پُرجوش دینداروں سے اُن کی زندگی ہی مین وصول ہو جاتی۔ اس قسم کی زمینین جو مذکورۂ بالا طریقون سے حاصل ہوتین اُس فرمان روا یا بادشاہ کے اختیار سے باہر ہو جاتین جس کی قلمرو مین واقع ہوتین۔ یونہین ہر سلطنت کے اندر ایک جداگانہ سلطنت اس قسم کی اراضی کی قائم ہو گئی تھی۔ اور یہ اندرونی مذہبی سلطنت دنیاوی سلطنت کے ہضم کر جانے کی دھمکی دے رہی تھی۔ اب ایک ایسی لڑائی کا وقت آیا جس کے بعد سخت لوٹ مار اور تباہی وبربادی لازمی تھی۔ اور جب اُس کا وقت آ گیا تو مذہبی دولت کی عمارت یکایک منہدم اور برباد ہو گئی۔

اس مہم مین جس کا الزام لاطینی دنیاے مسیحیت پر ہو اکثر عیسائی سلطنتون نے بہت ہی کم حصہ لیا تھا۔ بلکہ اصل یون ہو کہ اُنھون نے بالکل شرکت نہین کی۔ اور یہی بات سے پتہ چلتا ہو کہ اس مذہبی مہم مین وہ متفقہ اُلو العزمی کی شان نہ تھی جیسی کہ عموماً قومی مہمات مین نظر آیا کرتی ہو۔ اس کے واسطے نہ کمسریٹ کا کوئی انتظام کیا گیا تھا اور نہ رسد کی کوئی فکر کی گئی تھی۔ اور جو لوگ اس دینی معرکہ آرائی کے لیے روانہ ہوتے تھے وہ یا تو اپنے لیے کھانے پینے کی فکر ہی نہ کرتے تھے۔ اور جو کرتے تھے وہ صرف اپنے لیے ہی نہین بلکہ اپنے حوالی موالی کے لیے بھی۔ ان پُرجوش چل کھڑے ہونے والون کی تعداد اُن ممالک کی

تمدنی حالت کے مطابق تھی جہان سے وہ روانہ ہوئے۔ ایطالیہ مین پوپ اور مخالف پوپ کے جھگڑون نے اس جوش کی آگ کو سرد کر دیا تھا۔ اور صلیبی مجاہدین کی فوج مین بھرتی ہونے کے لیے عموماً سپاہی نارمنڈی والون مین سے آئے تھے جو رابرٹ گسکارڈ کے ساتھ جنوبی ممالک کا سفر کر چکے تھے ہسپانیہ کے لوگ ایک اور دینی جہاد مین مشغول تھے جو اُن کے گھرون کے پاس ہی تھا۔ اس لیے کہ وہ اسلامی سلطنت اندلس کو (جس سے کسی زمانے مین خوف پیدا ہو گیا تھا کہ کوہسار پیرینیز کو طے کر کے بحیرۂ بالٹک کے سواحل تک اسلامی پھریرے نہ اُڑا دے) جنوب کی طرف پیچھے ڈھکیلتے اور ہٹاتے جاتے تھے۔ کلرمانٹ کی کونسل سے تقریباً دس سال پیشتر گالیشیا کا بادشاہ الفانسو طلیطلہ سے اُس مسلمان خاندان کو نکال چکا تھا جو اُس پر حکمران تھا قرطبہ کی اسلامی سلطنت بیس برس پیشتر (۱۰۶۵ء) تین پامال ہو چکی تھی۔ اور جن دنون بطرس راہب شمالی یورپ کے ملکون مین اِدھر اُدھر مارا مارا پھیرتا تھا ہسپانیہ کے مسیحی علاقہ مرقیہ مین فتحین حاصل کر رہے تھے۔ اور بہادر مسیحی سپہ سالار رئیس بیوار یعنی سید کے کارنامے سارے یورپ مین گونج رہے تھے ع۵۔ جرمنی کے لوگون نے بھی روضۂ پاک کی مہم کے متعلق سرد مہری ظاہر کی۔ کیونکہ شہنشاہان جرمنی کے رفقا کو اگر خود پوپ اربن نہین تو اُس سے پیشتر والے پوپ خاک مین ملا چکے تھے۔ اور اسی بنا پر انھین پوپ کے حکم پر عمل کرنا اچھا نہین معلوم ہوا۔ سالزبرگ پسو۔ اور اسٹرابرگ کے اساقفہ یعنی معزز مقتدایان دین۔ اور ضعیف العمر ڈیوک گیلف نے جو بویریا کا والی تھا یہ پُرخطر سفر اختیار کیا۔ مگر ان مین سے ایک بھی زندہ پھر کے نہ آیا۔ اور جب اُن کے ہموطنون کو معلوم ہوا کہ وہ سب ارض مشرق مین جا کے مر گئے تو سب نے ہمت ہار دی۔ اور

۱۰۸۸ء پوپ اربن ثانی کے عہد مین یورپ کی حالت۔

ع۵ اسی زمانے مین مسلمانون کی وہ قدیم سلطنت جو اُندلس مین قائم ہوئی تھی تباہ ہوئی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ باہمی نااتفاقی اور ذاتی عداوتون کی وجہ سے وہ اپنے قومی دشمنون کو بھول گئے۔ اور سارا ملک مختلف فرمان روا ؤن پر بٹ گیا جنھین باہم لڑا لڑا کے اور ایک کے تباہ کرتے وقت دوسرے کو دوست بنا کے عیسائیون نے اُندلس کی تمام اسلامی سلطنتین ختم کر دین۔ اور سچ یہ ہے کہ اُس جانب مسلمانون کے مغلوب نظر آتے ہی سے عیسائیون مین اتنا حوصلہ پیدا ہوا کہ ارض مقدس فتح کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ورنہ اِس سے پیشتر اُن مین ایسا خیال بھی نہ پیدا ہو سکتا تھا۔

پھر کسی کو سفر کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ انگلستان فتح کی دشواریوں کے بارے دبا جاتا تھا۔ یہان نارمن لوگ زیادہ تر اپنی حالت مضبوط کرنے مین مشغول تھے۔ اور شاہ ولیم احمر بجاے اسکے کہ خود آپ کو کسی خطرے مین ڈالے اس بات کا موقع ڈھونڈھ رہا تھا کہ اپنے بھائی رابرٹ کی محتاجیون سے نفع اٹھائے۔ اُس مہم کا جوش وخروش پیدا ہوا تو صرف اُن لوگون مین جو شلسٹ سے کوہستان پرینیز تک آباد تھے۔ یہ لوگ جو یا تو فرانسیسی تھے یا نارمن قوم کے فوراً اُٹھ کھڑے ہونے پر آمادہ ہو گئے۔ اور لکھوکھا آدمی جو اس بات کا بھی انتظار نہ کر سکے کہ باضابطہ فوج کی طرح مرتب کیے جائین اپنے ہی ایسے کوتاہ اندیش اور پرجوش سردارون کی ماتحتی مین اپنی قسمت کا لکھا پورا کرنے کے لیے جھٹ پٹ چل کھڑے ہوئے۔

تیسرا باب

پہلی صلیبی لڑائی

سنہ ۱۰۹۶ صلیبی مجاہدون کے پہلے غول کی روانگی بطرس راہب اور والٹر مفلس کی ماتحتی مین۔

صلیبی مجاہدون کے مجتمع ہونے کے لیے جو مدت معین کی گئی تھی ہنوز اُس کا نصف زمانہ بھی نہین گذرنے پایا تھا کہ تقریباً ساٹھ ہزار مردون اور عورتون کا ایک گروہ جمع ہو گیا جنھین اسباب کامیابی کے فراہم کرنے کی نہ فکر تھی اور نہ پروا تھی۔ اور سب نے اصرار کرنا شروع کیا کہ خود بطرس راہب سردار بن کے اسی وقت ہمین بیت المقدس کی طرف لے چلے۔ ممکن ہو کہ ان لوگون مین بعض ممتاز اور صاحب ہوش لوگ بھی ہون جو اس خیال سے اس مہم پر روانہ ہونے کو آمادہ ہوئے ہون کہ ارض مقدس مین جا کے اُنھین کچھ نفع حاصل ہو گا۔ لیکن اس مین شک نہین کہ اس جماعت مین زیادہ تر ایسے ہی لوگ تھے جو اس لڑائی کا عہد کرنے کو ہر قسم کے گناہون کی اجازت خیال کرتے تھے۔ اور یہ بات بالکل یقینی ہو کہ کامیابی کے لیے جن چیزون کی ضرورت ہوتی ہو اُن مین سے ایک چیز بھی ان لوگون مین نہین موجود تھی۔ بطرس مین جیسی جہالت تھی ویسے ہی دیوانہ پن سے اُس نے اس کام کو اختیار بھی کر لیا۔ والٹر مفلس نے جس مین سپہگری کے کسی قدر اوصاف پائے جاتے تھے اس مہم مین بطرس کی مدد کی۔ لیکن بے ضابطگی و بدانتظامی ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ یہ پہلا لشکر زیادہ مسافت تک ایک ہی ساتھ سفر نہ کر سکا۔ کولونیا مین پہنچ کے دو گروہ ہو گئے۔ پندرہ ہزار آدمیون کی ایک جماعت کو والٹر مفلس لے کے ہنگاریہ کی حد کی طرف روانہ ہوا۔ اور باقی ماندہ جماعت کو لے کے خود بطرس راہب بڑھا۔ یہ جماعت جو جو

آگے بڑھتی لوگ آآکے ملتے جاتے اور آخر اس کا شمار چالیس ہزار تھا۔

دوسرا اور تیسرا غول امیکو اور گاٹسچاک کی ماتحتی مین۔

دوسری فوج جس کی تعداد شاید بیس ہزار تھی لیئی ننجن کے رئیس امیکو کی سپہ سالاری مین روانہ ہوئی۔تیسرا لشکر گوٹسچاک راہب کی سرداری مین روانہ ہوا۔مگر یہ راہب نہ اپنے تقدس کے لحاظ سے مشہور تھا۔اور نہ یہی باور کیا جاتا تھا کہ اس مہم مین اُسے کسی ذاتی نفع کا خیال نہین ہو۔ان لشکرون کے علاوہ مشہور ہو کہ ان کے پیچھے پیچھے دو لاکھ مردون بچون۔اور عورتون کا غول تھا جن کے آگے آگے ایک بطخ تھی اور ایک بکری۔یا جیسا بعض لوگون کا خیال ہو کہ ان کے جھنڈون پر ناسٹک[1] ویالی شنیز فرقہ والون کی مذہبی نشانیان ان جانورون کی تصویرون کی وضع مین بنی ہوئی تھین۔اس ناپاک اور ذلیل غول مین نہ تو کہین ضابطہ کا نام تھا اور نہ کسی قسم کے باہمی امتیاز کا پتہ تھا۔بلا تامل گناہ کرتے اور معاصی مین مبتلا ہوتے ہوئے چلے۔اور جس مقام سے ہو کے گذرے اُسے تباہ و برباد کر دیا۔اور لوٹ لیا۔صرف تین ہزار سواران کے ساتھ ایسے تھے جو بعض شرفا اور نوابون کے ماتحت تھے۔وہ نہ اُن کے ساتھ رہ سکے اور نہ اُن کی لوٹ مار مین شریک ہو سکے

یہودیون پر ظلم

ان لوگون کو اگر عیسائیون کے لوٹنے مین کوئی باک نہ تھا تو مضائقہ نہین۔کیونکہ صلیبی مجاہدین کی حیثیت سے اور اپنے پاک مذہبی عقائد کا ثبوت دینے کے لیے وہ یہودیون کو بہت خوشی سے لوٹتے تھے۔اُن پر ظلم و جور کرتے تھے۔اور انھین قتل کرتے تھے۔اس صلیبی لڑائی کا اعلان اگرچہ صرف ترکون کے مقابلے مین کیا گیا تھا مگر سمجھا جاتا تھا کہ یہ جہاد اُن لوگون کی اولاد کے مقابلے مین بھی ہو جنھون نے نجات دہندہ (مسیح) کو صلیب پر چڑھا دیا۔دروون۔ٹریوس اور اُن بڑے بڑے شہرون کی سڑکین جو دریاے رائن کے کنارے آباد تھے اُن بیگناہ یہودیون کے خون سے سرخ ہو گئین جنھین ان صلیبی مجاہدون نے قتل کیا تھا۔ان مین سے بعض لوگ اگر تبدیل مذہب کا بہانہ کر کے زندہ بچ گئے تو زیادہ لوگون نے بے رحم قاتلون کے ہاتھ سے بچنے کے لیے یہ کیا کہ اپنا مال و اسباب بھی دریا مین یا آگ کے شعلون مین ڈال دیا اور خود بھی انھین مین کود کے مر گئے۔الغرض اس نیک شگونی سے وہ عظیم الشان مہم شروع جس کی نسبت

[1] یہ عیسائیون کے دو فرقے ہین جن کو الحاد کا الزام دیا گیا۔مگر اصل مین وہ فلسفہ یونانی اور مصری مذہب کے اثر سے پیدا ہوئے تھے۔یہود کے اور توریت کے دشمن تھے۔انبیاے بنی اسرائیل کو برا کہتے تھے اور صرف حضرت مسیح کی خدائی کے قائل تھے۔ابتداءً یورپ مین ان کا بڑا زور تھا۔

پوپ اربن نے دور و شور سے فتویٰ دیا تھا کہ اُس مین شریک ہونا ہر مسیحی کا فرض ہے۔

اور اسی طرح پاپاے مذکور کی وعظ کا یہ نتیجہ ہوا کہ شہنشاہ ہنری چہارم کی قوت ضعیف ہونے کے بعد از سر نو زندہ ہو گئی جس نے اس کشت و خون کو روک کے اپنی رعایا کے اس صلح پسند اور مفید حصے کو امن و امان دے دی۔ یہودی سلطنت کی حمایت مین لے لیے گئے۔ اُس وقت تو وہ آسایش و آرام کی حالت مین ہو گئے مگر چند روز بعد اُن کی اولاد کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو جو شخص اس وقت حمایت و سرپرستی کر رہا ہو وہی موقع پا کے اُن کا لوٹنے والا اور اُن پر جبر و تعدی کرنے والا بن جاے۔

یہودی سلطنت کی حمایت مین لیے گئے۔

آسٹریا کی سرحد سے قسطنطنیہ تک چھ سو میل کی مسافت ہے۔ اس ہولناک اور ویران سرزمین مین مفلس والٹر کے ہمراہی افلاس و ناداری کے ساتھ گذر رہے تھے اور جو مقامات راستے مین پڑتے اُن کے باشندون کو لوٹ مار اور اُن کے ساتھ بدسلوکیان کرنے کی بدولت اپنا دشمن بناتے جاتے تھے۔ اُنھین بدکاریون اور بے اعتدالیون کی وجہ سے ملک بلغاریہ مین اُن کی تباہی کے ایسے اسباب پیدا ہو گئے تھے کہ اگر شہنشاہ قسطنطنیہ کا والی نائسوس اُنھین اُن کے دشمنون کے نرغے سے نکال کے اور اُن کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کر کے بحفاظت تمام منزل مقصود تک نہ پہونچا دیتا تو راستہ مین سب کے سب بالکل برباد ہو جاتے۔ تاہم اس کام مین بہت صرف ہوا۔ اور جو رقم خرچ کی گئی اُس کی ادائی یون ہوئی کہ زائرون مین سے بہتیرے مردون اور خاصۃً عورتون اور بچون کو بیچ بیچ کے روپیہ فراہم کیا گیا جو لوگ بطرس راہب کے ساتھ چلے تھے اُن کی نسبت مشہور ہے کہ اُن مین سے صرف سات ہزار آدمی شہر قسطنطنیہ مین پہونچے۔

ہنگاریہ اور بلغاریہ مین سے والٹر اور اُس کے ہمراہیون کا گذرنا

شہنشاہ الکزیوس (قسطنطنیہ کے فرمان روا) کو ایک ایسے گلے سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ نارمن لوگون۔ ترکون اور رومیون کی اس سے بدرجہا زیادہ بڑی بڑی فوجون کو وہ دیکھ چکا تھا اور مقابلہ کر چکا تھا۔ اسی اطمینان کی بدولت اُس نے اِس لاطینی مسیحی دنیا کی فوج کے مقدمۃ الجیش کی خاطر داری کی۔ اور اُنھین اپنا مہمان بنایا۔ مگر ان بے ضابطہ لوگون نے بہت ہی جلد اُس کی مہمانداری کا معاوضہ احسان فراموشی سے کر دکھایا۔ اُس نے ان لوگون کو مشورہ دیا تھا کہ تم لوگ یہین ٹھہر کے باقی ماندہ صلیبی مجاہدون کے آنے کا انتظار

کرو۔ مگر یہ شورہ نہ مانا گیا۔ شہنشاہ نے جب یہ سرکشی دیکھی تو اپنی رعایا کی اور خود اپنی سلامتی کے خیال سے انھین حکم دے دیا کہ اچھا تم باسفورس کے اُس پار اُتر جاؤ۔ اور ایشیا کے ملک پر قدم رکھ کے خاص اُس سرزمین مین خیمہ زن ہو جیسے بے دینون کے ہاتھ سے چھیننے کے لیے آئے ہو۔

زائرین کا باسفورس کے اُس پار اُترنا

الکزیوس نے صرف اپنا پیچھا چھوڑانے کے لیے اُن کے ساتھ یہ کارروائی کی تھی۔ اب انھین آل سلجوق کے زبردست سلطان داؤد کے ایسے ہوشیار اور بہادر دشمن سے مقابلہ کرنا تھا جس کا لقب تھا قلیج ارسلان۔ یعنی "شیر کی تلوار" یہ آوارہ وطن جنھین بطرس راہب اور مفلس والٹر بیت المقدس لے جانے کے لیے یہان تک بڑھا لائے تھے اس سرزمین پر پہونچتے ہی روٹی کی تلاش مین ادھر اُدھر مارے مارے پھرنے لگے۔ اور داؤد نے اُن کے خاص اور سب سے بڑے گروہ کو نہایت آسانی کے ساتھ یہ چکمہ دے دیا کہ تمھارے ساتھیون نے تو بڑھ کے میرے دار السلطنت شہر نکایہ پر قبضہ کر لیا اور اُسے لوٹ لوٹ کے خوشیان منا رہے ہین۔ جس خبر کے سنتے ہی یہ بدقسمت گروہ خوش خوش آگے بڑھا۔ مگر خاص شہر نکایہ کی دیوارون کے سامنے پہونچ کے اس کا یہ حشر ہوا کہ بعد والی مسیحی فوج جب اس مقام پر پہونچی جہان سلجوقی سلطان نے اُن آوارہ وطنون کے واسطے جال لگایا تھا۔ اور جہان اُس کے پھندے مین پھنس کے وہ قتل کیے گئے تھے تو مسیحیون نے ہڈیون کا ایک بڑا بھاری ڈھیر دیکھا جو اُن اگلے سورما مجاہدین صلیب کی داستان مصیبت سُنا رہا تھا۔ مشہور ہے کہ اس وحشیانہ مہم مین تین لاکھ آدمیون سے کم نے اپنے اعمال کی سزا نہین پائی۔ یعنی تین لاکھ سے زیادہ مسیحی مارے گئے۔

قلیج ارسلان کے ہاتھ سے اُن کا کلیۃً فنا ہو جانا

تاہم پہلی صلیبی لڑائی اسی قسم کی بعد والی سات آٹھ لڑائیون سے زیادہ کامیاب ہونے والی تھی۔ اور غالباً یہ کامیابی محض اسوجہ سے تھی کہ اس پہلی مہم مین بڑے بڑے سلاطین یورپ مین سے کوئی شریک نہ تھا۔ چارلس اعظم (شارلمین) کا جانشین ہنری چارم جو ایک زبردست مغربی شہنشاہ تھا پوپ کا دشمن تھا۔ فرمان رواے فرانس فلپ اول کو پوپ اربن مذکورۂ بالا کلرمانٹ کی کونسل مین اُس کے حقوق سے خارج کر چکا تھا۔ ڈنمارک اسکاٹلینڈ۔ سویڈن اور پولینڈ کے بادشاہ اس وقت تک یورپ کے سلاطین مین نہین شامل خیال کیے جاتے تھے۔ ہسپانیہ کے بادشاہ خود اپنے

پہلی صلیبی لڑائی کے سرگروہون کا مرتبہ اور طرز عمل

گھڑی مین صلیبی لڑائیان لڑ رہے تھے ۔ اور یہ بھی ہم کو نظر آتا ہو کہ انگلستان کے فرمانروا ولیم دوم کو بہ جاے اس کے کہ بیت المقدس کے پھاٹک پر جاکے جہاد کرے خود اپنے گرد و پیش چھوٹی چھوٹی مملکتین حاصل کرنے کا زیادہ خیال تھا ۔ لہذا ارض فلسطین مین ایک لاطینی سلطنت قائم کرنے کا کام صرف ایسے معزز نوابون اور تعلقدارون کے ہاتھ مین تھا جو بادشاہون سے کم رُتبہ رکھتے تھے ۔

بوئیون کا گاڈفرے اور اُس کے بھائی بالڈون اور یوسٹاس

آخر الذکر طبقہ مین سب سے زیادہ قابل تعریف اور مستحق شہرت گاڈفرے تھا جو شہر بوئیون واقع آرڈنس کا باشندہ تھا ۔ اور نوابان بولونیہ اور لاترنجن (موجودہ لورین) کے رئیس کا عزیز تھا ۔ وہ پوپ ہلڈیبرینڈ کے دشمن یا اُس کے ہاتھ کے مظلوم شہنشاہ ہنری چہارم کی ملازمت مین تھا ۔ اور یہی تھا جو سب کے پہلے رومۃ الکبرے کی دیوارون سے پھاند کے خاص شہر کے اندر گھس پڑا تھا ۔ نیز ٹیوٹانک یعنی شمالی و مغربی اقوام یورپ کی زبان اور نیز فرانسیسی زبان مین بخوبی گفتگو کر سکتا تھا ۔ اور اپنی بہادری ۔ عقلمندی ۔ اور دیانت داری سے ایسا اثر حاصل کر لیا تھا کہ اُس کے جھنڈے کے نیچے اسی ہزار پیدل اور دس ہزار سوار جمع ہو گئے جن مین اُس کے بھائی بالڈون اور یوسٹاس نواب بولونیا بھی شامل تھے ۔

ورمانڈوا کا ہیوغ ۔

نارمنڈی کا رابرٹ ۔

گاڈفرے (جسے عرب لوگ کندفرے کہتے ہین) کے ساتھیون مین سب سے زیادہ نامور ہیوغ تھا جو ورمانڈوا کا نواب تھا ۔ اسے لوگ "اعظم" کے لقب سے یاد کرتے تھے ۔ بعض اس لیے کہ فلپ اول فرمان رواے فرانس کا بھائی تھا ۔ اور بعض اس خیال سے کہ اُس کا قد بہت لمبا تھا ۔ اس کا ہم پلہ نارمنڈی کے رئیس رابرٹ کو سمجھنا چاہیے جس نے اپنی لاپروائی سے انگلستان کی سلطنت کھو دی تھی ۔ اور اب جس نے اپنا حق ریاست ایک بالکل حقیر وظیفہ کے معاوضے مین رہن رکھ دیا تھا ۔ اُس کی جو تصویر کھینچی گئی ہو وہ ایڈ و مائٹ کے خاندان کے مورث اعلیٰ کی تصویر سے ملتی ہو ۔ وہ آیندہ معاملات کی طرف سے بالکل بےفکر تھا ۔ بہ آسانی ہر شخص کا دوست یا دشمن بن جاتا تھا ۔ نہ خود اُس مین ریاکاری تھی اور نہ کسی اور پر ریاکاری کا شبہ کرتا تھا ۔ اپنی سادہ دلی اور خوش مزاجی سے اورون کو فائدہ پہونچاتا تھا اور خود گھاٹے مین رہتا تھا ۔ اور سخاوت و فیاضی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا ۔ خلاصہ یہ کہ وہ ایسا شخص تھا کہ سنگدل باپ کے اوصاف مین سے کوئی وصف اپنی ذات مین

نہ رکھنے کی وجہ سے قید مین مبتلا ہوا۔ اور آخرکار کارڈف کیسل کے قید خانے مین پڑے پڑے مرگیا۔

جو بڑے بڑے سردار شمالی یورپ کے زائرون کی فوجین لے لے کے روانہ ہوئے ان کا شمار ان نامون سے تکمیل کو پہونچ جاتا ہو۔ رابرٹ نواب فلانڈرس جسے اُس کے پیرو "عیسائیون کی شمشیر" یا "عیسائیون کا نیزہ" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور اسٹیفن رئیس چارٹرس ٓ ٹرائیس اور بلواس جو اگر ہم ۳٦٥ قلعون کی کہانی کو تسلیم کرلین تو بڑی بڑی عمارتون کا مالک تھا اور فصاحت لسانی مین بھی ویسا ہی خوش نصیب تھا جیسا کہ قلعہ داری مین۔ اسی حساب سے ہم یہ بھی خیال کرسکتے ہین کہ یہ چھوٹے چھوٹے سردار شمال مین اُن بہادرون سے بھی زیادہ تھے جنھین اگامنن ٹروجن کی لڑائی مین لے گیا تھا۔ اور یہ فہرست بھی غالباً ویسی ہی قرین قیاس یا خلاف قیاس ہوگی جیسی کہ اُن یونانی نبرد آزمادن کی فہرست جن کا قصہ ایلیڈ[٥] مین بیان کیا گیا ہو۔

فلانڈرس کا رابرٹ اور چارٹرس کا اسٹیفن

جنوبی فرقون کے سردارون مین سب سے زیادہ ممتاز نیز بلحاظ اپنے لقب کے اور نیز بہ حیثیت اپنے عہدے کے پوپ کا وکیل و نائب اڈھیمار (الییر) شہر پوئی کا اُسقف تھا جو اس صلیبی جھنڈے کے نیچے مجاہدون کے جمع کرنے مین نہین بلکہ صرف صفوف جنگ کے معاملات مین اپنے مشورون سے مدد دیتا تھا۔ مشہور ہو کہ ریمانڈ نواب طولوس جو اُوویرن اور لینگوڈوک کا مالک تھا اُس کی عظمت حشمت اور جوش کی ایک لاکھ سوارون اور پیدلون کی جماعت نے تصدیق کی۔ وہ لڑتے ہی لڑتے بڈھا ہوگیا تھا۔ اور عقلمندی و بد دماغی اور سرکشی و طمع مین شہرت رکھتا تھا۔

پوئی کا اُسقف اڈھیمارڈ طولوس کا ریمانڈ

رابرٹ گسکارڈ کا بیٹا بوہیمانڈ جسے ہم ڈیریشیم مین نبرد آزمائی کرتے اور لارسا مین فتح یاب ہوتے دیکھ آئے ہین (صفحہ ۴۴) بہ نسبت اپنے ساتھیون کے تعصب کے رنگ مین بہت ہی کم رنگا ہوا تھا اور یقیناً اسکی اُولوالعزمی و ہمت بہت سرد تھی وہ اُس

بوہیمانڈ

[٥] ایلیڈ یونانی زبان مین ایک نہایت ہی مشہور و مستند منظوم کتاب ہو جس کا مصنف یورپ کا سب سے پہلا شاعر ہومر تھا۔ ایلیڈ بالکل سنسکرت کی راماین کا قائم مقام ہو۔ اسلیے کہ اسمین دیوتاؤن کی لڑائی بیان کی گئی ہو۔ اور ویسے ہی مبالغے ہین جیسے کہ راماین مین۔ یہ لڑائی ٹروجن کی کہلاتی تھی۔ اور سب سے بڑا مرد میدان اگامنن تھا۔

صلیبی لڑائی کو صرف ایک ایسا ذریعہ خیال کر رہا تھا جس کی بدولت اُس تمام سرزمین پر جو ولماشیہ کے ساحل سے شمالی سواحل ایجین تک پھیلی ہوئی تھی پھر قبضہ کر سکے گا - اسی قدر نہین بلکہ اگر مالمسبری کے ولیم کا بیان صحیح باور کیا جاے تو اصل مین اسی بوہیمانڈ نے پوپ اربن کو اُبھارا تھا کہ لوگون کو صلیبی مہم کے لیے آمادہ کرے - مگر اُس کی اصلی غرض یہ تھی کہ مذکورہ ملک جسے وہ خاص اپنی میراث سمجھتا تھا اُس کے قبضہ مین آجاے - اور اُس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی غرض تھی کہ پوپ اربن کی مخالفت جو روم مین ہو رہی تھی بالکل فرو ہو جاے - اُس کا باپ گسکارڈ اپولنیہ کی سلطنت اپنے چھوٹے بیٹے کو دے گیا تھا - لہذا بوہیمانڈ کوشش کرتا تھا کہ اپنی ٹارنٹم کی مملکت مین ایک ایسی سلطنت بھی شامل کرے جس کی قوت سے وہ مشرقی شہنشاہ یعنی قسطنطینیہ کے فرمان روا کا حریف مقابل بن جاے -

ٹینکرڈ۔ بوہیمانڈ سے کہین زیادہ بہتر اُس کا پھوپھی زاد بھائی ٹینکرڈ تھا - وہ مارکوئیس اوڈو کے نطفے سے تھا جسے لوگ اُس کی خوبیون کے لحاظ سے ”نیک“ کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے - اور رابرٹ گسکارڈ کی بہن اِمّا اُس کی ماں تھی - ٹینکرڈ نے اپنی دولت اور خاندانی اعزاز سے شہرت و نیکنامی نہین حاصل کی تھی بلکہ ذاتی خوبیون یعنی نیکدلی اور خوبصورتی کی وجہ سے - ان اوصاف نے اُسے ویسا ہی ”کامل اور سچا نائٹ“ ثابت کر دیا تھا جس کا نمونہ مشہور شاعر چاسر نے اپنے کلام مین قائم کیا ہو - ٹینکرڈ کی ذات مین وہ خاص جذبات اور مکمل خیالات موجود تھے جن سے حروب صلیبیہ کی تحریک پیدا ہوئی - اور جن مین چند روز بعد صلیبی معرکہ آرائیون نے اور زیادہ شان و شوکت پیدا کر دی تھی -

کلرمانٹ کی کونسل مین پوپ اربن نے جب ترکون کی بزدلی اور خونریزی کا حال بیان کیا تھا تو غالباً اُس کا زیادہ اثر اُن لوگون کے دلون پر ہوا ہوگا جو زیادہ نیک نفس اور پُرجوش تھے - اور واقعی اُس نے اس امر کو ایک پادری اور واعظ ہی کے الفاظ مین ادا کیا تھا - حالانکہ اگر عقل سے کام لیتا تو اس موقع پر بجاے دینی مقتدا کے اُسے ایک فوجی افسر کے الفاظ کام مین لانے چاہیے تھے - اس مین کوئی شک نہین کہ اُس زمانے کے نیک دل لوگون مین اس آرزو کا جوش پیدا ہو گیا تھا کہ بیکس و بے بس مسیحیون کی ایک جماعت (یعنی ارض مقدس کے عیسائیون) کو اُن فاتحون کے پنجے سے چھڑالین جن سے خود مقابلہ کرنا اُن کمزور مسیحیون کی قوت سے باہر تھا - اور اُن کے فاتح ایسے شجاع

کن اسباب و اثرون سے سپہگری پیدا ہوئی۔

اور زبردست تھے کہ لاطینی اور ٹیوٹانک (شمالی و مغربی یورپ) مسیحی دنیا کے بہادر سے بہادر لوگ بھی جاتے تو شاید اُن کے مدِ مقابل ہو سکتے۔ اُس بے دست و پا جماعت کے لیے اپنا بہت کچھ نقصان کرنے کی ضرورت تھی۔ جب گھر بار اور اراضی اور جائدادین بک جاتین اور ہر قسم کے عیش و آرام سے ہاتھ اُٹھا یا جاتا تب اُسے نجات حاصل ہو سکتی تھی۔ بے کس و ناچار مصیبت زدون کے لیے ایسے ایسے نقصانات کو گوارا کر لینا انسان کے بہترین اوصاف مین سے ہے۔ اس طرح حروب صلیبیہ کے اولوالعزم بہادرون مین سے جو لوگ بہت ہی شریف النفس اور بے لوث تھے اُن کے دلون مین دو قسم کے خیالات تھے جو بظاہر تو جدا جدا تھے لیکن دونون سے ایک ہی اخلاقی نتیجہ نکل سکتا تھا۔ اول تو نفرت کا خیال جس نظر سے وہ اُن مظالم کو دیکھ رہے تھے جو مشرقی مسیحیون پر ہو رہے تھے۔ دوسرے اُس قدر و منزلت اور عظمت و وقعت کا خیال جس نظر سے وہ اُن فاتحون کو دیکھتے اور اُنھین ایسا دلیرا ور بہادر سمجھتے تھے کہ اُن کے نزدیک وہ مسیحی دنیا کے اعلیٰ ترین بہادرون مین کسی سے کم نہ تھے۔ پہلا خیال تو اُن مین اس بات کا جوش پیدا کرتا تھا کہ چاہے کیسی ہی سخت سے سخت مشکل کا سامنا ہو وہ بڑھ کے ارض پاک اور روضۂ مقدس کو اُن پامال دشمنون کے ہاتھ سے ضرور چھین لین۔ اور دوسرا اُنھین آمادہ کرتا کہ ایسے ذرائع کامیابی کو بالکل ترک کر دین جو حریفون کی قوت سے کم ہون یا ایسے ہون کہ ان دشمنون سے زیادہ وحشی اقوام کے مقابلے مین کام مین لانے کے قابل ہون۔ یہ خیالات صلیبی مجاہدون مین تحمل اور نفس کشی کا مادہ پیدا کرتے تھے جس کی بدولت وہ لڑائی کی مصیبتون سے بے خوف ہو جاتے اور پھر آخر مین اُنھین بہت ہی اچھا ثمرہ حاصل ہو سکتا تھا اسی جانب مذہب کا بھی اثر پڑ رہا تھا جو برابر بڑھتا جاتا تھا۔ مذہبی گروہ کی یہ غرض تھی کہ اگر اُن لوگون کے جوش اور غصے کو فرو نہ کر سکے تو اُنھین دوسری طرف متوجہ کر دینے اور خدا کے اس حکم پر عمل کراتے کہ آپس مین اتنا قتل و خون نہ کرو کہ زمین اُس کا بار نہ اُٹھا سکے لیکن ارض پاک کو دشمنون کے قبضے سے نکالنے کی مہم مین لڑائی خود ہی متبرک قرار پا گئی تھی۔ بہادر بانکے جو پہلے صرف رسمی حیثیت سے بانکے بنا کرتے تھے اور قدیم بت پرستی سے پیدا ہوا کرتے تھے اب اُنھین بھی مذہب اور کلیسائے مسیح نے مقدس تسلیم کر لیا تھا۔ اور وہ لوگ پادری یا گوشہ نشین اور تارک الدنیا عابد و راہب کے ہم رتبہ سمجھے جانے لگے تھے

اسی کے نتیجے مین اب سورما بانکون اور اُس شان سپہ گری کے امیدوارون کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جانے لگا جو ابتدائی مسیحی صدیون مین دین عیسوی کے طالبون اور نئے مسیحیون کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ سپاہیانہ زندگی کے امیدوار یا نائٹ بننے والے کے لیے لازمی تھا کہ وہ اپنے خیالات اور اپنے دل کو پاک و صاف کرکے اس کام مین داخل ہو۔ اور طالب دین عیسوی کا بے دھبہ اور بے داغ لباس جسے ایک مدت تک وہ زیب تن رکھ کے وہ متبرک بنایا کرتا تھا یہان امیدوار سپہگری کے لیے ایک سفید عبا کی صورت مین نمایان کیا گیا جسے نوجوان نائٹ بننے والا غسل کے بعد پہنتا تھا۔ اس کے ساتھ وہ بیانات جو بپتسمہ دینے کے وقت ہوتے ہین اُن کا اعادہ نائٹ بننے والے کے اقرارون مین بھی کرایا جاتا۔ اس کارروائی سے پہلے ایک خاص قسم کا اقرار گناہ ہوتا اور وہ پادری کی زبان سے بخشے جاتے۔ اس عہد کی وجہ سے نائٹ پابند ہوجاتا تھا کہ ہمیشہ انصاف سچائی اور فیاضی سے کام لے مصیبت زدون کی حمایت کرے۔ محتاجون اور بے کسون کی مدد کرے اور ہر جگہ ظالمون اور بدکارون سے مقابلہ کرنے کو آمادہ رہے۔ ایک خاص حد تک اُسے عورتون کا حامی اور بچون کا سرپرست بھی بننا پڑتا تھا۔ ان سب باتون کا اقرار کرنے کے بعد وہ پادریون کے ایک

نائٹ بننے کی رسم

عہ یورپ مین قدیم زمانے مین ایک خاص قسم کے لوگ ہوا کرتے تھے جو نائٹ کہلاتے تھے۔ نائٹ کا لفظ خطابون مین اب بھی استعمال کیا جاتا ہے مگر نائٹون کی وہ شان بالکل جاتی رہی۔ ان کے قائم مقام ہمارے یہان وہ بہادر سورما تھے جو چند روز پیشتر بانکے کہلاتے تھے۔ نائٹ بننے کی ابتدا بُت پرستی کے زمانے سے پڑی تھی۔ اور مسیحی حکومت و مذہب کے رواج پا جانے کے بعد مدت تک نائٹ ہونا قدیم مشرکانہ رسمون کے مطابق عمل مین آتا رہا۔ انسان جب نائٹ بنتا تو خاص رسمون کے ساتھ اور خاص قسم کے عہد و پیمان لینے کے بعد اُس کے ہاتھ مین سلاح جنگ دیے جاتے تھے۔ پھر اُس کی زندگی مرتے دم تک نبرد آزمائی ہی کے کامون سے وابستہ رہتی نائٹ لوگ سر سے پانؤن تک لوہے مین غرق رہتے۔ اور مارنا اور مر جانا اپنا فرض خیال کرتے صلیبی لڑائیون کے وقت جب پوپ نے جہاد کا فتوے دیا تو نائٹ ہونا بھی مسیحیت کا ایک شعبہ قرار دے دیا گیا۔ اور خاص خاص ترمیمون کے ساتھ ویسا ہی عہدنامہ اب گرجے مین لے کے لوگ نائٹ بنائے جانے لگے۔ جیسا کہ مصنف کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

گروہ کے سامنے آ کے کھڑا ہوتا تھا۔ اور وہ اُس کے دینی باپ کی تلوار اُس کے ہاتھ مین دے کے خدا حضرت مریم اور سینٹ میکائیل یا سینٹ جارج کے نام سے اُسے "ناٹ" کا خطاب دیتے تھے۔ ان رسوم کی پابندی کرنے والے نوجوان ناٹ کے دل مین سب سے زیادہ محبت کنواری مان (حضرت مریم) کے نام کی ہوتی تھی۔ جس کی تصویر کے ہزار دن لوگ قبل اس کے کہ قدیم وحشیانہ خونخواری اور سنگدلی سے باز آئین ولدادہ ہو گئے۔ ناٹ کی اصطلاح مین جناب مریم اُس کی مالکہ تھین۔ اور اُنھین وہ "نوتر دام" (ہماری خاتون) کے خطاب سے یاد کرتا اور مصلوب مسیح اُس کے خدا تھے جنھین وہ "نوتر سینیر" (ہمارے حضرت) کہتا۔ جو محبت ناٹ کو حضرت مریم سے ہوتی وہ متبرک سمجھی جاتی۔ اور اُس کی شان اُس اطاعت و فرمان برداری مین نظر آتی جسے وہ ہر شریف خاتون کے مقابلے مین ظاہر کرتا۔ اور خاصتہً اُس نازنین کے مقابلے مین جو اُس کے دل کی مالک ہوتی یعنی جس کا وہ عاشق ہوتا۔ ایسی نازنین اگر ایسی ملکہ نہ بھی ہوتی کہ وہ صورت دیکھتے ہی دوڑ کے قدمون پر گر پڑے تو بھی اُس کی حیثیت اُس ستارے کی ضرور ہوتی جس کی کوئی شخص دور ہی سے پرستش کیا کرے۔ ایسی عورت جسے ناٹ نسائیت کا مکمل نمونہ قرار دے کے اپنا بت قرار دے ممکن تھا کہ کسی غیر شخص کی بی بی ہو یعنی ناٹ غیر شخص کی جورو پر بھی عاشق ہو سکتا تھا۔ اور اس مین کوئی مضائقہ نہین خیال کیا جاتا تھا؎۔ اور ان جادۂ اعتدال سے گذرے ہوئے اوباشانہ خیالات سے اکثر بہت ہی افسوس ناک نتائج ظاہر ہوتے تھے۔ تاہم ان مہا درانہ خیالات سے جہان بعض اوقات بُرا نتیجہ ظاہر ہوتا تھا اکثر یہ فائدہ بھی ہوتا کہ ناشائستہ اور جنگی لوگون کے دلون مین صلاحیت آ جاتی۔ ان سپہگرانہ خیالات کی ترقی اور اُن کا استحکام خاص کر حروب صلیبیہ کی بدولت ہوا۔ بے شک ان حامی صلیب سپاہیون نے اکثر ایسی ایسی بے انصافیان اور شرارتین کین جو قابل افسوس تھین۔ لیکن ان کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ

؎ اس سے صاف ظاہر ہو کہ ناٹ کو علاوہ سپہگری کے یہ بھی ضرور تھا کہ کسی حسین عورت پر عاشق ہو۔ اور مجاز تھا کہ جی چاہے تو کسی کی جورو پر بھی عاشق ہو جائے۔ عورت اُس کے نزدیک مریم کی قائم مقام تھی اسی سے قرون وسطیٰ مین یورپ کی جو تہذیب ہو گی ظاہر ہو۔

فریقین کے بڑے بڑے زبردست اور نامی سپہ گر اکثر ایک دوسرے کی بہادری سپہگری اور خوش اعتقادی کی داد دیتے جس سے لڑائی کی مصیبتین خفیف معلوم ہونے لگتین اس باہمی قدردانی کا ظہور صرف ایک لفظ کے ذریعے سے ہوا جو آج تک مروج اور موثر ہی۔ وہ لفظ "خلق" ہی۔ خلق ان لوگون کے اس فعل سے عموماً ظاہر ہوا کرتا تھا کہ ہمیشہ اپنی جگہ اپنے سے کمزور شخص کو دے دینے پر آمادہ رہتے تھے۔ ان صلیبی مجاہدین کا یہ خلق مسیحیت کے حلم اور رحم سے بہت ملتا جلتا تھا۔ اور اُس زمانے مین جبکہ سنگدلی اور ظلم و خونریزی کا ہر طرف زور و شور تھا اس وصف کا کسی شخص مین موجود ہونا حقیقت مین ایک بڑی بات تھی صلیبی نائٹ کے لیے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ نائٹ بننے کے ساتھ ہی وہ مجمع اخلاق ہو جاتا تھا۔ خاصتہً ٹنکرڈ مین یہ جوہر زیادہ نمایان طور پر پایا جاتا تھا۔ ٹنکرڈ زندہ رہا۔ لڑا۔ اور فتحیاب ہوا۔ رنیالڈ جس کا حال ٹسو شاعر نے اپنی ایک نظم مین بیت المقدس کے مسلمانون کے ہاتھ سے چھیننے کے موقع پر بیان کیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جیسے انسان نہ تھا بلکہ یونان کے اشلیوس معرکہ ٹرائے کے بکٹر۔ یا ملک فارس کے رستم نریمان۔ کی طرح آسمانی مملکت کا رہنے والا یعنی انسان کے درجے سے بڑھا ہوا تھا۔

باقی ماندہ تین ہزار مصیبت زدہ آدمی جو سلجوقی سلطان کے دارالسلطنت نکائیہ کے سامنے والے پرخون میدان سے بھاگے تھے (دیکھو صفحہ ۴۸) اُنھون نے بزنٹائن (یعنی قسطنطینیہ) کی سرحد مین جا کے اُس وقت پناہ لی جس وقت کہ زیادہ مرتب اور عمدہ صلیبی فوجین یورپ سے ارض مشرق کی طرف روانہ ہوئی تھین۔ ان مین سب سے اچھے اور تربیت یافتہ رسالے عام پیدون کی ایک بڑی بھیڑ کو ساتھ لیے ہوے گاڈفرے آف بوئیون کی سپہ سالاری مین میوز اور موسل دریاؤن کے کنارے کنارے بڑی شان و شوکت سے روانہ ہوئے۔ اور گاڈفرے اُنھین بخیریت تمام اور بغیر کسی مزاحمت کے ہنگاریہ کی سرحد تک نکال لایا۔ یہان ہنگاریہ کی فوجین اس اندیشے سے اُن کی سد راہ ہوئین اور سامنے آکے صف آرا ہو گئین کہ بطرس راہب اور اُس کے سرکش و خود مختار ہمراہیون کی طرح یہ لوگ بھی پہلا سا ظلم و جور اور لوٹ مار پھر نہ جاری کر دین۔ اس مشکل کے آسان ہونے مین تین ہفتہ محض فضول ضائع

اگست ۱۰۹۶ء صلیبیون کی اصلی فوج کا ہاتھی گاڈفرے روانہ ہوا۔

ہوئے۔شاہ ہنگاریہ نے یہ شرط پیش کی کہ سپہ سالار کا بھائی بالڈون بطور کفیل کے اُس کے سپرد کیا جائے۔یہ شرط تو نامنظور کی گئی۔مگر خود صلیبی سپہ سالار گاڈفری نے آپ ہی اپنے کو اُس کی حراست مین دے دیا۔اور اُس کے پاس جا کے اُسے شرمندہ کیا۔اور صرف اتنی درخواست پیش کی کہ ہمین اپنی قلمرو مین سے ہوکے گذر جانے دو اور اجازت دو کہ بازارون مین سے جو چیز چاہین مول لے سکین۔یہ دونون درخواستین منظور کی گئین۔مگر تاہم اتنے بڑے لشکر کا بغیر دشواریون کے نکال لے جانا غیر ممکن تھا۔یہ صلیبی لشکر جس وقت ہنگاریہ کے گاؤن مین گذر رہا تھا اُس وقت سپاہیون کو بے ضابطگیون اور لوٹ مار سے روکنا گاڈفرے کے اختیار سے باہر تھا۔اور اگر ہنگاریہ کا رسالہ حفاظت کے لیے اُن صلیبی لشکریون کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ بے ضابطگی اور بڑھ جاتی۔

دربانڈوا کے ہیوغ کی گرفتاری

آخر کار یہ صلیبی لشکر شہر فلپّوپولیس کے پھاٹکون کے سامنے جا پہونچا۔اور یہان پہونچ کے گاڈفرے کو خبر ملی کہ دربانڈوا کا ہیوغ جس کے پہونچنے کی خبر دینے کو چوبیس نائٹ طلائی زرہین پہنے ہوئے الکزیوس یونانی شہنشاہ مشرق کے دربار مین گئے تھے۔اور جو اپنے آپ کو شہنشاہ ہفت اقلیم کا بھائی اور مغربی یورپ کے تمام باشندون کی جان ومال کا مالک سمجھتا تھا شہر قسطنطنیہ کے اندر قید ہے۔اُس کی سرگذشت یہ تھی کہ رابرٹ امیر نارمنڈی۔رابرٹ رئیس فلانڈرس۔اسٹفن سردار چارٹرس اور چند اور چھوٹے چھوٹے سردارون کو ہمراہ رکاب لے کے وہ روانہ ہوا۔اور سرزمین ایطالیہ مین ہوکے گذرا۔اِس آرام طلبی وعشرت پرستی کی سرزمین نے اُس کی فوج پر جو خرابی وابتری کا اثر ڈالا وہ اُس غارت کرنے والی مسرت کے اثر سے بھی بڑھا ہوا تھا جو ہنی بال کے سپاہیون مین شہر کیپوا کی عشرت پرستیون سے نمایان ہوا تھا۔جس کی بدولت وہ لوگ ضعیف وناتوان ہوگئے تھے۔

ان سردارون نے ایطالیہ کے سواحل سے ارادہ کیا کہ سمندر کے راستہ سے روانہ ہوکے ایشیا مین پہونچ جائین۔چنانچہ ہیوغ شہر باری مین جہاز پر سوار ہوا۔اور اگر شاہزادی انّا کومنینا کے بیان کا اعتبار کیا جائے جو اُس دور کی ایک مورخہ بھی تھی اور اپنے باپ الکزیوس فرمان روائے قسطنطنیہ کی پرستش بھی کرتی تھی تو اس بحری سفر کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہیوغ کے جہاز ایطالیہ سے لنگر اٹھا کے پیلوپس اور دریبلیم کے سواحل تک

پہونچنے پاے تھے کہ طوفان نے آگھیرا۔ سب جہاز منتشر ہوگئے۔ وہ جہاز جس پر خود ہیوغ تھا اُس کے انجر پنجر ڈھیلے ہوگئے اور آندھی کے تھپیڑے کھاتا ہوا اُس بندرگاہ پر پہونچا جہان شہنشاہ الکزیوس کی طرف سے اُس کا بھتیجا جان کا منیلنوز صوبہ دار تھا۔ اس صوبے دار نے اُسے جہاز سے اُتار کے اپنی حراست مین لے لیا۔ اور اُس وقت تک کے واسطے روک لیا جب تک کہ خود شہنشاہ کے پاس سے رہائی کی اجازت نہ آئے۔ الکزیوس ایک دور اندیش اور ہوشیار فرمان روا تھا یہ خیال کر کے کہ ایسے معزز قیدی کے ذریعے سے کتنا بڑا فائدہ حاصل ہو سکتا ہی حکم بھیج دیا کہ یہ معزز قیدی پوری حفاظت وحراست کے ساتھ خاص قسطنطنیہ کو روانہ کیا جاے۔ الغرض وہ قیدیون کی طرح الکزیوس کے دارالسلطنت مین لایا گیا۔ جہان اگرچہ بہ ظاہر اُس سے بہت کچھ خلق اور دوستی کا برتاؤ کیا جاتا تھا مگر اصل مین مقید اور نظر بند تھا۔ تاہم الکزیوس کے ظاہری اخلاق کا ہیوغ پر اس قدر اثر ہوا کہ فوراً اُس کی فرمان برداری اختیار کر لی۔ اور صرف اسی قدر نہین یہ بھی وعدہ کیا کہ اپنی طرح دیگر سردارون کو بھی مین آپ کا مطیع ومنقاد بنا دون گا

۱۰۹۶ء کی کرسمس گاڈفرے کا قسطنطنیہ کی دیوارون کے نیچے پہونچنا۔

یہان یہ مراتب طے ہو چکے تھے کہ گاڈفرے نے شہر فلیپو پولیس سے الکزیوس کے پاس ایلچی بھیجے اور درخواست کی کہ ہیوغ کو ہمارے پاس بھیج دیجیے۔ الکزیوس نے اس سفارت کو انکار کے ساتھ واپس کیا۔ اور گاڈفرے یہ فیصلہ کر کے کہ یہ زمین بھی دشمنون کی قلمرو خیال کی جاے آگے بڑھا۔ اور اڈریانو نوپل ہوتا ہوا ۱۰۹۶ء مین کرسمس کے زمانے مین عین دارالسلطنت قسطنطنیہ کے سامنے پہونچا۔ اس زبردست بہادر اور اُس بڑی بھاری فوج کو دیکھ کے الکزیوس دل مین ڈرا۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ یہ فوج اتنی ہی نہین۔ بلکہ ان کے پیچھے ایک اور زبردست لشکر بھی آرہا ہے جس کے سپہ سالار بوہیمانڈ اور ٹنکرڈ ہین تو ڈر کے

شہنشاہ الکزیوس کی حکمت عملی

درجے سے گذر کے اُس کے دل پر ان لوگون کی ہیبت چھاگئی۔ الکزیوس کے خیال مین گاڈفرے کی نسبت تو سوا اس کے اور کوئی بات نہ تھی کہ اُس نے جنگ صلیبی کا عہد کیا ہے مگر بوہیمانڈ کو خوب جانتا تھا کہ اُس کا دشمن ہے اور خود اُس کی سلطنت کے ایک بڑے حصے کا دعوے دار ہے۔ پیاسنزا کی کونسل بن پوپ اربن دوم کے

سامنے اپنے ایلچیوں کے ذریعے سے خود اُس نے آہ وزاری کی تھی۔ اور مجاہدین کی اِس فوج کا یہان جمع ہونا دراصل اُسی آہ وزاری کا نتیجہ تھا۔ یہ لشکر ایک ذرا سی غلطی مین اُس کا دشمن بن سکتا تھا پھر اس اندیشے کے ساتھ اُس کے دل مین دو اور خواہشین تھین۔ ایک یہ کہ کسی طرح اِس فوج کو اُس کے منزل مقصود کی طرف روانہ کر کے اپنی جان چھوڑا لے اور دوسری یہ کہ اِس صلیبی فوج کے صرف سردار دن ہی پر اُس کا قابو نہ رہے بلکہ صلیبی مجاہد ارض شام مین جو فتحین حاصل کرین اُن سے بھی وہی فائدہ اُٹھائے۔

الغرض ہیوغ گاڈ فرے کے پاس بھیج دیا گیا۔ لیکن اس سے صرف اتنا ہوا کہ اُس باہمی نزاع مین کسی قدر ترمیم ہوگئی مگر پورا تصفیہ نہین ہوا۔ دوست بنانے کی جگہ کسی کو دشمن بنا لینا آسان ہی۔ اب الکزیوس کے واسطے سب سے پہلا یہ کام تھا کہ اپنے پُرانے دشمن بوہیماند کے پہونچنے سے پہلے اُن تمام سردارون اور فرمان رواون کو اپنا مطیع منقاد بنائے جو اُس کے دارالسلطنت کے گرد اُترے ہوئے تھے۔ اس غرض مین اُسے پوری کامیابی ہوئی ایک معاہدہ ہو گیا جس کی رو سے الکزیوس نے اقرار کیا کہ اِس مشرقی سفر جہاد مین اُن کو رسد پہونچاے گا۔ ہر طرح سے اُن کا مدد و معاون رہے گا۔ اور تمام زائرین ارض مقدس جو اُس کی مملکت مین سے ہو کے گذرین گے اُن کی حفاظت کرے گا۔ دوسری جانب صلیبی فوج کے سردارون نے بحیثیت دیگر سلاطین کی رعایا ہونے کے اس بات کا اقرار کیا کہ ہمیشہ اُس کے فرمان بردار رہین گے۔ جس وقت تک اُس کی مملکت کے حدود کے اندر رہین گے اُسے اپنا مالک اور ولی نعمت سمجھین گے۔ اور اُس کی قلمرو کے وہ اضلاع بھی اُسے واپس کر دین گے جن پر اُنھون نے اپنا قبضہ کر لیا۔ اس معاہدے کی تکمیل کے لیے الکزیوس نے ان مغربی بہادرون سے اپنی شان و شوکت اور مرتبے کے خلاف ملاقاتین کین۔ اور اکثر اوقات اُسے ان لوگون کی بعض گستاخیان بھی برداشت کرنی پڑین۔

(حاشیہ: الکزیوس اور صلیبیون مین معاہدہ)

اِس معاہدے کی تکمیل کے بعد جب بوہیماند قسطنطنیہ مین پہونچا۔ اور سُنا کہ اُس کے ہمراہی رئیسون نے بجاے خود مختار سردار رہنے کے بیزنٹائن

(حاشیہ: صلیبی مجاہدون کی)

کے بیٹے الکزیوس کی کفالت

(قسطنطنیہ) کے فرمان روا کی اطاعت قبول کر لی تو اُسے بہت ناگوار ہوا۔ لیکن فلانڈرس کا رئیس رابرٹ الکزیوس کی تائید کرتا تھا اس لیے کہ اُس کے باپ سے اور شہنشاہ سے آٹھ برس بیشتر گہرے تعلقات تھے۔ جن کی وجہ سے اس موقع پر اُس نے اپنے باپ کے دوست کی دوستی کا خیال کیا۔ بوہیمانڈ نے بھی دیکھا کہ اِس وقت مجھے اپنے ہمراہیون کا ساتھ دینا ہی مناسب ہے پھر اس کے بعد چاہے جو کچھ ہو۔ الغرض وہ بھی شہنشاہ الکزیوس کا مہمان ہوا۔ نمائشی مسرت کے ساتھ تاجدار قسطنطنیہ کی خوشامدین سنین۔ اور ایک بہت بڑے انعام یا رشوت کو قبول کر کے اپنے فرمان بردار ہو جانے کا بھی یہ ثبوت دیا کہ اپنے لیے شہنشاہ مذکور سے گرینڈ ڈومسٹک یعنی معتمد علیہ اعظم کے عہدے کی استدعا کی شہنشاہ نے یہ درخواست اِس وعدے پر ٹالی کہ مین تمھین خود مختار کر دون گا۔ اور یہ جواب دیتے ہی سرگرمی کے ساتھ گاڈفرے کی طرف متوجہ ہو گیا جو خلوص اور سادگی کے ساتھ اُس سے دوستی ظاہر کرتا تھا۔ صلیبی فوج کے اس بے غرض بہادر گاڈفرے کو صرف اپنے عہد کے پورے کرنے کی جلدی تھی اور الکزیوس نے دل مین خیال کیا کہ اسے متبنّی بنا لینے مین نہ تو مجھے کسی اپنی حسرت کا خون کرنا پڑے گا اور نہ کسی ناگوار خاطر معاہدے کا پابند ہو جاؤن گا۔ خلاصہ یہ کہ شہنشاہ نے گاڈفرے کو اپنا متبنّی بنا لیا۔

طولوس کے ریمانڈ کا دشوار گذار سفر قسطنطنیہ تک

الکزیوس کی دانائی اور رشوتین بوہیمانڈ کی مخالفت اور عداوت پر غالب آگئین۔ اب الکزیوس کو طولوس کے سردار ریمنڈ کے مقابلے مین اِس سے بھی بڑی مشکل پیش آنے والی تھی۔ جس نے صلیبی جہاد کا عہد تو سب سے پہلے کیا تھا۔ مگر روانہ سب کے بعد ہوا۔ اُس نے دعوے کیا تھا کہ مین کبھی اور کوئی سفر نہ کرون گا۔ مگر ہان اس سفر مین پوری طرح تیاری کر کے قدم رکھون گا جن رستون سے صلیبی جہاد کے دیگر سردار روانہ ہوئے تھے اُن کو چھوڑ کے وہ لومبارڈی کے راستے سے چل کھڑا ہوا۔ بہت دور تک اُسے کوئی دشواری نہین پیش آئی۔ مگر جب دالمیشیا اور سلیونیا کے پہاڑون اور اُس سرزمین کی غیر آباد وادیون مین پہونچا تو اور ہی صورت نظر آئی۔ وہان کے لوگ جن کا

سرمایہ اُن کے مویشی تھے اپنے گلّون کو دشوار گذار درون مین بھگا لے گئے اور صلیبی فوج والے بجاے اس کے کہ اورون کو لوٹین خود ہی مصیبت مین مبتلا ہوگئے۔ ایک طرف تو انھین کوئی چیز کھانے کو نہ ملتی تھی دوسری طرف اُن مین سے جو لوگ اپنی بھیڑ سے علیحدہ ہو جاتے فورًا چورون اور ڈاکوؤن کے ہاتھ سے مارڈالے جاتے۔ ریمنڈ نے اِس کا بدلہ یون لیا کہ وہان کے باشندون مین سے جو کوئی ہاتھ لگا فورًا اس کے ہاتھ اور ناک کٹوا ڈالے۔ آنکھین نکلوالین اور چھوڑ دیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہان کے لوگون نے سخت بغاوت اور جوش کے ساتھ اُس کا مقابلہ کیا۔ آگے بڑھ کے اسکوڈرا مین سرویا کے سردار بووین کے ساتھ اُس نے ایک قسم کا معاہدہ کیا مگر باوجود ایک دوست کے پیدا ہو جانے کے یہ ایسی سرزمین تھی کہ اس مین اتنی بڑی فوج کے بسر کے لیے بہت ہی کم چیزین مل سکتی تھین۔ بہرحال بہت ہی مصیبتین برداشت کرتی ہوئی یہ فوج آگے بڑھی۔

مگر باوجود اِن دشواریون کے یہ سُن کے حیرت معلوم ہوتی ہو کہ ریمنڈ نے جس وقت شہنشاہ یونان کی اطاعت قبول کرنے سے قطعًا انکار کیا ہو اُس وقت بھی اپنے آپ کو ایک لاکھ بہادرون کا سردار تبلایا تھا۔ یہ سردار جو طولوس کا نواب تھا اپنے آپ کو شہنشاہ فرانس کا بھی تابع دار نہین سمجھتا تھا۔ اسی وجہ سے اُس نے کہلا بھیجا کہ مین برابر کی حیثیت سے الکزیوس کا دوست بننے کو موجود ہون مگر اُس کا فرمان بردار نہ بنون گا۔ اور اپنے اس ارادے پر یہان تک استقلال سے قائم رہا کہ بوہیمانڈ نے بھی اُسے یہ دھمکی دی کہ اگر لڑائی کی نوبت آئی تو مین الکزیوس کا ساتھ دون گا۔ مگر اُس نے پروا نہ کی۔ الکزیوس نے دل مین خیال کیا کہ ریمنڈ سے مقابلہ کرنا دراصل ایسے شخص سے مقابلہ کرنا سمجھا جا سکتا ہو جو گاڈفرے کا سا پُرجوش صاف دل اور مستقل مزاج ہو لہذا استمالت اور دوست بنانے کی کارروائی شروع کی۔ اور گو اُسے اپنا مطیع نہ بنا سکا مگر ظاہری خاطر مدارات سے اس سن رسیدہ بہادر کا دل اپنے ہاتھ مین لے لیا اور اُس کے سامنے یہ خیال ظاہر کیا کہ مجھے فرینک لوگون (فرانس والون) کی وحشیانہ عادات سے نفرت ہو اور بوہیمانڈ کی طرف سے بڑا اندیشہ ہو۔ اس کی بیٹی انا کامنینا جو اُس دَور کی واقعہ نگار ہو

ریمانڈ کا الکزیوس کی فرمان برداری سے انکار کرنا

وہ بھی اپنے باپ کو رمنیڈ کا قدردان دیکھ کے اُس سے بہت ہی مانوس ہوگئی۔ اور اُس کی اس قدر گرویدہ ہوئی۔ کہ اُس کے بابتہ لکھتی ہو کہ "اُن وحشیون مین اُسنے ایسا ہی امتیاز حاصل تھا جیسا کہ ستارون کو آفتاب مین حاصل ہو۔

الکزیوس کا برتاؤ صلیبیون کے ساتھ

الکزیوس جس وقت ان تدبیرون سے گاڈفرے۔ رمنیڈ۔ بوہیمانڈ اور ٹنکرڈ کے ساتھ مناسب برتاؤ کرنے مین مشغول تھا اُسی وقت صلیبی گروہون کے باسفورس کے اُس پار اُتارنے کی فکر مین بھی مصروف تھا جن کی طرف سے اُسے یہ اندیشہ تھا کہ ایسا نہو ایک ٹڈی دل کی طرح اُس کے دارالسلطنت پر آپڑین۔ ان لوگون کو بُلا لینا تو آسان تھا لیکن نکالنا دشوار تھا۔ بہرحال بڑے دن کو گذرے جب دو مہینے سے زیادہ زمانہ ہوگیا تو گاڈفرے مارچ ۱۰۹۷ء مین ایشیا کے حدود کے اندر داخل ہوا۔ غنیمت ہوا کہ الکزیوس اور اُن مخدوش دوستون کے درمیان مین جنھون نے آتے ہی ابتداءً لڑائی کی دھمکی دی تھی اب ایک آبنائے حائل ہوگئی۔ یکایک صلیبیون مین افواہ اُڑ گئی کہ الکزیوس نے اُنھین دلدلون مین پھنسا دیا ہوتا کہ اُنھی مین پھنسے پھنسے فاقون مرجائین۔ یہ خبر اُڑتے ہی صلیبی مجاہدون نے اُس کے ملک پر جو حملہ کر دیا اُس سے الکزیوس دل مین سمجھ گیا کہ اگر یہ افواہ سچ نکل گئی تو کیا نتائج پیدا ہون گے۔ غالبًا اُس نے ان لوگون کے ہلاک کرنے کا تو ارادہ نہین کیا تھا مگر اس مین بھی کچھ مضائقہ نہین کیا تھا کہ اُس کی رعایا صلیبیون کو کھوٹے روپے دے کے اُن کے کھرے اور بے میل روپے سب اپنے قبضے مین کرلے۔ مگر اب یہ رنگ دیکھ کے اُسے مناسب معلوم ہوا کہ یہ فعل بھی ترک کر دے اور اپنے گذشتہ طرزعمل کے خلاف اس سرگرمی سے اُن لوگون کی مدد کرنے لگا کہ معلوم ہوتا تھا گویا صلیبی بہادر اُس کے نوکر ہین اور سب کے سب اُسی کے خزانے سے گذارہ پارہے ہین۔

صلیبی مجاہدون کا باسفورس سے اُترنا

گاڈفرے کے لوگ جیسے ہی باسفورس کے مشرقی ساحل پر اُترے وہ تمام جہاز جو اُنھین لائے تھے مغربی ساحل کو واپس گئے۔ اور ساتھ ہی الکزیوس نے نہایت ہی ہوشیاری و دانائی سے بہت کچھ صرف کرکے اپنے دارالسلطنت کے اطراف وجوانب کو اُن صلیبی گروہون سے صاف کرلیا جنھون نے حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ جس عجلت کے ساتھ آئے تھے اُسی عجلت سے پار اُتار دیے گئے۔ اور جب بنٹی کا سٹ کے دن ساحل لوریز

پر کوئی لاطینی زائر نہ باقی ہا تب جا کے شہنشاہ الکزیوس کو پورا اطمینان حاصل ہوا۔

اس تمام زمانے مین لڑائی کا بہت اندیشہ رہا تھا۔ اور یہ اندیشہ محض اس وجہ سے نہ تھا کہ صلیبی لوگ ہتھیار بند تھے اور اُس شہنشاہ کی قلمرو مین سے گذر رہے تھے جو اُن کے ساتھ شریک ہونے کا وعدہ کر چکا تھا۔ بلکہ اصلی اندیشہ اُس اختلاف کی وجہ سے تھا جو یونانیون اور لاطینیون کے رسم و رواج خیالات و عقائد۔ عادات و اطوار اور طرز معاشرت اور قوانین مین ہی۔ یونانیون مین جاگیرداری اور زمینداری ایک بہت قدیم زمانے کی چیزین تھین۔ بلکہ ایسی چیزین جنھین ب وہ جانتے بھی نہ تھے۔ جو حالت مغربی یورپ مین ان دنون تھی وہ یونانیون مین تقریباً بیس صدی پیشتر تھی جبکہ سولون۔ تھسلی۔ تھیبز کے اُن رئیسون کا زمانہ تھا جو زرکسیز (کیخسرو) کے بہت موثر دوست اور اُس کے اغراض کے شریک تھے۔ صلیبی فوجون بلکہ اُن کے سردارون کی نظر مین کوئی چیز اس قدر قابل نفرت نہ تھی جس قدر کہ ایک ہی سردار کا ماتحت اور فرمان بردار ہونا جو سب کو ایک ہی نظر سے دیکھے۔ مقامی ظلم۔ اور خانہ جنگی کے حق جن مین کسی شخص اور کسی چیز کا لحاظ نہ کیا جائے اُن کی نظر مین ہر چیز سے زیادہ عزیز تھے۔ مشرقی یورپ کے باشندون کے واسطے جان و مال کی حفاظت بہت بڑی چیز تھی جس کے حاصل کرنے کے لیے وہ اپنے فرمان رواؤن کا ظلم اور اُن کی بدسلوکیان بھی برداشت کر لیتے تھے۔ اگرچہ اب ہیروڈ وٹوس کی زمانے کی سی حالت تو نہ تھی مگر پھر بھی اس وقت تک وہ لوگ قانون کو اپنا بادشاہ سمجھتے تھے۔ بخلاف اِن کے لاطینی لوگ قانون سے واقف بھی نہ تھے۔ اِس کے ساتھ ہمین اُس فرق کو بھی نہ بھولنا چاہیے جو مشرقی اور مغربی مقتداؤن اور پادریون کے درمیان مین تھا۔ مغرب کے پادری تجرد کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے جس بات کو پطرس ڈمیانی اور ہلڈبرینڈ کے ایسے مقتدایان اعظم نے فرض قرار دے دیا تھا۔ اس رسم کی وجہ سے مغربی پادری بالکل پستی مین گرتے جاتے تھے۔ بخلاف اُن کے مشرقی پادریون مین شادی کرنا جائز سمجھا جاتا تھا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پادری بننے سے پیشتر نکاح

یونانیون اور صلیبیون کی سخت باہمی عداوت

یونانی اور لاطینی مسیحیت کا اختلاف

عہ مسیحیون مین یہ تیوہار اس تقریب مین مانا جاتا ہی کہ اس دن روح القدس کا حضرت مسیح کے شاگردون پر نزول ہوا تھا۔ اس مذہبی تقریب کو ہوئٹ سنڈے بھی کہتے ہین۔

کر چکے ہون۔ اس اختلاف کے نتیجے مین لاطینی پادریون کا ایک گروہ اور فرقہ قائم ہو گیا تھا۔ جو لوگ کہ روم کے پوپ کو اپنا سرگروہ مانتے تھے اور اُس کے سوا کسی دنیاوی بادشاہ کی فرمان برداری کے خیال کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اس طرح سلطنت کے اندر ایک اور سلطنت یا ہر فرمان روا کی قلمرو کے اندر پوپ کی بادشاہت کا قائم ہو جانا ایک ایسا خیال تھا جو یونانیون اور مشرقی یورپ والون مین ابھی تک نہین پیدا ہوا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ مغربی یورپ کے پادری اپنے مشرقی کے دینی بھائیون کو ان کی اس کمزوری و بزدلی کی وجہ سے حقیر جانتے اور سمجھتے تھے کہ وہ سب ایک دنیاوی حکمران کے فرمان بردار ہین۔ اس کے مقابل مین مشرقی یورپ کے پادری مغربی اسقفون۔ پادریون اور راہبون کو گھوڑون پر سوار خون آلود تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے میدان جنگ مین پھرتے دیکھ کے متحیر ہو جاتے تھے۔ اور انھین عبرت و وحشت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ لہذا ایسی دو قومون اور فرقون کے درمیان اتفاق پیدا ہونا ویسا ہی غیر ممکن تھا جیسا کہ تیل اور پانی کا مل جانا غیر ممکن ہوتا ہی۔ ان اختلافات اور خیالات کے نتیجے مین دونون مین سے ہر فرقہ دوسرے کو اپنے دلی شکوک کی بدولت شک حسد اور نفرت کی نگاہ سے دیکھ کے مکار۔ جھوٹا اور ظالم سمجھتا تھا۔

صلیبی سپاہیون کی تعداد

اس طرح بر ہلسپانٹ اور باسفورس کے مشرقی ساحلون پر ایسے دشمن جمع ہو گئے تھے جن کی تعداد اُس فوج سے بھی بدرجہا زیادہ تھی جسے ساتھ لے کر کیخسرو[ع] نے یورپ پر حملہ کیا تھا۔ اور اس لشکر کے مقابلے مین اُس فوج کی بھی کوئی وقعت نہ تھی جسے اسکندر رومی اپنے ہمراہ لے کے ایشیا پر فتحیاب ہوا تھا۔ جب کوئی قوم یا مختلف فرقے اپنے کل افراد۔ مرد عورتین اور بچے تک کسی کام کے لیے بھیج دین تو اُن کی تعداد کی کوئی حد نہین ہو سکتی۔ اور

ع یونانی مورخین کا بیان ہی کہ کیخسرو نے تقریباً پچاس لاکھ فوج سے یورپ کے ملک یونان پر حملہ کیا تھا۔ جس مین شہر اسپارٹا کے چند بہادر تھرماپولی کی گھاٹی مین بڑی بہادری سے مقابلہ کر کے مارے گئے تھے۔ اس لڑائی کو یونانی اپنا فخر خیال کر کے زور دے دے کے بیان کرتے ہین۔ اور آج بھی سارا یورپ فخریہ بیان کر رہا ہی۔ مگر ایرانیون کی روایات مین کہین اس کا پتہ نہین۔ لہذا یقیناً اس مین زیادہ حصہ مبالغہ اور فضول بادہ گوئی کا ہی۔ قیاس مین نہین آسکتا کہ اُس زمانے مین کوئی بادشاہ پچاس لاکھ فوج سے اتنی دور کوچ کر سکا ہو۔ اور پھر جا کے اُس نے فاش شکست کھائی ہو۔

اگر ہم کونٹ **بالڈون** کے پادری کے اس بیان کو کہ کل صلیبی سپاہیون کی تعداد چھہ لاکھ سے کم نہ تھی مبالغہ سمجھین تو بھی یہ امر خلاف قیاس نہین ہو سکتا کہ پہلی صلیبی لڑائی کے موقع پر ایک لاکھ مسیحی سوار ہلکی زرہین پہنے ہوئے ارض روم کے میدانون مین جمع ہو گئے تھے۔

اب عنقریب اُن کی قوت وجرأت کا امتحان ہونے والا تھا۔ اور اب اُن کا اور اُنھین ترکون کا مقابلہ تھا جن کی بزدلی پر **اربن دوم** نے **کلرمانٹ** کی کونسل مین اس قدر زور دیا تھا۔ **سلطان داؤد یا قلیج ارسلان** نے یہ کارروائی کی کہ اہل وعیال اور خزانے کو تو اپنے دار السلطنت **نیقیہ** (نکائیہ) مین چھوڑا اور خود پچاس ہزار سوار لے کے گرد کے پہاڑون مین چلا گیا۔ جہان سے وقتاً فوقتاً نکل کے مسیحیون کے مورچون پر حملہ کرتا۔ اور جب موقع پاتا اُنھین نیست ونابود کر دیتا۔ صلیبیون کے مورچے شہر کو چارون طرف گھیرے ہوئے تھے۔ اور محاصرہ کرنے والون کے پرانے رومی آلات جنگ کا چھہ سات ہفتون تک شہر پر کوئی اثر نہین ہوا۔ اور محصورین کا یہ عالم تھا کہ اُس پہاڑی پر سے جہان **بطرس راہب** کے مجنون پیروون کے ہڈیون کے انبار لگے تھے باڑھین مار مار کے مسیحیون کو برابر منتشر کر دیتے۔ شہر نیقیہ کے مغربی پہلو پر **اسکانیان** نام ایک جھیل واقع تھی۔ یہ جھیل جب وقت تک ترکون کے قبضے مین تھی اُنھین محاصرہ کرنے والون سے کسی بات کا کھٹکا نہ تھا۔ لیکن **الکزیوس** نے اس جھیل مین ڈالنے کے لیے بہت سی کشتیان بھیج دین آخر مجبور ہو کے اور یہ دیکھ کے کہ اب خشکی کی طرف سے بھی اور پانی کی طرف سے بھی حملہ ہو رہا ہو محصورین نے نہایت ہی عقلمندی سے **شہنشاہ الکزیوس** کی فرمان برداری تسلیم کر لی۔ شہنشاہ مذکور یہ نہین چاہتا تھا کہ صلیبی لوگ اس سرزمین کے مالک ہو جائین خلاصہ یہ کہ صلیبی سپاہی آخری حملے کی تیاریان کر رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہین شہر کی دیوارون پر شہنشاہی جھنڈا اُڑ رہا ہو۔ ان بدمعاشون یا بے دینون کو (کیونکہ صلیبی لوگ محصورین کو اسی خطاب سے یاد کرتے تھے) لڑائی کے تمام خراب نتائج سے محفوظ و مامون رہتے دیکھ کے صلیبی مجاہدون کو بہت غصہ آیا۔ لیکن **الکزیوس** نے بہت کچھ دے دلا کے اور خوشامد درآمد کر کے اُن پر یہ ظاہر کیا کہ میری صرف یہ خواہش ہو کہ آپ لوگ جس طرح بنے خیریت کے ساتھ منزل مقصود تک پہونچ جائین۔ یہان سے روانہ ہو کے صلیبی سپاہی چند ہی منزلین طے کرنے پائے تھے کہ پھر دشمنون (ترکون) کا سامنا ہوا۔ یہ لڑائی **ڈوری لائیون** کے قریب

ماہ جون ـ نکائیہ (نیقیہ) کا محاصرہ اور اُس کی تباہی

۴م - جولائی شہر ڈوری لائیون کی لڑائی ـ

ہوئی جو قدیم صوبہ فریجیا کے علاقے مین ہی - ابتدا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان صلیبیون کو شکست فاش ہوگی کئی مرتبہ یہ حالت ہوئی کہ شکست ہوتی ہوتی رہ گئی ۔ اور لوگ بھاگنے کو تھے کہ نارمن ابوہمنڈ ٹینکرڈ اور بوہیمانڈ نے صرف اپنے ذاتی بہادری سے شکست کو فتح کی صورت مین نمایان کر دیا - اور جب اِن لوگون کا بھی قدم اُکھڑنے لگا تو عین وقت پر گاڈفرے ورمانڈوا کا ہیوغ - پوئی کا بشپ - ایڈھیمار اور طولوس کا نائٹ ریمنڈ اُن کی مدد پر جا پہونچے - لیکن اب بھی ترکون کے قدم کو لغزش نہ ہوئی - اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ ابھی بہت دیر تک اپنی جگہ پر جمے رہین گے ناگہان ریمنڈ کے فوج کے آخری دستے کے آپڑنے سے اُن کے دل مین یہ دہشت سما گئی کہ صلیبیون کی اور کمک آگئی

آخر صلیبیون کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی - فریق مخالف کے تین سو رما مارے گئے اور قلیج ارسلان فوراً روانہ ہو گیا کہ اپنی قوم سے اور مدد لے - اس اثنا مین رومی مجاہدون کے گروہ کو گنی (قدیم شہر اقونیوم) ہرقلہ اور علاقہ ایسیڈیا کے انطاکیہ مین سے گذرتے ہوئے بڑے جوش و خروش اور زور و شور سے آگے بڑھے - اِن کے لیے بڑے بڑے خطرے بھی تھے - اور اُن کی مصیبتین بھی نہایت سخت تھین قلیج ارسلان کا بیٹا دس ہزار سوارون کے ساتھ اُن کے آگے آگے گیا تھا اور ہر شہر کے پھاٹک پر کہتا گیا تھا کہ ہم بھاگ کے نہین بلکہ دشمنون پر فتح حاصل کر کے آئے ہین راہ مین وہ جہان جہان سے گذرا جو کچھ ملا لوٹ لیا - شہرون کے گرجے برباد کر دیے - مکان ویران کر ڈالے - اور کھلیان خالی کر دیے - صلیبی سپاہی اُن کے پیچھے جس جگہ پہونچے اُسے لُٹا ہوا پایا اور دھوپ سے بھی سخت تکلیف اُٹھائی - سیکڑون آدمی گرمی کی شدت سے ہلاک ہو گئے - اور گھوڑے اِس قدر مرے کہ آخر بار برداری کا کام کُتّون اور بکریون سے لینا پڑا - ٹینکرڈ اپنی فوج کے ساتھ یہ مصیبتین جھیلتا ہوا شہر طرسوس کے سامنے پہونچا جو مسیح کے اُس شاگرد کا وطن ہی جس کی تعلیم ان صلیبی عیسائیون کے اعتقاد کے بالکل خلاف تھی؏ - بالڈون جو ٹینکرڈ کے پہونچنے کے تھوڑے ہی زمانے کے بعد یہان پہونچا تھا

شہر [illegible] کو گنی اور ایسیڈیا کے انطاکیہ کی طرف [illegible] کوچ کرنا ـ

؏ یہ اشارہ پولوس کی طرف ہے جو باوجودیکہ حضرت مسیح کی زندگی مین ایمان نہین لایا تھا حواریین اور شاگردان مسیح مین شمار کیا گیا ہی - پراٹسٹنٹ لوگ اُسے بہت زیادہ مانتے ہین - اور اُن کا خیال ہی کہ کیتھولک لوگ یعنی کلیسیائے روم والے اُس کی تعلیمات کے خلاف ہین ـ

طرطوس مین بالڈون اور ٹینکرڈ کے فیمابین جھگڑا

طرطوس کے میناروں پر ایطالیہ کے سردار کا جھنڈا اُڑتے دیکھ کر برہم ہوا اور اصرار کرنے لگا کہ اس جھنڈے کے بدلے خود اس کا جھنڈا نصیب کیا جاے۔ ٹینکرڈ نے اس قسم کے عذرات پیش کر کے کہ لوگون کی یہ مرضی تھی اور خود بھی اُن کی حمایت و ہمدردی کا وعدہ کیا۔ لیکن جب اُس نے نہ مانا اور شہر والون نے ٹینکرڈ کو شہر مین گھسنے دینے سے انکار کیا تو غصہ آگیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ٹینکرڈ اور بالڈون کے درمیان ایک لڑائی ہوئی جس مین ٹینکرڈ نے شکست کھائی۔ صلیب کے پاک بہادرون مین نااتفاقی اسی جگہ سے شروع ہوئی۔ اب یہان ٹھہرنا خود اپنے ہاتھ سے اپنے تئین برباد کرنا تھا لہذا یہ صلیبی فوج پھر اپنے پُرخطر اور سراپا مصیبت سفر پر روانہ ہوئی۔

بالڈون کے ہاتھون ایڈسا کی فتح

یہ فوج جس وقت کوہ طوروس کے پہلوؤن پر چڑھ رہی تھی اُس وقت بہت ہی تھوڑی سی فوج اُس کے برباد کر دینے کے واسطے کافی ہوتی۔ اور ایسے وقت پر نہ تو ریمنڈ اُس کی مدد کر سکتا جسے ابھی ابھی اپنی سخت بیماری سے صحت حاصل ہوئی تھی۔ نہ گاڈفری جسے ایک ریچھ نے زخمی کر دیا تھا۔ مگر بات یہ تھی کہ اس زمانے مین ناکامی کی وجہ سے دشمنون کا دل ٹوٹ گیا تھا۔ گاڈفرے کا بھائی بالڈون بعجلت تمام ایڈسا کے ظالم فرمان روا کی مدد کو روانہ ہوا جو یونانی یا ارمنی تھا جو کارروائی شہنشاہ الکزیوس نے اُس کے بھائی ٹینکرڈ کے ساتھ کی تھی وہی کارروائی یہان اس ارمنی سردار نے بالڈون کے ساتھ کی۔ یعنی اس کا خیر مقدم ادا کیا اور اُسے اپنا متبنی بنا لیا۔ لیکن جب بالڈون اُس شہر مین داخل ہو گیا تو پھر اُس نے اُن حقوق کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا جن کی بدولت اُسے یہان آنا نصیب ہوا تھا۔ اس سلطنت پر قابض ہو گیا اور اپنے اس مُنھ بولے باپ کے مرتے ہی ایڈسہ مین ایک لاطینی سلطنت قائم کر لی جو چوّن سال یا جیسا کہ بعض لوگون کا خیال ہے سینتالیس برس تک قائم رہی۔ بالڈون کو امید تھی کہ سموسٹہ بلا شرط قبضے مین آجائے گا لیکن ایڈسہ کے بعض لوگون پر ترکی گورنر کا اثر تھا۔ اُس نے جب تک دس ہزار اشرفیان نہ لے لین شہر پر قبضہ نہ کرنے دیا۔ مگر تھوڑے دنون کے بعد یہ ترکی افسر بالڈون کے ہاتھ لگ گیا۔ جسے اُس نے پکڑ کے قتل کر ڈالا۔

اسی زمانے مین صلیبی فوج شام کے دارالسلطنت انطاکیہ کی طرف بڑھتی چلی جاتی تھی۔ جس قدیم شہر کی شان و شوکت۔ دولت و حشمت۔ عمدگی اور ناجائز عیش و عشرت کی شہرت

صلیبی مجاہدون کا شام کو انطاکیہ مین پہونچنا

ساری رومی دنیا مین پھیلی ہوئی تھی - اس شہر کی بہت بڑی شان وشوکت کا زمانہ گذر چکا تھا شہر پناہ قریب الانہدام تھی - بعض عمارتین گرنے کو تھین اور بعض گر چکی تھین - لیکن ایسے دشمن کے مقابلے مین جو اس بات کو جانتا بھی نہ تھا کہ شہرون کا محاصرہ کیونکر کیا جاتا ہو یہ شہراب بھی ایک آہنی قلعہ کی طرح مستحکم اور دشوار گذار تھا - صلیبی لوگ اُس وقت تک شہر کا محاصرہ ہی نہ کرسکتے تھے جب تک آہنی پل سے نہ عبور کرلین - اُس پل مین چونکہ لوہے کے پتر لگے ہوئے تھے لہذا لوہے کا پل کہلاتا تھا - پتھر کی نو محرابون پر قائم تھا - اور شہر سے نو میل کے فاصلے پر نہر اِفرین کو قطع کرتا تھا - **گاڈفرے** کی مدد سے **رابرٹ آف نارمنڈی** نے ایک سخت حملہ کرکے اس پل پر قبضہ کرلیا - اور ساتھ ہی ایک لاکھ نبرد آزما اُس بیش بہا چیز کے لینے کو جواب گویا اُن کے ہاتھ ہی مین آ چکی تھی اس پل پر سے جلدی جلدی گذرنے لگے -

اکتوبر ۱۰۹۷ء

محاصرۂ انطاکیہ

لیکن یہ شہر ایسے لوگون کے ہاتھ مین تھا جو مدت سے یونانیون کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہو رہے تھے اور لاطینی مسیحیون کی جرأت وسپہگری سے ابھی تک واقف نہ تھے - عیسائیون نے انطاکیہ کا محاصرہ کرلیا - اور وہ استقلال کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے - سلجوقی گورنر **باغیسیان** نے اگر شرارت سے نہین تو محض بے فائدہ بہت سے عیسائیون کو جو شہر کے اندر آباد تھے باہر نکال دیا[عہ] - ادھر صلیبی سردارون نے آپس مین مشورہ کرکے ارادہ کیا کہ یہ مہم آیندہ فصل بہار تک ملتوی رکھی جائے - مگر **ریمنڈ**

عہ عربی مورخین کا بیان ہو کہ جب مسیحیون نے انطاکیہ کو گھیر لیا تو باغیسیان نے پہلی ہوشیاری یہ کی کہ شہر کے چارون طرف خندق کھودنے کے لیے مسلمانون کو نکالا - اور دن بھر کام لے کے اُنھین پھر شہر کے اندر کرلیا - دوسرے دن اسی کام کے لیے اُس نے شہر کے تمام عیسائیون کو نکالا - مگر دن بھر کام کرنے کے بعد جب اُنھون نے واپس آنا چاہا تو اُس نے پھاٹک بند کروا لیے اور کہا اب جب تک عیسائیون کا مقابلہ ہو رہا ہو تم باہر ہی ٹھہرو - اُنھون نے کہا "اور ہمارے اہل وعیال جو شہر مین ہین" باغیسیان نے کہا اُن کی حمایت وحفاظت میرے ذمے ہو - الغرض اس طریقے سے شہر کے سب مسیحی باہر ہو گئے - اور زیادہ تعریف کی یہ بات ہو کہ باغیسیان نے اُن کے جورو بچون کی پوری حمایت کی اور اس بارے مین اُس کی ایک شکایت بھی نہین سُنی جاتی - یہ تہذیب اُن دنون شاید کسی اور قوم مین نہ ثابت کی جاسکے گی -

آف طولوس نے اور اور چند سرداروں نے مخالفت کی۔ اور کہا "لڑائی کا ملتوی رکھا جانا ہمارے ڈر جانے پر محمول کیا جائے گا۔ اور اگر دشمن کے دل مین ہمارے بودے پن کا ذرا بھی خیال پیدا ہو گیا تو ہماری کامیابی مین خلل پڑ جائے گا۔ الغرض جہان تک بنا اور جس قدر اس صلیبی فوج سے ہو سکتا تھا فوراً شہر کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اس طریقے سے ایک ایسا محاصرہ شروع ہوا جس کی کسی فوجی مورخ کی نظر مین کوئی وقعت نہین ہو سکتی اور جس مین اگر کامیابی ہوئی بھی تو صرف ایک فریق کے جوش اور دوسرے فریق کی طرف کسی عمدہ سردار کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی نہ اس سبب سے کہ محصور لوگ بزدل تھے۔ مشرقی اور شمالی دیوارین خوب گھیر لی گئین۔ مگر مغربی دیوار پوری طرح نہین گھیری گئی۔ اس لیے کہ ادھر کے پانچ پھاٹکون مین سے صرف دو بند کیے گئے۔ اور ترکون کو اُس طرف سے آمد و رفت کرنے کا پورا موقع حاصل تھا۔

لیکن محاصرہ کرنے والون کو قتل و خونریزی کا کام شروع کرنے کی جلدی نہ تھی غلہ اور انگور جو افراط کے ساتھ اُن کے سامنے موجود تھے اُنھین زندگی کا لالچ دلاتے تھے اور سبزہ زارون مین جو مویشی چر رہے تھے وہ مدت تک کی دعوتون کے لیے کافی ہو سکتے تھے مویشی غلہ اور شراب انگوری بے غل و غش صرف ہونے لگے اور صلیبیون کے لشکر مین جو کچھ ہوتا اُس کی اطلاع ایک یونانی یا ارمنی عیسائی کے ذریعے سے فوراً ترکون کو ہو جاتی جسے بلا روک ٹوک باہر آنے جانے کی اجازت تھی۔ اس واقفیت سے اُنھون نے یہ فائدہ اُٹھایا کہ چور دروازے بنا لیے جن مین نکل نکل کے تاخت کرتے۔ اور محاصرہ کرنے والون کو بہت دق کرتے۔ صلیبیون کے بھدّے منجنیق سوائے تضییع اوقات کے کسی مرض کی دوا نہ تھے اور شاید اپنے خیال مین اُنھون نے یہی بہت بڑی بات کی کہ گرد و نواح کے کوہستان سے پتھر لا لا کے وہ پھاٹک چُن دیا جو پُل کے محاذی واقع تھا۔

تین مہینے گذر گئے۔ اور اب صلیبیون نے بعوض فتح کی آسایشین اُٹھانے کے اپنے آپ کو قحط کی بلا مین مبتلا پایا۔ موسم سرما کے مینھ نے اُن کے لشکر گاہ کو گرد و دلدل کر دی اور غذا کی کمی کی بدولت اور اُن وبائی مرضون کی وجہ سے جو روز بروز اُن کی تعداد گھٹاتے جاتے تھے وہ نہایت ہی حیران و پریشان تھے۔ اور یہان تک نوبت پہونچی کہ اُن کے استقلال مین فرق آیا جاتا تھا۔ رسد لانے کے لیے بوہیمانڈ اور ٹینکرڈ نے ایک سفر

مسیحی لشکر گاہ مین قحط۔

گیا اور بڑی وقت سے غلہ جمع کرکے لائے لیکن وہ بھی پھر اسی طرح بے غل وغش صرف کیی جانی لگی وجہ بہت جلد تمام ہو گیا۔ اس دوسرے قحط نے یہان تک چھکے چھڑا دیے کہ شہنشاہ یونان الکزیوس کے لفٹننٹ طاطیکیوز بھاگ کھڑا ہوا۔ لیکن صلیبی سردارون کو اس کے بھاگنے سے زیادہ صدمہ ولیم آف میلون کے ساتھ چھوڑ دینے سے ہوا جو بڑا نامی گرامی سردار تھا۔ اور بوجہ اس کے کہ میدان جنگ مین گرز کے بدلے ایک ہتھوڑے سے حربہ کیا کرتا بڑھئی کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا۔ بھوک نے بطرس راہب تک کا جی چھڑا دیا جو ولیم آف میلون کے ساتھ چھپ کے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ ٹینکرڈ نے اُسے مع اُس کے رفیق کے راستے مین روکا اور بوہیمانڈ کے خیمے مین لے آیا۔

فاطمی خلیفہ مصر کی سفارت

اتفاقاً فاطمی خلیفہ مصر کے ایلچیون کے آجانے کے باعث ایک تھوڑے زمانے کے لیے کسی قدر حالت سنبھل گئی۔ ابھی مصر کے فاطمی خلیفہ کو ان صلیبیون کے بڑھنے سے کچھ زیادہ بے اطمینانی نہ تھی۔ لاطینی فوجون کی فتوحات کا سیلاب اگر ایک حد تک پہونچ کے رُک جاتا تو خلیفہ مصر کو سلجوقی ترکون کی شکست سے فائدہ حاصل ہو سکتا تھا۔ اُس کے سپہ سالارون نے بیت المقدس اور شہر طائر (سور) کا محاصرہ کیا تھا اور جب ارض فلسطین پر وہ قابض ہو گیا تو اُس کے ایلچی صلیبیون کے پاس یہ پیغام لے کے آئے کہ ارض مقدس اب ظالمون کے ہاتھ سے آزاد ہو گئی۔ نہتے اور صلح جو زائرون کو اب ایک مہینے کے لیے اجازت ہو کہ بیت المقدس مین آئین۔ اس کے ساتھ خلیفہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ سفر مین اُن کو ہر طرح کی مدد دی جائے گی بشرطیکہ وہ جس وقت تک ارض شام مین رہین اُسے اپنا فرمان روا تسلیم کر لین۔

فاطمی خلیفہ مصر کے شرائط نامنظور

نہ تو خلیفہ کی ان دلیلون کا لحاظ کیا گیا اور نہ اُس کی دھمکیون کا کوئی اثر ہوا۔ دو متقابل و متضاد خلافتون اور مسلمانون کے حریف فرقون کے باہمی جھگڑون سے جو فائدے

یہ زمانہ ہجرت کے حساب سے سنہ ۴۹۱ھ کا ہے۔ جب کہ خلافت اسلامیہ کمزور ہو گئی تھی۔ حدود ہند سے لے کے عراق عرب تک خلفائے بغداد کا دور دورہ تھا۔ جو مذہب سنت و جماعت کے حامی تھے ان کے مقابلے مین افریقہ مین ایک فاطمی خلافت قائم تھی۔ جن خلیفون کو خلافت بنی عباس کے طرفدار سید نہین مانتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ غلامون کی نسل سے ہین۔ یہ دوسری فاطمی خلافت مذہب اسمٰعیلیہ کی حامی تھی۔ عباسی خلافت کے تخت پر ان دنون المستعلی باللہ جلوہ افروز تھا جس کی عمر اب

اُٹھائے جا سکتے تھے اُن سے لاطینی سرداروں نے بے پروائی کی۔ اور جواب دیا کہ خدا ہی نے فیصلہ کر دیا ہو کہ ارض مقدس مسیحیون کے لیے ہو۔ اور اگر عیسائیون کے سوا کسی اور مذہب کے لوگ اُس سرزمین پر قبضہ کر لین تو وہ غاصب سمجھے جائینگے جن کی سزا یہ ہو کہ یا تو وہان سے نکال دیے جائین یا قتل ہون۔ ایلچی اس جواب سے مایوس ہو کر واپس ہوئے اور زیادہ گھبرا گئے جب دیکھا کہ صلیبیون کے لشکر مین رسد بھی کافی موجود ہوا ور عجب شان و شوکت نمایان ہو۔ جہان اُن کے خیال مین ہر قسم کی بے ترتیبی بے ضابطگی اور مصیبتون کے موجود ہونے کی امید تھی۔

عیسائیون اور ترکون مین سخت لڑائی۔ محاصرین کے استقلال اور ثابت قدمی نے **باغیسیان** کو یقین دلا دیا کہ اب بغیر کسی جدید کمک کے وہ مسیحیون کے مقابلے مین کامیاب نہین ہو سکتا۔ یہ کمک قیساریہ حلب[1] اور دیگر مقامات سے اس کی حمایت کو آرہی تھی کہ ریمنڈ اور بوہیمانڈ نے اُسے

[1] ۲۳ یا ۲۴ سال سے زیادہ نہ تھی۔ اُس کے مقابل بغداد کی عباسی خلافت کے تخت پر ابو العباس احمد المستظہر باللہ رونق افروز تھا جو اپنے حریف فاطمی خلیفہ سے بھی کم عمر تھا۔ اس لیے کہ اُس کی عمر ۱۸ یا ۱۹ ہی کی برس کی تھی۔ مصر بنی فاطمہ کا مرکز خلافت تھا۔ اور شہر قاہرہ اُن کی خلافت گاہ بنا ہوا تھا۔ قدیم الایام مین جس طرح فراعنۂ مصر اور اسیریا و بابل والون مین ارض مقدس کے لیے جھگڑا تھا۔ اسی طرح ان دنون بنی فاطمہ مصر اور بنی عباس بغداد اس پاک سرزمین کے لیے لڑ رہے تھے۔ اور یہ حالت تھی کہ شام کے شہرون مین کبھی خلفاے مصر کا خطبہ پڑھا جاتا اور کبھی خلفاے بغداد کا۔ خلافت بغداد کی بنیاد مین زیادہ گھُن لگ گیا تھا۔ اس لیے کہ اُس مین صرف پیرزادگی کی شان باقی رہ گئی تھی سارا زور دشور سلاطین سلجوقیہ کا تھا۔ مگر غنیمت یہ تھا کہ سلجوقی خلافت بغداد کے حامی تھے جس ملک پر قبضہ کرتے اُس مین عباسیہ کا خطبہ پڑھواتے۔ اور خلیفۂ بغداد کے گہرے دوست تھے۔

صلیبیون کے آنے سے ایک ہی سال پیشتر رضوان نام حاکم حلب نے جو بنی فاطمہ کا ہم مذہب تھا بلاد شام مین مصر والون کا خطبہ پڑھوا دیا تھا اُس کے بعد انطاکیہ کے حاکم باغیسیان اور چند اور حاکمون نے پھر بغداد کے خلیفہ المستظہر باللہ کا خطبہ پڑھوا دیا۔ وہان سے پلٹ کے واپس آیا تھا کہ پانچوین دن صلیبیون نے انطاکیہ کا محاصرہ کر لیا۔

عہ ابن اثیر اور دیگر عرب مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ انطاکیہ کی مدد کے لیے حلب وغیرہ سے کوئی کمک نہین آئی جس کو صلیبی لڑ کے تباہ کرتے۔ اور اس مدد نہ آنے کا سبب یہ ہوا کہ صلیبی فوج کے

راستے ہی مین روک کے برباد کر دیا مسلمانون کے بہت سے سر فاطمی خلیفہ کے ایلچیون
کے پاس بھیجے اور کئی سو گورے شہر انطاکیہ مین اُتار دیئے اس کا بدلہ لینے کا موقع اس
مارچ ۱۰۹۸ء وقت ترکون کو بھی مل گیا جب پائی سا اور جنوا کے چند جہازون نے دریا سے
اورونٹس کے دہانے پر محاصرہ کرنے والی فوج کے زیادہ حصے کو بھگا دیا۔ صلیبی رسد
اور سامان جنگ لیے ہوئے واپس آرہے تھے کہ ناگہان ترکون نے کمینگاہ سے
نکل کر اُن پر حملہ کر دیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ ریمنڈ کو شکست ہوگئی جس سے صلیبیون
کے کلیتہً تباہ ہو جانے کا خوف تھا مگر گاڈفرے اور نارمن رابرٹ کے آجانے
سے یہ شکست فتح سے بدل گئی۔ اور ان دونون آخر الذکر سردارون کے کارہاے
نمایان اگر اُس حکایت کا اعتبار کیا جاے جو اُن کی بابت مشہور ہی تو آرتھر
لانسلانٹ یا ٹرسٹریم کے کارنامون کے برابر ہوگئے بلکہ اُن سے بھی بڑھ گئے
ہزارون نہین تو سیکڑون ترک تو ضرور مارے گئے۔ جن کے ساتھیون نے اُن کی
لاشین شہر کے باہر والے قبرستان مین دفن کین۔ مگر عیسائیون نے قبرین کھود کے
وہ لاشین نکال لین۔ اُن کے دھڑون سے سر کاٹ کے نیزون پر بلند کیے اور اُن
کی تشہیر کی۔ اور اُن مین سے بہت سے سر مصر کے خلیفہ کے پاس بھیج دیے تاکہ دیکھے
کہ اُس کے دوست یا دشمن سلجوقیون کا لڑائی مین کیا انجام ہوا۔ بے شک۔ یہ واقعہ
قابل نفرت ہی لیکن ان مکروہ واقعات سے اگر ہم چشم پوشی کرین تو تاریخ کی سچائی مین
فرق آجائے گا۔ ہم وحشی قومون کی لڑائیان لکھ رہے ہین لہذا ضرورت ہی کہ ہمین ایسی
باتون سے بخوبی آگاہی حاصل ہو۔

دوسرا سین (منظر) اُس جھگڑے سے متعلق ہی جو گاڈفرے اور بوہیمانڈ
مین اُس خیمہ کی بابت ہوا جو گاڈفرے کو نذر دیے جانے کے واسطے رکھا گیا تھا
مگر کسی ارمنی سردار نے اُسے چھین کر بوہیمانڈ کو بھیج دیا۔ لیکن اب ایک اس سے بھی
زیادہ اہم معاملہ درپیش تھا۔ خبر اُڑی کہ ایک فارسی (ایرانی) فوج ترکون کی مدد کو آتی ہی

ہو سردارون نے فریب کی راہ سے شام کے تمام سردارون اور قلعہ دارون کو اطلاع کر دی تھی کہ ہم صرف
اُن شہرون پر قبضہ کرنا چاہتے ہین جن پر دولت یونان کو دعوی ہی۔ لہذا سوا انطاکیہ کے اور کسی شہر پر
حملہ نہ کرینگے۔ یہ ایسی خبر تھی کہ سب شہرون والے مطمئن ہوگئے۔ اور باغیسیان بیچارے کی کسی نے مدد نہ کی۔

اور محصورین نے مصالحت کے شرائط طے کرنے کی بہانے سے کچھ دنون کی مہلت حاصل کرلی تھی جس مین اُن کی اصلی غرض صرف یہ تھی کہ کچھ اور دن گذر جائین۔ دن گذرتے گئے اور ترکون کی طرف سے صلح کی کوئی تحریک نہ ہوئی۔ بخلاف اس کے اُنھون نے یہ حرکت کی کہ شہر کے قریب کے باغون مین ایک صلیبی نائٹ (بانکے) کو پکڑ کے مار ڈالا اور اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جس پر برہم ہو کے لاطینیون نے بمقابلہ سابق اب دو چند غیظ و غضب کے ساتھ شہر کا محاصرہ کر لیا۔ محصورین اگرچہ ضعیف تھے مگر قلعے کی حفاظت کرتے رہے اور **بوہیمانڈ** کے دل مین یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ جو کام قوت سے نہ نکلا

انطاکیہ پر قبضہ کرنے کے لیے بوہیمانڈ کی سازش

شاید مکر سے نکل جائے۔ بلکہ اُس نے دل مین کہا کہ مکر و فریب کے ذریعے سے صلیبیون کو سلامتی و امن ہی نہین بلکہ شاید دولت و عظمت بھی حاصل ہو جائے یہ کارروائی اُس نے ایک جلاوطن عیسائی کے ذریعے سے کی جس کا نام **فیروز** تھا۔ یہ شخص والی شہر باغیسیان کا بہت مُنھ چڑھا تھا اور بوہیمانڈ سے اُس سے زمانۂ مہلت مین یا کسی اور موقع پر ملاقات ہو گئی تھی۔ الغرض اُس نے بہت کچھ سبز باغ دکھا کے **فیروز** کو ملا لیا۔ اور جب اُدھر سے اطمینان ہو گیا تو صلیبی سردارون سے آ کے بیان کیا کہ مین جب کہیئے شہر پر قبضہ کرا دے سکتا ہون بشرطیکہ آپ لوگ اس بات کو منظور کرین کہ مین **انطاکیہ** مین اسی طرح حکمرانی کرون جس طرح **بالڈون** اڈیسہ مین حکمرانی کر رہا ہے۔ ریمنڈ نے اس امر سے نہایت برہمی کے ساتھ اختلاف کیا لیکن اُس کی مخالفت نہ سُنی گئی۔ اور یہ امر طے ہو گیا کہ **بوہیمانڈ** فوراً اپنی کارروائی شروع کر دے۔

اس تدبیر پر عمل کرنے کی ضرورت بھی تھی۔ یہ افواہ اُڑ رہی تھی کہ شہر والون مین

جون انطاکیہ پر بوہیمانڈ کا قبضہ

سے کوئی شخص محاصرین سے مل گیا ہے اور لوگ اشارۃً و کنایۃً یا صاف صاف **فیروز** ہی کو وہ نمک حرام بتاتے تھے۔ جیسا کہ اور نمک حرام دغابازون کا معمول ہے فیروز نے اس الزام سے بچنے اور دراصل اپنی غرض حاصل کرنے کے لیے یہ پیش بندی کی کہ زور دے کے کہا کل ہی سے قلعے کے برجون کے محافظ بدل دیے جائین۔ اُس کی یہ تحریک بظاہر اُس کی بے گناہی اور وفاداری کا ثبوت سمجھی گئی۔ لیکن اصل مین اُس نے اس امر کا مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اسی رات کو **انطاکیہ** پر دشمن کا قبضہ ہو جائے۔ الغرض اُسی رات کو ایک رسی کی سیڑھی کے ذریعے سے **بوہیمانڈ** مع اپنے ساٹھ ہمراہیون کے پورے

جوش وخروش اور اطمینان کے ساتھ قلعے کی فصیل پر چڑھ آیا۔کیونکہ اتنے ہی لوگ چڑھنے پائے تھے کہ وہ رسی کی سیڑھی ٹوٹ گئی۔ دس برجون پر قبضہ کرنے کے بعد جن کے تمام محافظ قتل کرڈالے گئے تھے ان لوگون نے ایک پھاٹک کھول دیا اور سارا مسیحی لشکر اندر گھس پڑا۔ اُن برجون مین سے ایک برج پر بوہیمانڈ کا جھنڈا لگا دیا گیا دھاوے کا قرنا پھونکا اور خونریزی کا بازار گرم ہوگیا جس مین حملہ آورون نے ابتدائً عیسائیون اور ترکون دونون کو بلا امتیاز قتل کرنا شروع کیا؎ۃ اس سخت گھبراہٹ کی گھڑی مین بعض محصورین شہر کے اندرونی قلعے مین گھس گئے۔ اور پھاٹک بند کرکے مستعد ہوئے کہ جس وقت تک دم مین دم رہے اُس پر دشمنون کا قبضہ نہونے دین۔ باقی ماندہ لوگون مین سے بعض بھاگ کے نکل گئے۔ اور مشہور یہ ہوکہ دس ہزار آدمی قتل کرڈالے گئے۔باغیسیان اپنے چند رفیقون کے ساتھ دشمنون کے لشکر مین ہوکے لڑتا ہوا نکل گیا۔لیکن زیادہ خون نکل جانے کے باعث غش کھاکے گھوڑے سے گرا اور اُس کے ساتھی اُسے اسی حال مین چھوڑکر آگے چلے گئے۔اتفاقاً کوئی شامی عیسائی اُدھر سے گذرا جس نے اُس کی کراہنے کی آوازسُن کے پہچانا اور اُس کا سرکاٹ کے فاتحون کے پاس لے آیا۔فیروز زندہ رہا۔مگر اسطرح کہ یہان سے نکال دیا گیا اور آخر کار چوری کے پیشے مین زندگی بسر کرتا ہوا مرا۔

؎ۃ اس واقعے کو ابن اثیر جزری نے یون بیان کیا ہو کہ فیروز کو بہت کچھ مال و املاک اور علاقہ دینے کا وعدہ کرکے عیسائیون نے ملایا۔ وہ دریا کی طرف والے برجون کا محافظ تھا۔چنانچہ اس طرف کی جھنجری دار دروازون سے نکل کے عیسائی شہر مین گھسے۔ اور بہت سی کمندین لگاکے اوپر چڑھے صبح تک جب پانچ سو آدمی داخل ہوئے تو ناگہان قرنا پھونکا اور دھاوا کردیا۔ باغیسیان نے جاگتے ہی قرنا کی آواز سُنی سمجھا کہ اندرونی قلعے پر عیسائی قابض ہوگئے۔لہذا تیس غلامون کے ساتھ دوسری طرف سے نکل بھاگا۔ اور اس بدحواسی کے ساتھ کہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ کہان جاتا ہون اور کیا کررہا ہون دور پہونچ کے ہوش آیا تو ہمراہیون سے پوچھا مین کہان ہون۔ اُنھون نے کہا انطاکیہ سے چار فرسخ باہر۔ یہ سُن کے اپنے بچ جانے پر اُسے حیرت ہوئی۔ پھر بے لڑے بھڑے بچّون کو چھوڑکے چلے آنے پر اس درجہ نادم ہواکہ ساعت بہ ساعت دل خفیف ہوتا گیا اور آخر غش کھاکے گھوڑے سے گر پڑا۔ غلامون نے اُٹھانا چاہا تو اُس مین گھوڑے پر بیٹھنے کی قوت نہ تھی۔مجبوراً اُسی جگہ چھوڑکے چلے گئے۔اتفاقاً کوئی ارمنی اُس کا سرکاٹ کے عیسائیون کے پاس لے گیا۔

اس فتح سے عیسائیون کی حالت مین ایسا تغیر ہوا کہ یا تو قحط کی مصیبت مین مبتلا تھے یا اب ہر چیز کی کثرت سے عید منائی جانے لگی۔ باہم دعوتین ہونے لگین اور مشہور ہو کہ سب کے سب اوباشی اور حرام کاری پر اُتارو ہو گئے۔ لیکن دولت کو اس طرح بے غل وغش اُڑانا اگر اُن کے واسطے قابل عفو گناہ تھا تو بھی یہ ایک سخت اور فاش غلطی ضرور تھی۔ فارس کی فوج کے آنے کی جو خبر اُڑی تھی اب ثابت ہوا کہ غلط نہ تھی۔ اُن ترکون کو جو گڑھی کا پھاٹک بند کر کے بیٹھ رہے تھے یکایک معلوم ہوا کہ بجاے محصور ہونے کے وہ خود محاصرہ کیے ہوئے ہین۔ اس لیے کہ کربغا حاکم موصل کے سپاہی اور قلیج ارسلان کے بہادر چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ اب یک بیک پھر صلیبیون پر قحط کی بلا نازل ہو گئی اور پہلے سے بھی زیادہ شدت اور سختی کے ساتھ۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اب لاطینیون کو سوا مر جانے کے کوئی چارۂ کار نہین ہے۔

چارٹرس کے اسٹیفن نے ساتھ چھوڑ دیا

چارٹرس کے نواب اسٹیفن نے شہر پر قبضہ ہونے کے پیشتر ہی صلیبیون کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اب اور لوگون نے بھی اُس کا ساتھ دیا اور اُس کے ہمراہ یورپ کو واپس روانہ ہوئے۔ فریجیا تک پہونچے تھے کہ اسٹیفن سے شہنشاہ الکزیوس سے ملاقات ہوئی جو صلیبیون کی مدد کے واسطے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تھا۔ اور جس کے ہمراہ رکاب یونانی فوج ہی نہ تھی بلکہ بہت سے قابل جنگ زائر بھی تھے جو گاڈفرے اور اُس کے ساتھیون کی روانگی کے بعد قسطنطنیہ مین پہونچے تھے۔ اسٹیفن نے صلیبیون کی لڑائی کی جو سرگذشت بیان کی ایسی تھی کہ الکزیوس کو اپنی جان کے سوا کسی بات کا خیال نہ باقی رہا۔ فوراً واپسی کا حکم دے دیا اور بہادر زائر اور یونانی سپاہی پھر مغرب کی طرف رُخ پھیر دینے پر مجبور ہوئے۔ بوہیمانڈ کے ایک بھائی گوئی نے اپنے فرض اور عہد کے پورا کرنے پر زور دیا مگر بے کار۔ اس کے کہنے کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا گیا اور غصے کے جوش مین اُس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ "اگر خدا قادر مطلق ہے تو وہ ایسے امور کو ہرگز جائز نہ رکھے گا۔"

انطاکیہ مین صلیبیون کی ہمت ٹوٹ جانا

انطاکیہ مین صلیبی سپاہی مایوس ہوتے جاتے تھے۔ اب ضابطہ کا کہین نام و نشان بھی باقی نہ تھا۔ اور لوگون نے ہتھیار اُٹھانے سے اس سختی کے ساتھ انکار کیا کہ بوہیمانڈ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اُن کے گھرون مین آگ لگا دے اور انھین جلا کے خاک کر دے۔ آگ لگا دی گئی مگر وہ اس شدت سے بھڑک اُٹھی کہ بوہیمانڈ کو خوف ہوا کہین ساری

چھاؤنی جل کے خاک ہو جاے۔ اُس کی اِس حرکت نے لوگون کو اُن کے فرض یاد دلا دیے۔ لیکن جس بے دلی سے وہ کام کرتے تھے اُس سے معلوم ہوتا تھا کہ اگر غیب سے کوئی مدد نہ پہونچی تو بہت ہی جلد سب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اُس ضعیف الاعتقادی کے زمانے مین آخری حالت مین اگر ایسی کوئی مدد پہونچ جاتی تو معجزہ سمجھی جاتی تھی۔ اتفاقاً یہان لومبارڈی کا پادری پیدا ہو گیا جس سے ولی ایمبروس نے خواب مین کہا تھا کہ صلیبی لڑائی شروع ہونے کے تیسرے برس بیت المقدس فتح ہو جائے گا۔ ایک دوسرے پادری صاحب نے خود نجات دہندہ یعنی حضرت مسیح کو اپنی کنواری مان اور حواریون کے سردار (بطرس) کے ہمراہ دیکھا تھا۔ اور سُنا تھا کہ حضرت مسیح صلیبیون کو اِس امر پر لعنت ملامت کر رہے ہین کہ وہ کافر عورتون کے بہکانے مین آ گئے اور اُن عورتون سے تعلقات پیدا کر لیے۔ پھر سب کے آخر مین حضرت مسیح نے اُسے یقین دلایا کہ پانچ دن کے اندر اہل صلیب کو وہ مدد پہونچ جائے گی جس کی اُنھین ضرورت ہے یہ واقعہ سُن کے صلیبیون مین پھر ایک امید پیدا ہوئی۔ اور امید کے ساتھ اُن کی بے دلی بھی کم ہو گئی۔

متبرک برچھی کا برآمد ہونا۔

یہ موقع دیکھ کے بطرس بارتھیلیمی نے جو ریمنڈ آف ٹولوس کا پادری تھا ایک واقعہ بیان کیا جو محض خواب ہی خواب نہ تھا۔ اُس نے کہا مجھے ولی اینڈریو نے بشارت دی ہو کہ سینٹ پیٹر کے گرجے مین جو انطاکیہ کے اندر تھا اُس برچھی کا پھل چھپا ہوا ہو جس سے صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد حضرت مسیح کا پہلو زخمی کیا گیا تھا۔ اور اِس برچھی کی برکت سے اُنھین اپنے تمام دشمنون پر فتح حاصل ہو جائے گی صلیبیون کو چاہیے کہ وہ دو دن عبادت کرین اور اِس کے بعد اُس برچھی کو تلاش کرین الغرض تیسرے دن مزدورون نے زمین کھودنا شروع کی۔ لیکن آفتاب غروب ہونے تک کچھ نہ ملا۔ اب رات کی اندھیری مین پادری کو اپنی غرض حاصل کرنے مین آسانی ہوئی۔ بطرس مذکور ننگے پاؤن اور صرف ایک کپڑا پہن کے اُس گڑھے مین اُترا۔ کچھ دیر تک تو اُس کے پھاؤڑے کی آواز سُنائی دی جس کے بعد یکایک وہ متبرک برچھی کا پھل ایک ریشمی طلائی کپڑے مین لپٹا ہوا مل گیا۔ پادری نے اُس کے ملنے کی سب کو اطلاع دی۔ لوگ بے تحاشا گرجے کے اندر دوڑے۔ اور ایک لمحہ ہی بھر مین گرجے سے لے کے سارے شہر مین ایک عجیب جوش پھیل گیا۔ مگر نو دس ہی مہینے کے بعد بطرس بارتھیلیمی کو

اس فریب و مکر کے مواخذے مین اپنی جان دینی پڑی - ایک رشوت کی وجہ سے خود اُس کے مالک ریمنڈ کے ساتھ والے ریمنڈ سے مخالف ہوگئے جس کے ساتھ ہی آرنالڈ نے جو بوہیمانڈ کا پادری تھا بطرس مذکور کی مخالفت مین زبان کھول دی - ریمنڈ نے اپنے اس عجیب مصاحت مین پادری کے نئے نئے خوابون سے فائدہ اُٹھانا شروع کر دیا تھا - لیکن اب مخالفت پیدا ہوئی تو اصلی راز بھی کھلنے لگے - اور آرنالڈ نے دل کڑا کر کے اُس پر یہ حملہ کر دیا کہ اُس پاک برچھی کی اصلیت سے انکار کیا بطرس نے عام رسوائی کا خیال کر کے دعوی کیا کہ اگر مین آگ نین پھاند پڑون اور بیچ کے نکل آؤن تو یہ برچھی اصلی اور سچی ہی - اور اگر آگ مین سے زندہ نہ نکل سکون تو جاننا کہ جھوٹی اور بنائی ہوئی ہی - المختصر وہ آگ کے شعلون مین کودا - اور بہ ظاہر اُن مین سے صاف نکل گیا جو لوگ کھڑے ہوے یہ تماشا دیکھ رہے تھے اُنھون نے جیسے ہی وہ آگ سے نکلا اُس کے جسم کو ٹٹول کے دیکھا کہ کہین آگ کا جرکا تو نہین لگا - اور جب آگ کا کوئی نشان نہ نظر آیا اور اُس کی راست بازی ثابت ہوگئی تو سب کو بہت ہی خوشی ہوئی - لیکن حقیقت مین اُس کو شعلون سے اتنا صدمہ پہونچ گیا تھا کہ جان بری دشوار ہوگئی - اور آگ مین کودنے کے بارھوین دن اس دنیا سے رخصت ہوا اور اُس کی موت سے ریمنڈ کے درجے اور اثر کو بہت نقصان پہونچ گیا -

اب اگرچہ کافرون کا سردار اکربوغا تباہ ہوگیا تھا - تاہم صلیبیون نے اُسے جان بچا کے نکل جانے کا ایک اور موقع دے دیا - خود بطرس راہب صلیبیون کا ایلچی بنا کے کربوغا کے پاس بھیجا گیا - جو یہ پیغام لے کے گیا کہ یا تو یہ ملک چھوڑ دو جو خاص بطرس (حواری مسیح) نے دیندارون (مسیحیون) کو بخشی ہو یا دین مسیحی قبول کر دا ور انطاکیہ کی حکومت لو - کربوغا کی طرف سے یہ مختصر اور قطعی جواب آیا کہ "مین اس بت پرستی کو جس سے مین نفرت کرتا ہون نہین قبول کر سکتا - اور نہ اس سرزمین کو چھوڑون گا جو تلوار کے حق سے میرے قبضے مین آئی ہی - بطرس راہب کی زبانی یہ جواب سُنتے ہی صلیبی لوگ اپنے آپے سے باہر ہوگئے - اور مقدس بطرس اور مقدس پولوس کی دعوت کے دن حضرت مسیح کے بارہ شاگردون کی یادمین بارہ غولون پر تقسیم ہو کے آگے روانہ ہوئے - اور طولوس کا ریمنڈ اس غرض کے لیے یہین ٹھہر گیا کہ وہ لوگ موقع پا کے

معرکۂ انطاکیہ

۲۸ جون ۱۰۹۸ء

نکل جائین جو اندرونی قلعے کے اندر محصور تھے۔ الغرض پوپ کا بشپ اڈھیمار جو پوپ روم کا وکیل و نائب تھا اُس متبرک برچھی کو لے کے چلا۔ اور نسیم سحری جو گلاب کی خوشبو سے معطر تھی خوشنودی خدا کی علامت سمجھی گئی۔ یہ لوگ اب ہر بات سے فال نیک لیتے جاتے تھے۔ اور انھین یقین کامل تھا کہ تمام گذشتہ اولیاء اللہ اور مقدسین دین عیسوی اُن کے جھنڈے کے نیچے لڑینگے اور بد دینون کو غارت کر دین گے۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ جو عیسائیون کی جانب وحشیانہ شان رکھتی تھی اور اُن کے مقابل فریق مین طاقت کے علاوہ کسی قدر ہنرمندی کے ساتھ بھی ظاہر ہوتی تھی۔ یہ لڑائی تھوڑی دیر تک ہوئی تھی کہ حسب معمول تائید غیبی کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ ٹینکرڈ بوہیمانڈ کی مدد کو لپکا جس کو قلیج ارسلان یورش کر کے بُری طرح دباتا چلا جاتا تھا۔ اور دوسری طرف کربوغا۔ گاڈفرے اور ہیوغ پر یورش کر رہا تھا کہ ناگہان قریب کے ٹیلون پر چند آدمی سفید زرہین پہنے اور سفید گھوڑون پر سوار نظر آئے۔ اُن کو دیکھتے ہی پوپ کا بشپ اڈھیمار چلاّیا ”دیکھو وہ دلی لوگ ہماری مدد کو آ گئے“ اور لوگون کو ان سفید پوشون مین سینٹ جارج۔ سینٹ مارس اور سینٹ تھیوڈور نظر آئے۔ جب تک یہ سفید پوش قریب پہونچین پہونچین صلیبی انتہائی جوش و خروش کے ساتھ دشمنون پر ٹوٹ پڑے سوارون سے بہت ہی کم کام نکل سکا۔ ساٹھ ہزار سوار جو چند مہینے پیشتر اس میدان مین نظر آئے تھے اب اُن مین سے صرف دو سو باقی رہ گئے تھے مگر پیدلون کی برچھیون کا جنگل ایک خاردار دیوار آہنی کی طرح آگے بڑھا۔ ترکون کی صفون مین لغزش ہوئی۔ اُن کے قدم اُکھڑ گئے۔ اور آخر وہ بے تحاشا بھاگے صلیبیون نے فتح کے ساتھ ہی خونریزی شروع کر دی جس مین عورتون اور بچون کا لحاظ نہ کیا جاتا تھا

ع‌ه اس لڑائی کا حال عرب مورخین یون بیان کرتے ہین کہ قوام الدولہ کربوغا کو جب فرنگیون کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی فوج لے کے شام کی طرف چلا۔ مرج دابق مین پہونچ کے بہت سی شامی فوجین بھی اپنے ساتھ لین جن مین ترک بھی تھے اور عرب بھی تھے۔ یہ زبردست سردار اور حکمران بھی اُس کے ساتھ ہوئے دقاق بن تتش طغتکین اتابک جناح الدولہ فرمان روائے حمص ارسلان تاش مالک سنجار۔ اور سلیمان ابن ارتق۔ یہ سب جب انطاکیہ کے قریب پہونچے اور فرنگیون کو گھیر لیا تو وہ گھبرائے۔ اور قحط مین مبتلا ہو گئے۔ اور قبضۂ انطاکیہ کے بعد بارہ ہی دن کی محصوری مین

یہ نتیجہ دیکھتے ہی جو لوگ انطاکیہ کے اندرونی قلعے مین تھے اُنھون نے فوراً ہتھیار ڈالدیے
بعض نے دین مسیحی قبول کیا جنھین بپتسمہ دیا گیا ۔ بعض نے دین اسلام ترک کرنے سے انکار
کیا اور وہ اُس اسلامی سلطنت مین بھیج دیے گئے جو سب سے زیادہ قریب تھی ۔ شہر انطاکیہ

انطاکیہ بوہیمانڈ کی ملکیت قرار دیا گیا ۔

حسب وعدہ بوہیمانڈ کو ملا اور اسی کے قبضہ مین رہا اگرچہ ریمنڈ آف ٹولوس نے شہر کی بلند
دیوارون پر اپنا جھنڈا نصب کرا کے جا رہا تھا اور کوشش کی تھی کہ یہ شہر اُسے مل جاے ۔
جب لوٹ مار سے فراغت ہوئی تو گرجون کی صفائی اور مرمت ہونے لگی ۔ اور دشمنون سے
جو مال غنیمت ملا تھا اُسی مین سے گرجون کی قربان گاہون پر سونا چڑھایا گیا ۔ اور پھر یونانی
پادری اپنے تخت پر بیٹھا لیکن اُس کے اس رتبے کا باقی رہنا لاطینی عیسائیون کی خوشی
پر ہے حالت ہوگئی کہ اُن کے اُمرا سواری کے جانور ذبح کر کے کھاتے ۔ اور غربا مردار کھا کھا کر پیٹ
پالتے ۔ یا درخت کی پتیون سے پیٹ بھرتے آخر مجبور ہو کے اُنھون نے کربوقا سے امان مانگی جو
نامنظور ہوئی ۔ مگر اس کے ساتھ ہی کربوقا مین یہ خرابی تھی کہ غرور و نخوت سے ساتھ والون کی توہین
کرتا تھا ۔ جس پر تمام ہمراہی اُمرا برہم ہو رہے تھے ۔ اس اثنا مین فرنگیون کے ایک راہب نے کہ دیا کہ
حضرت مسیح کا ایک ہتھیار یہان کے گرجے کے نیچے دفن ہے اگر وہ تم کو مل گیا تو دشمنون پر فتح پاؤ گے
ورنہ ہلاک ہو گے ۔ اور خود اُس نے موقع پا کے ایک ہتھیار اُس گرجے مین دفن کر دیا ۔ اور اُس کا
نشان بھی مٹا دیا ۔ اُس کے حکم سے تین دن تک لوگون نے روزے رکھے عبادتین کین اور توبہ کرتے
رہے ۔ چوتھے دن کھودا تو وہ ہتھیار مل گیا ۔ اور اُس نے سب سے پکار کے کہ دیا ۔ اب مطمئن رہو کہ تمھاری
ہی فتح ہوگی ۔ اُس کے دوسرے دن فرنگی مقابلے کے لیے شہر سے نکلنے لگے ۔ مگر اس شان سے کہ
تین تین چار چار کر کے باہر آتے ۔ مسلمانون نے ارادہ کیا کہ اُنھین قتل کرین تو کربوقا نے روکا اور
کہا سب باہر آ جائین تو اکٹھا مار لینا ۔ یہ امر بھی سرداران اسلام کے ناگوار ہوا ۔ اور سب آمادہ ہو گئے
کہ اُس کا ساتھ نہ دین ۔ چنانچہ جب سب فرنگیون نے نکل کے حملہ کیا تو مسلمان بے لڑے بھاگے ۔ اور
اس طرح بھاگے کہ خود عیسائیون کو تعجب تھا اور ڈرتے تھے کہ یہ فریب سے تو نہین بھاگے ہین ۔ اب
اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اس لڑائی مین ایک شخص بھی نہین مارا گیا ۔ آخر مین خود کربوقا بھی بھاگا ۔
اور صرف وہ لوگ رہ گئے جو ثواب آخرت کے خیال سے اور جہاد کے ثواب مین شریک ہونے کو آئے
تھے ۔ اُن مین سے اکثر کو عیسائیون نے مارا ۔ اور جو کچھ ملا لوٹ لیا ۔ اور اسی فتح سے اُنھین ایسی غنیمت ملی
کہ لڑنے کے قابل ہوئے ۔ ورنہ اب اُن مین بالکل قوت نہین باقی رہی تھی ۔

اور مرضی پر منحصر تھا چنانچہ دو ہی برس بعد اُس سے چھین کے یہ جگہ بشپ آف پوئی کی پیشس نماز برنارڈ کو دلادی گئی۔

انطاکیہ کی فتح کے دس مہینہ بعد صلیبی فوج نے بیت المقدس کی طرف کوچ کیا اُنھون نے فتح کے بعد ہی روانہ ہو جانا چاہا تھا مگر اب چونکہ گرمیون کا موسم اختتام پر تھا جس زمانے مین ارض شام کے میدانون مین پانی نہین میسر آتا۔ بس اسی خیال سے سردارون نے کوچ سے انکار کیا اور صرف اتنی کارروائی پر قناعت کی کہ درمانڈوا کے ہیوغ اور بالڈون کو ایلچی بنا کے شہنشاہ یونان کے پاس بھیجا کہ جا کے اُس کی غفلت یا ضعیف الاعتقادی پر اُسے ملامت کرین۔ لیکن الکزیوس کے واسطے عیسائیون اور ترکون دونون کی مصیبت کی خبر عمدہ خوشخبری تھی۔ کیونکہ ان دونون کے ضعف پر اُس کی قوت کا دارومدار تھا۔ اور وہ بہت خوش ہوا جب دیکھا کہ ہیوغ بجاے اس کے کہ انطاکیہ کو واپس جاے یورپ کی طرف روانہ ہو گیا جہان اُس سے پیشتر اسٹیفن جا چکا تھا۔

ہیوغ کی سفارت قسطنطنیہ کی طرف

اب جاڑے کا موسم آگیا اور صلیبی سردار انطاکیہ ہی مین پڑے ہوے ہین۔ بعض گرد و نواح کے شہرون کی مہمون مین بھی مشغول تھے لیکن سب سے زیادہ توجہ اُس طاعون کی طرف تھی جس کی بدولت ان زائرون کو اُن کی کثافت اور بے انتظامیون کی سزا مل رہی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار اہل جرمنی جو ابھی حال مین سواحل شام پر اُترے تھے اور بجز بی توانا و تندرست تھے سب کے سب طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ سب سے زیادہ قابل افسوس یہ واقعہ ہے کہ پوپ کا نائب و قائم مقام ایڈھیمار بھی اسی طاعون کے ذریعے سے نذر اجل ہوا۔ اب بعیر عموماً فوج مین بے دلی پھیلنے لگی تھی۔ سردارون نے پوپ سے التجا کی کہ جس شہر مین بطرس حواری کے شاگردون کو بپتسمہ ملا تھا۔ اُس مین آپ بھی تشریف لائیے۔ مگر پوپ نے اس کا خیال بھی نہ کیا۔ لوگ ملنے سردارون کی باہمی عداوت اور خودغرضیون سے اور زیادہ بددل ہو گئے تھے۔ ریمنڈ اب تک انطاکیہ کی حکمرانی کا متمنی تھا اور مُصر تھا کہ بوہیمانڈ کو صلیبی لڑائیون کی آخری مہم مین بھی حصہ لینا چاہیے۔ جو واقعات محاصرۂ انطاکیہ کے زمانے اور معرۃ النعمان کی فتح کے بعد ہوئے وہ ان باہمی نزاعون سے بھی زیادہ شرمناک تھے۔ لاپروائی اور فضول خرچی

پوئی کے بشپ ایڈھیمار کی موت

کی بدولت صلیبی مجاہد بہت ہی جلد اس امر پر مجبور ہو گئے کہ آخر کتّون اور آدمیون کے گوشت پر بسر اوقات کرین۔ چنانچہ ترکون کی لاشین قبرون سے کھود کھود کے نکالی گئین اس خیال سے کہ وہ سونا نکل گئے ہونگے چاک کی گئین اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پکا کر کھالی گئین۔ محصورین مین سے بہتون نے صرف عیسائیون کے ہاتھ سے بچنے کے لیے خود ہی اپنے تئین ہلاک کر ڈالا۔ اور مشہور ہو کہ بعض سے بوہیمانڈ نے بہت کچھ رشوت لے کے پناہ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر اس رشوت کا جو معاوضہ اُن کو دیا گیا یہ تھا کہ جب وہان قتل عام شروع ہوا تو اُس نے ان لوگون کو سامنے بلایا اُن مین سے جو ناتوان بوڑھے اور ضعیف تھے اُنھین تو قتل کر ڈالا اور جو باقی رہے وہ انطاکیہ کی بردہ فروشی کی بازارون مین بھیج دیے گئے۔ عہ

مئی ۱۰۹۹ء صلیبیون کا انطاکیہ سے آگے بڑھنا

الکزیوس نے ایک خفیف سی کوشش صلیبیون کے روکنے کی کی تھی۔ مگر اُس سے اُلٹے اُن کی سرگرمی اور بڑھ گئی۔ وہ انطاکیہ سے کوچ کر چکے تھے۔ اور شہر لاذقیہ اِن کے قبضے مین تھا کہ الکزیوس نے پیغام بھیجا کہ جون کے مہینے مین میرے آنے کا انتظار کرو۔ سرداروں نے ٹیٹی کیوس کا مع اپنی یونانی فوج کے جزیرۂ قبرس کی طرف واپس جانا یاد دلا کے جواب دیا کہ الکزیوس نے خلاف عہد کیا لہذا اب ہم اُس کے حکم کی تعمیل پر مجبور نہین کیے جا سکتے۔ الغرض بہ عجلت تمام کوچ کر کے اُنھون نے بیروت کا میدان طے کیا جہان سے کوہ لبنان کی برف سے ڈھنکی ہوئی چوٹیان نظر آتی ہین اور جس کے

عہ اِس لڑائی کا واقعہ جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے بیان کیا ہو یہ ہو کہ انطاکیہ کے بعد ان لوگون نے بڑھ کے شہر معرۃ النعمان کا محاصرہ کر لیا۔ وہان والے بڑی بہادری سے لڑے۔ اور جب فرنگیون نے دیکھا کہ یون کامیاب نہ ہو سکین گے تو شہر پناہ کے قریب اور محاذی لکڑی کا ایک بُرج بنایا اور اُس پر سے لڑنے لگے۔ مگر اب بھی اُنھین کامیابی نہ ہوتی تھی۔ لیکن ایک رات کو مسلمانون کی ایک جماعت کے دل مین کچھ ایسی دہشت سمائی کہ شہر پناہ سے اُتر کے ایک بڑے مضبوط مکان مین چھپ رہے۔ پھر اُن کو دیکھ کے اور لوگون نے بھی یہی کیا۔ اسی طرح ایک دوسرے کو دیکھ کے سب اُتر اُتر کے اپنے گھرون مین چھپ رہے۔ اور شہر پناہ خالی رہ گئی۔ اُس وقت فرنگی سیڑھیان لگا لگا کے اوپر چڑھ آئے۔ اور شہر پر یکایک یورش ہو گئی۔ فرنگیون نے یہان برابر تین دن تک قتل عام کیا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ اور ہزارہا زن و مرد گرفتار کر لیے گئے۔

کنارے فینیشین[ع] قوم کے وہ شہر واقع تھے جہان کے لوگ مشرق کی چیزین بحیرۂ ایڈریاٹک کے ساحلون اور بحر روم کے پھاٹکون پر لے جاتے تھے - یافہ پہونچ کر اہل صلیب قصبہ رملہ کی طرف مُڑے جو بیت المقدس سے صرف سولہ میل کے فاصلے پر تھا - اس کے دو دن بعد وہ مقدس شہر نظر آیا جس کے واسطے اُنھون نے اس قدر مسافت طے کی تھی اور جو لکھوکھا آدمیون کی مصیبت و ہلاکت کا باعث ہوا تھا - جیسے ہی اُن کی نظر اُس شہر پر پڑی جیسے اعتقاد نے اُن کی نظرون مین نہایت ہی متبرک کر دیا تھا اہل صلیب کا جوش و خروش حلم و انکسار سے بدل گیا جس کا اظہار اُن کی ٹھنڈی سانسون اور آنسوؤن سے ہوتا تھا سب کے سب سجدے مین گر پڑے کہ خدا نے اُنھین اِس مقدس شہر کی زیارت نصیب کرائی - فوراً زرہین اُتار ڈالین ہتھیار پھینک دیے - اور زائرون کا لباس پہن کے برہنہ پا اُس مقام کی طرف بڑھے جہان اُن کے نجات دہندہ (مسیح) نے سخت تکلیفین اُٹھائی تھین -

جون - محاصرۂ بیت المقدس

لیکن ابھی اُنھین رسوم مذہبی ادا کرنے کے علاوہ ایک اور مہم بھی پیش تھی سردارون نے اُن اطراف مین قیام کیا جہان سے وہ بہ آسانی بیت المقدس پر حملہ کر سکین - شمال کی جانب گاڈفرے - ٹینکریڈ - رابرٹ آف فلانڈرس اور رابرٹ آف نارمنڈی اُترے - مغرب کی جانب ریمنڈ مع اپنے پراونس[ع] کے سردارون کے فروکش ہوا - پانچوین دن مجاہدین صلیب نے بغیر اس کے کہ آلات محاصرہ کو کام مین لائین صرف ایک سیڑھی لے کے اور اپنی جمعیت پر بھروسہ کر کے سخت حملہ کیا - اور شہر کی دیوارون پر چڑھنے لگے - بعض اوپر تک پہونچ گئے اور اُن کی جراءت نے کچھ دیر کے لیے دشمن پر اُن کا خوف غالب کر دیا - لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد محصورین سنبھل گئے - حملہ آور مار کے ہٹا دیے گئے اور جو لوگ اوپر چڑھ گئے تھے وہ پشتون پر سے ڈھکیل دیے گئے - اب یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ اس کام کو زیادہ باقاعدہ طور پر کرنے کی ضرورت ہے - محاصرہ کے لیے منجنیقون کی ضرورت

ع قدیم الایام کی ایک قوم جس کا ذکر توراۃ وغیرہ مین ہے - اور جو سمندر کے ذریعے سے تجارت کیا کرتی تھی -

ع ایک صوبے کا نام جو فرانس کے جنوبی و مشرقی حصے مین تھا - اور اب مختلف اضلاع مین تقسیم ہو گیا ہے -

تھی اور گرد و نواح مین جو کھجور اور زیتون کے درخت تھے اُن سے مطلب نہ نکل سکتا تھا۔ لہذا شیشم کے جنگلون سے جو تیس میل کے فاصلے پر تھے لکڑی کاٹ کے لائی گئی اور گاسٹن آف ٹبرن کی ہدایت کے مطابق چند جنوا کے جہازی لوگون نے جو حال ہی مین یافہ مین آے تھے یہ سنگباری کی کلین بنانی شروع کر دین اس اہتمام مین تیس دن سے زیادہ گذر گئے۔ جس زمانے مین محاصرہ کرنے والون نے سخت مصیبت اُٹھائی انطاکیہ مین تو کھانے ہی کے قحط کا سامنا ہوا تھا۔ یہان پانی کا بھی قحط تھا۔ دشمنون نے ہر ایسے مقام کو برباد کر دیا تھا جہان سے پانی میسر آسکے۔ اور جب یہ صلیبی لوگ پانی کی تلاش مین پرانون کی طرف جاتے تو اسلامی فوج کے سوار اُن پر ٹوٹ پڑتے اور سخت تکلیف دیتے تھے۔ خوابون اور معجزون کی وجہ سے اُن کے اخلاق اور اصول مین کسی قسم کی اصلاح نہین ہوئی تھی۔ اور وہم ایڈھیمار آف پوئی کی روح کو اُن کے سامنے اس شکل سے پیش کرتا کہ گویا اُنھین کھڑا ملامت کر رہا ہو کہ تمھاری بد افعالی کی وجہ سے تم پر قہر خدا نازل ہونے کو ہے البتہ ٹینکرڈ نے اپنی نیک نفسی سے اہل صلیب کے ساتھ یہ بہت بڑا احسان کیا کہ ریمنڈ سے مل گیا۔ اور اب آرنلڈ اور پطرس راہب کی وعظ و پند سے اہل صلیب کا جوش پھر تازہ ہو گیا۔ یوشع کی کتاب مین محاصرۂ جیریشو کی جو سرگذشت لکھی ہے غالباً وہی یہان اس امر کی محرک ہوئی کہ پادری گیت گاتے ہوئے فوج کے آگے آگے بیت المقدس کی دیوارون کے گرد پھرے۔ مسلمان پشتون پر سے دیکھ دیکھ کے اُن کے ان حرکات پر تمسخر کرتے تھے۔ اور اُن کی صلیبون پر خاک پھینکتے تھے۔ لیکن انجام مین اس تمسخر اور تضحیک کے عوض اُنھین بہت بڑی تکلیف اُٹھانی پڑی دوسرے دن پوری جمعیت کے ساتھ یورش کی گئی۔ اور دن بھر وحشیانہ کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ آخر رات کی تاریکی ہر طرف چھا گئی اور اب بھی نوجون کو آرام لینے کا موقع نہ ملا۔ اس لیے کہ گو حملہ اندھیرے کی وجہ سے موقوف ہو گیا لیکن محصورین رات بھر یہ کرتے رہے کہ فصیل شہر کو جہان جہان حملہ آورون نے نقصان پہونچا دیا تھا وہان اُس کی مرمت کی۔ اور محاصرہ کرنے والے حملہ آور دوسرے دن کے حملے کی تیاریون مین مشغول تھے۔ دوسرے دن لڑائی مین عین اُس وقت جب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہلال (اسلامی جھنڈا) صلیب (مسیحی جھنڈی) پر فتح حاصل کیا چاہتا ہے دیکا یک کوہ زیتون پر ایک بہادر شخص نظر آیا جو اپنی چمکتی ہوئی ڈھال ہلا ہلا کے ان

حامیان دین مسیحی اور محافظان روضۂ اقدس سے اشارہ کر رہا تھا کہ بے دل نہ ہو اور سرگرمی سے لڑے جاؤ۔ اس شخص کی مقدس صورت دیکھتے ہی **گاڈفرے** جوش و خروش کے ساتھ چلّایا "دیکھو یہ سینٹ جارج شہید ہین جو پھر ہماری مدد کو آ گئے" یہ جملہ سنتے ہی صلیبی مجاہد اپنی تھکن اور ناتوانی کو بھول گئے۔ اور اس جوش وخروش سے حملہ کیا کہ کسی کے روکے نہ رُکے۔ کہتے ہین یہ جمعے کا دن تھا۔ اور سہ پہر کے تین بجے تھے (جس وقت مسجد اقصیٰ مین نماز جمعہ ادا ہو چکی تھی) کہ صلیبیون کے لشکر مین طبل فتح بجا۔ بہادران صلیب مین سے جو شخص سب سے پہلے بیت المقدس کی فصیل پر کھڑا ہوا نظر آیا وہ **لیوپولڈ آف ٹورنے** تھا۔ اُس کے بعد اُس کا بھائی **انجلبرٹ** اور اُس کے بعد تیسرے نمبر پر **گاڈفرے** پہونچا۔ اسی وقت **ٹینکرڈ** نے مع دونون رابرٹون کے **سینٹ سٹیفن** کے پھاٹک پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ **پراونس** کے رہنے والے سیڑھیان لگا لگا کے دُھسون پر چڑھ گئے اور بیت المقدس فتح ہو گیا۔ تھوڑے زمانے پیشتر صلیب کی جو تضحیک اہل اسلام نے کی تھی اب اُس کا عوض گاڈفرے کے حکم سے یون لیا گیا کہ سیکڑون مسلمان قتل کر ڈالے گئے۔ حضرت عمر کی (مسجد اقصیٰ) مین اس قدر خونریزی ہوئی کہ ہزارون لاشین انسانی خون کی ندی مین بہہ رہی تھین۔ یہودی اپنی ہیکلون مین زندہ جلا دیے گئے۔ مشہور ہے کہ جو صلیبی مسجد کے جلوخانے تک گئے اُن کے گھوڑے گھٹنے گھٹنے تک انسانی خون کے دریا مین غرق تھے۔ عیسائی بہادرون کا لاشون اور زخمیون کو روندنا اور پاش پاش کرنا ایک ایسا معاملہ تھا جس سے **پوپ اربن** کی اُس واعظانہ تقریر کو جو **کلرمانٹ** کی **کونسل** مین سُنی گئی تھی بہت تقویت حاصل ہوئی تھی۔

جولائی۔ بیت المقدس پر دھاوا۔

کشت و خون کے فرائض ادا کرنے کے بعد یہ لوگ جو اپنے آپ کو خدا کے بیٹے (حضرت مسیح) کا پیرو بتاتے تھے مذہبی رسمین ادا کرنے مین مشغول ہوئے **گاڈفری** ننگے سر ننگے پاؤن ایک سفید عبا پہنے اور توبہ کرتا ہوا حضرت مسیح کے روضے مین داخل ہوا اور اپنے خداوند کے مرقد پر پہونچتے ہی سجدے مین گر پڑا۔ پھر اُس کے بعد اُس کے پیرو بھی باری باری جھپٹے اور روتے ہوئے اس روضے مین گئے اور خدا کا شکر بجا لائے کہ اُس نے اُن کے حال پر رحم فرما کے مسیحی فوجون کو یہ فتح عطا کی پھر اُن سب نے جوش و خروش کے ساتھ عہد کیا کہ اُن تمام باتون کو چھوڑ دین گے جو منجر بہ گناہ ہون۔ دعا اور

روضۂ مسیح مین داخل ہو کے مسیحی عبادت کرتے ہین

خونریزی دونون باتون سنے باہم مل سکے اب ایسے اُمور اُن کی نظر کے سامنے پیش
کر دیے جن کی بدولت یہ قتل و خون کا حسرتناک سمان دور ہو جس طرح کوہ کالوری
کی چوٹی پر ابن آدم کے انتقال کرتے وقت تمام اولیا اپنی قبرون سے نکل نکل کے
چلے آئے تھے اسی طرح اُس کامیابی کا شکریہ ادا کرنے کی صحبت مین اُن تمام زائرون کی
روحین آئین جنھون نے زیارت ارض مقدس کے گذشتہ خطرون مین اپنی جانین دی
تھین۔ اُن سب روحون کے آگے آگے پوپ کا ایڈھیمار صلیبیون کو مغفرت کی دعائین
پڑھنے اور توبہ کرتے ہوئے دیکھ کے نہایت خوش ہو رہا تھا۔ اس لیے کہ اب امید تھی
کہ اب دنیا مین امن و امان قائم ہو جائے گا۔ اور سب ایک دوسرے کے بہی خواہ اور
خیر طلب ہو جائین گے۔ مرحوم و مغفور زایرون کے ساتھ زندہ لوگ بھی شریک تھے جو ہر قسم

بطرس راہب کی تعظیم و تکریم

کی عزت کے مستحق تھے۔ بطرس راہب کا بھاگ جانا اُس وقت سب کو بھول گیا تھا
اور اگر یاد تھی تو اُس کی طلاقت لسانی جو اس مہم کے باعث ہوئی۔ اور جس نے مسیحی
دنیا کے دل کو ایسا ہلا دیا تھا کہ بیدین (مسلمان) لوگ جو جو مظالم دین عیسوی کے سب سے
پہلے گہوارے مین مسیحیون پر کر رہے تھے یکقلم موقوف ہو گئے۔ سب کے سب دوڑ کے
بطرس کے قدمون پر گر پڑے اور خدا کا شکر کرنے لگے کہ اُس نے اُنھین ایسا عمدہ ہادی
عطا فرمایا۔ بس اسی مقام پر بطرس راہب کی تاریخ ختم ہو گئی۔ اور اس زمانے کے بعد پھر کہین
تاریخ مین اُس کا نام نہین نظر آتا۔

اسی دن ٹینکرڈ نے تین سو مسلمان قیدیون کی جان بخشی کی اور اُن کی حفاظت
کا اقرار کر کے اُنھین ایک جھنڈا دیا۔ مگر یہ بیجا رحم صلیبی مجاہدون کی نظر مین جرم معلوم
ہوا۔ چونکہ فتح کا جوش اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ضبط نہ کیا جا سکتا تھا۔ لہذا اس روز شاید
خونریزی مین حد سے گذر گئے ہون۔ مگر اس کے ساتھ ہی دل مین ٹھان لی گئی تھی کہ

بیت المقدس مین دوسرے دن کا قتل عام

کہ دوسرے روز اس دن سے بھی زیادہ قربانی کی جائے گی۔ چنانچہ ٹینکرڈ نے جن لوگون
کی جان بخشی کی تھی وہ سب قتل کر ڈالے گئے۔ اور ٹینکرڈ کو اُس پر غصہ آیا بھی تو اس لیے
نہین کہ وہ غریب مظلومی سے مار ڈالے گئے بلکہ اس بات پر کہ اُس کی سُبکی ہوئی یہ خونریزی
بلا رو رعایت کی گئی۔ بوڑھے بچے ضعیف مرد اور عورتین مائین اور اُن کے شیرخوار
بچے کم عمر لڑکے اور لڑکیان۔ شباب مین چور نوجوان مرد اور دوشیزہ لڑکیان سب قتل

کیے گئے۔ اور اُن کی لاشون کا یہان تک قیمہ کیا گیا کہ سر اور پاؤن مین فرق نہین کیا جا سکتا تھا۔ ان مین سے چند کو طولوس کے ریمنڈ نے چھپا رکھا۔ مگر اس لیے نہین کہ اسے اُن پر ترس آیا تھا بلکہ اس غرض سے کہ بردہ فروشی کے بازار مین بھیج کے ان سے روپیہ پیدا کیا جائے گا۔ دینداری اور اطاعت گزاری کے اس اہم کام سے فراغت کرنے کے بعد بیت المقدس کی گلیان انھین مسلمان قیدیون سے دُھلوائی گئین۔ لیکن معلوم نہین کہ جس طرح یونانی ویوبانی کے بہادر اوڈیسیوس نے خادمہ عورتون کو چڑیون کی طرح لٹکا دینے کے بعد اُن کے عاشقون کو قتل کر ڈالا تھا اُسی طرح یہان یہ مسلمان قیدی بھی یہ خدمت بجا لانے کے بعد سب کے سب قتل کر ڈالے گئے یا نہین۔ع

حضرت عمر اور گاڈفرے کا مقابلہ

اس کو ساڑھے تین صدیان گزر چکی تھین جس وقت حضرت عمر نے **بیت المقدس** کو فتح کیا تھا۔ اور محض یہ خیال کر کے کہ ایسا نہ ہو اُن کے پیرو مسیحی کنیسے کے اندر گھس کے مسیحیون کی دل شکنی کرنے لگین۔ اور نیز عیسائیون کے حقوق کا پاس کر کے قسطنطین اعظم کے کنیسے کے باہر نماز پڑھی تھی۔ اب دیکھیے رسول آخر الزمان کے **خلیفہ** اور ان **رومن کیتھولک** دین کے ماننے والون مین کس قدر فرق تھا۔

قتل وخون سے فراغت ہوئی تو سب سردار اس امر کا تصفیہ کرنے کے لیے

ع اس قتل وخونریزی کا حال ابن اثیر مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ کچھ اوپر چالیس دن کے محاصرے کے بعد ۴۸۹ھ مین شعبان کے مہینے مین فرنگی بیت المقدس پر قابض ہوئے۔ ایک ہفتہ برابر قتل عام کرتے رہے۔ چند مسلمان محراب داؤد مین جا کے پناہ گزین ہوئے تھے جہان وہ تین دن تک لڑتے رہے آخر فرنگیون نے اُنھین امان دی۔ اور وہ ہتھیار رکھ دینے کے بعد رات کو یہ مقدس شہر چھوڑ کے عسقلان چلے گئے۔ فرنگیون نے صرف مسجد اقصے کے اندر جہان عموماً مسلمانون نے جا کے پناہ لی تھی ستر ہزار آدمیون کو قتل کیا۔ جن مین مسلمانون کے بڑے بڑے مقتدایان دین۔ علماے گران پایہ۔ اور اعلے درجے کے نیک نفس عابد و زاہد شامل تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو دیگر بلاد سے محض رضامندی خدا کا ارادہ کر کے یہان آئے تھے اور اس مقدس شہر مین سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ جیسا قتل عام اس موقع پر عیسائیون کے ہاتھ سے ہوا ہے اور جیسے جیسے قابل قدر ذی علم اور عابد و زاہد لوگ اس واقعہ مین خاص مذہبی حرمون اور مسجدون کے اندر بے خطا وقصور جان سے مارے گئے ہین شاید کبھی نہ مارے گئے ہون گے۔ یہ ظلم اُس قوم کے ہاتھ سے ہوا جو الزام دیتی ہے کہ مسلمانون مین جہاد جائز ہے

قائم ہوئے کہ یہ سلطنت جو اُنھون نے بزورِ شمشیر لی تھی کسے دی جاے۔ **بالڈون ایڈیسا** مین بادشاہی کر رہا تھا۔ **بوہیمانڈ انطاکیہ** کا بادشاہ ہو چکا تھا۔ **ورمانڈوا کا ہیوغ** اور **اسٹیفن آف چارٹرس** یورپ واپس جا چکے تھے۔ **فلانڈرس کا رابرٹ** یہان ٹھہرنا نہین چاہتا تھا۔ **نارمن رابرٹ** اُس تعلقہ کو چھوڑنا نہین چاہتا تھا جس پر اُس نے بذریعہ رہن قبضہ کیا تھا۔ اور **ریمنڈ** کا اعتبار کسی قدر اُس کی طمع اور کسی قدر اس وجہ سے جاتا رہا تھا کہ اُس نے اپنے پادری **لپطرس بارتھیلیمی** کے خوابون سے دُنیاوی فائدہ حاصل کیا تھا۔ باقی رہا **گاڈفرے** جس نے بے رحمی کے ساتھ خونریزی ہوتے دیکھی تھی اور اُس کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا تھا۔ اور جس نے اپنی حیثیت و حالت کے مطابق خود بھی انسان کا خون بہایا تھا اُس شہر مین جہان اُس کے **خداوند** (مسیح) کو کانٹون کا تاج پہنایا گیا تھا دُنیاوی **سلطنت** کا تاج اور بادشاہی کا خطاب لینے سے انکار کر دیا۔ اُس نے کہا مین اپنے **ہادی** (مسیح) کی قبر کی حفاظت کرون گا۔ اور روضۂ اقدس کے ایک مجاور کی حیثیت سے زائرون کی خدمت کرون گا۔ چنانچہ اسی حیثیت کے مطابق اپنے حکمران قرار پانے کے دو ہفتہ بعد **گاڈفرے فاطمی** خلیفۂ مصر سے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا۔ اس لیے کہ اُس خلیفہ کو اب محسوس ہوا تھا کہ اپنے ہم مذہبون کے ہاتھ سے **بیت المقدس** کے نکل جانے کے باعث اُس کا کتنا بڑا نقصان ہوا۔ یہ لڑائی شہر عسقلان کے میدان مین ہوئی جس مین فاطمی فوج کو شکست فاش ہوئی۔ اور **گاڈفرے** کامیاب و بامراد **بیت المقدس** واپس آیا۔

بیت المقدس کی بادشاہی کے لیے گاڈفرے کا منتخب ہونا

جنگ عسقلان

* یہ لڑائی رمضان ۴۹۲ھ مین ہوئی۔ اور سبب یہ ہوا کہ ان دنون مصر کی فاطمی خلافت مین امیر الجیوش افضل نام ایک شخص وزیر تھا اور وہی تمام سیاہ سفید کا مالک تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ فرنگیون نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تو فوج جمع کر کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اپنے چلنے کے ساتھ ہی اُن کے پاس اپنی ایک سفارت بھی بھیجی۔ سفیر بے نیل مرام واپس آئے۔ اور اُن کے آنے کے بعد ہی مسیحیون کا لشکر بھی نمودار ہوا۔ جو مقابلے کو آیا تھا۔ مصری فوج فوراً تیار ہو گئی۔ مقابلہ ہوا۔ اور افضل کے لشکر کو سخت شکست ہوئی۔ بہت سامال و دولت اور بہت سے اسلحہ عیسائیون کے ہاتھ آئے اور اُنھون نے بڑھ کے شہر عسقلان کا محاصرہ کیا۔ اور شہر والون نے جب دیکھا کہ اب کسی طرح کام نہین چل سکتا تو بارہ ہزار دینار دے کے اپنا پیچھا چھڑایا۔

زائرین کا یورپ واپس جانا

خلیفہ کی تلوار اور اُس کا جھنڈا روضۂ اقدس کے سامنے لٹکا دیا اور اُن زائرین
سے مِل کے رخصت ہوا جو اپنا فرض زیارت پورا کرکے یورپ واپس جانے والے
تھے۔ اب اُس نے صرف تین سو سوار ٹینکرڈ کی ماتحتی مین اور دو ہزار پیدل اپنی سلطنت
کی حفاظت کے واسطے رکھ لیے۔ اور اس طرح حروب صلیبیہ کے ڈراما کا پہلا تماشا
ختم ہو گیا۔

چوتھا باب

بیت المقدس کی لاطینی سلطنت

گاڈفرے کی سلطنت۔

گاڈفرے نے صرف پانچ دن کم ایک برس سلطنت کی۔ یہ مختصر زمانہ بھی خلیفۂ
مصر کو ہزیمت دینے کے واسطے کافی ثابت ہوا۔ اور نیز ایک ایسی سلطنت کی بُنیاد
ڈالنے کے واسطے جو معقول قوانین پر مبتنی ہو۔ فاطمی خلیفہ کی مہم کے بعد گاڈفرے
کو ڈائمبرٹ سے جو شہر پیسا کا اسقف تھا ایک جھگڑا پیش آیا۔ وہ چونکہ بیت المقدس کا
نیا پادری قرار پایا تھا۔ اُس نے فوراً پوپ پاسکل دوم کی وکالت مین (کیونکہ پوپ
اربن نے شہر مقدس فتح ہونے کے دو ہفتے بعد یا دوسرے الفاظ مین یون کہا جائے
کہ اہل صلیب کی فتح کی خوش خبری سُننے کے پیشتر وفات کی تھی) گاڈفرے اور بوہیمانڈ
سے پوپ کی جانب سے یہ دعوے کیا کہ بیت المقدس اور یافا کا مالک مین ہی
سمجھا جاؤن۔ اُس کی درخواست پر اُن دونون شہرون کا ایک ایک حصّہ اُسے دے دیا
گیا اور یہ معاہدہ ہو گیا کہ اگر گاڈفرے لاولد مرے تو کل سلطنت ڈائمبرٹ کے
قبضے مین ہو جائے گی۔

ڈائمبرٹ بیت المقدس کا اسقف اعظم

ہم گاڈفرے کو بیت المقدس کے محاصرے اور فتح کے وقت انسانی خون کے
دریا مین خوش خوش پیرتے۔ شیر خوار بچّون کو پاؤن پکڑ پکڑ کے شہر کی دیوارون یا
دُھسون پر پٹکتے۔ یا اور لوگ جو ایسا کرتے تھے اُنھین مدد دیتے اور زیادہ اس
کام پر آمادہ کرتے دیکھ چکے ہین۔ لیکن اب چند دن یا چند ہفتے بعد ہم اس شخص کو
اس وضع مین دیکھتے ہین کہ ایک منصف مزاج جج کی شان سے اُن لوگون کے درمیان
بیٹھا ہوا ہے جو اُس کی رعایا ہین۔ اُن سے برابری کا برتاؤ کرتا ہے۔ اور رعایا کی

منظوری سے قوانین منضبط کر رہا ہے۔ اب ارض مقدس کی اس سلطنت مین جاگیرداری کی پوری آزادی تھی۔ بشرطیکہ وہ شرکت مین ہو۔ اور اُس مجموعۂ قوانین مین جو آسائز آف جروسلم (نزخنائہ بیت المقدس) کہلاتا تھا وہی اصول رکھے گئے تھے جن پر عموماً مغربی ممالک کی مسیحی دُنیا کے قوانین متبنی تھے۔ تاہم گاڈفرے اور اُس کے جانشینون کے قوانین طرح طرح کی ایسی ہدایتون سے بھرے ہوے ہین جو صرف اتنا ہی نہین بتاتے ہین کہ ایک ملک کا قانون دوسرے ملک مین کس کامیابی کے ساتھ منتقل ہو سکتا ہے۔ بلکہ اُن سے یہ بھی نظر آتا ہے کہ مغربی یورپ کا طریقۂ جاگیرداری شرکت کی قید کے ساتھ کیا چیز ہے۔ اور اُس سے کیا نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ قصہ مشہور ہوا کہ وہ قانون جو اس طرح پر لاطینی زائرون کے مشورے سے بنایا گیا تھا روضۂ اقدس مین رکھا ہوا تھا۔ اور جب شہر پر اہل اسلام کا قبضہ ہوا تو غائب ہو گیا۔ مگر یہ روایت خلاف قیاس ہے۔ پورا مجموعۂ قوانین کوئی ایسا بوجھ نہین ہو سکتا جو کسی باربرداری کے جانور پر نہ لد سکے۔ اور اسلامی فاتحون کی نظر مین اُس قانون کی کوئی وقعت نہین ہو سکتی تھی یہ امر بھی قابل تحریر ہے کہ اُن قواعد پر جن کی نسبت مشہور ہے کہ اُس گمشدہ مجموعۂ قوانین مین تھے مشرق کی لاطینی سلطنتون مین ایک مدت تک عملدرآمد ہوتا رہا یہان تک کہ ۱۳۶۹ء مین تغیر و تبدل کے بعد وہ جزیرۂ قبرس کی لاطینی سلطنت کے قانون قرار پائے۔

بیت المقدس کی اس سلطنت کے قوانین۔

اس قانون مین جو دفعات اُن تعلقات کی بابت تھے جو اسامیون اور زمیندارون کے درمیان ہونے چاہیے۔ یا جو نابالغون کی جائداد۔ مقدمات عدالت۔ ماتحتی کے حقوق اور غلامی کے متعلق تھے شاید بہ نسبت مغربی قوانین یورپ کے کسی قدر زیادہ شرح و بسط کے ساتھ ہون۔ ورنہ اصل مین اُن مین کوئی نئے اصول نہ تھے۔ اُن مین کے زیادہ مفید اصول دیوانی عدالتون مین پائے جاتے تھے۔ بیرنس (تعلقدارون) کی عدالت مین بادشاہ پریسیڈنٹ (میر مجلس) ہوتا تھا۔ اور معمولی زمیندارون (برجسبز) کی عدالت مین ایک وائی کونٹ بادشاہ کا جانشین سمجھا جاتا تھا۔ اور اسی عدالت مین ہمین وہ چیز بھی نظر آتی ہے۔ جو آئندہ کی تاریخ یورپ ایک نئی بات پیدا کرنے والی تھی۔ وہ بات یہ تھی کہ باشندون مین سے چند لوگ اپنے اعتبار اور عقل کے لحاظ سے منتخب کر لیے جاتے تھے۔ اِس مین شک نہین کہ اُس وقت تک عام انتخاب کا قاعدہ مُروج نہ تھا لیکن چند زمیندارون کا اِل کے قسم

گاڈفرے نے جو عدالتین قائم کین

لکھا ناکہ ہم اپنے برابر والون کے معاملات مین بالکل قانون کے مطابق انصاف کرین گے
ایک ایسا تخم تھا جس سے بہت ہی اچھے ثمر حاصل ہونے کی اُمید کی جا سکتی تھی بشرطیکہ وہ
اچھی زمین پر بُویا جاتا۔ تیسری عدالت کے قائم کرنے مین بھی اس سے کم لیاقت سے کام
نہین لیا گیا تھا۔ جس کا یہ اصول تھا کہ **شام** کے عیسائیون کے جھگڑے خود اُنھین کے
ذریعے سے طے کیے جائین۔ اگرچہ **گاڈفرے** اور اُس کے جانشینون کا ایسے قوانین
منضبط کرنا بالکل بے فائدہ نہ تھا لیکن یہ ایک ایسا کام تھا جو اُسی وقت تک باقی
رہ سکتا تھا جب تک کہ وہان کی **لاطینی سلطنت** باقی تھی۔ یہ تخم خون مین بویا گیا تھا
طوفان مین اُس کا نشو و نما ہوا تھا۔ اور اُسی طوفان نے اُسے جڑ سے اُکھاڑ کے پھینک دیا
یعنی وہ طوفان جس نے عیسائیون کو **ارض فلسطین** سے پھر نکال باہر کیا

گاڈفرے کی وفات[1] کے بعد پادری **ڈائمبرٹ** کے دل مین وہ اُمیدین پیدا
ہوئین جو پوری نہ ہو سکتی تھین۔ گاڈفرے کی رعایا ایک پادری کی رعایا بننا نہین
پسند کرتی تھی۔ لہذا **ٹینکرڈ** نے چاہا کہ تخت و تاج بوہیمانڈ کو دے دے۔ لیکن بوہیمانڈ
اِس زمانے مین قید تھا۔ اور لوگون کی نظرین **بالڈون** کی طرف لگی ہوئی تھین جو گاڈفرے
کا بھائی اور **عراق** کے شہر **ایڈسا** کا مالک تھا۔ وہ اپنی **ایڈسا** کی حکومت اپنے ایک
ہمنام عزیز کو دے کے بعجلت تمام **بیت المقدس** مین آیا۔ اور وہان کا بادشاہ قرار پایا
سنہ ۱۱۰۰ء وفات ڈائمبرٹ ناراضی کی وجہ سے پہلے تو الگ تھلگ رہا۔ لیکن چند روز بعد اُس کی مخالفت

سنہ ۱۱۱۸ء۔ [1] گاڈفرے کو عرب لوگ کندفرے کہتے ہین۔ اُس کی موت کا حال مورخین عرب یہ بیان کرتے ہین کہ
اُس نے بڑھ کے شہر عکہ پر حملہ کیا جو سواحل شام پر ہے۔ اس لڑائی مین اُس کے ایک تیر ایسا
لگا کہ جانبر نہ ہو سکا۔ اور اُسی کی تکلیف سے مر گیا۔ اُس نے یافا نام ایک شہر آباد کیا تھا اور اُسے
طنکری (ٹینکرڈ) نام ایک سردار فرانس کے سُپرد کیا تھا۔ کندفرے کے مرنے پر اُس کا بھائی بغدوین
(بالڈوِن) پانچ سو سوارون اور پیدل فوج کے ساتھ بیت المقدس مین آیا۔ اور بادشاہ ہوا
یہ خبر جب دقاق صاحب دمشق کو پہونچی تو اُس نے امیر جناح الدولہ کو ساتھ لے
کے حملہ کیا۔ اور فرنگیون کو شکست دی۔ اسی زمانے مین یورپ والون نے ساحلی شہر
حیفا پر قبضہ کیا۔ اور وہان کے لوگون کو مارا۔ ارسوف کے لوگون کو بھی امان دے کے اپنے قبضے
مین لائے اور سب مسلمانون کو نکال دیا۔ شہر قیساریہ کو بھی فتح کر لیا۔ اور وہان قتل و غارت مین کوئی کمی نہین کی

وقوع ہوگئی اور اُس نے بالڈون سے اتفاق کرلیا- بالڈون نے اٹھارہ سال سلطنت کی اُس کے عہد حکومت ختم ہونے کے بہت پیشتر ہی وہ تمام سردار جو پہلی صلیبی لڑائی مین شریک ہوئے تھے مُلک عدم کو راہی ہوچکے تھے- تخت پر بیٹھنے کے دوسرے ہی سال بالڈون کو مصر والون سے مقابلہ کرنا پڑا جو اُس کی سلطنت پر حملہ آور ہوئے تھے- لیکن اُس کی فوج کو شہر رملہ کے قریب ایک لڑائی مین شکست ہوئی جس مین اسٹیفن نواب چارٹرس گرفتار ہوکے قتل کیا گیا- اُسے اُس کی بی بی اڈیلیہ جو نارمنی فاتح انگلستان کی بیٹی تھی لعنت ملامت کرکے یورپ سے واپس بھیجا تھا اور اس طرح لڑکے مرجانے سے کم از کم اتنا تو ضرور ہوا ہوگا کہ بی بی کی نظر مین اُس کی عزت پھر قائم ہوگئی ہوگی- اس واقعے کے چار برس بعد طولوس کے ریمنڈ نے بڑھاپے کے مرض مین سمندر کے ساحل پر وفات پائی- لیکن مرتے وقت تک اُس کے رشک و طمع کو تسکین نہ ہوئی تھی- اُس نے طرسوس کو فتح کرلیا تھا- اور وہان ایک سلطنت بھی قائم کردی تھی- لیکن شہر طرابلس جس کے شوق مین اُس کا دم نکلتا تھا اُس کے بیٹے برٹرینڈ کی قسمت مین تھا- برٹرینڈ نے اپنے نئے علاقہ طرابلس مین دو سال حکومت کی تھی کہ مرگیا- اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا پانطیوس اُس کا جانشین ہوا- جس نے ٹینکرڈ کی بیوہ کے ساتھ شادی کرلی-

انطاکیہ مین واپس آنے کے بعد بوہیمانڈ ایک مہم مین جو اُس نے اپنی قلمرو وسیع کرنے کی غرض سے اختیار کی تھی گرفتار ہوگیا[5] اور اُس کی جگہ پر ٹینکرڈ

اسٹیفن نواب چارٹرس کی موت ۱۱۰۲ء

طولوس کے ریمنڈ کا مرنا ۱۱۰۵ء

بوہیمانڈ کے بقیۃ الذکر حالات ۱۱۰۳ء

---

[5] اس معرکہ کا حال مورخین عرب یون لکھتے ہین کہ ۴۹۳ھ کے ماہ ذیقعدہ مین تُرکی حکمران کمشتکین بن دانشمند اور چند اور سرداران اسلام نے مل کے فرنگیون سے مقابلہ کیا- دشمنون کا سردار بمینڈ (بوہیمانڈ) پانچ ہزار فوج لے کے آیا- شہر ملطیہ کے قریب لڑائی ہوئی- جس مین فرنگیون کو شکست ہوئی- بمینڈ مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا- اسی وقت سمندر کی راہ سے سات زبردست فرنگی سردار آگئے جنھون نے بمینڈ کے چھڑانے کی کوشش کی- انکوریہ نام ایک قلعہ پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا- اور اُس مین جتنے مسلمان تھے سب کو قتل کرڈالا- پھر آگے بڑھ کے ایک دوسرے قلعہ کا محاصرہ کرلیا جس مین اسماعیل بن دانشمند تھا- اسماعیل نے فوج جمع کرکے کچھ لوگ کمین گاہ مین بٹھائے- اور باقی فوج سے نکل کے مقابلہ کیا- لڑائی شروع ہوئی- دیر تک دونون فریق لڑتے رہے- مگر جیسے ہی کمین گاہ کی فوج نے نکل کے حملہ کیا فرنگی بدحواس بھاگے-

انطاکیہ کا فرمانروا ہوا۔ پھر جب بعد دو سال کے **بوہیمانڈ** آزادی حاصل کر کے
آیا تو باوجودیکہ شہنشاہ **الکزیوس** نے اُس کی گرفتاری کی بہت کچھ کوشش کی مگر اُس نے
نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے تئین صرف **انطاکیہ** ہی نہین بلکہ **لازقیہ** اور **افامیہ**
کا بھی مالک پایا۔ آزادی حاصل ہونے کے بعد اُس سے اور شہنشاہ **قسطنطینیہ** یعنے
الکزیوس سے جو جھگڑے پیدا ہوئے اُن کی وجہ سے جو لڑائی خشکی پر ہوئی اُس مین
تو اسے شکست ہوئی لیکن **پیسا** والون کی مدد سے بحری لڑائی مین وہ فتحیاب ہوا
اب غالباً پھر صلیبی معرکہ آرائیون کا خیال اُس کے دل مین جوش مارنے لگا تھا کہ
بیت المقدس کے پادری **ڈامبرٹ** نے اُس کے پاس آ کے پناہ لی۔ **بالڈون**
کے ظلم کی شکایت کی اور اُس سے مدد چاہی۔ **بوہیمانڈ** نے **انطاکیہ** کی سلطنت
ٹینکرڈ کے سپرد کی۔ اور خود ان پادری صاحب کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کے **ایطالیہ**
سنہ ۱۱۰۳ء کی طرف روانہ ہوا۔ اُس کا نام اُس سے پیشتر ہی وہان پہونچ چکا تھا۔ اور **فلپ اول**
بادشاہ **فرانس** جلدی جلدی کوچ کر کے وہان آ پہونچا تا کہ مسیحی دنیا کے اس نامور
اور مشہور حامی کی دعوت کرے۔ **بوہیمانڈ** کو **فلپ اول** کی دامادی کا فخر حاصل ہوا۔
سنہ ۱۱۰۶ء اور اس کے بعد پانچ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیدل فوج ہمراہ رکاب لے کے وہ
اپنے پُرانے میدان جنگ کی طرف یعنے **الکزیوس** سے لڑنے کو روانہ ہو گیا۔ اب
پھر اُس نے **ڈیورازو** پر حملہ کیا۔ لیکن **الکزیوس** کی رشوتون نے اس مہم مین خلل
ڈال دیا۔ اور آخر **بوہیمانڈ** نے اس معاہدے ہی پر قناعت کی کہ آئندہ وہ شہنشاہ
سنہ ۱۱۰۷ء کے دربار مین فرمانروا اسے **قسطنطنیہ** کے ہم مرتبہ سمجھا جائے گا۔ یہ معاہدہ حاصل کر کے
سنہ ۱۱۰۹ء ٹینکرڈ وہ **ایطالیہ** کو واپس گیا۔ اور دوسرے برس **انطاکیہ** آنے کی تیاریان کر رہا تھا کہ موت
نے راستہ روک دیا۔ **بوہیمانڈ** کے بیٹے کی طرف سے **ٹینکرڈ** تخت پر بیٹھا۔ وہ ابھی تک جوان تھا

اور اُنھین فاش شکست ہوئی۔ اُن کی پوری تعداد تین لاکھ آدمیون کی تھی۔ جن مین سے صرف
تین ہزار تو جان بچا کے بھاگے باقی سب مارے گئے۔ اسماعیل نے بڑھ کے ملطیہ پر قبضہ کیا۔ اور
وہان کے حکمران کو گرفتار کر لیا۔ پھر انطاکیہ سے ایک لشکر اُس کے مقابلے کو آیا۔ اور اُس نے
بڑھ کے اُسے بھی شکست دی۔ آخر مین بوہیمانڈ کو اس شرط پر آزادی دی گئی کہ **باغیسیان کی بیٹی** انطاکیہ
کی شکست کے وقت جو عیسائیون کے قبضے مین آ گئی تھی وہ اسکے عوض مین مسلمانون کو دے دی جائے۔

اور چونکہ اُس کے فراج مین سخاوت اور رحم کا مادّہ تھا۔ اس وجہ سے لوگون کو اُمید
ہوتی تھی کہ ابھی وہ بہت عرصہ تک راستبازی کے ساتھ سلطنت کرے گا۔ لیکن پورے
(سنہ ۱۱۱۲ء ٹینکرڈ کی وفات)
تین برس بھی نہین گزرنے پائے تھے کہ کسی لڑائی مین ایک کاری زخم کھا کے ٹینکرڈ نے
لاولد ہی دُنیا کو رخصت کیا اور اُس کی جگہ پر اُس کا ایک عزیز روجر سے تخت پر
بیٹھ گیا۔

ان صلیبی مہمات سے جس شخص کو مستقل فائدہ پہونچا۔ وہ وہی شخص تھا جس کی بابت
خیال کیا جاتا ہے کہ اُسے ان مہمون کی بدولت بہت سے نقصانون اور تکلیفون سے
سابقہ پڑا۔ قسطنطینیہ کی یونانی سلطنت کے خطرون سے بچنے اور اطمینان حاصل کرنے
(یونانی شہنشاہی پر صلیبی لڑائیون کا اثر)
کے لیے سب سے زیادہ اس بات کی ضرورت تھی کہ قرب وجوار کے علاقون بثینیہ
اور فراغیہ سے ترک نکال دیے جائین۔ یہ مطلب صلیبی لڑائیون سے حاصل ہوگیا۔ ترکی
سلطان روم کا دار السلطنت نیقیہ سے ہٹ کے قونیہ مین منتقل ہوگیا۔ ایشیا سے
کوچک کے کل بحری مقامات شہنشاہ مشرق یعنے دولت مسیحی یونان کے قبضے مین آگئے
اور اُس کی سلطنت کو ایسا استحکام ہوگیا کہ اس کے بعد وہ تقریباً ساڑھے تین سو برس
تک قائم رہی۔ لیکن الکزیوس کی طینت مین مکر اور فریب تھا۔ اور اُن بڑے اور چھوٹے
کامون نے جن مین وہ مشغول رہا کیا تھا اُس کے فراج مین خودداری پیدا کر دی تھی
ورنہ در اصل اُس کی نظر زیادہ تر چھوٹی ہی چھوٹی باتون پر رہا کرتی تھی۔ لہذا اس امر سے
اُس کی روح کو صدمہ پہونچا کہ لاطینی سردارون نے وہ دور و دراز کے مقامات جن کے
قبضے مین آنے سے اُسے در اصل کوئی فائدہ نہین ہوسکتا تھا فتح کر لیے اور اُن مین
سے اُسے کچھ نہ دیا۔ اور اِس دلی صدمے سے یا اسی کے سلسلے مین دیگر قسم کے اندیشون
سے اُسے مخالفت اور شکایت کا موقع مِل گیا تھا۔ اور یہ موقع زیادہ تر اُن زائرون
کی وجہ سے پیدا ہوا جن کے بڑے بڑے گروہ یہ خبر سُن کے کہ بیت المقدس پر عیسائیون
کا قبضہ ہوگیا بڑے جوش و خروش کے ساتھ یورپ سے مشرق کی جانب آئے تھے
(زائرون کا تازہ سیلاب)
بے شک یہ نہین کہا جا سکتا کہ زائرون نے زیادہ زمانے تک الکزیوس کو خاموش
بیٹھنے دیا۔ شہر نیپلز کا والٹر جو مفلس کہلاتا تھا اُس کے پیروؤن سے بھی زیادہ وحشی
اور بے ضابطہ لوگ غول کے غول گاڈفرے اور اُس کے ساتھیون کی فوجون کے

پیچھے روانہ ہوئے تھے۔ یہ لوگ لومبارڈی کے رہنے والے تھے۔ اور شہر ملان کا اُسقفِ اعظم اُن کا سرگروہ اور سردار تھا۔ الکزیوس نے اُن سے کہا کہ اور لوگون کے آنے سے پہلے ہی تم باسفورس کے اُس پار اُتر جاؤ تو وہ لڑنے کو تیار ہوگئے اور ارادہ کیا کہ بلیچرنائی کے علاقے کو تباہ و برباد کر دین۔ جو فوج اِن کے بعد آئی وہ ان سے زیادہ باضابطہ تھی اور اس کا سرگروہ چارٹرس کا نواب تھا۔ اس کے ساتھ شہنشاہ ہنری چہارم کا خاص عرض بیگی بھی تھا۔ جو دعوے کرتا تھا کہ مین بغداد پر حملہ کرون گا اور خلافت کو مٹا دون گا۔ لیکن علاقۂ فراغنیہ کے ایک قصبہ کے یونانی پادری کے لباس نے ان لوگون کو ایسا برافروختہ کیا کہ پادری اور غیر پادری سب قتل ہوئے۔ اور آخر مین ان لوگون کا بھی وہی حشر ہوا جو اُن لوگون کا ہوا تھا جنھین قلیج ارسلان نے پہاڑی پر لے جا کے قتل کیا تھا جو گروہ نیویرا۔ پوائیٹیرز کے نوابون اور ورمانڈوا کے ہیوغ کے جھنڈون کے نیچے گئے تھے اُنھین بھی کچھ اُن سے زیادہ کامیابی نہین ہوئی۔ ہیوغ کے ساتھ صدہا عورتین تھین جن کو یہ اُمید تھی کہ ہم کامیابی کے ساتھ قسطنطنیہ سے بیت المقدس پہونچ جائین گے۔ مگر اُن کے اس سخت مصیبت کے سفر کا خاتمہ اور انجام یہ ہوا کہ بغداد اور مشرق کے دیگر بڑے بڑے شہرون کے بردہ فروشی کے بازارون نے رونق پائی۔ نیویرز اور پوائیٹیرز کے نواب اپنے چند ہمراہیون کے ساتھ پاپیادہ انطاکیہ پہونچے ورمانڈوا کا ہیوغ خطرون سے جان بچا کے طرسوس پہونچا اور وہین پیوندِ زمین ہوا

سنہ ۱۱۰۱ع ورمانڈوا کے ہیوغ کی موت

الکزیوس کی ساری عمر بے انتہا لڑائیون مین گزری۔ جن مین سے بعض مین وہ مجبوراً شریک ہونا پڑا تھا اور بعض اُسی کی غلطی کا نتیجہ تھین۔ زندگی بھر اُس کی یہ کیفیت رہی کہ جیسی مسرت اُسے اپنے مکر و فریب کی کامیابی پر ہوتی تھی وہ میدان جنگ مین کسی بڑی سی بڑی فتح سے بھی نہین حاصل ہوتی تھی۔ اُس کی تاریخ نویس بیٹی انّا نے اپنے تصانیف مین اُس کی بعض بد تر سے بد تر بُرائیون کو بھی اُس کے بہترین اوصاف مین داخل کیا ہے۔ لیکن آخر مین اُس کی اسی بیٹی انّا اور اُس کی بی بی ایرین کو بھی معلوم ہو گیا کہ اُس کی فطرت کی بدولت اُنھین بھی تکلیف اُٹھانی پڑے گی۔ مرتے وقت اُس نے اپنے بیٹے جان کو اس بات کا موقع دیا کہ وہ ان مان بیٹیون کی اعلےٰ سے اعلےٰ اُمیدون کو بھی منقطع کر دے۔ اور اسی نامرادی کی وجہ سے الکزیوس کی

شہنشاہ الکزیوس کی موت

سنہ ۱۱۱۸ع

بی بی نے اُس کے مرتے وقت جو کلمہ اُس سے کہا وہ یہ تھا "اب تم مرتے ہو۔ اور اِس وقت بھی تم ویسے ہی دغاباز ہو جیسے کہ ساری عمر رہے تھے۔"

قسطنطنیہ مین جس وقت الکزیوس پر نزع کا عالم طاری تھا اُسی وقت بالڈون بیت المقدس کا لاطینی بادشاہ مصر مین جان توڑ رہا تھا۔ جہان وہ فاطمی خلیفہ کی قوت توڑنے کے لیے گیا تھا۔ اُس کی لاش صندوق مین بند کر کے بیت المقدس لائی گئی اور گاڈفرے کے مقبرے مین دفن ہوئی۔ جس دن تجہیز و تکفین ہو رہی تھی اُس کا جانشین منتخب کرنے کی غرض سے کونسل اعظم جمع ہوئی۔ اُس کا بھائی یوسٹاس یورپ مین تھا۔ مجبوراً اُس کے عزیز بورغ بالڈون کے سر پہ تاج شاہی رکھا گیا۔ اُس کی تخت نشینی کی سفارش بیت المقدس کے پہلے لاطینی بادشاہ نے بھی کی تھی۔ اور کورٹنے کا رئیس جو سلین بھی اُس کا حامی تھا۔ چنانچہ اسی احسان کے معاوضے مین اِس بالڈون نے ایڈسا کی فرمانروائی خود جو سلین کو دے دی۔ بالڈون دوم شاہ بیت المقدس ۱۱۱۸ء سے ۱۱۳۱ء تک

اس بادشاہ کے متعلق صرف اِس قدر کہنا کافی ہے کہ اس سے پیشتر کے حکمرانون کی طرح اُس کے عہد حکومت مین بھی لاطینی سلطنت وسیع ہوتی رہی۔ نئے مقبوضات نئے حکمرانون کو دیے گئے۔ جو اپنی اُن تازہ جاگیرون پر سلطنت بیت المقدس کے خراجگذار حکمرانون کی حیثیت سے قابض رہے۔ بالڈون اول کے عہد مین چھ دن کے محاصرے کے بعد شہر سدون پر قبضہ ہوا تھا۔ اس شہر کے محاصرے مین لاطینیون کو ملک ناروے کے رئیس سیوارڈ کی بحری اور بری فوج سے بہت مدد ملی تھی۔ اس کے نو برس بعد وینیس کا بادشاہ روضۂ اقدس کی زیارت کو آیا اور اُس نے عسقلان یا شہر طائر (جسے عرب سور کہتے ہین) کی فتح کے واسطے اپنی بحری فوج دی۔ یہ طے پایا کہ طائر پر حملہ کیا جائے۔ اور شاہ وینیس نے اقرار لے لیا کہ فتح کے بعد اُس شہر کا نصف حصہ اُسی کے زیر حکومت رہے گا۔ اور خاص بیت المقدس مین بھی ایک گرجا اور ایک سڑک اور چند اور حقوق وینیس والون کو دیے جائین گے۔ پانچ مہینے تک محاصرہ رہا۔ جس کے بعد اس مقام نے جو اب بھی رونق پر تھا اور کسی زمانے مین فنیقیین کا بے نظیر شہر تھا۔ مجبوراً اطاعت قبول کی۔ اور مسیحیت کے ایک اُسقف اعظم کا صدر مقام بن گیا۔

(حاشیہ: ۱۱۱۵ء شہر سدون کی فتح — ۱۱۲۴ء شہر طائر کی فتح)

فلک بادشاہ بیت المقدس ۱۱۳۱ء سے ۱۱۴۴ء تک

بیت المقدس کے تخت پر گاڈفرے کا تیسرا جانشین فلک آف انجو قرار پایا۔ جس کے دور مین بہ نسبت اُس کے ماسبق تاجدارون کے زیادہ امن و امان رہا۔ طرابلس کے حکمران ریمنڈ پر اُس کے زمانے مین حلب کے سلطان زنگی نے حملہ کیا تھا وہ اُس کی مدد کو گیا تھا جہان بارین یعنی مانٹی فراٹ کے قصر مین قید ہوگیا۔ اور بہت کچھ روپیہ دینے کے بعد رہائی نصیب ہوئی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا بالڈون ثالث

بالڈون ثالث فرمانروائے بیت المقدس ۱۱۴۴ء سے ۱۱۶۳ء تک

تخت نشین ہوا۔ تاج شاہی سر پر رکھنے کے وقت وہ تیرہ برس کا تھا۔ اُس کی قسمت مین عنقریب یہ تماشا دیکھنا لکھا ہوا تھا کہ مغرب والون کی بہادری دوسری صلیبی لڑائی مین کیا کرشمے دکھاتی ہے۔ انطاکیہ اور ایڈیسا کے مسیحی بادشاہون کے باہمی جھگڑون نے زنگی کو اس بات کا موقع دے دیا کہ کورٹنے کے جوسلین دوم کے دار الحکومت پر حملہ کرے۔ ایڈیسا والے اٹھارہ دن تک نہایت تشویش کے ساتھ اُس محاصرے کے انجام کا انتظار کرتے رہے۔ جس مین دشمنون کی کامیابی اُن کے حق مین پیام مرگ کا اثر رکھتی تھی۔ گاڈفرے اور اُس کے ساتھیون نے جو مظالم بیت المقدس کی فتح کے وقت کیے تھے وہ دشمنون کی آنکھون کے سامنے پھر رہے تھے۔ اور زنگی کے سردارون نے سپاہیون کو یہ بھی بتادیا تھا کہ فتح کرنے سے لوٹنے کا حق حاصل ہوجاتا ہے۔ اِس نصیحت پر ترکی سپاہیون نے پورا پورا عمل کیا۔ اور ایڈیسا کو فتح کرتے ہی جو خونریزی

ایڈیسا کا ہاتھ سے نکل جانا۔ ۱۱۴۵ء

اور ظلم اُن سے ظاہر ہوا ثابت کر رہا تھا کہ ظلم کرنے مین اہل اسلام بھی عیسائیون سے کچھ کم نہین ہین۔ زنگی کے مارے جانے پر ایڈیسا کے جوسلین کے دل مین پھر اُمید پیدا ہوئی کہ شاید وہ شہر پھر اُسے مل جاے۔ اس کوشش سے پھر دوبارہ مصیبت ہی سے سابقہ پڑا۔ اور اب سوا اس کے کہ مغرب کی مسیحی دُنیا کے مذہبی جوش سے فریاد کی جاے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

پانچوان باب

دوسری صلیبی لڑائی

جو کام پطرس راہب نے پہلی صلیبی لڑائی مین کیا تھا وہی کام مقدس برنارڈ نے دوسری صلیبی لڑائی مین کیا۔ پطرس کو برنارڈ نہایت ہی حقارت کی

دوسری صلیبی لڑائی کا داعی برنارڈ

نظر سے دیکھتا تھا۔ اُس پہلی عظیم الشان مہم مین جو ناکامی ہوئی اُس کا ذمہ دار وہ اِس مجنون رہنماہی کے متعصبانہ مشورون کو قرار دیتا ہے۔ وہ پاک لڑائی جس کا جوش پھیلانا وہ اپنا فرض سمجھتا تھا اُس مین کامیاب ہونے پر اُسے پورا وثوق تھا۔ اپنی مقصدوری کا اُسے جس قدر یقین تھا اور جس کا اظہار وہ ہر جگہ کرتا پھرتا تھا اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کی سرسبزی کے زمانے مین مغربی دُنیا پر گوشہ نشینی ۔ راہبون کا کس قدر اثر پڑا ہوا تھا۔ اس کے مقابل مشرق کے گوشہ نشین راہبون کے اثر پر اُن دنون روز بروز پانی پڑتا جاتا تھا۔ مغربی خانقاہون کے حجرے ایسے شاہی دیوان خانے بنے ہوئے تھے کہ اُن مین سے خطوط حکمنامون کی شان سے نکل نکل کے مسیح کے جانشین (پوپ) کو مسرت یا مشورت دیتے تھے۔ بادشاہون اور مدبران مملکت کو لعنت ملامت کرتے تھے۔ دینداروں کو چونکاتے اور اُن کی رہنمائی کرتے تھے۔ گمراہون کو راہ پر لاتے تھے اور بے دینون کو درہم و برہم کرتے تھے۔ ان اعلےٰ عہدون پر اُسے (مقدس برنارڈ کو) ایسا اختیار حاصل تھا کہ کسی بڑی سی بڑی دُنیاوی قوت کی اس کے سامنے اصل وحقیقت نہ تھی۔ بہ حیثیت کسی صحبت کے رُکن اور کسی فوج کے سپاہی کے جو ایک شہنشاہ کی طرف سے معرکہ آرائیان دکھانے کے لیے ہو یہ تمام اُمور اُس کے فرائض مین داخل تھے۔ وہ ایک ایسا نائٹ تھا جو روحانی زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا۔ اعتقاد کی زبردست اور نہ مغلوب ہونے والی تلوار ہاتھ مین تھی۔ اُس نے تعلقہ دارون اور نوابون کی زبان حاصل کرلی تھی۔ اور ریاست نوابی کی علامتون اور اصطلاحون کو اُن سے اخذ کرکے رہبانیت اور گوشہ نشینی بسر کرنے والون مین منتقل کرلیا تھا۔ اُس کی رائے مین کچھ کرنا سب سے مقدم تھا۔ جس کے مقابل ایک گوشہ عزلت مین تنہا بیٹھے رہنے کو وہ کوئی چیز نہ سمجھتا تھا۔ وہ اپنے گھر سے بھاگ کے خانقاہ مین بیٹھا بھی تھا تو اِس وجہ سے کہ یہان اُسے نفسانی مادّے اور روحانی خرابیون پر غالب ہونے کا اچھا موقع حاصل تھا۔ نفس کشی کے واسطے جو سخت سے سخت طریقہ نظر آتا اُسے وہ اختیار کرتا تھا۔ اور اگر اُس طریقے سے بھی نفس کشی مین کامیابی نہ ہوتی تو کسی اور طریقۂ ریاضت کا جویان ہوتا۔ مدونہ قواعد مین اگر اُسے ذرا بھی نفس پروری نظر آتی تو اُن کی اصلاح کی کوشش کرتا۔ الغرض سینٹ برنارڈ

کی ایسی زندگی تھی۔ وہ اول سے آخر تک ایک صلیبی مجاہد رہا۔ مگر جس جہاد مین اُسے سب سے زیادہ جفاکشی کرنی پڑی۔ اور جس مین اُسے کامیابی حاصل ہوئی وہ وہ جہاد تھا جو اُسے خود اپنے خاندان کے مقابلے مین کرنا پڑا۔ اُس کی مان نے منت مانی تھی کہ اپنے تمام بچون کو خدا کے نذر کر دون گی۔ اور برنارڈ اسی بات کو اپنا سب سے پہلا فرض سمجھتا تھا کہ اپنی مان کی منت پوری کرے۔ دُنیاوی قوت۔ دولت و حشمت اور عزت و حرمت اُس کے قبضے مین تھین مگر اُس نے اِن سب کو الگ ڈال دیا۔ مولیزم کے متبرک گھرانے نے اپنے چند پُرجوش ارکان ایک انگریز مسمے اسٹیفن ہارڈنگ کی ماتحتی مین بھیجے تھے۔ اُنھون نے مقام سیٹو مین آ کے جہان سے سسٹرقیان فرقہ پیدا ہوا تھا۔ علاقہ ہاے شانپین اور برگنڈی کی سرحد پر اپنی خانقاہ بنائی۔ برنارڈ اپنے عنفوان شباب مین یہین آ کے رہا۔ چند روز بعد اس خانقاہ کو چھوڑ کے کسی نئے گھرانے کی تلاش مین روانہ ہوا۔ اور اُس تاریک اور بدنام گھاٹی مین جا کے وہ خانقاہ بنائی جو ہمیشہ اُس کے نام کی یادگار رہے گی اور جسے اُس نے کلیرؤو کے نام سے موسوم کیا۔ یہین اُس کے باپ نے راہبانہ زندگی اختیار کی اور اُسی کے آغوش مین بیٹھ کے جان دی۔ اُس کے بھائی اور اُس کی بہن اُس سے پیشتر ہی خانقاہ مین داخل ہو چکے تھے۔ مگر سب نے کوئی نہ کوئی دُشواری اُٹھا ہی کے یہ ترک دُنیا کی زندگی اختیار کی تھی۔ سچ ہے مشیت ایزدی مین کسی کو دخل نہین۔ اُس کے ایک بھائی کی بیوی نے اپنے شوہر کی محبت کو کلیسیا کی نذر کرنے سے انکار کیا تھا۔ مگر دفعتًہ وہ ایک مرض مین مبتلا ہوئی جس سے اُسے اپنی نافرمانی کی سزا ملنے کا یقین آ گیا۔ اور فوراً اپنے خاوند کی طرح ایک خانقاہ رُہبان مین داخل ہو گئی۔

برنارڈ ہی وہ شخص تھا جس کے دل مین یہ سُن کے کہ ایڈسا کو مسلمانون نے پھر فتح کر لیا بے انتہا جوش پیدا ہوا۔ جس طرح وہ کفر اور گناہ کا مقابلہ کرنا ضروری سمجھتا تھا اُسی طرح اس بات کو بھی اپنا فرض خیال کرتا تھا کہ ارض مقدس کو اسلامیون (مسلمانون) سے پاک و صاف کر دے۔ اگر بے دینون کے ہاتھ سے روضۂ اقدس کا چھیننا فرض تھا تو یہ بھی ضروری تھا کہ ایسے تدابیر عمل مین لائے جائین کہ وہ پاک اور مقدس مقام اور وہ سرزمین جس مین وہ واقع تھا پھر ظالمون کے قبضے مین نہ آ سکین۔ برنارڈ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لیتا تو پھر بے کیے قرار نہ لیتا تھا۔ اسی طرح جب وہ

برنارڈ کا اثر پڑنے کے اسباب

کسی امر پر تقریر کرنا شروع کر دیتا تو پھر کسی بات کا لحاظ نہین کرتا تھا۔ پوپ انوسنٹ دوم
کی طرفداری مین ایک معصر مدعی پاپائیت کے خلاف اُس نے اس سرگرمی سے کوشش سنہ ۱۱۳۰ء
کی تھی کہ اُس کی وجہ سے لوگون پر اُس کا اس قدر اثر ہوگیا تھا کہ معصرون مین سے کسی کا
نہ تھا۔ اسی اثر سے اُس نے ابیلارڈ کے مقابلے مین بھی جو لاطینی مسیحی دُنیا کا ایک
بہت ہی باریک بین۔ دور اندیش اور جری فلسفی تھا۔ بہت کچھ کام لیا تھا۔ سنہ ۱۱۴۰ء

ساآن کی کونسل سے تین برس پیشتر جس مین برنارڈ کی تجویز کے مطابق ابیلارڈ
کے خیالات کی نسبت کفر کا فتوے دیا گیا تھا۔ فرانس کا بادشاہ لوئی ششم جو فربہ کے — فرانس کے بادشاہ
لقب سے یاد کیا جاتا تھا مر گیا۔ وہ ایک چھوٹی سی سلطنت کا بادشاہ تھا۔ اور صرف بڑے — لوئی ششم کی موت
بڑے بادشاہون کے ہان شادیان کرنے کے ذریعے سے اپنی قلمرو کو وسیع کرنا چاہتا تھا
اسی قسم کا ایک موقع اُسے اُس وقت ملا جب ایک حکمران ولیم نے جو پوا ٹوا در گین پر حکومت
کرتا تھا اپنی اکلوتی ولیعہد بیٹی کا دولہا فرانس کے ولیعہد یعنی لوئی فربہ کے بیٹے کو تجویز کیا
لوئی نے یہ درخواست منظور کی جس کی برکت سے لوئی ہفتم (اُس کے بیٹے) نے باپ
اور سسرے کے مرنے کے بعد اپنے تیئن سوروتی جا بڈراد سے بدرجہا زیادہ مملکت سنہ ۱۱۳۷ء
کا مالک پایا۔ اور شائد وہ اپنی زندگی انھین کامون مین صرف کرتا کہ گھر بین بیٹھا ہوا
ملک کی حفاظت و توسیع کیا کرے۔ مگر دفعتہً ضرورت پیش آئی کہ صلیب ہاتھ مین لے کر
وہ اپنے دادا کے بھائی ہیوغ آف ورمانڈوا کی پیروی کرے۔ ایک لڑائی مین جو
شونپین کے نواب تھیوبالڈ سے ہوئی تھی اُس نے وٹیری کے قصر پر دھاوا کر کے سنہ ۱۱۴۲ء
آگ لگا دی تھی۔ آخر لوگون نے اُس کے سپاہیون سے جان بچانے کے لیے قریب
کے ایک گرجے مین پناہ لی۔ مگر آگ اس عمارت تک پہونچ گئی اور اُس مین جتنے لوگ
تھے یعنی تیرہ سو ۱۳۰۰ مرد عورتین اور بچے سب جل کے خاک سیاہ ہو گئے۔ جلی ہوئی اور جھلسی ہوئی
لاشین دیکھ کے احساس قدر صدمہ ہوا۔ اور ایسی عبرت ہوئی کہ بیمار ہو گیا۔ اور اس نے اس ظلم
کے کفارے مین اُس نے عہد کیا کہ فوج لے کر ارض پاک کو روانہ ہو گا۔ برنارڈ کی
طلاقت لسانی نے اس کی ندامت کو اور بھی بڑھا دیا۔ اور آخرکار وزلے کی کونسل
مین خون کے ارغوانی رنگ کی صلیب کا معرکہ اُس نے اختیار ہی کر لیا۔

ھ۔ ایک شہر ہے جو دریاے یان پر واقع ہے۔ اور پیرس سے ۱۶۱ میل کے فاصلے پر جنوب مشرق مین واقع ہے۔

اس کونسل مین پوپ یوجینیس سوم موجود نہ تھا۔ مگر اُس کی قائم مقامی مین اُسکا ایک دوست اور مشیر شریک تھا جس کی تقریر سے لوگون کے دل ہلے جاتے تھے۔ اس قائم مقام کے علاوہ یوجینیس کا ایک خط بھی کونسل مین پیش ہوا۔ جس مین صلیبی مجاہدون سے از سر نو وہی سب وعدے لیے گئے تھے جن کا پوپ اربن نے کلرمانٹ کی کونسل مین یقین دلایا تھا۔ اور اُنھین اُن بدکاریون سے بچنے کی تنبیہ کی گئی تھی۔ جو مسیحی ناٹون کی مصیبت و ذلت کی باعث ہوئی تھین۔ مگر اُس وقت برنارڈ کی پرزور اور مؤثر تقریر نے ایسا جوش پیدا کر دیا تھا کہ سوا اس کے کہ چلیے اور جہاد کیجیے کسی کے دل مین اور کوئی خیال نہ تھا۔ جماعت نائٹس ٹمپلرز کے ارکان جنھون نے اپنی بہادری و شجاعت سے اُن دنون دُنیا کو متحیر کر رکھا تھا اُنھین کی طرف خطاب کر کے برنارڈ نے تقریر کی تھی۔ ان لوگون نے پہلے تو بیت المقدس کے راستے مین قیام اختیار کیا تھا تاکہ زائرون کی حفاظت کرین پھر جا کے خاص شہر مقدس مین متمکن ہوئے تھے۔ بالڈون دوم نے روضہ کے مشرق مین اُنھین کچھ زمین بھی دے دی تھی۔ اور ان لوگون نے مسجد اقصےٰ کو اپنے مذاق کے موافق پاک و صاف کر کے اپنا گرجا قرار دیا تھا۔ ان تندخو بہادرون کے دل مین جوش پیدا کرنے کے لیے جو اپنے تئین روضۂ اقدس کا متولی کہتے تھے زیادہ طلاقت لسانی کی ضرورت نہ تھی۔ اور برنارڈ کی فصاحت و بلاغت تو صلح جُو سے صلح جُو شخص کے دل مین بھی جوش کی آگ بھڑکا دینے کے واسطے کافی تھی۔ اس نئے مذہبی فلسفہ مین قصائی پن سب سے بہتر ذریعۂ خوشنودی خدا خیال کیا جاتا۔ اور خونریزی بہترین عبادت قرار دی گئی تھی۔ کہا جاتا تھا کہ اس پاک لڑائی مین جو مسیحی بے دینون کو قتل کرے گا اُسے فی الفور اجر آخرت ملے گا۔ خاصتہً اس صورت مین جبکہ وہ لڑتے لڑتے شہید بھی ہو جائے بے دینون کے مرنے پر مسرور بھی ہونا چاہیے۔ کیونکہ اُس سے حضرت مسیح بھی خوش ہوتے ہین۔ اسی طرح ہر مسیحی کی شہادت پر خود وہ مسیحی بھی زیادہ محظوظ ہوتا ہے اور جناب مسیح بھی بہت زیادہ خوش ہوتے ہین۔ اب پھر جوش کے دریا کے دہانے کھل گئے اور وہ کلرمانٹ کی کونسل کا سمان کسی قدر تغیر کے ساتھ پھر نظر آنے لگا برنارڈ فرانس کے بادشاہ کو ساتھ لے کر جو صلیب کا تمغہ اپنے سینے پر لگائے ہوے تھا ایک چوبی ممبر پر چڑھا۔ اور پرجوش مجمع کی طرف مخاطب ہو کے جوہر فصاحت

سنہ ۱۱۴۶ء ویزلے کی کونسل

برنارڈ کی تقریر

نائٹس ٹمپلرز کی جماعت

دکھانے لگا۔ اُس کے الفاظ مین اس بلا کا جوش تھا کہ تقریر ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ سب نے یکزبان ہو کے صلیب کا معرکہ مانگا۔ اور برنارڈ نے وہ معرکے تقسیم کرنے شروع کیے۔ جو وہین موجود تھے۔ جب موجودہ معرکے ختم ہو گئے تو اُس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اُن کی دھجیون کی صلیبین بنا بنا کے بانٹنی شروع کر دین۔

صلیبی لڑائی کی شرکت مین غربی شہنشاہ کونراڈ کی سستی

لیکن اگر لوئی شاہ فرانس کوچ کرنے مین بہت جلدی کرتا تھا تو جرمنی کا حکمران کونراڈ اُسی قدر تساہل کرتا تھا۔ اس جرمنی فرمان روا کو بجائے اس کے کہ مشرقی بے دینون کو جا کے قتل کرے جنھین وہ جانتا بھی نہ تھا کہ کون ہین۔ اس بات کی زیادہ فکر تھی کہ خود اپنے اُن باجگذار سردارون کو مغلوب کر کے مطیع بنا لے جنھون نے سرکشی پر کمر باندھ رکھی تھی۔ اب بڑا دن آ گیا اور برنارڈ نے پہلے شہر اسپائر زمین اور اُس کے بعد شہر راٹسبان پہونچ کے شہنشاہ جرمنی کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی کہ اُس کا فرض ہے کہ مسلمانون کے مقابلے مین جہاد کرے۔ کونراڈ نے وعدہ کیا کہ کل جواب دونگا دوسرے دن جس دن کہ جواب ملنے کا وعدہ تھا برنارڈ نے ایک پر جوش تقریر کی۔ جس مین روز جزا کا نقشہ سامعین کی آنکھون کے سامنے کھینچ دیا۔ جبکہ تمام قومون اور خاندانون کے لوگ ابن آدم (حضرت مسیح) کے تخت عدالت کے سامنے جمع ہون گے۔ پھر اُس نے شہنشاہ جرمنی کو الزام دیا اور پوچھا کہ بتائیے اُس وقت آپ کیا جواب دیجیے گا؟ اور اگر آپ دینی خدمت نہ بجالانے کے ملزم ٹھہرائے گئے تو اُس بے انتہا ندامت اور روحانی تکلیف کا کیا علاج کرین گے جو اُس وقت آپ پر طاری ہو گی؟ یہ تقریر سُن کے کونراڈ کا دل پانی پانی ہو گیا۔ زار و قطار رونے لگا اور اُسی وقت معرکۂ صلیب اختیار کرنے کا وعدہ کر لیا۔ شہنشاہ اور تمام حاضرین مین یہ صلیبی معرکے تقسیم کرنے کے لیے برنارڈ تیار ہی تھا۔ لہذا فوراً بڑھ کے خود اپنے ہاتھ سے اُس نے شہنشاہ اور سب لوگون کے شانون پر تمغے لگا دیے۔ تب جھنڈا جو گرجے کی نذر کر دیا گیا تھا اُسے برنارڈ قربان گاہ پر سے اُٹھا لایا۔ شہنشاہ کے ہاتھ مین دیا۔ اور یون خدا کا ہاتھ اُن چورون اور بدمعاشون کے مجمع مین نمایان ہوا جو صلیب کے حامیون مین اپنے نام درج کرا کے جمع ہوے تھے۔ اس کے چار مہینے بعد شہنشاہ فرانس لوئی نے شہر سنٹ ڈینیز مین پوپ کا

سنہ ۱۱۴۷ء میں سابع امد پوپ عم کی شہر سینٹ ڈینیم میں ملاقات۔

خیر مقدم ادا کیا۔ اور یوجینیس نے خاص قربان گاہ پر اُسے زائرون کا عصا اور تھیلا عطا کیا۔ اسی کے ساتھ اُسے وہ علم بھی دیا گیا جو اس لیے تھا کہ وہ اُسے لے کے فتح کے میدان مین جائے۔ برنارڈ کی طرف بہ نسبت اور قسم کے لوگون کے جن کو اُس کے خلوص کا پورا پورا الیقین نہ تھا دینداروعقیدت کیش مسیحیون کے خیالات زیادہ مائل ہوگئے۔ لیکن جب اُنھون نے التجا کی کہ آپ ہی اس مہم مین ہماری سرداری بھی کیجیے تو اُس نے جواب دیا کہ "مین کوئی فوجی افسر نہین ہون سرداری کے لیے تمھین کوئی ایسا شخص ضرور مل جائے گا۔ جو دنیاوی فوجون کی روک تھام کرنے کی لیاقت رکھتا ہو"

راہب راڈالف کے اشتعال سے یہودیون پر ظلم و جور

برنارڈ نے اس جوش کو دبایا۔

پطرس راہب اور والٹر مفلس کے اِن پیروؤن نے جب اُس علاقہ مین کوچ کرنا شروع کیا جو دریاے رائن کے آس پاس ہے تو سب سے پہلے اُن کا جوش جہاد اُن وہلا دینے والے مظالم سے ظاہر ہوا جو یہودیون پر کیے گئے۔ اس کارروائی پر اُن گروہون نے بھی عمل کیا جو اَب شہنشاہ جرمنی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے تھے۔ خون آشامی کی اس پیاس کو راڈالف نام راہب نے اپنی درندون کی ایسی چیخ پکار سے تیز کیا تھا۔ اسی متعصبانہ گُہار نے ایک اور شخص کا نام بھی اُس کے طرفدارون کی فہرست مین لکھوا دیا جو اور حیثیتون سے دیکھا جائے تو ہر زمانے مین قابل تعظیم رہے گا۔ یہ کلگنی کا اسقف اعظم تھا۔ مگر ہان برنارڈ اُن بے گناہون کے ساتھ تعصب نہ کر سکا جن پر کسی خطا کا شُبہہ بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ اور اُن لوگون کو سزا دینے سے اُس نے قطعاً انکار کیا جن کا گناہ فقط یہ تھا کہ اُن کے آبا و اجداد پانٹیوس پائلٹ کے عـــہ زمانے مین کسی جُرم کے مُرتکب ہوئے تھے اُس نے کہا "یہودیون کو خود خدا نے یہ سزا دے دی کہ اُن کی جماعت منتشر ہوگئی۔ اب انھین قتل کی سزا دینا یہ انسان کا کام نہین ہے عـــہ" آخر کار راڈالف اپنی خانقاہ مین

عـــہ پانٹیوس پائلٹ ارض مقدس کے اُس رومی گورنر کا نام ہے جس کے عہد مین حضرت مسیح کا واقعہ پیش آیا تھا۔ جب یہودیون نے جناب عیسیٰ کو ماخوذ کر کے آپ کے مصلوب کرانے کا حکم پائلٹ مذکور سے زبردستی اور اُسے مجبور کر کے حاصل کیا تھا۔ اور جب اُس نے ہاتھ دھو کے کہا کہ مین اس بیگناہ شخص کے خون کو اپنے سر نہ لون گا تو سب یہودیون نے متفق اللفظ کہا تھا کہ اس کے خون کو ہم اپنے سر لیتے ہین۔

عـــہ۔ مگر اس مہربانی پر بھی یہودی دیگر قسم کے جبر و تعدی سے نہین بچ سکے۔ کلونی کے اسقف نے

واپس بھیجا گیا۔ مگر پھر بھی ایسے غول کے جوش کو دبانا آسان نہ تھا جس کی گردن پر علاقہ رائن کے تمام بڑے شہرون کے صدہا مظلومون کا خون سوار تھا۔

کونراڈ اور لوئیس کی سرداری مین صلیبیون کا کوچ کرنا۔

کونراڈ اور لوئیس شہر مینز مین ایک دوسرے سے مل گئے۔ لوئیس کے ساتھ اُسکی جورو اسے لی نر بھی آئی تھی۔ اور یہین نواب طولوس۔ نواب نویر۔ نواب فلانڈرس اور اس صلیبی جہاد کے دیگر سردار بھی آکے اس لشکر مین مل گئے۔ جن مین کہا جاتا ہے کہ راجر دی مابرے اور علاقہ جات وارن اور سرے کے اُمرا بھی تھے جو انگلستان کے لوگ تھے۔

اس مہم کی داستان مختصر ہی ہے۔ جو لشکر جمع ہوا تھا اُس کی تعداد بہت زیادہ تھی مگر اس قسم کی مہمون مین سب سے زیادہ غیر قابل اعتبار امر لشکرون کی تعداد ہی ہوا کرتی ہے۔ یہ بات یقینی طور پر معلوم ہی نہین ہو سکتی کہ لشکر کا شمار کس قدر تھا۔ ممکن ہے کہ باقاعدہ فوجون کی باقاعدگی نے راستہ کے خطرون کو گھٹا دیا ہو۔ اور یورپ کی سرزمین قطع کرنے کی دُشواریان ہلکی ہو گئی ہون۔ اور ممکن ہے کہ عورتون کے غول نے جو اپنے خیال مین فتح ہی کے لیے کوچ کر رہا تھا اس سفر کے خوشگواری سے طے ہو جانے پر اپنے آپکو مبارکباد دے لی ہو۔ یہ عورتین برچھون اور ڈھالون سے مسلح تھین۔ اور گولڈن فوٹڈ ڈیم (جناب مریم کی سُنہرے پاؤن والی مورت) اُن کے آگے آگے تھی۔

قسطنطنیہ کے شہنشاہ مینول کی ملاقات سے کونراڈ کا انکار

اصلی خطرہ اُس وقت سے شروع ہوا جب یہ صلیبی سپاہی یورپ سے گزر کے ایشیا کے علاقون مین داخل ہوئے۔ کونراڈ کو یونانی شہنشاہ مینول پر جو پہلی صلیبی

یہ خیال کیا کہ یہود کو اُس چیز کی بنیاد پہ سزا دی جانی چاہیے جو اُن کو سب سے زیادہ عزیز ہے۔ لہٰذا اُس نے لوئیس شاہ فرانس کو مشورہ دیا کہ مسلمانون کے مقابلہ مین معرکہ آرائی کے مصارف کے لیے ضروری سرمایہ یہودیون سے لے کے جمع کیا جائے۔ چنانچہ یہودیون نے ایک بڑی بھاری رقم اس صلیبی لڑائی کے لیے دی۔ ہسٹری آف کروسیڈس مصنفہ جوزف فرانسوا میشو۔

ہے شہنشاہ جرمنی اور شاہ فرانس ہر ایک ساٹھ ساٹھ ہزار آہن پوش سوارون کے جھرمٹ مین تھے۔ اُن کی زرہ پوش پیدل فوج کا شمار اڑھائی لاکھ سے زیادہ تھا۔ رہبان۔ مقتدایان دین عورتون اور بچون وغیرہ کی تعداد علاوہ تھی۔ جن سب کا شمار تقریباً دس لاکھ آدمیون کا تھا۔ ہسٹری آف کروسیڈس۔ مصنفہ میجر پراکٹر۔

یورش کے زمانے والے شہنشاہ الکزیوس کا پوتا تھا سخت بدگمانیان ہوئین- اور اُس کے قسطنطنیہ پہونچنے سے پہلے ہی یہ بدگمانیان اس قدر بڑھ گئین کہ اُس نے اس یونانی شہنشاہ کے ملنے سے انکار کر دیا- اور بغیر اُس سے ملے آبنائے باسفرس کے پار اُتر گیا-

مینول پر دغابازی کا گمان-

شاہ فرانس زیادہ خلیق تھا- لیکن اُسے بھی مینول کے بذات خود آ کے خیر مقدم ادا کرنے پر اگر کچھ خاطر جمعی ہوئی تھی تو یہ خبر سنتے ہی وہ خوف زدہ اور مارے غصہ کے بیتاب ہو گیا کہ قسطنطنیہ کے شہنشاہ مینول اور قونیہ کے ترک سلطان مین خفیہ خط و کتابت جاری ہے- جس قدر غضبناک اور برہم لوئیس تھا اُسی قدر اُس کی فوج کے لوگ بھی برہم و غضب آلود تھے- اس موقع پر اگر بعض نے یہ رائے دی کہ سب سے اہم وہی فرض ہے جس کے لیے ہم ارض مقدس کو جا رہے ہین- اور وہ ہر قسم کی اندرونی آزار رسانیون کا انتقام لینے پر مقدم ہے تو اور لوگون نے اس بات کا اصرار کیا کہ وہ سلطنت جس نے روضۂ اقدس مسیح اور ارض مقدس کو اپنے قبضے سے نکل جانے دیا- اور زائرین و حامیان صلیب کے راستہ مین فقط مزاحمتین ہی پیدا کیا کرتی ہے اُسے صفحۂ زمین پر سے بالکل مٹا دینا چاہیے-

کونراڈ اور لوئیس کا تباہ کن سفر-

لوگون کو بہلا پھسلا کے یہ جوش و خروش کا طوفان سردست دبا دیا گیا- اور مجاہدین صلیب آگے روانہ ہوئے- مگر آگے بڑھ کے یہ حال کھلا کہ مینول نے اُن کو جو راستہ بتانے والے دیے تھے وہ یا تو اُنھین بہکا کے بیہڑ ریگزار مین نکال لے گئے- یا دغابازی سے اُنھین لے جا کے عین دشمن کے سامنے کھڑا کر دیا- کونراڈ کے ہزارہا آدمی لیکاڈُنیا مین ضائع ہوئے- اور بادشاہ فرانس نے جسے دھوکا دے رکھا گیا تھا کہ بڑی کامیابی سے کوچ کر رہا ہے اسکانیان نام جھیل کے کنارے پہونچ کے اچانک یہ خبر سُنی کہ وہ سخت تباہی مین مبتلا ہو گیا- وہ تباہ حال بھاگنے والے جن کی زبانی کونراڈ نے اپنی سخت بربادکن شکست کی خبر سنی تھی اُنھین کے ساتھ وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا- اب دونون یورپین بادشاہ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اُس راستہ ہی کو چھوڑ دین جو عام زائرون کا راستہ تھا- اور اُن اضلاع مین سے ہو کے گزرین جو بحر ایجیئن کے کنارے واقع ہین- قدیم لیڈیا والون کے شہر فلیڈلفیا تک پہونچے تھے کہ کچھ ایسے تباہی کے سامان نظر آئے کہ

اکثر لوگ قسطنطنیہ واپس جانے پر مجبور ہوئے۔ اور خود کونراڈ بھی شہر افسوس کے قریب جہاز پر سوار ہو گیا۔ اُدھر لوئیس اپنے ہمراہیون کو لیے ہوئے میانڈر کے کنارون تک بڑھ گیا۔ جہان ترکون سے مقابلہ ہوا۔ ترکون نے چونکہ حملہ مین عجلت کر دی تھی لہذا اُنھین فاش شکست ہو گئی۔ مگر لاؤ دلیقیا کے آگے پہاڑ کی گھاٹیون مین ترکون کو اس شکست کا معاوضہ انتقام سے بھی کچھ بڑھ کے مل گیا۔ آخر وہان سے ہولناک قتل و خون برداشت کر کے فرانسیسی لوگ قدیم پمفلیا والون کے شہر اطالیہ مین پہونچے۔ تجویز تو یہ پیش کی گئی تھی کہ اُس بندرگاہ سے سب لوگ عام اس سے کہ سپاہی ہون یا زائر سمندر کے راستہ سے انطاکیہ کو روانہ ہون۔ مگر طے یہ ہوا کہ صرف زائرین دریا کے راستہ سے سفر کرین۔ اس لیے کہ لوئیس شاہ فرانس نے اس بات پر زور دیا کہ سپہگرون کو گزشتہ فاتحین بیت المقدس ہی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ لیکن جہاز جن کے فراہم کر دینے کا والیِ اطالیہ نے وعدہ کیا تھا وہ اس محدود غرض کے لیے بھی کافی نہ نکلے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ اُن جہازون پر سوار ہو کے روانہ ہو گیا۔ اور زائرین مع بیمارون کے نواب فلینڈرس کی حفاظت مین چھوڑ دیے گئے۔ اُس نواب کے پاس جو فوج تھی وہ حراست کے لیے کافی نہ تھی۔ خلاصہ یہ کہ بیمارون کو خود اہل اطالیہ نے مار ڈالا اور زائرین پر ترکون نے سخت یورش کی۔ نواب فلینڈرس تو سمندر کے راستہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور سات ہزار شکستہ حال آوارہ گرد گرتے پڑتے اُس سڑک پر پڑ لیے جس پر سے ہو کے اُنھین بیت المقدس پہونچنے کی اُمید تھی۔ مگر خاتمہ اس سفر کا شہادت پر ہوا جو پوپ اربن اور یوجینیس کے وعدون کے مطابق ذریعۂ نجات تھی۔

بادشاہ فرانس اپنے لشکرون کے ساتھ انطاکیہ مین پہونچا تو شہر حلب اور نہر اورونٹس کے کنارے والے شہر قیساریہ کے حکمران ترکون کے دل مین اُن لوگون کے ورود کی خبر سُن کے تھوڑی دہشت نہین پیدا ہوئی۔ مگر باوجودیکہ بڑے اصرار کے ساتھ اُسے مجبور کیا گیا کہ ترکون کی اس کمزوری کو غنیمت جان کے اُن پر اچانک ایک سخت حملہ کر دے۔ مگر وہ بیت المقدس کے سفر کے ارادے سے ہرگز باز نہ آیا۔ اور ملکہ ایلی نر نے جو وہین ٹھہرے رہنے کی شایق تھی اُس سے ٹھہرنے کے لیے التجا کی تو اُس کے دل مین اپنی حسین ملکہ کی جانب سے اور بدگمانی کے

بادشاہ فرانس کا بیت المقدس مین پہونچنا۔

خیالات پیدا ہوتے۔ آخر سخت تباہیون کے بعد اُس کا شہر یروشلیم مین داخل ہونا زیادہ تر کامیابی ہی کے شل سمجھا گیا۔ وہان کونراڈ سے جو طالمیس مین پہونچ گیا تھا مشورہ لینے کے بعد یہ تجویز قرار پائی کہ سردست شہر ایڈیسا کا واپس لینا ملتوی رکھا جاے جو اس صلیبی مہم کی اصلی غرض تھی۔ اور بعوض اُس کے شہر دمشق کا محاصرہ کیا جاے اور بخیال خود وہ فتح کر لیا جاے۔ اس لیے کہ یہ شہر زیادہ باوقعت اور قریب تر تھا۔ (شہر دمشق پر حملہ کرنے کا سامان)

نائٹس آف ٹمپل اور سینٹ جان کے نائٹون[عہ] کی مدد سے شہر دمشق کا محاصرہ

عہ ملکۂ اسے لی نر جس قدر شریف۔ دولتمند اور صاحب جمال تھی اُسی قدر اُس کا چال چلن خراب تھا اُس نے صرف صلیبی فوج کے بعض سردارون ہی سے ناجائز تعلقات نہین پیدا کیے بلکہ انطاکیہ مین متعدد مسلمان ترکون کے لیے بھی اپنا آغوش شوق کھول دیا۔ اور صلاح الدین نام ایک نوجوان ترک پر تو اس قدر فریفتہ ہو گئی کہ اُسے بہت کچھ دولت دی۔ اور اُس کے عشق مین اپنے شوہر شاہ فرانس تک کے چھوڑ دینے پر آمادہ ہو گئی۔ بعض یورپین مورخین غلطی سے اس صلاح الدین کو صلاح الدین اعظم فاتح بیت المقدس سمجھ گئے ہین۔ حالانکہ شہرت کے دربار مین اس وقت اُس کا پتہ بھی نہ تھا۔ اور اُن دنون وہ بہت کم سن ہوگا۔ بس انھین اسباب سے لوئیس کو اُس پر بدگمانی ہوئی۔ ہسٹری آف کروسیڈس مصنفہ جوزف فرانسوا میشو۔

عہ ایک مذہبی اور فوجی اعزاز جو ابتداءً بیت المقدس مین بارھوین صدی کی ابتدا مین جوش و خروش کے ساتھ زائرون اور نیز روضۂ مسیح کی حمایت کے لیے قایم کیا گیا تھا۔ ٹمپل معبد کو کہتے ہین یہ لوگ اس لفظ کی جانب اس لیے منسوب تھے کہ بیت المقدس مین وہان کے فرنگی بادشاہ بلدوین دوم کے قصر کے ایک کمرے پر قابض رہا کرتے تھے جو معبد الٰہی کے قریب تھا۔ بیت المقدس پر جب صلاح الدین نے قبضہ کر لیا تو یہ لوگ یورپ مین جا کے پھیلے۔ جہان ابتداءً تو بڑی ترقی ہوئی اور بڑے دولتمند بن گئے مگر آخر مین اُن کی فضول خرچی و بدکاری کے باعث سنہ ۱۳۱۲ء مین کونسل ویین نے اُن کا استیصال کر دیا۔ اور سینٹ جان کے نائٹ وہ لوگ کہلاتے تھے جن کو ایک خاص جماعت مین شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوتا تھا۔ یہ لوگ ہاسپٹلر کہلاتے تھے۔ اس لیے کہ انھون نے سنہ ۱۰۴۸ء مین یروشلیم مین ایک شفاخانہ بنایا تھا۔ آج کل یورپ مین لڑائیون کے وقت جو اکثر رعایا کی طرف سے مجروحین کی امداد و علاج کے لیے جماعتین قائم ہوا کرتی ہین وہ انھین لوگون کی سنت مین ہین۔ پہلی جماعت نے ایک علاج قائم

ایسی لیاقت و شجاعت سے کیا گیا کہ کامیابی مین بظاہر کوئی شبہہ نہین نظر آتا تھا۔ اہل دمشق ناامید ہو رہے تھے۔ اور اُن مین سے جن لوگون کے دلون مین یہ ہول سما گئی تھی کہ بس اب بھاگنا ہی ذریعۂ نجات ہو سکتا ہے اُن کی تعداد تھوڑی نہ تھی۔ لیکن ہم نہین سمجھ سکتے کہ کیا ضرورت پڑی تھی جو شاہ فرانس اور شہنشاہ جرمن بجاے اس کے کہ اس مہم کے پورا کرنے کے متعلق مشورہ کرین اس بات پر غور کرنے لگے کہ فتح کرنے کے بعد یہ شہر کس کے حوالے کیا جاے۔ مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ شہر دمشق فتح کے بعد نواب **فلنڈرس** کو جس کا نام تھی اَری تھا دے دیا جاے۔ اس قرارداد پر **فلسطین** یعنے ارض مقدس کے **بیرنون** (اُمرا) مین برہمی پیدا ہوئی۔ جنھون نے اس مین ذرا بھی تامل نہ کیا کہ اپنے گناہون کی طولانی فہرست مین ایک اور دغابازی کا گناہ بھی درج کرا دین۔ انھون نے ترکون سے رشوت لے لی۔ اور سلاطین **یورپ** کو باور کرا دیا کہ بہ نسبت اُس طرف سے حملہ کرنے کے جدھر باوجود ہر طرح کی سرگرمیان دکھانے کے شہر پر قبضہ نہ نصیب ہو سکا۔ اگر ایک دوسری جانب سے حملہ کیا جاے تو بخوبی کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اس مشورے پر عمل کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ سلاطین **یورپ** نے شہر کے سامنے کے زرخیز باغون کو چھوڑ دیا جہان پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ اور اُس اُو سرزمین مین جا کے اُترے جہان رسد کی اس قدر کمی تھی کہ گویا مل ہی نہ سکتی تھی عہ۔ اور جہان اُترتے ہی یہ لڑائی اُنھین ایک ایسی مہم نظر آئی جس مین کامیابی کی

اُمراے فلسطین کی دغابازی۔

کیا تھا۔ اور قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آج کل جو فری مین لاج جاری ہے وہ بھی اُنھین کی سنت ہے جس امر کو مسلمانون کو کان کھول کے سُن لینا چاہیے۔

عہ یہ واقعہ ۵۴۳ھ کا ہے۔ ابن اثیر اس کا یہ حال بیان کرتا ہے کہ: "اس سال بادشاہ المان (جرمنی) اپنے اہل ملک کا بڑا بھاری لشکر لے کے بلاد اسلام پر حملہ کرنے کے لیے آیا۔ اس کے ساتھ فرنگیون کی بھی ایک جماعت عظیم تھی۔ اُسے اس مین ذرا بھی شبہہ نہ تھا کہ آسانی سے فتح حاصل ہو جائے گی۔ جب وہ ملک شام مین پہونچا تو جو فرنگی یہان موجود تھے اُن سب نے اُس کی اطاعت قبول کر لی۔ اور سب کو ساتھ لے کے وہ دمشق پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا۔ اور اُس کا محاصرہ کر لیا۔ مجیر الدین ابق بن محمد ان دنون حاکم دمشق تھا۔ مگر وہ برائے نام ہی تھا۔ شہر پر زیادہ اثر اُس کے دادا کے غلام معین الدین انز کا تھا۔ جو عقلمند عدل پرور

لشکر کا یروشلیم کو واپس روانہ ہونا

اس صلیبی مہم کی ناکامی۔

بالکل اُمید نہ ہو سکتی تھی۔ ان مشیرون پر بدگمانی کرنا تو آسان تھا مگر ثبوت نہ ملنے کے باعث اُن کی دغابازی پر اُنھین سزا دینا مشکل تھا۔ اور غالباً اسی دغابازی کی بنیاد پر شہر عسقلان پر حملہ کرنے کی تجویز بھی نامنظور کر دی گئی۔ الغرض لشکر یروشلیم کو واپس روانہ ہوا۔ کونراڈ اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ یورپ کو پلٹ گیا۔ اس کے ایک سال بعد اُس کی پیروی شاہ فرانس نے بھی اپنی ملکہ کے ساتھ کی۔ لوئیس شاہ فرانس کو اپنی ملکہ کے چال کی نسبت جو بدگمانیان تھین اُن کی پوری پوری تصدیق بعض اُن خاص قسم کے فیصلون سے ہو گئی جن کو اُس حسین ملکہ نے اپنے عشق بازی کے جوش مین جاری کیا تھا۔ یورپ پہونچے مشکل سے دو سال سے زیادہ مدت گزری ہو گی کہ کوئی قرابت کا حیلہ پیدا کر کے اُس نے ملکہ سے

اور نیک سیرت شخص تھا۔ اُس نے اپنی فوج جمع کر کے مقابلہ شروع کیا۔ فرنگیون کے پیادون اور سوارون نے ۶۔ ربیع الاول کو دھاوا کیا۔ اہل شہر نے بھی نکل کے مقابلہ کیا جن کے ساتھ فقیہ حجۃ الدین یوسف فندلاوی مغربی بھی جو پیر فانی۔ زبردست عالم اور بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے محض جہاد و شہادت کے شوق مین پا پیادہ میدان جنگ مین آئے۔ معین الدین نے اُن کو اس حالت مین دیکھ کے روکا اور کہا آپ شیخ فانی ہین۔ آپ پر جہاد فرض نہین ہے۔ مگر انھون نے ایک نہ سُنی اور آیۂ کریمہ " انّ اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم و اموالہم بانّ لہم الجنۃ " (بہ تحقیق اللہ نے مومنین کے نفسون اور جائدادون کو مول لے لیا ہے اس بات پر کہ اُن کے لیے جنت ہے) پڑھی اور کہا " مین نے بیچا اور خدا نے مجھ سے مول لیا۔ خدا کی قسم اب نہ اپنی طرف سے کمی کرون گا اور نہ اُدھر سے کمی چاہون گا " یہ کہہ کے میدان جنگ مین اُترے اور فرنگیون سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اس لڑائی مین فرنگیون کو غلبہ ہوا۔ اور مسلمانون کی طرف ضعف نظر آنے لگا سلطان جرمنی اور آگے بڑھ کے اُس میدان مین اُترا جو میدان اخضر کے نام سے مشہور تھا اور لوگون کو یقین تھا کہ شہر پر قابض ہو جائے گا۔ معین الدین نے دشمنون کی یہ یورش دیکھ کے یہ کارروائی کی تھی کہ سیف الدین غازی بن اتابک زنگی کے پاس جو اس زمانے مین ترکون مین سب سے زبردست حکمران تھا کہلا بھیجا تھا کہ آ کے مسلمانون کی مدد کیجیے۔ یہ خبر پاتے ہی وہ اپنی فوجین جمع کر کے روانہ ہوا۔ راستہ مین شہر حلب پڑا جہان کا حکمران اُس کا بھائی نور الدین محمود زنگی تھا۔ نور الدین بھی اپنی فوج لے کے اُس کے ساتھ ہو گیا۔ اور دونون بھائی شہر حمص مین آ کے پہونچے۔ یہان سے سیف الدین نے معین الدین کو اپنے آنے کی اطلاع دی۔ اور کہلا بھیجا

طلاق حاصل کرلی۔ اور ایلینیر نے اپنی دولت کثیر کا وارث اپنے دوسرے شوہر ہنری کو قرار دے لیا۔ جو خاندان نارمن کا شاہزادہ تھا۔ اور بعد کو انگلستان کا فرمان روا ہوکے ہنری دوم کے لقب سے مشہور رہوا۔

بہرحال یون محض ندامت و رسوائی پر دوسری صلیبی مہم کا خاتمہ ہوا سینٹ برنارڈ نے جو سبز باغ دکھائے تھے اور جو جو پیشین گوئیان کی تھین اُن کی بظاہر اسباب اس لڑائی کے واقعات سے تکذیب ہوگئی۔ اس مقدس لڑائی کی آگ کا ایندھن

سینٹ برنارڈ کو الزام دیا جانا

ضرورت ہے کہ میرے نائب شہر دمشق مین موجود رہین۔ اس لیے کہ مین آکے فرنگیون سے مقابلہ کرون گا۔ اور اگر فرنگی مغلوب ہوئے تو شہر تمھارا ہے۔ مجھے اُس سے کچھ سروکار نہین۔ غالباً دمشق مین یہ خواہش منظور کی گئی۔ دوسری طرف اُس نے فرنگیون کو بھی اپنے آپہونچنے کی اطلاع کر کے دھمکی دی کہ خیریت اسی مین ہے کہ شہر چھوڑ کے واپس چلے جاؤ۔ ورنہ مین بہت بُری طرح پیش آؤن گا۔ یہ خبر سُنتے ہی فرنگی اپنی پشت کی طرف سے اندیشہ ناک ہوئے اور شہر پر حملہ کرنا موقوف کیا۔ بعض اوقات اُن سے سیف الدین کے لشکر سے مقابلہ بھی ہوا۔ یہ دیکھ کے اہل دمشق کے حوصلے بڑھ گئے اور اپنے شہر مین بہ اطمینان سے رہنے لگے۔ معین الدین نے یہ موقع پا کے ایک طرف تو تازہ وارد یورپین مسیحیون کے پاس کہلا بھیجا کہ "زبردست سلطان مشرق آپہونچا ہے۔ اگر تم واپس جاتے ہو تو خیر۔ ورنہ مین شہر اُسی کے حوالے کر دون گا۔" دوسری طرف متوطن شام فرنگیون کو یہ پیام بھیجا کہ "تمھاری عقل کہان گئی ہے؟ ہمارے مقابلہ مین ان نووارد لوگون کی مدد کرتے ہو! یہ نہین جانتے کہ یہ لوگ اگر شہر دمشق پر قابض ہوگئے تو سارے ساحلی شہر انھین کے قبضے مین ہون گے۔ اور تمھین اُن سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ اور میری نہ پوچھو اگر کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی تو یہ شہر سیف الدین کے حوالے کر دون گا۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ اگر دمشق اُس کے قبضے مین آگیا تو شام کا کوئی شہر تمھارے قبضے مین نہ رہے گا۔" اس کے جواب مین اُنھون نے کہلا بھیجا کہ "اچھا ہم شاہ جرمنی کا ساتھ چھوڑے دیتے ہین۔" جس کے صلے مین معین الدین نے اُنھین شام کا قلعہ بانیاس دے دیا۔ اور وہ بادشاہ جرمنی کو خوف دلانے لگے کہ سیف الدین بڑا زبردست بادشاہ ہے۔ اُس کے پاس بہم کمک پہونچتی رہیگی اور اگر دمشق پر اُس کا قبضہ ہوگیا تو پھر ہم مین مقابلہ کی طاقت نہ رہے گی۔ الغرض یہان تک ڈرایا کہ وہ دمشق چھوڑ کے واپس چلا گیا۔

بننے کے لیے اتنی کثیر خلقت نکل گئی تھی کہ ایک راوی کا چشم دید بیان ہے کہ شہر اور قلعے خالی اور سنسان پڑے ہوئے تھے۔ اور یہ بھی مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ سات سات عورتون کے مقابل مین ایک ایک مرد بھی باقی رہگیا تھا۔ اب انجام مین جب لوگون کو یہ معلوم ہوا کہ ان مصیبت زدہ عورتون کے باپ۔ شوہر۔ بیٹے۔ یا بھائی جو جہاد پر گئے ہوئے تھے اُنھین پھر اپنے اِن دُنیاوی گھرون کو دیکھنا کبھی نہ نصیب ہوگا تو آہ و زاری کی آوازین بلند ہوئین۔ اور اس عام نالہ و فریاد نے برنارڈ کو اس جرم کا ملزم ٹھہرایا کہ اُنھین اُسنے ایک ایسی مُہم پر روانہ کر دیا جس مین اُنھون نے کیا تو کچھ بھی نہین۔ اور جو کچھ حاصل ہوا وہ سوا تباہی و رسوائی کے کچھ نہ تھا۔ کچھ زمانے تک تو برنارڈ گم صُم رہا۔ لیکن چند ہی

اُس کا جواب۔

روز مین اُسے یاد آگیا کہ مین نے جو کچھ کیا خداوند تعالے کے حکم کے مطابق اور اُسی کی جانب سے کیا تھا۔ ناکامی کا الزام زائرون ہی کی گردن پر ہے۔ پہلے مجاہدین صلیب کی طرح اِن لوگون نے بھی اپنے نفسانی جذبات کو مطلق العنان کر دیا۔ اُنکی لشکرگاہین شہوت پرستی و بدعملی سے بھری ہوئی تھین۔ اور ربانی سچائی ایسے قابل نفرت کامون کو ہرگز برداشت نہین کر سکتی۔ اتنا ہی نہین۔ اب برنارڈ کو یہ نوبت بھی نظر آئی کہ جس مُہم مین شریک ہونے کے صرف دیندار اور ایماندار ہی لوگ مجاز تھے اُس مین شریک ہونے کی اجازت چورون اور خونی لوگون کو بھی دے دی گئی۔ مگر طبیعتون کو ایسے نازک وقت مین مستقل طور پر مطمئن کر دینے کے لحاظ سے دیکھیے تو ایسی من سمجھوتے کی باتین بہت بے اثر تھین۔ پھر جب راہب جان نے دعوی کیا کہ جو زائر قتل کیے گئے وہ اِس پُرفتن دُنیا سے نجات پانے کے خیال سے شہیدون کی ایسی بے انتہا مسرت حاصل کر کے مرے۔ اور خود سینٹ پیٹر اور سینٹ جان نے خاص اپنی زبان سے مجھے یقین دلایا ہے کہ جو فرشتہ اپنے درجے سے گر گئے ہین اُن کی جگہین ان لوگون کی روحون سے بھری گئین جو صلیب کے زائرون یا حامیون کی حیثیت سے مرے ہین عام اس سے کہ ارض مقدس مین پہونچ کے مرے ہون یا درمیانی ممالک مین سفر کرتے ہوئے۔ تو بہتون کے خیالات پھر اُسی پُرانے ڈھرے کی طرف مایل ہو گئے۔ یعنی مذہبی خاطر جمعی نے دُنیاوی صدمات بُھلا دیے۔ اُس نے یہ بھی بیان کیا کہ ولی اور فرشتہ بے صبری کے ساتھ برنارڈ کا انتظار کر رہے ہین

سنہ ۱۱۵۳ع برنارڈ کی موت۔

چھٹا باب

بیت المقدس کا مسیحیون کے قبضہ سے نکل جانا

صرف اتنا ہی نہین ہوا کہ دوسری صلیبی لڑائی اپنے اغراض مین ناکام رہی بلکہ لاطینی دولت ارض فلسطین کو بھی جس کی قوت کم ہوتی جاتی تھی اُس سے کوئی مدد نہین ملی - فتحون سے بھی کوئی مفید نتیجہ نہین حاصل ہوا - اور اکثر موقعون پر تو فتحون سے ایسی نوبت کے ساتھ کام لیا گیا جو قریب قریب جنون کے تھی - جو فتح جوسلائن آف کورٹنے کو نورالدین ابن زنگی یعنی سلطان حلب کے مقابل ایک میدان مین حاصل ہوئی تھی اُس سے ممکن تھا کہ ہاتھ سے کھویا ہوا شہر ایڈیسا پھر اُس کے قبضے مین آجاتا - لیکن اُس نے اس فتح سے صرف اتنا ہی فائدہ حاصل کیا کہ اپنے حریف کی تضحیک ہی مین لطف اُٹھاتا رہا - اور دشمن نے جب دوبارہ کوشش کر کے مقابلہ کیا تو یہ نتیجہ ہوا کہ جوسلائن گرفتار ہوا مسلمانون کی اسیری مین پھنسا اور اسی حالت مین مر گیا۔عہ اُس کی بیوہ نے بادشاہ بیت المقدس بالڈون سوم کے مشورہ سے وہ تمام مقامات جو اُس کے قبضے مین باقی رہ گئے تھے

مجاہدین صلیب کا اپنی فتحون سے غلط کام لینا -

۱۱۵۱ء - جوسلائن آف کورٹنے کی موت

عہ اس واقعہ کو ابن اثیر نے واقعات ۵۴۶ھ کی ابتدا مین یون بیان کیا ہے :--- اس سال نورالدین اپنی فوجین جمع کر کے جوسلین فرنگی کی مملکت پر حملہ آور ہوا - جوسلین فرنگیون مین زبردست شہسوار تھا جس کا کوئی مقابل نہ تھا - وہ بہادر بھی تھا اور صاحب راے بھی تھا - یہ خبر سنتے ہی مقابلہ کو آیا - سخت لڑائی ہوئی جس مین مسلمانون کو شکست ہوئی - اُن کے بہت سے لوگ مارے گئے - اور بہت سے عیسائیون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے - جن مین نورالدین کا سلاح بردار بھی مع شاہی اسلحہ کے تھا - جوسلین کو اس فتح پر اتنا ناز تھا کہ اُن ہتھیارون اور سلاح بردار کو فرمان رواے قونیہ ملک مسعود بن قلج ارسلان کے پاس بھیجدیا جو نورالدین زنگی کا خسر تھا - اور کہلا بھیجا "یہ تیرے داماد کے ہتھیار ہین - اور اس کے بعد عنقریب مین تیرے پاس وہ چیز روانہ کرون گا جو اس سے بھی بڑی اور اہم ہوگی" (یہی تضحیک ہے جس کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے) جب یہ خبر نورالدین کو پہونچی تو اُسے سخت گران گزرا - اب اُس نے جوسلین کو بھلاوے مین رکھا اور اُمراے ترکمان کو جمع کر کے انھین بہت کچھ لالچ دلایا - اور وعدہ

یونانی شہنشاہ کو دیدیے۔ اور اُن کے عوض مین اپنے لیے ایک رقم بطور گزارے کے مقرر کرالی۔ اور لاطینی سلطنت ارض مقدس کے چارون طرف جو خطرے جمع ہوتے جاتے تھے اُن کا ظہور اُس وقت ہوا جب ترکمانون نے ایک ایسا حملہ کیا کہ مونٹ آف آلیوز (کوہ زیتون) تک پہونچ گئے۔

یہ صحیح ہے کہ اس حملہ کی سخت سزا دی گئی۔ بادشاہ مع اپنی فوج کے دار السلطنت سے باہر گیا ہوا تھا۔ لیکن نائٹون نے جو بیت المقدس مین موجود تھے تمام لوگون کو جو ہتھیار باندھ سکتے تھے جمع کر کے مقابلہ کیا۔ اور دشمنون (مسلمانون) کی چھاؤنی مین آگ لگا دی۔ یہ لوگ جب چھاؤنی چھوڑ کے بھاگے تو بالڈون نے اُنھین راہ مین روکا۔ اور مشہور ہے کہ اس لڑائی مین پانچ ہزار ترکمان مارے گئے۔ اب بظاہر عیسائیون کی قسمت کا ستارہ پھر چمک گیا۔ اور شہر عسقلان جس کی نسبت یہ خیال قائم ہو چکا تھا

۱۱۵۳ء - اور عیسائیون کے قبضہ مین آنا۔ کہ چھوڑ دینا پڑیگا ایک محاصرے کے بعد پھر اُن کے قبضہ مین آگیا۔[ع۵] لیکن مسیحیون کی حالت کا

کیا کہ خود جوسلین کو چاہے زندہ ہاتھ آئے یا مُردہ مین تمھارے ہی سپرد کر دون گا۔ ترکمانون نے جوسلین کا خیال رکھا۔ ایک دن وہ شکار کو نکلا تھا کہ یکایک اُس پر جا پڑے۔ اور گرفتار کر لیا اُس نے اُنھین بہت کچھ دینے دلانے کا وعدہ کر کے آزادی کی درخواست کی۔ اُنھون نے کہا پہلے وہ روپیہ منگوا لو تو چھوڑین۔ اُدھر اُس نے تو اپنا آدمی اپنے لوگون کے پاس روپیہ کے لیے بھیجا۔ اُدھر اُنھین ترکمانون مین کے ایک شخص نے نورالدین کے وزیر ابوبکر بن دایہ کے پاس آکے یہ واقعہ بیان کیا۔ نورالدین نے فوراً ایک لشکر بھیج کے اُن ترکمانون کو مع جوسلین کے گرفتار کرا لیا۔ اُس کی گرفتاری کے بعد نورالدین نے اُس کے شہرون اور قلعون پر حملہ آوری شروع کی۔ اور تھوڑے زمانے مین اُس کی ساری قلمرو پر قبضہ کر لیا

ع۵۔ شہر عسقلان بنی فاطمہ مصر سے متعلق تھا۔ اور خلیفۂ الظاہر کی قلمرو مین شامل تھا۔ مگر خلیفہ برائے نام تھا۔ وزراے مصر جو چاہتے تھے کرتے تھے۔ وہ برابر عسقلان کو مضبوط کرتے رہتے۔ اور فرنگی اُس پر ہر سال حملہ اور اُس کا محاصرہ کیا کرتے تھے۔ ۵۴۸ھ مین وزیر مصر سلار اپنے ہی لوگون کے ہاتھ سے مار ڈالا گیا۔ اور عباس نام ایک شخص وزیر ہوا تو اُسوقت مصر والون مین باہمی جھگڑے پیدا ہوئے۔ اور فرنگیون نے موقع پا کے پھر حملہ کیا اور محاصرہ کر لیا۔ شہر والون نے مقابلہ شروع کیا۔ ایک دن وہ شہر سے نکل کے لڑے اور فرنگیون نے

بہ ظاہری اچھا تغیر محض دکھانے کے لیے تھا۔ لڑائیون بلکہ یون کہنا چاہیے کہ تاختون کا ایک
ناتمام سلسلہ جاری رہا۔ انھین معرکہ آرائیون کے اثنا مین بالڈون نے عین عنفوان شباب
مین وفات پائی۔ اُس کی عمر ۳۳ سال کی تھی لیکن اسی تھوڑی مدت مین اُس نے یہ بات
حاصل کرلی تھی کہ رعایا اُس کی عاشق تھی اور دشمن تک تعریف کرتے تھے۔ وہ لاولد مرا۔
اور گو اُس کے بھائی المرِق کے جانشین منتخب ہونے مین کسی قدر مزاحمت ہوئی۔ مگر وہی اُسکی
جگہ تخت نشین ہوا۔

۱۱۶۲ء۔ شاہ یروشلیم المرِق۔

اُس کے عہد حکومت کی ابتدا ہی مین بیت المقدس کی لاطینی سلطنت کے معاملات
خلافت بنی فاطمہ مصر کے معاملات مین مل کے اُلجھ سے گئے۔ اور مسیحی لوگ ایک اسلامی فرقہ
قبیلہ یا گروہ کی طرف سے دوسرے اسلامی فرقہ سے میدان کارزار گرم کرتے نظر آئے۔
اسلامی فرقون مین اختلاف عقاید شاید کم ہو۔ لیکن باہمی عداوت و رقابت کے اعتبار
سے دیکھا جاے تو عیسائی فرقون سے وہ بھی کم نہ تھے۔ نور الدین فرمان رواے
حلب کے پاس جب شاور فاطمی خلیفۂ مصر کا وزیر اعظم بھاگ کے آیا اور اس ذریعہ سے
نور الدین کو اس بات کا موقع ملا کہ خلیفۂ مصر کو وہ اپنے قابو مین کرے تو اس موقع کو اُسنے
ہاتھ سے نہین جانے دیا۔ شاور نے آکے یہ بیان کیا کہ ضرغام نام ایک فوجی شخص نے
سرکشی کرکے مجھے تخت وزارت سے اُتار دیا۔ اور وزیر کی معزولی گویا خود بادشاہ کی معزولی
تھی۔ کیونکہ اس زمانہ مین خلفاے بنی فاطمہ مصر ویسے ہی کاٹھ کے پُتلے تھے جیسے
سلاطین میرووِنجی (فرانس کے پہلے شاہی خاندان کے فرمان روا) چارلس مارٹل

حکومت ہاے مصر و حلب کے ساتھ المرِق کے تعلقات۔

۱۱۶۳ء تا ۱۱۶۸ء

اُن کے خیمون تک مار کے ہٹا دیا۔ اس غلبہ کے بعد شہر کے اندر خود مسلمانون مین قتل و خونریزی
جاری ہوگئی جس کا سبب یہ ہوا کہ عسقلان کے مختلف گروہون مین سے ہر ایک نے
دعوے کیا کہ فرنگیون کو ہم نے شکست دی اور ہم نے مار کے ہٹایا ہے۔ اس پر یہان تک
تناتنی ہوئی کہ تلوار چلی اور ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے بہت لوگون کو قتل
کرڈالا۔ شہر مین یہ ہنگامہ بپا تھا کہ فرنگیون نے زور سے حملہ کیا۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی
مزاحمت کرسکے عسقلان پر قابض ہوگئے۔

عہ اس بادشاہ کا نام عرب مورخین المری لکھتے ہین۔ اور ابن اثیر اس بادشاہ کی نسبت لکھتا ہے کہ
شام کے فرنگی حکمرانون مین نہ کوئی اسکا سا بہادر تھا اور نہ اسکا سا مکار و چالاک تھا۔

شیرکوہ اور صلاح الدین کا شاہی خدمت بجا لانے کے لیے مصر جانا

اور پیپن کے زمانہ مین تھے۔ سلطان نورالدین کے سپہ سالارون مین شیرکوہ اور اُس کا بھتیجا **صلاح الدین** تھے جو کرد لڑیون کا پیشہ کرنے والی قوم کُرد سے تھے سلطان نورالدین بن زنگی نے ان دونون سردارون کو یہ خدمت بجا لانے کے لیے مصر بھیجا کہ شاور کو پھر اُس کی خدمت وزارت پر بحال کر دین۔ شاور کے دشمن ضرغام نے رشوتین دے کے لاطینی فرنگیون سے درخواست کی کہ اس موقع پر اُسکی مدد کرین۔ لیکن ہنوز گفتگو ہی ہو رہی تھی اور کچھ طے نہین ہونے پایا تھا کہ شیرکوہ نے ضرغام کو شکست دے کے قتل کر ڈالا۔ شاور پھر اپنی پُرانی خدمت پر مامور ہوا لیکن اس کامیابی کے ساتھ ہی شاور کو اس بات کا بھی اندیشہ ہوا کہ کہین اُس کے یہ حامی بھی دشمنون ہی کے ایسے خطرناک نہ ثابت ہون۔ یہ خیال پیدا ہوتے ہی اس نے اُس عہد کے پورا کرنے سے انکار کیا جو نورالدین سے کر آیا تھا۔ اور اُس کے سپہ سالارون کو حکم دیا کہ تم ملک چھوڑ کے چلے جاؤ۔ شیرکوہ نے یہ جواب دیا کہ شہر بلبیس[عہ] پر قبضہ کر لیا۔

بلبیس مین شیرکوہ کا محصور ہونا اور پھر اُس شہر کو حریف کے حوالے کرنا۔

شاور کو بہ نسبت ضرغام کے **المریق** حاکم بیت المقدس سے مدد حاصل کرنے مین زیادہ کامیابی حاصل ہوئی تھی لہذا اُس نے **المریق** کے لشکر کی مدد سے شیرکوہ کو اُسی شہر مین محصور کر لیا جس پر اُس نے قبضہ کیا تھا۔ چند مہینون کے بے نتیجہ دھاوون کے بعد لاطینی بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بجاے یہان ٹھہرنے کے اُسے اپنی سلطنت کے بچانے کے لیے جانا چاہیے۔ شیرکوہ کو اس بات کی خبر نہ تھی۔ لہذا اُس نے اس شرط پر صلح کر لی کہ جو مصری سپاہی اس کی قید مین تھے اُن کو شاور کے حوالے کر کے مصر سے چلا جائے۔ لیکن لاطینی فوجین مصر سے صرف اس لیے گئی تھین کہ **انطاکیہ** کے علاقہ مین پہونچ کے **نورالدین** سے فاش شکست کھائین اور شہر **انطاکیہ** کو بھی دشمن کی مرضی پر چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہون[عہ]۔

سنہ ۱۱۶۳ء نورالدین سلطان حلب سے لاطینیون کی شکست

عہ شہر بلبیس کو انگریزی مورخین پلیوسیم کے نام سے یاد کرتے ہین۔

عہ توابع انطاکیہ مین ایک قلعہ ہے حارم اُسی کے میدان مین یہ لڑائی رمضان سنہ ۵۵۹ھ مین ہوئی تھی۔ جس طرح نورالدین کی طرف بہت سے مسلمان حکمرانان شام شریک تھے اُسی طرح فرنگیون کی جانب لاطینی سلطنت کے بڑے بڑے زبردست یورپین افسر اور فرمان روایان انطاکیہ و طرابلس وغیرہ موجود تھے۔ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے

انطاکیہ پر حملہ کرنے مین شاید نور الدین کو اس خیال سے پس وپیش ہوا ہو
کہ کہین اس مہم کا یہ نتیجہ نہو کہ شہنشاہ یونان فوج کشی کردے۔ نور الدین کو انطاکیہ
پر قبضہ کرنے سے زیادہ یہ خیال تھا کہ مصر کی فاطمی خلافت کا خاتمہ کردے یعنے
اُن تمام ممالک پر قابض ہوجاے جو لاطینی سلطنت ارض مقدس کے شمال و
جنوب مین واقع تھے۔ اور اُس کی یہی غرض معلوم ہوجانے سے بادشاہ المریق کو
بڑا خوف تھا۔ نور الدین نے اپنی اصلی غرض مین اچھی رونق پیدا کرنے کے لیے خلیفہ بغداد
مستضی باللہ عباسی کی اجازت حاصل کر لی جس کی بدولت یہ لڑائی ویسی ہی
مقدس ہوگئی جیسی وہ لڑائی تھی جسے انگلستان کے ہیرلڈ کے مقابلہ مین نارمن
فاتح لڑا تھا۔ اس معرکہ کی سرگزشت سے طرفین کی بہادری کی تصدیق ہوتی ہے
جن دونون کو کبھی ناکامی سے سابقہ پڑتا تھا اور کبھی کامیابی سے۔ لاطینی تاجدار
فلسطین وارض مقدس شہر قاہرہ مین داخل ہوچکا تھا کہ شیرکوہ کی فوج کا ایک
بڑا حصہ ریگ کے ایک سخت طوفان مین پھنس کے پریشان ہوگیا۔ لیکن مصر والون کو

خلیفۂ مصر اور المریق کی دوستی

حملہ کی ابتدا فرنگیون کی طرف سے ہوئی جو ایک بار گی مسلمانون کے سینہ پر آپڑے۔ مسلمان
شکست کھا کے بھاگے اور فرنگی سوارون اور سردارون نے تعاقب کیا۔ مگر کہا جاتا ہے
کہ مسلمانون کا یہ بھاگنا صرف فریب دینے کے لیے تھا۔ اس لیے کہ ان کے شکست کھاتے ہی
مسلمانون کی فوج کے دوسرے حصون نے جو میدان مین قائم تھے یکایک سخت حملہ کرکے
مسیحی پیدل فوج کو تہ و بالا کر دیا۔ یہ خبر سنتے ہی تعاقب کرنے والے پلٹے۔ مگر واپس آتے ہی
اپنے آپ کو مسلمانون کی فوج کے درمیان مین ہر چہار طرف سے گھرا ہوا پایا۔ گھبراہٹ
اور اضطراب سے لڑنے لگے مگر یہ لڑنا زیادہ تر صرف اپنے لشکر کے قتل و اسیر کرانے کے
لیے تھا۔ آخر انھین فاش اور بڑی بھاری شکست ہوئی۔ دس ہزار سے زیادہ قتل ہوئے
اسیرون کی تعداد بے شمار تھی۔ حاکم انطاکیہ۔ حاکم طرابلس۔ ڈیوک نام ایک بڑا مشہور
سپہ سالار روم۔ اور جوسلین کا بیٹا جونامی گرامی شہسوار فرنگستان تھا اور دیگر معززین نصاریٰ
اسیرون مین تھے۔ ممکن تھا کہ انطاکیہ پر اُسی وقت قبضہ کر لیا جاتا۔ اور لوگون نے
نور الدین کو آمادہ بھی کیا۔ مگر نور الدین نے اس امر کو اپنے اُس وقت کے پولٹیکل مصالح
کے خلاف سمجھا۔ ابن اثیر۔

باوجود اس کے کہ شیرکوہ دریاے نیل کے اس پار اُتر آیا تھا اُس کے واپس جانے کا یقین نہ تھا۔ **المریق** کو دو لاکھ اشرفیان اس واسطے دی گئین کہ وہ مصر والون کی مدد کرتا رہے اور دو لاکھ اشرفیون کے اُس وقت دینے کا وعدہ کیا گیا جب اُنکے دشمنون کو وہ بالکل برباد کردے۔ اس معاہدے کی تصدیق اُس بے اختیار خلیفہ کے سامنے ہوئی جس سے وزیر جو خود خلیفہ کا مالک بنا ہوا تھا کسی سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے یا عہد و پیمان کرنے کے وقت کبھی دریافت نہین کیا کرتا تھا۔

المریق کی شیرکوہ کے مقابل مین معرکہ آرائیان۔ ۱۱۶۷ء

اس لڑائی کے باقیماندہ واقعات مین سے یہ اُمور ہین کہ ایک میدان مین **المریق** کی فوج کے ایک حصہ کو **شیرکوہ** اور اُس کے بھتیجے **صلاح الدین** نے شکست دے دی۔ شیرکوہ کے حکم سے شہر **اسکندریہ** نے اُس کی اطاعت قبول کی پھر **المریق** نے شہر مذکور کا محاصرہ کیا لیکن آخر مین **المریق** کو خود ہی **شیرکوہ** سے اس بات کی کفالت حاصل کرنی پڑی کہ مسلمانون کے قیدی مسلمانون کو اور فرنگیون کے قیدی فرنگیون کو واپس کیے جانے کے بعد وہ اپنی فوج کے ساتھ بہ امن و امان مصر کی سرحد سے نکل جاے۔ بشرطیکہ شام کا راستہ مسلمانون کے لیے کھلا رہے۔ عہ

المریق اور فاطمی **خلیفہ** دونون کے جھنڈے **اسکندریہ** کی دیوارون پر اُڑ رہے تھے۔ لیکن اس صلح یا مہلت سے دونون جانب یہی غرض ملحوظ خاطر تھی

عہ صرف اتنا ہی نہین۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ پچاس ہزار دینار (اشرفیان) شیرکوہ کو دی گئین سوا اُس جائداد کے جو اُس نے خود تاخت و تاراج مین حاصل کی تھی۔ یہ شرط تو مصر والون سے تھی۔ اور فرنگیون نے یہ اقرار کیا کہ وہ بلاد مصر مین نہ ٹھہرین گے۔ اور اُس کے کسی گانون تک پر قبضہ نہ کرین گے۔ لیکن یہ شرطین اسکے جب شیرکوہ ارض شام کو واپس گیا تو فرنگیون نے مصر کو گویا اپنے ہی قبضہ مین کرلیا۔ اس لیے کہ شاور کو دبا کے یہ حقوق حاصل کرلیے کہ اُن کا ایک افسر قاہرہ مین رہے۔ قاہرہ کے پھاٹکون پر فرنگی سوارون کا پہرہ رہے۔ اور مصر کی آمدنی مین سے اُنھین ہر سال ایک لاکھ دینار بطریق خراج دیے جایا کرین۔ الغرض مصر پر رومی سلطنت بیت المقدس کا اتنا اثر شاور کی بدولت پڑ گیا تھا اور خود علوی خلیفہ عاضد باللہ کو خبر نہ تھی۔

کہ تھوڑا وقت ٹل جائے۔ مصر پر قبضہ کرنے کے خیال کو نہ رومی بادشاہ بیت المقدس ہی
نے چھوڑا تھا اور نہ سلطان حلب (نور الدین) نے۔ ادھر المرلق کو لڑنے کا یہ بہت
اچھا بہانہ مل گیا کہ اس کے ارض فلسطین مین واپس آنے کے بعد ہی سے اہل مصر
نے اُس کے اور نیز اپنے دشمن نور الدین سے نامہ و پیام شروع کر دیا۔ بیت المقدس
کے بادشاہ نے حال مین شہنشاہ یونان کی بھتیجی کے ساتھ شادی کی تھی۔ جس کے
باعث شہنشاہ مذکور نے بھی اس مہم مین اپنی بحری فوج سے مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔
ہاسپیٹلر نائٹون کی مدد آسانی سے حاصل کر لی گئی اور بعض کا بیان ہے کہ ٹمپلر نائٹون
کی مدد قبول کرنے سے انکار کیا گیا۔ آخرکار ایک بڑی اور زبردست فوج لیکر المرلق
بیت المقدس سے روانہ ہوا اور بہانہ یہ کیا کہ مین ملک شام کے شہر حمص کو جاتا ہون ۱۱۶۸ء
لیکن تھوڑے ہی زمانے کے بعد اُس کا رُخ مصر کی طرف پھر گیا۔ دس دن کے سفر کے
بعد وہ بلبیس پہونچا۔ اس شہر پر حملہ اور قبضہ کر چکنے کے بعد جو خونریزی کی گئی اُس نے
عیسائیون کی بے رحمی و ظلم کی شہرت کو اور بڑھا دیا۔ اب وزیر شاور نے پھر کی سلطان
نور الدین سے اُسی سرگرمی و التجا کے ساتھ اعانت کی درخواست کی جس طرح کبھی عیسائی
حکمران بیت المقدس سے کی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اُس نے اپنے ایلچی المرلق
کے پاس بھی بھیجے۔ اور دس لاکھ دینار (اشرفیان) دینے کا وعدہ کیا جن مین سے
ایک لاکھ اُسی وقت نذر کر دیے گئے۔ المرلق نے یہ نذرانہ قبول کر لیا اور اپنی فوج
سے جو قاہرہ کے لوٹنے پر تُلی ہوئی تھی کہا اُس وقت تک تامل کرنا چاہیے جب تک
کہ باقی روپیہ بھی وصول ہو جائے۔ وزیر شاور نے اس بات کی کوشش کی کہ باقی

المرلق کا شہر بلبیس پر حملہ

ع بلبیس مین خونریزی کرنے کے بعد المرلق آگے بڑھا تو شاور نے محض اس خیال سے
کہ پرانے شہر مصر مین (جو قاہرہ کے متصل تھا اور جس کے موجود ہونے کے وقت تک قاہرہ
کی صرف ایک فوجی کیمپ کی حیثیت تھی) آگ لگا دی تا کہ فرنگیون کی دست برد سے بچے۔
سب لوگ نکل کے بھاگ گئے یا قاہرہ مین جا کے ٹھہرے۔ ادھر مصر مین ۵۴ روز تک
آگ کے شعلے بھڑکتے رہے۔ اور وہ پرانا شہر اُسی وقت خاک سیاہ ہو کے دُنیا سے فنا ہو گیا
اور قاہرہ کی آبادی بڑھنے لگی۔ فرنگیون نے آ کے قاہرہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور اُس وقت اُن کو
وہ روپیہ دیا گیا جس کا مصنف نے ذکر کیا ہے۔

اُس وقت تک نہ فراہم ہو سکے جب تک سلطان نورالدین کی فوج سرحد مصر پہ نہ پہونچ جائے اور المریق کو اپنا اُس جال مین پھنسنا جو اُسی کی طمع کی بدولت اُس کے چارون طرف پھیل گیا تھا اُس وقت معلوم ہوا جب کوئی چارۂ کار نہین باقی رہا تھا - اب اُس سے سوا واپس آنے کے کوئی تدبیر نہ بن پڑی - یونانی شہنشاہ کی بحری فوج جو کمک کے لیے آئی تھی اور دریاے نیل کے دہانے کے اُس طرف ٹھہری ہوئی تھی وہ وہین سے چلدی - یہ تو ممکن نہ تھا کہ شہنشاہ یونان کو اُس کی فوج کی اس دغابازی پر کوئی سزا دی جا سکے - لہذا اس مہم کی ناکامی کا سارا الزام ہاسپٹلرس کے سرداری کے سر لگایا گیا جسے نائٹون نے اُس کے عہدے سے برخاست کر دیا -

اُس کی شرمناک واپسی

شیرکوہ کے عروج کے ساتھ ہی وزیر شاور کا تنزل شروع ہوا - وہ گرفتار کر کے قتل کر ڈالا گیا - اور وہی شخص (شیرکوہ) اُس کی جگہ پر وزیر مصر مقرر کیا گیا - جسے خود اُس نے اپنی مدد کے لیے بُلایا تھا - مگر شیرکوہ اس کے بعد صرف دو مہینے زندہ رہا - اُس کے مرنے پر فاطمی خلیفہ مصر نے صلاح الدین کو اُس کی طبیعت کا یہ رنگ دیکھ کر اپنا وزیر مقرر کیا کہ وہ سیر تماشے کا بہت شایق ہے اور لوگون کے دل پر اُس کا کچھ اثر نہین ہے جس کے باعث اُس سے کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ نہین کیا جا سکتا - لیکن یہ اُس کی غلطی تھی - صلاح الدین نے اپنے گردون کو جمع کر لیا اور خزانے کو جو اُس کے ہاتھ مین دے دیا گیا تھا اس طریقہ سے صرف کیا کہ جدید وزیر کا جوا خلیفہ کی گردن پر پہلے وزیر سے بھی زیادہ سخت ہو گیا -

مصر مین صلاح الدین کا عروج -

رومی سلطنت بیت المقدس کے واسطے صلاح الدین کا عروج اُس کی جنوبی سرحد پر ایک زبردست دشمن کا پیدا ہو جانا تھا - اس خطرے کو سامنے دیکھ کے مشرقی شہنشاہ (شہنشاہ قسطنطنیہ) اور مغربی مسیحی دُنیا کے سلاطین کے دربارون مین ایلچی بھیجے گئے اور اُن سے مدد طلب کی گئی - لیکن ابھی تیسری صلیبی معرکہ آرائی کا وقت نہین آیا تھا اور سوا مینوئیل (شہنشاہ قسطنطنیہ) کے کسی نے مدد نہ کی - دمیاط کے ایک بے نتیجہ محاصرے مین اُس کے بیڑے نے ان اطراف مقدس کے رومیون کی مدد کی - اور ایک ہیبت ناک زلزلے کی بدولت جس نے حلب کو منہدم کر دیا اور انطاکیہ

۱۱۶۹ء ایک تیسری صلیبی لڑائی کا جوش پیدا کرنے کی کوشش -

عہ فرنگیون کے اس حملہ کی روک تھام صلاح الدین کے لیے مشکل پڑ گئی تھی - صلاح الدین نے

کی دیواریں ہلادیں بیت المقدس والے رومی سلطان نور الدین کی فوج کے حملہ سے بچ گئے جو شمال کی طرف بڑھتا چلا آتا تھا۔ بہرتقدیر گو سازشیں بھی کی گئیں اور پرانے اُمرا و عمائد نے بغاوتیں بھی کیں۔ مگر صلاح الدین کی قوت بڑھتی ہی رہی۔ اور آخر کار فاطمی خلافت کے ساتھ اُس نے وہی سلوک کیا جو پین نے مرووِنجین (سب سے پہلے خاندان سلاطین فرانس) کی سلطنت کے ساتھ کیا تھا۔ آخری فاطمی خلیفہ کو جو مرض موت میں مبتلا تھا اس بات کی خبر بھی نہ ہوئی کہ نماز جمعہ میں خلیفۂ بغداد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا لیکن اس کارروائی سے صلاح الدین کو اُس مذہبی اختلاف کے ختم کر دینے کا فخر حاصل ہوا جو دو سو برس سے چلا آتا تھا اور اس کے صلے میں اُسے خلیفۂ بغداد مستضئی کے دربار سے جو نائب رسول خیال کیا جاتا تھا خلعت اور دو تلواریں عطا ہوئیں۔

۱۱۷۱ء

صلاح الدین کے ہاتھ سے خلافت بنی فاطمہ کا استیصال

لیکن اس ایک اختلاف کے ختم ہونے کے ساتھ ہی دوسرے اختلاف کی بنیاد پڑ گئی۔ صلاح الدین کی حیثیت سلطان حلب کے ملازم کی سی تھی۔ اور خلیفۂ بغداد مستضئی نے بھی سلطان نور الدین کے ملازم ہی کی حیثیت سے اُس کی یہ قدر و منزلت کی تھی لیکن اب صلاح الدین نے اپنے قدیم آقا کے احکام پر عمل کرنا اپنا فرض نہیں خیال کیا۔ اور جب سلطان نور الدین کی طرف سے اُسے سزا دینے کی دھمکی دی گئی تو اس کے جواب میں اُس نے اپنے اُمرائے دربار کے عام مجمع میں برہمی کے ساتھ اپنا یہ ارادہ ظاہر کر دیا کہ "میں سلطان کے مقابل صف آرا ہوں گا" لیکن جب خود اُس کے باپ نے اُسی عام مجمع میں یہ کلمات کہے کہ "اگر سلطان نور الدین مجھے حکم دیں تو میں ہی اس وقت خود اپنے ہاتھ سے اسی اپنے بیٹے کا سر کاٹ لوں گا" یہ ساری برہمی جاتی رہی۔ مگر یہ اُس نے صرف عام لوگوں کے سامنے دکھانے کے لیے کہا تھا جب تخلیہ ہوا تو اُس نے صلاح الدین سے یہ کہا کہ "یہ تمھاری غلطی نہیں ہے جو تم سلطان سے مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ لیکن ہاں یہ البتہ غلطی ہے کہ تم نے اپنے اس ارادے کو سب کے سامنے ظاہر کر دیا" اس کے بعد ایک خط کے ذریعہ سے جو صلاح الدین کے باپ کے مشورہ سے

صلاح الدین اور سلطان حلب میں باہمی نزاع۔

سامان جنگ اور فوجیں بھیجدیں اور خود قاہرہ میں رہا۔ اُس نے سلطان نور الدین کو لکھا دیا "اگر دمیاط نہیں جاتا ہوں تو اُس پر فرنگی قبضہ کیے لیتے ہیں۔ اور جاتا ہوں تو خود مصر والوں سے بغاوت و سرکشی کا اندیشہ ہے۔" سلطان نور الدین نے فوراً لشکر بھیجنا شروع کر دیا۔ اور خود فرنگیوں کے علاقوں پر تاخت و تاراج کرنے لگا۔

بھیجا گیا تھا۔ اس وقت کے لیے وہ پیچیدگیان دور ہو گئین۔ اور معاملات صاف ہو گئے۔ لیکن یہ تلقش زیادہ زمانہ تک نہین قائم رہ سکا۔ صلاح الدین کی نیت کا حال روز بروز ظاہر ہوتا گیا۔ اور نور الدین مصر کی طرف روانہ ہو چکا ہی تھا کہ راستہ مین بیمار ہوا۔ اور شہر دمشق مین وفات پائی[عہ]۔

۱۱۷۳ء نورالدین سلطان حلب کی وفات۔

سلطان حلب اور نیز اُس کے سپہ سالار صلاح الدین کی نسبت جسے اُسی کی عنایت سے قوت و عظمت حاصل ہوئی تھی خاص اُسی زمانہ کے اور نیز بعد کے مورخین بیان کرتے ہین کہ اُن مین خلیفۂ ثانی حضرت فاروق رضی اللہ کی ایسی اولوالعزمی و سادہ مزاجی تھی۔ اتنا ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ تہذیب و شجاعت کی نسبت اہل اسلام کا جو خیال ہے اس مین مغربی عیسائی دُنیا والون کے خیال کی بہ نسبت زیادہ شائستگی و وسیع النظری ہے۔

نورالدین کے اخلاق و عادات

اور نور الدین کے اخلاق کی جو تصویر مسلمان مورخین کے قلم سے کھنچی ہے اُس کے سچی تصویر ہونے مین شہر طائر (سور) کے اسقف اعظم ولیم کی مدح سرائیون سے بھی کسی حد تک مدد ملتی ہے (یعنی وہ بھی مسلمان مورخین کی تائید کرتا ہے) نور الدین کی ملکہ نے جب شکایت کی کہ مجھے اتنا خرچ بھی نہین ملتا کہ اپنے حوائج ضروری کو پورا کر سکون تو اُس نے جواب دیا "مین خدا سے ڈرتا ہون۔ مین فقط اپنے لوگون کا خزانچی ہون لیکن ہان شہر حمص مین میری تین دُکانین ہین اُن کو تم لے سکتی ہو[عہ]۔ اور میرے پاس دینے کے لیے بس اسی قدر ہے۔" نور الدین نے اس بات کو اپنا فرض سمجھ لیا تھا کہ بکثرت مسجدین۔ دار الشفائین۔ مدرسے اور مہمان سرائین بنائے۔ اور عدالت گستری کے بارے مین کہتے ہین کہ اُس کے زمانہ مین اُسی طرح بلا رو رعایت انصاف ہوتا تھا۔ جس طرح انگلستان کے شاہ الفرڈ کے زمانہ مین ہوتا تھا۔

عہ سلطان نور الدین نے ۵۶۹ھ مین داعی اجل کو لبیک کہی۔ جیسا بہادر۔ نیک نفس۔ خدا ترس۔ منکسر المزاج۔ فیاض اور علم دوست یہ بادشاہ تھا۔ مسلمان درکنار شاید کسی اور قوم کی تاریخ مین بھی کم ملے گا۔ مسلمان مورخین اسے خلفائے راشدین کے ہم پلہ مانتے ہین۔

عہ ان دُکانون سے سالانہ بیس دینار کرایہ وصول ہوتا تھا۔ نور الدین کا معمول تھا کہ سوا اُس رقم کے جو اسے جہاد مین خاص اپنے حصہ کی ملتی تھی اور کسی مد کا ایک حبہ بھی اپنے کھانے پینے اور لباس مین نہین صرف کیا کرتا تھا۔ ابن اثیر۔

بانیاس کا قلعہ نورالدین کی بیوہ کے قبضہ مین تھا۔ اُس کے شوہر کے وفات پاتے ہی الموری (شاہ یروشلیم) مین اتنی جرأت پیدا ہوگئی کہ بڑھ کے اُس قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اُسے پیام دیا گیا کہ کچھ روپیہ بطور رشوت لے لے اور قلعہ کو چھوڑ کے چلا جاے۔ الموری نے پہلے تو اسے نامنظور کیا لیکن دو ہفتہ بعد ہی رشوت قبول کرلی۔ اور واپس گیا۔ مگر اب اُسے موت ہی بیت المقدس مین واپس لائی تھی۔ اُس کی زندگی اپنے مورث بالڈون سے فقط پانچ ہی برس زیادہ ہوئی۔ لیکن اتنی زندگی بھی اِس کے لیے بخوبی کافی تھی کہ اُس کی طمع اور کمینہ پن کی خوب شہرت ہوجاے۔ اُس کا بیٹا بالڈون

سنہ ۱۱۷۳ع
بالڈون چہارم شاہ یروشلیم

چہارم جو اُس کے بعد تخت پر بیٹھا مجذوم تھا۔ اور اس کا مرض اس قدر جلد بڑھ گیا کہ انتظام مملکت کے لیے اُسے کوئی اپنا جانشین مقرر کرنا پڑا۔ پہلے اُس نے اپنی بہن سیبیلا کے شوہر گے آف لوزگنن کو نامزد کیا۔ لیکن خواہ گے کی کمزوری سے خواہ اُمراے دربار کے جھگڑون کی وجہ سے نہایت پیچیدگیان پیدا ہوگئین اور آخر کار

سنہ ۱۱۸۳ع

بالڈون چہارم نے اپنا تاج اپنی بہن سیبیلا کے ننھے بچہ بالڈون کے سر پر رکھ دیا جو اُس کے پہلے شوہر کے نطفہ سے تھا۔ ریمنڈ دوم نواب طرابلس نابالغ بالڈون کی طرف سے مدار المہام سلطنت نامزد ہوا۔ اور جوسلین آف کورٹنے اُس کا ولی مقرر ہوا۔ اس انتظام کے بعد تین ہی سال کے اندر مجذوم بادشاہ مرگیا۔ اور اُس کے چند ہی روز بعد نابالغ بالڈون پنجم نے بھی دنیا کو رخصت کردیا۔ ان واقعات کے بعد

سنہ ۱۱۸۶ع
بالڈون پنجم شاہ یروشلیم

جو بدنظمی ہوئی اُس مین گے آف لوزگنن اپنی زوجہ کے استحقاق کی بنا پر بیت المقدس کا بادشاہ بن بیٹھا۔ وہ گو ابھی بالکل نوجوان تھا لیکن اس نوجوانی ہی مین بدنامی حاصل کرچکا تھا۔ ہنری دوم نے اُسے پیٹرک ارل آف سالسبری کے قتل کرنے کی وجہ سے اُس کے تعلقہ واقع فرانس سے جلاوطن کردیا تھا۔ اگرچہ لوگ اُسے جانتے تھے اُن کی اُس کے بارے مین وہی راے تھی جس کا اظہار اُس کے بھائی جیافرے نے ان الفاظ مین کیا تھا کہ "جن لوگون نے میرے بھائی کو بادشاہ بنایا اگر مجھے پہچانتے ہوتے تو وہ مجھے دیوتا بنا دیتے"

سنہ ۱۱۸۶ع
گے آف لوزگنن شاہ یروشلیم

گے بادشاہ ہوگیا تھا مگر طرابلس کے ریمنڈ نے اُس کی اطاعت کرنے سے انکار کیا۔ گے نے شہر طبریہ مین اُس کا محاصرہ کرلیا۔ اور ریمنڈ نے یہ

بیت المقدس کے قبضۂ اسلام مین لا لے کے لیے صلاح الدین کی تیاریان۔

حالت دیکھ کے صلاح الدین سے صلح کر لیؑ۔ لیکن صلاح الدین اس زمانہ مین ایک اِس سے بڑے شکار کی تاک مین تھا۔ وہ اب شام اور مصر کا مالک تھا۔ اُس کا مصمم ارادہ تھا کہ مسجد عمرؓ (مسجد اقصیٰ) پر بجاے صلیب کے پھریرا ہلال کا قبضہ ہو جائے۔ لڑائی کی چھیڑ شروع کرنے کے لیے ضرورت سے زیادہ بہانے ہو سکتے تھے۔ لاطینی سلطنت کے نوابون نے مسلمانون کی اراضی اور جائدادون پر جو بہت سی دست بُردین کی تھین وہ سب لڑائی کے لیے معقول عذرات تھین۔ جیسے ہی اُس نے بیت المقدس پر حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا پچاس ہزار سوار اور پیدلون کی ایک بڑی بھاری فوج اُس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی۔ لیکن اُس کا پہلا حملہ طبریہ کے قلعہ پر ہوا۔ یہ خبر بد

عـه ان واقعات کا حال ابن اثیر نے بڑی وضاحت اور تحقیق سے لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے قمص (کونٹ) حاکم طرابلس نے جس کا نام ریمنڈ تھا اور ریمنڈ صنجیلی کا بیٹا تھا۔ تو معصہ (کونٹس) حاکمہ طبریہ کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ اور اُسی کے پاس طبریہ مین جا کے سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ فرنگیون کا مجذوم بادشاہ شام مر گیا۔ اور اپنے ایک بھانجے کے لیے تخت نشینی کی وصیت کر گیا۔ چونکہ وہ ابھی بچہ تھا لہذا یہی قمص (کونٹ) انتظام سلطنت کا متکفل ہوا۔ اس لیے کہ اس زمانے مین فرنگیون مین نہ اُس سے زیادہ کسی کی وقعت تھی اور نہ کوئی اُس سے بڑھ کے بہادر اور صاحب راے تھا۔ وارث تخت کو بچہ دیکھ کے خود اُسے بادشاہ بن جانے کی آرزو ہوئی۔ اتفاقاً وہ نابالغ بادشاہ بھی مر گیا۔ اُس کی مان وارث تاج و تخت ہوئی۔ اور کونٹ کے سب منصوبے خاک مین مل گئے۔ اب اس ملکہ کا دل ایک فرنگی شخص پر آ گیا جو مغرب کے تازہ واردون مین سے تھا۔ اور اُس کا نام گے تھا اُس سے نکاح ہوتے ہی حکومت شام اُس شخص کے ہاتھ مین گئی۔ خود ملکہ نے اُسے تاج پہنا کے تمام اُمراے دولت۔ پادریوں۔ راہبون۔ نائٹون اور افسرون کو جمع کر کے اقرار کر لیا کہ مین نے ملک اپنے اس شوہر کو دیا۔ اور تم سب گواہ رہو۔ یہ بات قمص (کونٹ) کو ناگوار ہوئی۔ اب اُس سے اُس زمانہ کا حساب طلب کیا گیا جب وہ نابالغ بادشاہ کی نیابت مین کام کر رہا تھا۔ اس پر برہم ہو کے اُس نے ادھر تو یہ جواب دیا کہ مین نے اُس کا سب روپیہ اُسی پر خرچ کیا بلکہ مجھے کچھ اور اپنے پاس سے خرچ کرنا پڑا۔ اور اُدھر سلطان صلاح الدین سے خط و کتابت کی۔ اور اُس سے اپنے اغراض مین مدد مانگی۔ صلاح الدین اس کا

سنتے ہی حاکم طرابلس ریمنڈ نے باہمی نزاع کا خیال دل سے نکال ڈالا۔ اور جھٹ پٹ بیت المقدس جا کے گے سے التجا کی کہ "اب میرے ملک کے بچانے کا لحاظ کرنا بعد کی بات اور ذیلی معاملہ ہے آپ صرف اپنی سلطنت کے بچانے کے لیے پورے استقلال سے ایسا مقابلہ کیجیے کہ دشمن فوراً مصیبت مین مبتلا ہو جائے" یہ رائے بہت معقول اور صائب تھی۔ لیکن ٹمپلرس کے سردار اعلےٰ نے ریمنڈ کے اِس اپنے حقوق کے قربان کرنے والے اور خالص بے غرضی کے مشورہ کو اس امر پر محمول کیا کہ درپردہ وہ کسی اور ہی فکر مین ہے؎۔

اگر ٹمپلرس کا سردار اس خیال کو بالڈون سوم کے سامنے ظاہر کرتا تو وہ اُسے جھڑک دیتا۔ لیکن بدنفس گے کے نزدیک یہ رائے صحیح تھی اور اُس کا ثبوت ظاہر تھا۔ غرض یہ طے پایا کہ مسلمانون سے اُسی میدان مین مقابلہ کیا جائے جسے وہ خود لڑائی کے لیے منتخب کرین۔ صلاح الدین کی فوج گرمی اور پیاس کی شدت سے پریشان ہو چکی تھی کہ اُسے اُس لاطینی فوج کے مقابل صف آرا ہونا پڑا جو بیت المقدس ہی سے آئی تھی۔ پہلے دن کی لڑائی مین تصفیہ نہین ہوا۔ سَیَن، ارض شام کی موسم گرما کی رات کی گھُٹس اُس دھوئین کے باعث جس سے دم گھُٹا جاتا تھا عیسائیون کے لیے اور بھی ناقابل برداشت ہو گئی اِس لیے کہ صلاح الدین کے حکم سے جنگل مین آگ لگا دی گئی تھی۔ گو پیاس کی وجہ سے زبان مین کانٹے پڑے ہوئے تھے مگر اس بات کا الیقین وثوق ہونے کے باعث کہ آج ہی کی لڑائی تم

۵۸۳ھ ۱۱۸۷ء طبریہ

خط پاتے ہی بہت خوش ہوا۔ فوراً مدد کا وعدہ کیا۔ اور ذمہ داری کی کہ مین تم کو فرنگیون کا مستقل بادشاہ بنا دون گا۔

؎ مگر حقیقت مین اُس پر اعتبار نہین کیا جا سکتا تھا اِس لیے کہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ جب صلاح الدین کے ارادے کی خبر فرنگیون مین مشہور ہوئی تو تمام اُمرا اور پادریون نے اُسے مجبور کیا کہ صلاح الدین سے تعلقات قطع کرے۔ مقتدایان دین نے یہان تک کہا کہ وہ دل مین مسلمان ہو گیا ہے اور اپنے مذہب کو چھپاتا ہے اور بڑے لاٹ پادری صاحب نے تو یہان تک دھمکی دی کہ اگر تم ان تعلقات کو قطع نہین کرتے تو ہم تمھارا نکاح فسخ کر دین گے۔ جس کے نتیجہ مین طبریہ کی حکومت اور بری جاگیر جو دونون چیزین تم سے چھن جائین گی۔ ان دھمکیون پر وہ بیت المقدس والون کا ساتھ دینے پر آمادہ ہوا تھا۔ پھر ایسے شخص کے مشورے مین بد گمانی کی گئی تو کیا بیجا تھا؟

حضرت مسیح کے روضۂ اقدس کے محفوظ رہنے کا دارومدار ہے شپیدۂ صبح نمودار ہوتے ہی صلیبیون نے زور شور سے نعرہ ہاے جنگ بلند کرکے دشمن پر حملہ کردیا۔ ان کے سامنے خاموش و ساکن بحیرے کے وہ سواحل صبح کے آفتاب کی سنہری کرنون مین چمک رہے تھے جہان ارض جلیل کے ماہی گیرون نے حضرت مسیح ناصری کی زبان سے زندگی بخش الفاظ سُنے تھے۔ لیکن ان سواحل سے بھی زیادہ قریب ایک اور یادگار تھی جو اُن سے بھی بڑھ کے متبرک تھی۔ اور جو رحمت الٰہی کا اور زیادہ یقین دلاتی تھی۔ وہ یہ کہ یہان سے ملحق ہی ایک ٹیلہ تھا جس پر متبرک یادگار قدیم کی حیثیت سے خاص وہ صلیب ودیعت رکھی ہوئی تھی جس پر حضرت مسیح مصلوب ہوئے تھے۔ اور اس ٹیلہ پر آج کی خونریزی کے معرکے مین کئی مرتبہ سخت یورشین ہوئین۔ فنون جنگ کی غالباً دونون طرف کمی تھی۔ اور جہان آدمی صرف اتنا کرسکتے ہین کہ سخت لڑائی لڑین وہان لازمی طور پر فوج کی کثرت ہی فیصلہ کردیا کرتی ہے۔ صلاح الدین کا لشکر لاطینیون کی فوج سے کہین زیادہ تھا۔ لہٰذا لاطینی ہی بھاگے اور بھاگنے مین قتل ہوئے۔ بادشاہ اور ٹمپلرس کا سردار گرفتار ہوگئے۔ اور وہ متبرک یادگار (صلیب) جو مسیحیون کے واسطے تازیانے کا کام دیتی تھی وہ بھی بے دینون (مسلمانون) کے قبضہ مین ہوگئی۔ع۵

بادشاہ گے آف لوزگنن کی گرفتاری اصلی صلیب کا ہاتھ سے چھن جانا۔

ع۵ اب درحقیقت صلاح الدین وہی صلاح الدین نہ تھا جو صرف مصر کا فرمان روا تھا۔ اب عراق سے حدود روم تک کُل شہرون کو اپنے قبضہ مین کرکے اُس نے ایک زبردست فاتح اور عالی شان سلطان کی حیثیت حاصل کرلی تھی۔ طبریہ سے پیشتر صلاح الدین ہی کے حکم سے اُس کے بیٹے افضل نے ایک فوج عکہ پر تاخت کرنے کے لیے روانہ کی تھی جس سے مقام صفوریہ مین آخر صفر ۵۸۳ھ مین فرنگیون سے مقابلہ ہوا۔ اور سخت لڑائی کے بعد عیسائیون کو شکست ہوئی۔ ہاسپٹلرز کا سردار بہت سے سپاہیون کے ساتھ مارا گیا۔ اور بقیۃ السیف بھاگ کے شہر طبریہ مین آئے جہان قمص (کونٹ) موجود تھا جو صلاح الدین سے ملا ہوا تھا۔ مگر اسی زمانے مین سب نے مل کے مجبور کیا اور اُسے فرنگیون کا ساتھ دینا پڑا۔ جو اسلامی فوج صفوریہ کے میدان مین لڑی تھی اُس کے فتحیاب ہونے کے بعد صلاح الدین نے اپنے اُمرا کو بلاکے فرنگیون کے ممالک پر حملہ کرنے کے بارے مین مشورہ کیا۔ سب نے کہا مسلمانان مشرق ہم پر لعنت بھیج رہے ہین کہ ہم صرف مسلمانون سے لڑا کرتے ہین اور عیسائیون سے مقابلہ نہین کرتے۔ لہٰذا اب ہمین

اس فتح سے صلاح الدین کو بہت کچھ دولت ہاتھ لگی۔ شہر طبریہ پر اُس کا قبضہ ہوگیا۔ بیروت۔ عکہ۔ قیساریہ۔ یافا۔ کے پھاٹک کھل گئے۔ صرف ایک شہر طائر (صور) ملکہ سبیلا کے پہلے شوہر کے بھائی کونراڈ آف مانٹ فرٹ کی بہادری سے بچ گیا۔ بالفعل طور پر اُس کا محاصرہ کرنے کو فضول سمجھ کر صلاح الدین نے شہر عسقلان کی طرف کوچ کیا اور عسقلان والون کو معزز حیثیت کے شرائط سے پیام صلح دیا جسے تھوڑی دیر کے پس وپیش کے بعد اُن لوگون نے منظور کر لیا۔

صلاح الدین کو اس فتح سے کیا کیا فوائد حاصل ہوئے۔

بلا تامل اُن کی طرف رُخ کرنا چاہیے۔ صلاح الدین نے بھی یہی کہا کہ "خدا جانے ہماری کتنی زندگی باقی ہے پھر موقع ملے یا نہ ملے۔ بس اب تامل نہ کرنا چاہیے۔" یہ تجویز قرار پاتے ہی وہ طبریہ کی طرف بڑھا۔ طبریہ کے قریب فوج ٹھہرا کے خود تن تنہا ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ کے اور فرنگیون کے بالکل پاس جا کے دیکھا کہ سب طرف سناٹا ہے اور لوگ خیمون کے اندر ہین۔ واپس آکے ٹھہر گیا اور جب رات کا اندھیرا خوب اچھی طرح پھیل گیا تو پھر اکیلا گیا۔ شہر کے بعض بُرجون مین نقب دے کے راستہ کر لیا۔ اندر گھس کے اور لوگون کو بلُا یا۔ کئی جگہ مقابلہ کیا۔ اور شہر مین آگ لگا دی۔ اب سب فرنگیون نے ہٹ کے قلعۂ طبریہ مین پناہ لی۔ اور باہم مشورہ کیا۔ قمص کی راے ہوئی کہ صلاح الدین کے اس لشکر سے مقابلہ کرنا بے سود ہے۔ بہتر ہو کہ اُسے طبریہ پر قبضہ کر لینے دیا جاے۔ اس مین اگر نقصان ہے تو میرا۔ مین گوارا کرتا ہون۔ جب وہ شہر سے چلا جاے گا تو یورش کر کے ہم پھر قبضہ کر لین گے۔ مگر پرنس ارناط حاکم کرک نے کہا تو مسلمانون سے ہمین ڈر اتا ہے۔ اور ہم پر اُن کا رعب بٹھاتا ہے۔ ہم مقابلہ کرین گے۔ صبح کو سفتہ کا دن اور ربیع الآخر کی ۲۵۔ تھی کہ دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا۔ فرنگی پیاس کی سخت تکلیف مین تھے۔ مسلمانون کے تیر اندازون نے ابتداءً اُن کے بہت سوار مار ڈالے۔ اب وہ ہجوم کر کے شہر طبریہ کی طرف بڑھنا چاہتے تھے کہ پانی پر قبضہ کرین۔ مگر صلاح الدین سمجھ گیا خود اپنی فوج لے کے سامنے آگیا۔ ابھی حملہ نہین ہوا تھا کہ صلاح الدین کے نوعمر غلامون مین سے ایک غلام گھوڑا بڑھا کے میدان مین گیا۔ اور ایسی غیر معمولی شجاعت سے لڑا کہ دیکھنے والے عش عش کر رہے تھے۔ آخر فرنگیون نے اُسے ہجوم کر کے مار ڈالا۔ اس پر مسلمانون کو ایسا غصہ آیا کہ سب نے جوش وخروش سے حملہ کیا۔ اور مسیحیون کی صفین درہم وبرہم کر دین یہ رنگ دیکھ کے قمص نے اپنی فوج کے ایک گروہ کے ساتھ اس غرض سے حملہ کیا کہ

ریمنڈ کے مشورے سے انکار کرنے کی بدولت اب بیت المقدس کی قسمت کا انحصار صلاح الدین کی مرضی پر ہوگیا تھا۔ یہ شہر آدمیون سے تو بھرا ہوا تھا لیکن لڑنے والون کی کمی تھی۔ جو فوجین اُسے بچاتین وہ پہلے ہی جا چکی تھین۔ اور وہ فوجین اگر موجود ہوتین تو بھی غالباً محاصرہ کا یہی انجام ہوتا۔ بلکہ یقیناً اُس سے خوف اور اندیشے زیادہ بڑھ جاتے۔ صلاح الدین نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ لاطینی سلطنت بیت المقدس فنا ہو جائے۔ اور تاوقتیکہ خود اُس کی یا اُس کے دشمنون کی یہ حالت نہ ہو جائے کہ

بیت المقدس کا محاصرہ اور اُس پر مسلمانون کا قبضہ

مسلمانون کی صفون کو چیرتا ہوا نکل جائے جس رُخ پر اُس نے حملہ کیا اُدھر صلاح الدین کا بھتیجا بھائی تقی الدین مسلمانون کا جنرل تھا۔ اُس کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھاگنے اور نکل جانے کی تجویز مین ہین تو فوراً حکم دیا کہ اُنھین نکل جانے کے لیے راستہ دے دیا جائے۔ راستہ تو دیدیا گیا مگر ادھر کے میدان مین اسلامی والنٹیرون مین سے کسی نے آگ لگا دی۔ گھاس وہان کثرت سے تھی۔ اور ہوا تیزی سے چل رہی تھی۔ آگ سارے میدان مین پھیل گئی۔ اور عیسائی سخت مصیبت مین پڑ گئے۔ قمص کے چلے جانے کے بعد عیسائیون کو زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ اور اب اُنھون نے صرف جان دینے کے لیے لڑنا شروع کیا۔ اور ایسے ایسے حملے کیے کہ مسلمانون کو ہٹا ہٹا دیتے تھے۔ آخر مسلمانون نے اُنھین گھیر کے اپنے حلقہ مین کر لیا۔ اور وہ سب لوگ سمٹ کے ایک ٹیلہ پہ چلے گئے۔ تھوڑی دیر کی لڑائی مین سارے مسیحی لشکر کا یہ حشر ہوا کہ یا تو مارے گئے یا گرفتار ہوئے۔ مگر اس کثرت سے کہ جو مقتولون کو دیکھتا خیال کرتا کہ صرف مارے ہی گئے گرفتار ایک بھی نہ ہوا ہوگا۔ اور جو اسیرون کو دیکھتا وہ سمجھتا کہ سب کے سب زندہ ہی پکڑ لیے گئے۔ اب صرف اُن کا بادشاہ ڈیڑھ سو آدمیون کے ساتھ اُس ٹیلہ پر باقی رہ گیا۔ جہان اُس کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مسلمانون نے لڑ لڑ کے وہ مقدس صلیب بھی چھین لی جس کی نسبت اُن کا اعتقاد تھا کہ اصلی صلیب ہے اور خاص اسی پر حضرت مسیح مصلوب ہوئے تھے۔ اب اُن کی آنکھون مین دُنیا تیرۂ و تار تھی۔ جان پر کھیل کے یہ تھوڑے آدمی بھی اس شجاعت سے لڑے کہ خود سلطان صلاح الدین کے بیٹے افضل نے علامۂ ابن اثیر سے بیان کیا کہ "مین اپنے والد کے برابر کھڑا تھا۔ اور یہ پہلا میدان جنگ تھا جسے مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ عیسائیون نے تین مرتبہ ایسا سخت حملہ کیا کہ مسلمانون کو میرے والد کے قریب

لڑائی کے قابل ہی نہ رہین وہ لڑائی سے باز نہ آتا۔ کثرت فوج۔ روپیہ پیسہ۔ ملک ملنے کی اُمید گاہین۔ فنون جنگ مین طاق ہونے۔ اور نیز آلات جنگ سب چیزون مین صلاح الدین کو اپنے دشمنون پر ترجیح تھی۔ ان سب چیزون کے سامنے اُن لوگون کے لیے جو محض اپنی شجاعت کی بنیاد پر مقابلہ کرین دیر یا سویر مین مغلوب ہو جانا لازمی تھا۔ ایسی حالت مین جنگ کو طول دینے کا نتیجہ صرف یہی تھا کہ اور زحمت و مصیبت مول لی جاے۔ صلاح الدین چاہیے ولی یا کوئی نامور بہادر نہ ہو لیکن اس امر سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ بہ نسبت عیسائیون کے جنھون نے گاڈ فرے کی افسری مین شہر بیت المقدس کے اندر خون کے دریا بہا دیے تھے زیادہ رحمدل تھا۔ اور اُس کی زبان بھی اُن کے مقابل مین زیادہ شائستہ اور نرم تھی۔ اُس کا قول تھا کہ "مین اُس شہر کی بے عزتی نہین کرنا چاہتا جو مسلمانون اور عیسائیون دونون کی نظر مین مقدس ہے" اُس نے خود اس بات کی ذمہ داری کی کہ اگر شہر والے ہتھیار رکھدین تو مین صرف اتنا ہی نہ کرونگا کہ اُنھین حوائج ضروری کے لیے روپیہ دون بلکہ ارض شام مین رہنے کے لیے اُنھین جگہ بھی دونگا۔ لیکن تمام ارادون اور اغراض مین ضعیف الاعتقادی اور غدر کا ایک ہی منشا ہوا کرتا ہے۔ اُس کی یہ مہربانی

تک ہٹا لائے۔ مگر مسلمانون نے یہان سے قدم جما کے پھر مارنا شروع کیا۔ اور اُنھین ہٹاتے ہوئے پہاڑی کے اوپر تک پہونچا آئے۔ مین جب اُنھین اوپر تک ہٹ جاتے دیکھتا تو بے اختیار میری زبان سے نکل جاتا "وہ بھگا یا" تیسری دفعہ جیسے ہی میری زبان سے یہ کلمہ نکلا والد نے کہا "چُپ۔ جب تک وہ خیمہ قائم ہے اُنھین شکست نہ ہوگی"۔ مگر جیسے ہی اُنھون نے یہ الفاظ کہے کیا دیکھتا ہون کہ خیمہ گر گیا۔ یہ دیکھتے ہی والد گھوڑے سے اُتر کے سجدے مین گر پڑے اور جوش مسرت سے اُن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اب لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ بادشاہ بیت المقدس۔ اُس کا بھائی۔ پرنس ارناط حاکم کرک۔ حاکم جُبیل۔ ابن ہنفری لٹیاس کا سردار اعلے گرفتار ہو گئے۔ فتح کے بعد صلاح الدین اپنے خیمے مین بیٹھا۔ فرنگی بادشاہ یروشلیم اور پرنس حاکم کرک کو اپنے سامنے بُلوایا۔ جب وہ آگئے تو بادشاہ کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور اُسے پیاس سے بیتاب دیکھ کے برف کا جھلا ہوا پانی پلایا۔ بادشاہ نے سیر ہو کے اپنا بچا ہوا پانی پرنس کو دے دیا۔ جس نے بغیر صلاح الدین سے اجازت لیے پی لیا۔ اس شخص نے مسلمانون پر بڑے بڑے ظلم کیے تھے۔ اور صلاح الدین کیا معنے ہر مسلمان اُس سے

جس مین اُس کی بھی عزت تھی اور اُن لوگون کی بھی کچھ بے عزتی نہ تھی جو اُسے قبول کرتے۔ نامنظور کی گئی اور صلاح الدین قسم کھا گیا کہ اب جو مین شہر کو اپنی تلوار سے فتح کر کے اُس کی شہر پناہ کے اندر داخل ہون گا تو ویسی ہی سخت اور خوفناک قربانی چڑھاؤن گا جیسی صلیبیون نے اپنی قابل لغرت فتح کے بعد چڑھائی تھی۔ لیکن اورون کی خوش قسمتی اور اپنی نہایت ہی شریف النفسی سے اُس نے اپنے اس عہد کو حرف بحرف پورا نہین کیا۔ چودہ ہی روز مین محاصرہ کا خاتمہ ہوگیا۔ مسیحیون سے جہان تک ہو سکا اُنھون نے مسلمانون کی منجنیقین فارت کر ڈالین۔ گرجون مین جس قدر سونے کا ساز و سامان تھا اُسے گلا کے نقد بنا لیا۔ لیکن اُن کی ان تمام کوششون سے کوئی وقیع فائدہ نہین حاصل ہو سکا۔ عیسائیون کے اس اعتقاد سے کہ صلیب کے حامیون کے لیے موت ذریعۂ نجات ہے۔ اور مسلمانون کے اس یقین سے کہ جو جہاد مین مارا جائے گا اُس کے واسطے جنت کے دروازے فوراً کھل جائین گے۔ صرف اس قدر فائدہ حاصل ہوا کہ لوگ بڑی بہادری سے لڑے اور زیادہ کشت و خون ہوا۔ آخرکار محصورین کو پتہ لگ گیا کہ سینٹ اسٹیفن کے پھاٹک کے قریب فصیل کے نیچے سُرنگ تیار ہو گئی ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی اُن کو بالکل مایوسی ہو گئی اور سمجھ گئے کہ اب سوا کسی معجزہ کے کوئی چیز ہمین نہین بچا سکتی۔ پادری اور عوام الناس سب جا جا کے گرجون مین جمع ہو گئے۔ اتنے مین یہ سن کے اور زیادہ خوف زدہ ہو گئے کہ شہر کے اندر جو یونانی آباد ہین اُنھون نے دشمن سے سازش کر لی۔ اب اُنھین صلاح الدین کا وہ پہلا مہربانی کا

جلا ہوا تھا۔ یہ خفیف گستاخی بھی غصہ دلانے کے لیے کافی تھی۔ صلاح الدین غصہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور یہ کہہ کے کہ "ملعون نے بے اجازت میرے پانی پی لیا!" تلوار کھینچ لی۔ پھر اُس پر اسلام پیش کیا۔ اور جیسے ہی حرف انکار اُس کی زبان سے نکلا خود اپنے ہاتھ سے اُس کا سر اُڑا دیا۔

عہ صلاح الدین مع لشکر کے وسط رجب ۵۸۳ھ مین بیت المقدس کے گرد اُترا۔ پانچ دن تک شہر کے گرد چکر لگاتا اور اندازہ کرتا رہا کہ کدھر سے حملہ مناسب ہوگا۔ اس لیے کہ یہ شہر نہایت ہی مضبوط تھا اور قبضہ کرنا سخت دشوار تھا۔ آخر شمال کی طرف باب کنیسہ کو اُس نے تجویز کیا۔ اور اُسی کے سامنے ۲۰ رجب کو ٹھہر گیا۔ اور منجنیقین چڑھوانی شروع کین۔ صبح ہوتے ہوتے وہ سنگ باری کی کلین کھڑی ہو گئین۔ اور لڑائی شروع ہوئی۔

پیام یاد آیا۔ لیکن اُس مہربانی کے طلب کرنے کے لیے جو ایلچی بھیجے گئے تھے اُنھین سخت جواب ملا کہ "اب تو مین قسم کھا چکا ہون کہ عیسائیون کے ساتھ وہی سلوک کرون گا جو گاڈفرے اور اُس کے ساتھیون نے مسلمانون کے ساتھ کیا تھا"، تاہم اپنی اُس قسم کے خلاف اُس نے اس بات کا وعدہ کر لیا کہ "اگر تم لوگ فوراً اسی وقت ہتھیار رکھ کے شہر میرے حوالے کر دوگے تو رحم سے پیش آؤن گا"۔ محصورین اب آمادہ ہو گئے کہ صلاح الدین کے اس وعدے پر بھروسا کر لین کیونکہ اب اُن مین مقابلہ کی طاقت نہین رہی تھی۔ غرض معاہدہ ہوا۔ اور ان شرطون سے کہ رؤسا اور سپاہی شہر طائر (صور) مین پہونچا دیے جائین جو اس وقت تک کونراڈ کے قبضہ مین تھا۔ لاطینی (رومی) باشندون مین سے مرد فی نفر دس دینار۔ عورت فی نفر پانچ دینار اور بچے فی نفر ایک دینار جزیہ ادا کر کے اپنی جان بچائین۔ اور اگر یہ ٹیکس نہ ادا کر سکین تو مسلمانون کے غلام بن جائین گے۔ بیمارون اور معذورین سے صلاح الدین نے کچھ تعرض نہین کیا اور گو نائٹس آف دی ہاسپٹل کا شمار اُس کے سخت دشمنون مین تھا۔ لیکن اُن کے جتھے کے لوگون کو اُس نے اجازت دی کہ ایک سال تک بیت المقدس مین ٹھہر کے اُن بیمارون کی تیمارداری کرین جو مرض کے باعث لے جائے جانے کے قابل نہین ہین۔

ایک ایسی مذہبی لڑائی کے لحاظ سے جس کو چھڑے ہوئے اب قریب قریب ایک صدی گزر چکی تھی اگر غور کیا جائے تو اِن شرایط مین بہت رعایت تھی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عیسائیون نے چونکہ صلاح الدین کی اطاعت قبول کر لی تھی اس لیے وہ اس رعایت کے مستحق تھے۔ اور گاڈفرے اور پطرس راہب کے زمانہ مین بیت المقدس کے محصور باشندے آخر تک لڑتے رہے تھے۔ مگر اس کے جواب مین اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ یہ اطاعت مجبور ہونے کے بعد اختیار کی گئی تھی اور صلاح الدین اس بات سے واقف بھی تھا۔ اور پہلی صلیبی لڑائی کے سپہگرون سے اگر اہل اسلام یہ درخواست بھی کرتے کہ اِن شرایط پر ہم اطاعت کرنے کو موجود ہین تو وہ لوگ قطعاً انکار کرتے۔ ہتھیار رکھنے کے شرایط۔

ع‍ بیت المقدس والون نے جمعہ کے دن ۲۷۔ رجب ۵۸۳ھ کو ہتھیار رکھے اور شہر کے پھاٹک فاتحین کے لیے کھول دیے۔

سامان سفر درست کرنے کے واسطے لوگون کو چار روز کی مُہلت دی گئی عہ

لاطینیون کا بیت المقدس سے نکلنا۔

پانچوین دن تارک الوطن عیسائی دشمن کے لشکرگاہ مین سے ہوکر گزرے۔ عورتین بچون کو گود مین لیے ہوئے تھین یا اُن کی اُنگلیان پکڑے ہوئے تھین۔ اور مرد اسباب خانہ داری مین سے اُن چیزون کو لادے ہوئے تھے جنھین لے جا سکتے تھے۔ جس وقت غل ہوا کہ ملکہ اور اُس کی خواصین جاتی ہین تو صلاح الدین خود باہر نکل آیا اور نہایت شائستگی کے ساتھ تشفی و دلدہی کے کلمات کہے۔ اُس کے (ان) رحمدلی کے الفاظ سے خوش ہوکر اُنھون نے التجا کی کہ ہمین نہ اپنی زمین کی پروا ہے اور نہ مکانات اور اسباب کی۔ ہماری بس اتنی درخواست ہے کہ ہمارے باپ۔ بھائی اور شوہر ہمین دے دیے جائین۔ صلاح الدین نے اُن کی یہ درخواست قبول کی۔ اُن لوگون کو خیرات کے طور پر روپیہ دیا۔ جو لڑائی کی وجہ سے یتیم یا مفلس ہوگئے تھے۔ اور اس ٹیکس کا ایک حصہ غریبون کو بالکل معاف کر دیا اس طرح سے گھٹتے گھٹتے اُن لوگون کی تعداد جو جزیہ نہین دے سکے صرف گیارہ

عہ ابن اثیر اور دیگر مسلمان مورخین کا بیان ہے کہ ادائے رقم جزیہ کے لیے چالیس دن کی مُہلت دی گئی تھی۔ یعنے اگر اس مدت مین روپیہ نہ ادا کرین تو غلام ہو جائین۔ اس ٹیکس کے وصول کے لیے پھاٹکون پر پہرے معین کر دیے گئے کہ جو رقم معینہ ادا کر دے وہ چلا جائے مگر بقول ابن اثیر کے ان تحصیل کرنے والون نے خیانت کی۔ اور سلطان کے خزانہ مین تھوڑا ہی روپیہ داخل ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ شمار کرنے سے معلوم ہوا تھا کہ شہر مین ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سوار اور پیدل تھے علاوہ عورتون اور بچون کے۔ ان مین سے مرد عورت اور بچے سب ملا کے کل سولہ ہزار آدمی گرفتار کیے گئے۔ باقی سب چھوٹ گئے۔ بہت سے عیسائیون نے یہ چالاکی کی کہ مسلمانون کا لباس پہن کے نکل گئے۔ سب سے بڑی تعریف صلاح الدین کی نیک نفسی۔ دیانت داری اور بے طمعی کی یہ ہے کہ بیت المقدس مین عبادت گزاری کی غرض سے بہت سی یورپین شاہزادیان تھین جن کے پاس زر و جواہر کی قسم سے بے انتہا دولت تھی۔ اُن سب کو اُس نے مع اُن کے روپیہ کے چھوڑ دیا۔ اور سوا اُس مقررہ ٹیکس کے ایک کوڑی نہ لی۔ یہان کا لارڈ بشپ کنیسون کی ساری جا بُدا د جو بے انتہا قیمتی اور سونے چاندی کی تھی نکال کے ساتھ لے گیا مگر صلاح الدین نے ذرا بھی

بارہ ہزار رہ گئی۔ اور مسلمانون کی غلامی گو ذلیل ہو لیکن اُس مین وہ مظالم نہین ہوتے تھے
جو اُس غلامی مین تھے جو ابھی کل کی بات ہے کہ سخت لڑائیان لڑکے دُنیا سے مٹائی گئی۔

فتحمندی کی بہت ہی معمولی شان سے صلاح الدین بیت المقدس مین داخل ہوا۔ پھریرے ہوا مین اُڑ رہے تھے اور باجہ بج رہا تھا کہ صلاح الدین حضرت عمر کی مسجد (مسجد اقصی) کی طرف بڑھا جس کے کلس پر ابھی تک صلیب ہی لگی ہوئی تھی۔ وہ صلیب جس وقت وہان سے اُکھاڑکے زمین پر پھینکی گئی اور کیچڑ مین گھسیٹی گئی تو وہ عیسائی جو اُس وقت وہان موجود تھے ڈاڑھین مار مار کے رونے لگے۔ اُس صلیب کی دو روز تک یہی بے عزتی ہوتی رہی مسجد گلاب سے دھوئی گئی۔ اور پھر اُس خدا سے وحدہ لاشریک کی عبادت گاہ قرار پائی جو اسلام مین مانا جاتا ہے عــہ۔ صلیبون۔ تبرکات۔ اور مسیحی معبد کے مقدس ظروف سے چار صندوق بھرے ہوئے تھے وہ فاتحون کے ہاتھ لگے۔ اِن چیزون کی نسبت صلاح الدین کی یہ خواہش تھی کہ اُنھین خلیفۂ وقت کی خدمت مین — بیت المقدس مین صلاح الدین کا داخلہ

فراحمت نہ کی۔ بعض مشیرون نے کہا بھی کہ یہ تو ساری دولت نکالے لیے جاتے ہین اُس نے صاف جواب دیا کہ مین بدعہدی و غدر نہین کرسکتا۔ اِن لوگون کو یہان تک مہلت اور موقع دیا گیا تھا کہ رومی اور فرنگی عیسائیون نے اپنی جائدادین نیلام کرنا شروع کردین۔ اور مسلمان فوجی لوگون اور اُن شامی عیسائیون نے جنھین صلاح الدین نے جزیہ مقرر کر کے رہنے کی اجازت دے دی تھی مول لین۔ اس طرح اپنی ادنے ادنے چیز کو ٹھکانے لگا کے اور اُس کو اطمینان کے ساتھ نقد کر کے وہ ہمراہ لے گئے۔ یہ اسی شہر مین ہوا جس مین ہر مسلمان بچہ تک ذبح کر ڈالا گیا تھا۔ اور اُنھین لوگون کے ساتھ ہوا جنھون نے ایسا بہیمیت کا ظلم کیا تھا۔ اور اس پر بھی یورپین مورخین کو یہ کہتے شرم نہین آتی کہ مسلمان ظالم۔ خونریز اور بے رحم ہین۔

عــہ مسجد اقصی مین ہاسپٹلرس نے اپنے لیے مختلف مکانات بنا لیے تھے۔ اُنھین گرواکے صلاح الدین نے مسجد کی قدیمی وضع پھر قایم کی۔ اور اس کے بعد دوسرا جمعہ ۴۔ شعبان ۵۸۳ھ کو ہوا تو صلاح الدین نے مسجد اقصی مین نماز جمعہ ادا کی۔ قاضی دمشق امام محی الدین بن زکی نے ایک پُرجوش خطبہ پڑھا جو دیکھنے کے قابل ہے۔ اور عربی لٹریچر کا اعلے نمونہ ہے۔ اور واقعی جب اس سین کا خیال کرنے سے آج سات سو انتالیس برس بعد بھی ہمارا خون جوش مارنے لگتا ہے۔ اور ہمارے رونگٹے کھڑے ہو ہو جاتے ہین تو ہم نہین کہہ سکتے کہ اُسوقت

عمدہ ترین یادگار فتح کی حیثیت سے بھیج دے۔ لیکن محض اپنی نیک نفسی کے باعث وہ اس ارادے سے بھی باز آگیا۔ چنانچہ سب صندوق بیت المقدس کے لارڈ بشپ کی لوٹ مین چھوڑ دیے گئے۔ اور اُن کی قیمت جو باون ہزار بزنٹ (قسطنطنیہ کی اُس عہد کی اشرفیان) قرار دی گئی تھی انگلستان کے شاہ رچرڈ نے ادا کی۔

شہر طائر (صور) زیر حکومت کونراڈ بچ رہنا۔

کونراڈ شہر طائر (صور) پر قابض رہا اور اُس وقت بھی اُس نے ہتھیار نہ رکھے جب خود صلاح الدین نے اُس شہر پر حملہ کیا۔ صلاح الدین نے تو خود ہی محاصرہ ملتوی کر دیا۔ لیکن اُس کے بعد دوسرا شخص جو شہر طائر کے پھاٹکون کے سامنے نمودار ہوا وہ گے آف لوزگنن (سابق حاکم بیت المقدس) تھا۔ جسے اب رہائی نصیب ہو گئی تھی۔ اور اُس نے آتے ہی اصرار کیا کہ اس شہر کا مالک مین تسلیم کیا جاؤن ٹمپلرس کے سردار نے اُس کی تائید کی۔ اس کا جو جواب ملا وہ بہت ہی مختصر اور معقول تھا یعنی کہا گیا کہ "لوگ سوا اُس بہادر نائٹ کے جس نے اس وقت تک بڑی بہادری سے اُن کی حمایت کی اور کسی کو اپنا مالک نہ تسلیم کرین گے" لیکن طائر کے بچ جانے سے لڑائی کے تمام نتائج مین کوئی فرق نہین آیا۔ شہر پر شہر صلاح الدین کے قبضے مین آتے گئے اور اُس کی فتوحات کا طولانی سلسلہ اُس وقت ختم ہوا جب وہ شہر انطاکیہ مین داخل ہوا۔

صلاح الدین کے دیگر فتوحات۔

اُس واقعہ کو اٹھاسی برس گزر چکے تھے جب گاڈفرے اور ٹینکرڈ کے صلیبی سپاہی بیت المقدس کی شہر پناہ پر فتحمندی کے ساتھ کھڑے ہوئے نظر آئے تھے اور اس تمام زمانہ مین یہ لاطینی سلطنت شاذ و نادر ہی لڑائیون۔ خانہ جنگیون اور ہر قسم کے جھگڑون اور فسادون سے خالی رہی تھی۔ ابتدا ہی سے اُس مین کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے اُس کی پائداری ہو۔ ابتدا ہی سے اُس کے ایسے لچھن نہ تھے کہ اُسے استقلال حاصل ہو اور ابتدا ہی سے ایسی علامتین نظر آتی تھین جو قطعی زوال کا حکم لگا رہی تھین۔ (۱) اُس نے دغا بازی کو جائز کر دیا۔ اس لیے کہ اُس کی بنا اس اصول پر تھی کہ بیدینون (مسلمانون) سے کسی عہد کے ایفا کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اور آخر اسی کا اُن کو خمیازہ بھگتنا پڑا۔

مسیحی سلطنت بیت المقدس کے ضعف کے اسباب۔

(۱) مسلمانون سے معاملت کرنے مین بد دیانتی۔

لوگون کی کیا کیفیت ہو گی۔ اور امام محی الدین اُس وقت کے جوش مین کیسی کچھ فصاحت و بلاغت دکھا سکے ہون گے۔ اُس خطبہ کا پورا ترجمہ انگریزی کتابون مین بھی موجود ہے۔ مگر طوالت کی وجہ سے ہم نقل نہین کر سکتے۔

شہر بانیاس کے حوالی مین مویشی چرانے کا حق بالڈون سوم نے مسلمانون کو عطا کیا
تھا لیکن عین اُس وقت جب چراگاہ اُن کے مویشیون سے بھری ہوئی تھی ناگہان عیسائی
فوجین جا پڑین جنھون نے چرواہون کو قتل کر ڈالا اور گلے ہنکا لائے۔ لیکن مجھے اُمید
رکھنی چاہیے کہ شاید اُنھون نے بادشاہ بیت المقدس کی منظوری سے یہ حرکت

(۲) اُن کے حقوق جائداد کا لحاظ نہ کرنا۔

نہ کی ہوگی جو وہان کے تمام لاطینی سلاطین سے زیادہ عالی حوصلہ تھا۔ (۲) وہ
کسی جائداد پر کسی کا حق نہین تسلیم کرتی تھی سوا اُن لوگون کے جو مسیح کے دین کے
پیرو ہون۔ اور جب لوگ ایسی بے انصافی کرنے کے مجاز کر دیے گئے تو اُن مین اور

(۳) فوجی تربیت نہ ہونا۔

قسم کی بد وضعی بھی پیدا ہو گئی۔ (۳) چھوٹی چھوٹی لڑائیون اور معمولی خانہ جنگیون مین
لوگون کو دل کا بخار نکالنے کی تو اُس نے خوب آزادی دے دی لیکن فنون جنگ
اور باضابطگی و باقاعدگی کے قائم رکھنے یا ترقی دینے کی ذرا بھی کوشش نہ کی جس کی

(۴) اُن مین مدبر لوگون کا نہ ہونا

سخت ضرورت تھی۔ (۴) یہ متواتر طور پر نظر آ رہا تھا کہ نظم و نسق ممالکت کی لیاقت
رکھنے والون کی کلیتہً کمی تھی۔ ایک ایسے ملک مین جو ارض شام کی سی حیثیت رکھتا ہو
عقلمند فرمان روا کا یہ کام ہوتا کہ رعایا کی استمالت مین اپنی پوری قوت صرف کرے
قرب و جوار کی سلطنتون سے تعلقات دوستی پیدا کرے۔ اور اُن تعلقات کو قائم رکھے۔
دوسرے سلاطین سے عہد نامے کرے اور اپنے عہدون کو ایفا کرے۔ تاکہ وہ سلطنتین
جنھین وہ دوست نہ بنا سکا ہو اُس سے دبی رہین۔ مگر یہ امر بے بتائے معلوم ہے
کہ لاطینی سلطنت ارض مقدس کی تاریخ دیکھنے سے اُس کی حالت بالکل اس کے
خلاف نظر آتی ہے۔ فقط ایک مصر ہی کے معاملہ کو دیکھیے کہ وہان لاطینی بادشاہون
نے ابتداءً تو وہ طریقہ اختیار کیا جو از روے عقل اُنھین اختیار کرنا چاہیے تھا
لیکن آخر مین محض طمع کی بدولت اس ملک کے متعلق بھی اُنھون نے اُس طرز

(۵) بدکاری و بد اخلاقی۔

عمل کو ترک کر دیا۔ (۵) بدکاری و بد اخلاقی بھی وہان پیدا ہو گئی تھی۔ اور گو یہ چیز
سلطنت کی پیدا کی ہوئی نہ تھی لیکن خود اپنے بچانے کے لیے اُسے اس چیز کے
روکنے کی ضرورت تھی۔ لوگون کا چال چلن درست کرنے کی کوئی کوشش نہین
کی گئی بلکہ شہر صور کے ولیم نے جو الفاظ لاطینی عورتون کے حالات مین لکھے
ہین اُن سے اُن کی اخلاقی حالت نہایت ہی مخدوش ظاہر ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ

(٦) صلیبیون مین استقلال کا نہ ہونا

اُن مین بے انتہا آوارگی و بے عصمتی تھی۔ع۵ (٦) بدقسمتی سے اِس سلطنت کی بنا محض قسمت آزماؤن اور اُن جانبازون کے ہاتھ سے پڑی تھی جو کسی ملکی غرض کے لیے نہین بلکہ مذہبی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ اِسے دوسرے الفاظ مین یون کہہ سکتے ہین کہ رفاہ عام کے لیے نہین بلکہ اپنے اپنے ذاتی فائدہ کے واسطے جمع ہوئے تھے۔ لہذا اِس سلطنت کی ابتدا ہی اتفاق کے کسی اصول پر نہین پڑی تھی۔ ممکن تھا کہ وہ بہادر جو اِس مہم مین شریک ہوئے تھے جب چاہتے یہ خیال کر کے اُس کا ساتھ چھوڑ دیتے کہ ہم نے جو عہد کیا تھا وہ پورا ہو گیا اور جو ذمہ داریان اپنے سر لی تھین تکمیل کو پہونچ گئین۔ گو اصل مین بے انتہا ضرورت ہوتی کہ اِس مہم کو فوجی اور تمدنی حیثیتون سے کامیاب کرنے کے لیے اُن کی کوششین برابر جاری رکھی جائین۔

(٧) ردی سردارون کے باہمی جھگڑے اور جُدا جُدا علاقے۔

(٧) یہ مہمین ایسی نوعیت کی تھین جو اِس بات پر منتج ہوئین کہ لوگون مین ذاتی اور شخصی فائدے حاصل کرنے اور اُن کے باقی رکھنے کا خیال پیدا ہوا اور اِس کے نتیجہ مین سلطنت بے شمار اُمرا اور تعلقدارون مین تقسیم ہو گئی۔ جس کے باعث سے ایسے جھگڑے پیدا ہوئے جو کسی طرح ختم ہونے ہی کو نہین آتے تھے۔ سلطنت ہمیشہ خطرے کی حالت مین نظر آتی تھی۔ اور اکثر موقعون پر اُس کے اُمرا دغا اور فریب کے ذریعون سے کامیابی حاصل کیا کرتے تھے۔

(٨) دیوانی عدالتون کے حریفانہ رقیبانے اختیارات خاص قسم کے مذہبی اور فوجی اعزاز۔

(٨) اُس نے ایسی جماعتون کے قائم ہونے کا شوق پیدا کیا یا اُن کے قائم ہونے کی اجازت دی۔ یا اُن کے قیام کو بمجبوری جائز رکھا جو عدالتانہ اقتدارات کو خودمختاری کے ساتھ اپنے ہاتھ مین لیتی تھین۔ اِس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کسی ایسی عام قوت کا پیدا ہونا غیر ممکن ہو گیا جس کے زیر اختیار سب لوگ ہون جنگی اعزازون کی بنیاد گو اعلے درجہ تک مفید ثابت ہوا ہوتا۔ نائٹس ٹمپلرس کی ابتدا بے نفس حامیان حرم کی حیثیت سے پڑ سکتی تھی نائٹس ہاسپٹلرس بیمار و بیکس صلیبی زائرون کی خدمت گزاری کر کے سینٹ جان

ع۵ "کتاب کنگڈم آف جروسلیم" کے مصنف کانڈر نے اگرچہ اِن فلسطین کے رومیون اور متوطن مشرق مغربی مسیحیون کی عورتون کے چال چلن کے سنبھالنے کی بہت کوشش کی ہے مگر اُسے بھی اتنا فرور ماننا پڑا ہے کہ جب یہ لوگ فارغ البال ہو کے اور امیر و رئیس بن کے بیٹھے تو شام کی بازاری عورتین اُن کے محلون اور قلعون مین ناچ رہی تھین۔ پھر نائٹ سازی کی ترقی کے ساتھ عشقبازی کو بھی لازمی طور پر ترقی ہوتی جاتی تھی واقعات کا تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر عورتون کا چلن خراب تھا

کے حلقہ کے بھائی ثابت ہو سکتے تھے۔لیکن ایسی سرزمین پر جہان ہر وقت بے رحم یا کم از کم قابل نفرت دشمن کا سامنا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔اُن کا ہتھیار بند رہنا حق بجانب تھا۔ہتھیار باندھنے کی ضرورت سے اِس بات کی ضرورت اُن پر عاید ہوئی کہ فنون جنگ کو سیکھین اور باضابطگی و باقاعدگی کی تعلیم پائین۔ اور ایک ایسی سوسائٹی کے پُرجوش ممبرون کا فنون جنگ سے واقف ہو جانا جنھون نے دُنیا ترک کر دی تھی اور خود مختار ہو گئے تھے اندیشہ سے خالی نہ تھا۔اِن اعزازون اور ڈگریون مین فی نفسہ جو قوت تھی وہ اُس آزادی سے اور بڑھ گئی جو کچہ تو لاطینی شاہان بیت المقدس اور زیادہ تر پوپ روم کے ہاتھ سے اُنھین عطا ہوئی تھی۔ہاسپٹلرس تو اس وجہ سے کہ وہ غریبون کی پرورش اور زائرون کی ضیافتین کیا کرتے تھے عُشر یعنی محصل کا دسوان حصہ ادا کرنے سے بری کر دیے گئے اور اُن قوانین سے بھی مستثنیٰ ہو گئے جو سارے ملک پر نافذ کیے جاتے۔اِس کے ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ کسی اُسقف اعظم یا مقتدائے دین کو اس بات کا اختیار نہین ہے کہ اُن کے متعلق مذہب سے خارج کرنے یا ارتداد کا فتوی جاری کر سکے۔جس کا مطلب دوسرے الفاظ مین یہ ہوا کہ ایک ایسی جماعت پیدا کر دی گئی جس کو مقتدایان دین سے پوری رقابت ہو۔ اور اس کے نتیجے مین اِن دونون فریقون کے فیما بین ایسی نزاع کا قائم رہنا لازمی ہو گیا جو کبھی مٹائے نہ مٹ سکے۔لہذا یہ کوئی حیرت کی بات نہین ہے کہ مذہبی مقتداؤن کو یہ شکایت پیدا ہوئی کہ وہی نائٹ لوگ اُس آزادی پر قناعت نہین کرتے جو اُنھون نے اختیار کر رکھی ہے بلکہ ایسے لوگون کو اپنے پاس پناہ بھی دیتے ہین جو در اصل اُن کی جماعت سے خارج ہین۔ اور محض اِس بنیاد پر کہ اُن کی نسبت ارتداد اور خارج از دین ہونے کا فتوی دیا گیا ہے۔اُن کی پناہ مین آ جاتے ہین۔اِسی قدر نہین بلکہ نائٹس آف ہاسپٹل کو مقتدایان دین کے ساتھ اگر یہ جھگڑے در پیش تھے تو اس سے بھی زیادہ سخت جھگڑا اُن مین اور اُن کے ہم مرتبہ حریفون نائٹ ٹمپلرس مین تھا۔ اغراض و مقاصد کے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک فرقہ اُن معاملات کو ترقی کے ساتھ چلانا چاہتا تھا جن کی نسبت دوسرے فرقہ کی خواہش تھی کہ مٹا کے نیست و نابود کر دیے جائین۔ وہ اُمور جن مین دونون کو

ساتھ دینے کی ضرورت ہوتی اُن مین ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے باہم رقابت پیدا ہوتی - اور ہر فریق ساتھ دیتے دیتے ایسے وقت پر مدد دینے سے قطعی انکار کر دیتا - جب کہ سلطنت کی بہتری کے واسطے اُس کی مدد کی بے انتہا ضرورت ہوتی تھی - اِن باتون سے بیت المقدس مین یہ حالت پیدا ہو گئی تھی کہ خود بادشاہ اور اُس کے اُمرا و تعلقدار تو مقتدایان دین کے خلاف تھے اور فوجی لوگون کو تعلقدارون کے ساتھ بھی ویسی ہی بے انتہا مخالفت تھی جیسی کہ پادریون کے ساتھ تھی - جس سلطنت کے یہ حالات ہون اُس کی نسبت یہ الفاظ بالکل صحیح ہین کہ "جس گھرانے مین ہر ایک دوسرے کا دشمن ہوگا وہ ضرور برباد ہوگا"

ساتوان باب

تیسری صلیبی لڑائی

تیسری صلیبی لڑائی کے گرد جھوٹی شان و شوکت کا ایک ہالہ نظر آتا ہے جو محض انگلستان کے بادشاہ رچرڈ شیر دل کے تعلقات کی وجہ سے ہے - رچرڈ اول کی کارگزاریون نے اُن واقعہ نویسون مین بھی جوش پیدا کر دیا ہے جو جوش کے نام تک سے واقف نہ تھے - جنھون نے بڑے شان دار جملون مین اُس کی مدح سرائی کی ہے اور اُس کی سوانح عمری مین ایسا سحر پیدا کر دیا ہے جو سستین آدمیون کو بھی اُس وقت چوکا دیدیتا ہے جب وہ اُسی کی معرکہ آرائیون کے ایسے نمونے میدان ٹراے کا قصہ پڑھتے وقت اخیلیوس[ع] مین پاتا ہے - بلکہ اُنھون نے اِس سے بھی بڑھکے

انگلستان کے رچرڈ اول کی خیالی اور کہانیون کی سی تصویرین

[ع] اخیلیوس کو انگریز اپنی زبان کے تصرفات سے اچیلیز کہتے ہین - مگر ہمارے خیال مین عربی تصرفات سے یہ لفظ اتنا نہین بگڑا اور اصل یونانی سے قریب ہے - اخیلیوس یونان کے دیوتاؤن کے زمانے کا پہلوان تھا اِس نے شہر ٹراے کے محاصرے مین عجیب عجیب خلاف عقل بہادریان دکھائی تھین - یونان کے سب سے مشہور اور پُرانے شاعر ہومر نے اِس لڑائی کے حالات مین اپنی مثنوی ایلیڈ لکھی ہے - جس کو یونانیون مین وہی وقعت و عزت حاصل تھی جو مہابھارت کو ہندوؤن مین حاصل ہے - اخیلیوس بادشاہ پیلیوس کا

زور قلم سے کام لیا ہے۔ اس لیے کہ ان کے بیانات کو اگر ہم تسلیم کرین تو یہ ہوا کہ رچرڈ کی کارگزاریون کی وجہ سے خود اُس کا سب سے بڑا جانی دشمن بھی اُس کا عاشق گویا تھا۔ چنانچہ مشہور کیا جاتا ہے کہ صلاح الدین کے بھائی نے عین اُس حالت مین جب کہ گھمسان لڑائی ہو رہی تھی اس امر کی قدرشناسی کے ثبوت مین کہ اُس کے ہاتھ سے حریف کے بہت سے آدمی زخمی اور قتل ہوئے اُسے دو عربی گھوڑے بھیجے تھے۔

اِس خیالی تصویر کو چھوڑ کے جب ہم حقیقت کی طرف رجوع کرتے ہین تو ہمین اس تیسری صلیبی لڑائی مین پہلے مجاہدین صلیب گاڈفرے وغیرہ کی وحشیانہ خونخواریون کے عوض طمع اور سخت حرص نظر آتی ہے۔ ایسی سازشین نظر آتی ہین جو نہایت ہی تاریک ہین۔ اور ایسے جُرم دکھائی دیتے ہین جن سے آفتاب بھی شرما کے اپنا مُنھ چھپا لے۔ اس مُہم کے سرگروہون مین ہم ایسے لوگون کو دیکھین گے جن مین اخلاقی طور پر ایک صفت بھی ایسی نہین ہے جو اُن کے بدنامی کے تاریک دھبون کو دھو سکے جن مین اُصول جنگ کے لحاظ سے اندھی ظالمانہ قوت کے ساتھ سپہ سالاری کی بہت ہی تھوڑی قابلیت ہے۔ اور جن مین سے بعض مین ذاتی طور پر ایسی بہیمی جُرأت یا سنگدلی تھی جس کی وجہ سے نہ وہ خطرے سے ڈرتے تھے اور نہ کسی سخت سی سخت محنت مین تھکتے تھے۔ جو چیز کہ ہزارہا دشواریون پر غالب آجاتی ہے اور اُس قسم کی ہزارہا خلقت کو اپنے اوپر فریفتہ کر لیتی ہے جنھین سب سے زیادہ مسرت محض قوت جسمانی کی پرستش و عبادت مین حاصل ہوتی ہے۔ شاہ انگلستان رچرڈ اول بہ حیثیت ایک سپہ سالار کے نپولین اول کے مقابلہ مین کوئی چیز نہین ہے۔ لیکن ہان جرائم مین مبتلا ہونے کی حیثیت سے البتہ اُس کا پورا ہمسر ہو سکتا ہے گا تھ لوگون کے سردار الیرک اور قوم ہن کے حکمران اٹلا نے کبھی اس بات کا دعوے

تیسری صلیبی لڑائی کے مجاہدون کا حقیقی چال چلن

لا کا تھا جو ایک دریائی دیوی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسفندیار کی طرح اُس کا سارا جسم ایسا تھا کہ اُس مین کوئی ہتھیار اثر نہ کر سکتا تھا۔ صرف ایڑیان نازک تھین جو چوٹ کھا سکتی تھین۔ ٹرا ے والون کے زبردست پہلوان ہکٹر کے قتل کرنے کے بعد محاصرے کے خاتمہ پر پیرس نام ایک پہلوان نے اُس کی ایڑی کسی حربے سے

نہین کیا کہ وہ مہذب لوگون کے بادشاہ تھے[ع۵]۔ مگر وہ کوئی اور وجہ نہ تھی جس کے سبب سے وہ "غضب الٰہی" کے لفظ سے یاد کیے گئے ہین۔

صلیبی جہاد کے جوش کا انحطاط

ایسے امور جو محض لوگون کے ذاتی جوش اور حالت پر منحصر ہون اُن مین استقلال ہونا بہت مشکل ہے۔ اور اِس جوش و ولولہ کے جزر و مد کی مثال خاصکر صلیبی لڑائیون مین ملتی ہے۔ کسی امر مین نمایان کامیابی حاصل ہونے سے یہ خیال کر کے مسرت ہوتی ہے اور اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ ہمارا عہد پورا ہوا۔ یا ہم نے اپنا فرض ادا کر لیا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن باتون کی طرف جن مین پہلے اِس قدر دلچسپی رہی تھی کہ سوا اُن کے اور کسی بات کا خیال بھی نہین آتا تھا کم توجہی ہوجاتی ہے یا

زخمی کی۔ اور اس طرح سے اُس کا خاتمہ ہوا۔

ع۵ گاتھ اور ہن دو ظالم وحشی اور لوٹیری قومین تھین جنھون نے قدیم الایام مین یورپ مین ہلچل ڈال دی تھی۔ اور روم اور فرانس کو جو اُس زمانہ مین گالیا کہلاتا تھا بڑی بےرحمی و سنگدلی سے لوٹا اور غارت کیا تھا۔ الیرک قوم گاتھ کا بادشاہ تھا جس نے رومیون کو شکستین دین اور بڑی سخت لوٹ مار اور قتل و خونریزی کا بازار گرم کیا۔ وہ سنہ ۴۰۰ع مین بادشاہ تسلیم کیا گیا تھا۔ اور سنہ ۴۱۰ع مین مرا۔ اٹیلا قوم ہن کے لوگون کا بادشاہ تھا۔ جو سنہ ۴۳۳ع مین تخت پر بیٹھا تھا۔ اور تخت پر بیٹھتے ہی اپنے تمام دوستون اور رفیقون کو قتل کر ڈالا پانچ لاکھ فوج سے روم پر حملہ کیا۔ اور متعدد علاقہ جات روم کو بالکل غارت اور بیکار کر دیا۔ پھر فرانس مین گھُسا اور اُسے بھی تباہ کیا۔ واپسی کے بعد ایک خوبصورت دوشیزہ لڑکی سے شادی کی اور ہم بستری کی پہلی ہی شب مین ایک رگ پھٹ جانے کے باعث سنہ ۴۵۳ع مین مر گیا۔ مورخین اُسے "غضب الٰہی" کے لفظ سے یاد کرتے ہین۔ اُسے ساری دُنیا فتح کرنے کی دُھن تھی۔ مرنے پر اُس کی لاش ایک سونے کے تابوت مین رکھی گئی۔ پھر وہ سونے کا تابوت چاندی کے تابوت مین رکھا گیا۔ اور چاندی کا تابوت لوہے کے تابوت مین رکھا گیا۔ اور ان تہرے تابوتون مین بند کر کے اُس کی لاش ایک کھُلے میدان مین دفن کی گئی۔ قبر مین اُس کے ساتھ وہ نہایت قیمتی چیزین بھی دفن کر دی گئین جو اُس نے روم و فرانس کو لوٹ کے جمع کی تھین۔ جب دفن کے رسوم پورے ہو چکے تو وحشی ہن لوگون نے اُن سب قیدیون کو پکڑ کے قتل کر ڈالا جنھون نے قبر کھودی تھی اور تیار کی تھی تاکہ کسی کو شاہی قبر کا پتہ نہ معلوم رہے۔

سرے سے اُن کا خیال ہی جاتا رہتا ہے۔ آخر عہد کے لاطینی شاہان بیت المقدس
مین بہت کم ایسی کوئی بات تھی جس کی بدولت وہ جوش جو پیٹر دی ہرمٹ کے
وعظ سے پیدا ہوا تھا زندہ اور قائم رہتا۔ اور فی الحال وہ پُرجوش خیال جو قریب
قریب ایک صدی تک مغرب کی مسیحی دُنیا کو گمراہ کرتا رہا تھا بہت کم ہوگیا تھا۔
وہ خیال (اِس لیے کہ اُسے پالسی کے لفظ سے تعبیر کرنے کی عزت نہین
دی جاسکتی) جس نے المرِیق کو مملکت مصر کے فتح کر لینے کی جانب راغب کیا
ایک ایسے شخص کے لیے زیبا تھا جو لاطینی سلطنت بیت المقدس کی تاریخ مین
اعلے درجہ کا مدبر اور سپہ سالار ہو۔ مصر کی فتح مین صرف یہی مصلحت نہ تھی کہ
شمال اور جنوب کی دو مخالف سلطنتون کے ملنے کا اندیشہ نہ رہے گا۔ جن سے
لاطینی سلطنت کو جو اُن دونون کے درمیان مین واقع تھی ہر وقت جان کا
خوف رہتا تھا بلکہ مصر کے فتح کر لینے سے ایک ایسا ملک قبضہ مین آتا نظر آتا
تھا جو تجارت اور تاجرون کے واسطے نہایت ہی مفید تھا۔ اِس فائدے کو
لاٹران کی تیسری کونسل نے بخوبی دیکھ لیا تھا اور اِس مقصد کے حاصل کرنے
کی طرف جوش سے توجہ کی تھی جب کہ اُس نے اِس بات پر زور دیا تھا کہ شہر ۱۱۷۹ء
ومیاط پر قبضہ کرنا ہر صلیبی لڑائی کی پہلی غرض ہونی چاہیے۔ اور دوسری غرض یہ
ہو کہ بیت المقدس کی سلطنت عمدگی سے قائم رکھی جاے۔ مختصر یہ کہ یہ مہمین
جو حروب صلیبیہ کے نام سے مشہور ہین دراصل محض مذہبی لڑائیان نہ تھین صلیبی لڑائیون
اور جو لوگ اُن مین شریک ہوئے وہ محض ثواب آخرت کے خیال سے نہین کی نوعیت بدل
شریک ہوئے تھے۔ ہان لوئی نہم بادشاہ فرانس جسے ولی کا درجہ دیا گیا ہے جانا۔
وہ البتہ اس سے مستثنےٰ ہے۔ بے شک اُس مین گاڈفرے اور پہلی صلیبی
لڑائی کے دیگر بہادرون کی طرح اور سب جذبات مذہبی اغراض سے مغلوب ہوکے
فنا ہوگئے تھے۔ باقی ماندہ حروب صلیبیہ مین مذہب کا بہانہ کر کے لوٹ مار اور
ملک گیری کی گئی۔ یا اگر اُسے مذہبی غرض بھی سمجھا ہے تو اُس فرض کو اِس طرح ادا
کیا ہے جیسے کوئی سر سے بوجھ اُتار کے پھینک دے۔ اور یک جہتی جو فتح کے
ساتھ ایک جزو لاینفک کی طرح لازمی ہے باہمی نزاعون اور جھگڑون پر قربان

کردی گئی۔ اور یہ ایسی بات تھی جو صرف وحشی قومون ہی کے لیے شایان تھی۔

لیکن تاوقتیکہ ہلال کے واسطے جگہ خالی کرنے کے لیے صلیب مسجد اقصیٰ کے کلسون پر سے اُتار کے پھینک نہ دی گئی سلاطین مغرب کو ایک دوسری صلیبی لڑائی کے واسطے اُبھارنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور اس کی کوشش بھی کی جاتی تو کامیابی غیر ممکن تھی۔ انگلستان کے بادشاہ ہنری دوم کے دل مین کسی زمانہ مین بھی صلیبی جہاد کا ولولہ نہ تھا۔ اور بکٹ[عہ] کے مرنے سے جب اُس جھگڑے کا فیصلہ ہو گیا جو اُس کے اور بکٹ کے درمیان چلا جاتا تھا۔ تو اُس وقت بھی اُس کے لیے یہ عذر موجود تھا کہ مجھے اپنی سلطنت کی شمالی حدود کی طرف حملہ ہونے کا بہت اندیشہ ہے لیکن اُس کے دشمن ولیم کے مقید ہو جانے کے ساتھ یہ حیلہ بھی مٹ گیا۔ اسکاٹلینڈ کے اِس بادشاہ نے قسم کھائی کہ مین تاج انگلستان کے ایک باجگزار حکمران کی حیثیت سے رہون گا اور ہنری جب کوئی اور بہانہ نہ کر سکا تو اُس نے فرانس کے بادشاہ لوئی ہفتم کے اصرار و استدعا سے مجبور ہو کے اُس سے یہ اقرار کر لیا کہ مین بھی ڈیوک آف نارمنڈی کی حیثیت سے ارض مقدس کے عیسائیون کی دادرسی کرنے مین فرانس کی شاہی فوج کی مدد کرون گا۔ لوئی کی وفات سے جب یہ منصوبہ بھی جاتا رہا تو ہنری کو کوئی ناگوار خیال جاتا رہا (؟)

انگلستان کا ہنری دوم اور بیت المقدس کا اسقف اعظم۔

سنہ ۱۱۷۴ع

سنہ ۱۱۷۷ع

سنہ ۱۱۸۰ع

عہ بکٹ انگلستان کے علاقہ کنٹربری کا مقتدائے اعظم تھا۔ اُس نے بڑے جوش و خروش سے بادشاہ ہنری دوم کی مخالفت کی۔ اُس سے جھگڑے رہے۔ آخر سنہ ۱۱۷۰ع مین کنٹربری کی قربانگاہ کے سامنے قتل کیا گیا۔ بادشاہ یہ کارروائی فوری جوش مین کر تو گزرا لیکن بعد کو پچھتایا۔ اِس لیے کہ ایک مقتدائے دین کے قتل کرنے کی وجہ سے پوپ کے دینی دربار نے اِس کا کفارہ یہ قرار دیا کہ بکٹ کی قبر کے سامنے اُسے سزا دی جائے۔ راہب لوگ اُس کی برہنہ پیٹھ پر کوڑے مارین۔ اور ایک پورے دن اور رات کسی کھلے پتھر پر بیٹھا رہے۔ اُس پر فرش نہ ہو۔ اور اِس زمانہ بھر روزہ سے رہے۔ دو برس بعد بکٹ کی قبر سے کرامتین ظاہر ہوئین۔ اور اُس کا مزار مرجع عام اور بڑا دولت مندی کا مقام بن گیا۔ اِس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بادشاہون تک پر اُن دنون پوپ کی کیسی حکومت تھی۔ اور یہ مقدس بزرگ بادشاہان عصر کی قسمت کے کیسے مالک بنے ہوئے تھے۔

نہین ہوئی۔ لیکن جب اِس کے کوئی پانچ برس بعد بیت المقدس کے مقتدائے اعظم
ہرقلیوس نے اُس دوسرے ایلچی کے ساتھ جو ہمراہ آیا تھا اور جو ہاسپٹلرز کا
سردار تھا اُس کے سامنے زمین پر جُھک کے اُس کے جدامجد فُلک آف انجو اور ۱۱۸۵ء
اُس کے جانشین بادشاہون کا شاہی عصا اُس کے ہاتھ مین دیا اور بیت المقدس
اور ہولی سپلکر (روضۂ اقدس مسیح) کی کُنجیان پیش کین تو بادشاہ انگلستان
نے اُسے جواب دینے مین اِس بات کا پورا لحاظ رکھا کہ اُس کی زبان سے جو الفاظ
نکلین اُن سے اُن کا حوصلہ تو بڑھ جائے مگر وہ خود کسی بات کا پابند نہ ہونے پائے
اُس نے کہا "مین اپنے مشیرون سے پوچھ کے جواب دون گا" اور مجلس شوریٰ
کے سامنے یہ سوال اُس نے ایسے الفاظ مین پیش کیا جن سے صاف ظاہر ہوتا
تھا کہ وہ کیا اور کس قسم کا جواب چاہتا ہے۔ اُس نے اہل مجلس سے کہا "مین
یہ معلوم کرنا چاہتا ہون کہ آیا میرا یہ فرض ہے کہ اپنی قلمرو مین ٹھہر کے اپنی رعایا
پر حکومت کرون اور اُن کی حفاظت کرتا رہون یا یہ کہ مسلمانون سے مقابلہ کر کے
ایک ایسے بادشاہ کی سلطنت کے بچانے کی کوشش کرون جس کا تاج و تخت
متزلزل حالت مین ہے؟" اُس کے اُمرا و معززین دولت کے دل مین اس
امر کی بابت ذرا بھی شُبہہ نہ تھا کہ جو کام قریب ہے وہی زیادہ توجہ کا بھی مستحق
ہے۔ اور جب ہنری نے ارض فلسطین کی سلطنت کی ضرورتون کے واسطے
پچاس ہزار مارک[عہ] چندہ دینے کا وعدہ کیا تو ہرقلیوس نے اس رقم کے قبول
کرنے مین کچھ ایسی بے اطمینانی ظاہر کی کہ بادشاہ ہنری کو غصہ آگیا۔ ہرقلیوس
نے بغیر اس کے کہ اُس کے غصہ سے ذرا بھی مرعوب ہو اُس سے کہا "مجھ سے بھی
اب وہی سلوک کیجیے جو شہید ٹامس آف کنٹربری[عہ] کے ساتھ آپ نے کیا تھا"
پھر بولا "آپ کے ہاتھ سے مارے جانے کے لیے بھی مین اُسی طرح مستعد ہون
جس طرح ظالم مسلمانون کے ہاتھ سے" اِس قابل مضحکہ طعنہ کی اُس سے کچھ بازپرس
نہین کی گئی۔ اور ہرقلیوس شہر لندن مین نائٹس ٹمپلرس کے نام پر ایک گرجا

عہ مارک انگلستان کے پُرانے چاندی کے سکہ کو کہتے ہین۔
عہ اِس سے مراد وہی بکٹ ہے جسے قتل کر کے بادشاہ انگلستان پوپ کے فتوی کے مطابق سزایاب ہوا تھا۔

نذر کرکے وہان سے صحیح وسلامت چلا گیا۔

لیکن جب بیت المقدس عیسائیون کے قبضہ ہی سے نکل گیا تو اِس انقلاب نے اِن مسلمون کی حالت کچھ اور ہی کر دی کہ پالسی (یا مصلحت وقت) کیا ہے۔ اور غرض کیا ہے۔ اِس واقعہ کے چند ہی روز بعد۔ اور غالباً اِس سانحہ کی خبر سُننے سے

۱۱۸۷ء پوپ اربن سوم کی وفات۔ پہلے ہی پوپ اربن سوم نے شہر ورونا مین وفات پائی۔ اُسے مرتے وقت ناواقفیت کے سبب سے اِس سانحۂ عظیم کا کچھ افسوس نہ تھا بلکہ اُلٹے اُس عداوت کا صدمہ تھا جو پوپ کی قوت دینی اور شہنشاہی قوت حکمرانی کے فیما بین پیدا ہوتی نظر آتی تھی۔ اُس کے جانشین پوپ گریگری ہشتم نے جس کا عہد حکومت دو مہینہ سے

پوپ سے مسند پر گریگری ہشتم کا جلوس کرنا۔ کم ہی مین ختم ہو گیا بیت المقدس کا واقعہ سُن کے افسوس کے ساتھ کہا کہ "یہ ساری مسیحی دُنیا کی بدقسمتی کا ثبوت ہے۔" لیکن وہ غالباً اس سے ناعلم نہ تھا ممکن ہے یہی واقعہ پوپ کی حکومت کے لیے کوئی ایسی لطف کی بات پیدا کرے جو تباہی نہین تو اُسے کسی بڑے خطرے سے بچاوے۔ اپنی زندگی کے باقیماندہ چند روز اُس نے ایسے خطوط لکھنے مین صرف کیے جن کے ذریعہ سے اُس نے اُس جوش کے پھر تازہ کرنے کی کوشش کی جسے پیٹر دی ہرمٹ اور اُس کے بعد برنارڈ نے پیدا کیا تھا۔ کہا گیا کہ قہر خداوندی دفع ہو سکتا ہے کہ پانچ سال تک روزے رکھے جائین اور کارڈنل لوگون (شرکاے مجلس پوپ) کو اپنی قابل شرم مدافعلیون اور اپنی زر پرستی پر ایسا تنبہ ہوا کہ اُن کے دلون مین اِس بات کا عہد کرنے کا خیال پیدا ہوا کہ اب کسی معاملہ مین انصاف کرنے کے لیے رشوت نہ لین گے۔ اور تاوقتیکہ وہ سرزمین جس پر کسی زمانہ مین نجات دلانے والا (مسیح) چلا پھرا تھا بے دینون کے قدمون کی نجاست سے پاک نہ ہو جائے گھوڑے پر ہرگز نہ سوار ہون گے۔

۱۱۸۷ء پوپ گریگری نے اِس سفر کے اثنا مین وفات پائی جو جنوا اور پائیسا کی جمہوری سلطنتون کے درمیان صلح کرا دینے کے لیے اُس نے کیا تھا۔ جن کی

۱۱۸۸ء ہنری دوم اور فرانس کے فلپ آگسٹس کا بحری فوجین اُس منصوبے کے واسطے جسے وہ دل ہی دل مین سوچ رہا تھا نہایت مفید تھین۔ اِس کے چند ہی ہفتہ بعد ہنری بادشاہ انگلستان اور فلپ آگسٹس

معرکہ صلیب کو اختیار کرنا۔

بادشاہ فرانس ارض فلسطین کے عیسائیون کے حالات شہر طائر (سور) کے مقتدائے اعظم ولیم مصنف تاریخ حروب صلیبیہ اول و دوم کی زبان سے سُننے کے لیے اُس وسیع میدان مین جمع ہوئے جو جیسورز اور ٹرائی کے درمیان مین واقع ہے۔ ان دونون بادشاہون نے صلیب کا معرکہ اختیار کرلیا۔ اور نواب شانپین نواب فلانڈرس اور اور بہت سے رئیسون اور نائٹون نے بھی اُن کی پیروی کی یہ طے پایا کہ انگریزی صلیب کا رنگ سفید ہو۔ فلیمش صلیب کا سبز اور فرانسیسی صلیب کا رنگ سُرخ رکھا جائے۔ اِس کے بعد ہنری عجلت کے ساتھ انگلستان آیا اور ایک کونسل سے جو علاقۂ نارتھمپٹن شائر کے شہر جڈنگٹن مین منعقد ہوئی تھی ایک جدید ٹیکس کے جاری کرنے کی منظوری حاصل کی جس کا نام

صلاح الدین ٹیکس یا دہ یک

"صلاح الدین ٹائتھ" یعنے دہ یک صلاح الدین رکھا گیا۔ اِس ٹیکس کے قواعد کی رُو سے ہر وہ شخص جو صلیبی جہاد مین شریک ہونے سے انکار کرے اُس پر لازم تھا کہ اپنی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسوان حصہ ٹیکس مین دے دے۔ اِس طریقہ سے ستر ہزار پونڈ کی رقم جمع کی گئی۔ لیکن قابل حیرت یہ امر ہے کہ قریب قریب اتنی ہی رقم جس کی مقدار ساٹھ ہزار پونڈ تھی اُن تھوڑے سے یہودیون سے وصول کی گئی جو انگلستان مین آباد تھے۔ مگر ہم یہ نہین بتا سکتے کہ اِس رقم کا دینا اُن پر گران بھی گزرا یا نہین۔ مگر چند مہینون کے گزرنے سے پہلے ہی اِس سے زیادہ مصیبتین اُن کی قسمت مین لکھی ہوئی تھین

ممکن ہے کہ ہنری نے اب اُس عہد کے پورا کرنے کا حقیقتہً ارادہ کرلیا ہو جسے اِس وقت تک وہ ٹالتا آیا تھا۔ اِس لیے کہ اُس نے بیلہ بادشاہ ہنگیری اور آیزک انجلوس شہنشاہ مشرق یعنے قسطنطنیہ کے پاس ایلچی بھیجے اور اُن دونون سے استدعا کی کہ میرے پیروُن کو اپنے ملک سے گزر جانے دیجیے۔ اور اِس کی بھی اجازت دیجیے کہ آپ کی قلمرو مین وہ ضروری چیزون کی خرید و فروخت کرسکین۔ یہ درخواست منظور کی گئی لیکن

ہنری دوم کے خاندان مین ریاست کا جھگڑا

ہنری کو اب چند اور معاملات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ وہ نالائق جھگڑے جو چھوٹی چھوٹی ریاستون اور تعلقدارون کی پیچیدہ نوعیتون کے لازمی

نتائج ہیں انجو کے گھرانے کے شاہزادوں میں نہایت ہی قابل نفرت وضع میں نمایان ہوئے تھے۔ ہنری دوم کے حلالی بیٹون ہنری رچرڈ اور جان مین سے یہ نہین کہا جاسکتا کہ کون سب سے زیادہ قابل شرم زندگی بسر کرتا تھا اور کس نے سب سے زیادہ بدنامی حاصل کی تھی۔ رچرڈ نے اکوئیٹین مین جو مظالم کیے وہ اس زمانہ مین بھی دہلا دینے والے تھے۔ جو زمانہ کہ ظلمون اور دغابازیون کے لیے مشہور ہے۔ اس کی رعایا ٹیکسون پر ٹیکس ادا کرتے کرتے عاری ہو گئی تھی۔ مجرمون کو جو سزائین دی جاتین اُن کی سختی کو جرم سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ اور ساری قلمرو مین کوئی عورت سوا اُس کے جو کسی قلعہ مین دروازہ بند کر کے بیٹھ رہی ہو محفوظ و مامون ہی نہ تھی۔ لیکن اُس کے بھائیون ہنری اور جیافرے کی فوجین جب اُس پر چڑھ آئین تو غالباً اُس فوج کشی مین اتنا خلوص نہ تھا کہ محض اُس کی مظلوم رعایا کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لیے اُنھون نے حملہ کیا ہو۔ یہ جھگڑا فی الحال اُن کے باپ کی کوشش سے چند روز کے لیے اُٹھا رکھا گیا۔ لیکن اب اِن سعادتمند بیٹون نے خود باپ کے مقابلے مین ہتھیار اُٹھائے۔ جو دن لڑائی کے واسطے مقرر ہوا قریب ہوتا جاتا تھا کہ یکایک نوجوان شاہزادہ یا بادشاہ ہنری کا (جسے اوربشپون نے جنھین ٹامس آف کنٹربری نے اپنی شہادت سے چند روز پیشتر خارج البلد کر دیا تھا سنہ ۱۱۹۶ء مین تخت نشین کیا تھا) ایک بخار نے خاتمہ کر دیا۔ اور رچرڈ جو زندہ بیٹون مین سب سے بڑا تھا تاج انگلستان کا وارث قرار پایا۔ لیکن اس کے بعد ہی یہ بھی آشکارا ہو گیا کہ اُس کے باپ کو زیادہ محبت اپنے چھوٹے بیٹے جان سے تھی جو ایک حقیر بزدل اور ذلیل دغاباز تھا۔ یہ راز آشکارا ہوتے ہی رچرڈ نے فرانس کے بادشاہ فلپ آگسٹس سے از سر نو دوستی پیدا کی جس کی بہن اڈیلے یا ایلکس کے ساتھ مدتون پیشتر سے اُس کی نسبت ٹھہر چکی تھی۔ یہ شاہزادی ایک زمانے سے انگلستان کے بادشاہ کی نگرانی مین رہی تھی۔ اور مشہور تھا کہ ایک بچہ بھی جن چکی ہے مگر رچرڈ نے فی الحال اِس کا کبھی خیال نہ کیا اور فلپ آگسٹس کے لیے بہتر خواستگار ہوا کہ میری منگنیتر میرے حوالے کر دی جائے اور انگلستان کے رؤسا و اُمرا مجھے ولیعہد تسلیم کر کے میری فرمانبرداری اختیار کرین۔ بادشاہ انگلستان نے

سنہ ۱۱۸۳ء

اِس دوسری استدعا کا جو جواب دیا وہ مبہم تھا۔ یہ جواب پاکے رچرڈ نے کہا مین
اِس بات کو غیر ممکن سمجھتا تھا کہ میرے باپ شاہ انگلستان میرے مخالف ہون گے
مگر اب مجھے اِس کا یقین ہو گیا" اور جا کے فلپ کے قدمون پر گر پڑا اُس سے
پناہ مانگی اور اقرار کیا کہ میرے والد کے جو علاقہ جات فرانس مین ہین اُن کی نبادو
پر مین آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرون گا۔ اِس کارروائی کے بعد جو لڑائی ہوئی اُس
مین ہنری کو اپنے قلعہ جات مینکس۔ امینواز۔ اور ٹورس کو چھوڑ چھوڑ کے بھاگنا پڑا
چونکہ بیماری نے اُس کے جسم کو گھُلا دیا تھا لہذا وہ اِس بات پر مجبور ہوا کہ ٹورس
کے قریب کے ایک میدان مین آ کر اپنے بیٹے اور بادشاہ فرانس سے ملے اِس
اثنا مین ایک طوفان آیا جس مین دو مرتبہ اُس کے پاس ہی بجلی گری۔ اِس نے اُسے
اور بھی خوفزدہ کر دیا۔ غرض اُس نے قبول کیا کہ بیس ہزار مارک فلپ کو دون گا ۱۱۸۹ء
اور بیٹے کو رچرڈ کے حوالے کر دون گا۔ اور اپنی رعایا کو اجازت دون گا کہ رچرڈ
کی فرمانبرداری کرنے کی قسم کھائین۔ اِن چیزون کے مقابل اپنی طرف سے اُس نے
صرف اِس بات کی خواہش کی کہ مجھے میرے ملک کے اُن رئیسون کے نامون کی فہرست
دکھا دی جائے جو فرانس کے بادشاہ سے ملے ہوئے ہین۔ اِس فہرست مین سب سے
اول اُس کے بیٹے جان کا نام تھا۔ جس کے دیکھتے ہی اُس نے پھر وہ فہرست جولائی ۱۱۸۹ء
آگے نہین پڑھی۔ سخت بخار چڑھ آیا۔ جس کے دوران مین اُس نے اپنے نافرمانبردار ہنری دوم کی موت
بیٹون کو بہت گالیان دین اور ایک ہفتہ کے اندر ہی مر گیا۔

اب رچرڈ انگلستان کا بادشاہ تھا۔ لیکن وہ ایسا شخص نہ تھا کہ اُن زیادہ
وسیع تدابیر کی دُھن مین لگا رہتا جو اُس کے باپ کے دل مین بسی ہوئی تھین سلطنت
کی قوت و دولت ایسی چیزین تھین جنھین وہ خود اپنی شہرت کے لیے کام مین
لا سکتا تھا۔ اور ناموری اور کسی جگہ ایسی نہین حاصل ہو سکتی تھی جیسی کہ ارض
مقدس مین حاصل ہو سکتی تھی۔ اور نہ کسی اور طریقہ سے اِس شانداری کے
ساتھ شہرت پیدا ہو سکتی تھی جس طرح کہ اپنی چوڑی قاتل تلوار سے بے دینون
(مسلمانون) کے سینے چاک کرنے مین شہرت ہوتی۔ در اصل یہ ایک بدمعاش کی
ایسی ہوس تھی جس پر ٹینکرڈ (پہلی صلیبی لڑائی کے بہادر) کی سپہگری کی ایک

ہلکی سی جلا کری گئی ہو۔ اور بلا لحاظ اِس امر کے کہ اِس کارروائی مین سلطنت کے
اور نمود اُس کی ذات کے فوائد کا کتنا خون ہوتا ہے۔ اپنی یہ ہوس پوری کرنے کے
لیے مستعد ہو گیا۔ اپنی اِس مُہم کے واسطے اُسے جس قدر روپیہ کی ضرورت تھی
اُس کی مقدار ایک لاکھ مارک کی رقم سے بدرجہا زیادہ تھی جسے اُس کے
باپ نے اپنی حرص و طمع یا کفایت شعاری سے سالسبری کے خزانے مین
جمع کیا تھا۔ رچرڈ نے نارتھمبرلینڈ کی ریاست ایک ہزار پونڈ پر ڈرہم کے اسقف | روپیہ جمع کرنے
کے ہاتھ اُس کی حین حیات تک کے لیے بیچ ڈالی۔ تین ہزار پونڈ لیکر اپنے بھائی | کے طریقے۔
جیافرے سے جو نیا نیا یارک کا اعلے اسقف تھا ملاپ کر لیا۔ دس ہزار پونڈ
لے کر وہ کُل حقوق جو اُس کے باپ ہنری نے اسکاٹ لینڈ مین حاصل کیے تھے
مع راکسبرگ اور بروک کے قلعون کے ولیم بادشاہ اسکاٹ لینڈ کے نام
ہبہ کر دیے۔ اور تب اِسی لُوٹ مار اور جبر و تعدی کی غرض سے نارمنڈی کو روانہ ہوا

پہلی اور دوسری دونون صلیبی لڑائیون کی ابتدا مین یہودیون کا قتل و
قمع ہوا تھا۔ اس تیسری صلیبی لڑائی کی قسمت مین بھی اِس الزام سے بری
ہونا نہ تھا۔ انگلستان کے یہودیون نے غالبًا یہ محسوس کر لیا کہ ہمارے اوپر
آفت نازل ہونے والی ہے۔ اور اُنھون نے جھٹ پٹ بھاری بھاری نذرانے
پیش کر کے بادشاہ کے راضی کرنے کی کوشش کی۔ بدقسمتی سے اُن کی سرگرمی
ہی نے اُن کی عاقبت اندیشی کو خاک مین ملا دیا۔ رچرڈ نے لوگون کے
خیالات کا اندازہ کر کے حکم دے دیا تھا کہ اُس کی تاج پوشی کے دن
کوئی یہودی اُس کے سامنے نہ آئے۔ اُن مین سے بعض نے اِس حکم کا لحاظ | یہودیون کا
نہ کیا۔ اور عام لوگون کے مجمع مین ملے ہوئے قصر شاہی کے اندر چلے آئے۔ | قتل و قمع۔
لوگون نے پہچانتے ہی اُنھین ڈھکیل کے باہر نکال دیا اور قتل کر ڈالا۔ یہ
آگ جو اِس طریقے سے مشتعل ہوئی تھی بہت تیزی سے بھڑکنے لگی۔ جو یہودی
سڑکون اور راستون مین ملا مار ڈالا گیا۔ اور جو مکان یہودیون کے قبضہ
مین تھا اُس مین آگ لگا دی گئی۔ اور لوٹ لیا گیا۔ اِس کُشت و خون کے
روکنے کی کچھ کوشش کی گئی تھی۔ تین آدمیون کو پھانسی دی گئی مگر اُن مین بھی

یہ جرم نہیں ثابت کیا گیا نہ اُنھوں نے یہودیون کو قتل کیا بلکہ یہ جرم لگایا گیا تھا
کہ اُنھون نے یہودیون کے بہانے سے عیسائیون کا مال لوٹا یا یہ کہ اُنھون نے
ایسے مکانون مین آگ لگائی جن سے عیسائیون کی جائداد کے برباد ہو جانے
کا اندیشہ تھا۔ یہ بے انصافی صرف لندن ہی تک محدود نہ تھی۔ بلکہ تمام بڑے
شہرون مین یہی ظلم ہوا۔ یارک، اور لنکن مین یہودی اپنا مال واسباب لیکر
قلعہ مین بھاگ گئے۔ لنکن مین تو اُنھین امان ملی۔ لیکن یارک مین بدقسمتی
سے اُنھین یہ غلط فہمی ہوئی کہ وہان کا حاکم قلعہ سے نکل کے باہر گیا تو وہ سمجھے
کہ اُن کے خلاف شہر والون کے ساتھ سازش کرنے کے لیے گیا ہے۔ لہذا
جب وہ واپس آیا تو اُنھون نے قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا اور اُسے قلعہ مین
آنے سے روکا۔ حاکم نے غضبناک ہو کے کوتوال شہر کو حکم دیا کہ اپنے
ہتھیار بند سپاہی لیکر قلعہ پر حملہ کرے۔ اِن سپاہیون کے ساتھ شہر کے عام
لوگ بھی شریک ہو گئے۔ جن کے جوش وخروش سے ظاہر ہو گیا کہ قلعہ پر دوبارہ
قبضہ کر لینے کے علاوہ وہ اور بھی بہت کچھ چاہتے ہین۔ محصورین نے پری مانسٹرے
ٹن شین[عہ] اصول والون مین سے ایک شخص کی آواز سُنی جو عام مجمع سے
چلا چلا کے کہہ رہا تھا "مسیح کے دشمنون کو غارت کر دو۔" سُنتے ہی یہودی سمجھ گئے
کہ اب موت سے چارہ نہین ہے۔ لیکن مرنا ہے تو بھی اتنی بات ضرور اُن کے
اختیار مین ہے کہ جس طریقہ سے چاہین جان دین۔ اُس کونسل مین جو
اِس امر مین مشورہ کرنے کے لیے منعقد ہوئی تھی اُن کے ربی (مقتدا)
نے یہ راے پیش کی کہ اُن خوفناک توہینون اور وحشیانہ آزاررسانیون
سے بچنے کے لیے جو ہماری بی بیون۔ بچون کے اور خود ہمارے ساتھ عمل
مین آئین گی یہی بہتر ہے کہ ہم راضی برضا ہو کے اپنی جانین خالق کی

یارک کا خوفناک ظلم

عہ عیسائیون کے سینٹ نار برٹ نام ایک ولی نے فرانس کے شہر پری مونترے
مین ۱۱۱۹ء مین ایک خاص قسم کے باضابطہ مذہبی قوانین مدون کیے تھے گویا ہندوؤن
کی اصطلاح کے مطابق ایک مت قرار دی تھی۔ ان قوانین کے پیرو اور اُس جتھے کے
شرکا اسی لفظ پری مانسٹرے ٹن شین کے لفظ سے یاد کیے جاتے ہین۔

کی نذر کردین اور خود اپنے ہاتھون سے اپنا خاتمہ کرین۔ اِس کی تائید مین اُس نے بیان کیا کہ یہ کارروائی از روے عقل ٹھیک ہے اور ہماری شریعت کی رُو سے بھی جائز ہے۔ ہم مین سے اور لوگ بھی ایسا کر چکے ہین۔ اُس خونریز جھگڑے مین جو بیت المقدس اور رومیون کے درمیان پیدا ہوا تھا شہر مساوا مین یہودیون نے یونہین خودکشی کر لی تھی عہ۔ بعض کو اُس کی یہ راے معقول نظر آئی۔ اور بعض کو یہ

عہ ۷۰ء مین جب وسپیسین قیصر اور اُس کے بیٹے ٹائٹس (طیطوس) نے بیت المقدس کو تباہ کیا ہے۔ ہیکل سلیمانی آخری مرتبہ آگ لگا کے تباہ و برباد کیا گیا ہے۔ یہودی ارض فلسطین مین ہمیشہ کے لیے پامال کیے گئے ہین۔ اور اُن کی تیرہ لاکھ چھبّین ہزار چار سو ساٹھ جانین (یوسیفس مورخ کے بیان کے مطابق جو خود موجود تھا) رومیون کی تلوارون کی نذر ہوئی ہین۔ اُس وقت بیت المقدس پر قبضہ ہو جانے کے بعد اِس شہر مساوا کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اِس مین کل ۹۶۰ یہودی تھے جن کا سردار الیعیزر نام ایک بہادر یہودی افسر تھا۔ مساوا کا قلعہ نہایت مضبوط تھا۔ جو گویا ارض فلسطین کی جان تھا۔ رومی افسر سلوا نے اُس کا محاصرہ کیا۔ جب عزت قائم رہنے کی کوئی اور صورت نہ نظر آئی تو الیعیزر نے سب کو خودکشی پر آمادہ کیا۔ اور کہا عورتون کی بے حرمتی۔ بچون کے غلام بننے اور اپنی گرفتاری و ذلت سے یہی بہتر ہے کہ ہم آزاد مرین اور اپنی جانین آپ دین۔ اُس کے پُرجوش و پُراثر الفاظ نے سب کو راضی کر دیا۔ اس ہیبت ناک کام کے شروع کرنے سے پہلے اُنھون نے اپنی بی بیون کو گلے لگایا پھر بچون کے مُنہ چومے اور پھر خود ہی اُن کو چھُریان بھونک بھونک کے مار ڈالا۔ پھر سارا مال و اسباب اور زر و جواہر جمع کر کے ایک جگہ جمع کیا اور اُس مین آگ لگا دی۔ اس کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ سے دس آدمی اس کام کے لیے منتخب ہوئے کہ سب ساتھیون اور دوستون کو قتل کرین۔ یہ کام یون پورا ہوا کہ ہر شخص نے اپنی بی بی اور بچون کی لاشون کو آغوش مین لیا اور قاتل کے آگے سر جھکا دیا۔ اس طریقہ سے سب مارے گئے۔ پھر اُن دس آدمیون نے قرعہ ڈال کے ایک کو منتخب کیا جس نے اُن سب کا کام تمام کیا۔ اب جب صرف ایک آدمی رہ گیا تو اُس نے ایک مجنونانہ طریقہ سے سب طرف پھر کے دیکھا کہ کوئی باقی تو نہین رہ گیا۔ اور جب کوئی نہ نظر آیا تو اُس قصر مین آگ لگا دی جس مین خود تھا۔ جب شعلے خوب بھڑکنے لگے تو اُس نے اُس ہیبت ناک سناٹے اور آگ کے

کام دشوار معلوم دیا۔ لہٰذا اُس نے یہ کہہ کے اِس بحث کا خاتمہ کر دیا کہ ”جن لوگون
کو میری اِس تجویز پر عمل کرنا نہین منظور ہے وہ امن و امان کے ساتھ اِس جگہ
سے اُٹھ کے اور اِس مکان سے نکل کے چلے جائین۔ صرف چند ہی آدمی اُس
کمرے سے باہر نکل کے گئے۔ چند ہی گھنٹون مین یہ موت کا کام پورا ہو گیا اور قلعہ پر
شعلہ بھڑک رہے تھے۔ وہ چند لوگ جو خودکشی کی نہین جراءت کر سکے تھے انھون
نے دیوارون پر چڑھ کے پکارا ”اگر جان بخشی کا وعدہ کیا جائے تو ہم بپتسمہ لینے
(دین عیسوی قبول کرنے) کو موجود ہین۔“ اُن کی یہ درخواست قبول کی گئی اور قلعہ
خالی کرا لیا گیا۔ عیسائیون نے اندر گھستے ہی محض مذہبی جوش سے ہر ذی حیات
کو جو قلعہ کے اندر ملا بے پوچھے گچھے قتل کر ڈالا۔ یہ جرم تو قابل معافی تھے۔ لیکن یارک
کے لوگون نے ان باتون کے علاوہ ایک اور ایسی حرکت کی جو فی الحقیقت
جرم تھی۔ اور جو بادشاہ وقت کو بہت ہی شاق گزری۔ وہ یہ کہ وہ لوگ گرجے
مین گھس گئے۔ اور اُس کے دفتر مین جتنے تمسک اور جتنی دستاویزین ملین
سب کو نکال کے جلا دیا۔ یہ تمام دستاویزین جن لوگون کی حق مین لکھی گئی
تھین اُن کے مرنے کے بعد بادشاہ وقت کی جائداد تھین۔ لہٰذا ایلائی کا
اسقف اُن لوگون کا پتہ لگانے کی خدمت پر مقرر کیا گیا جن لوگون نے یہ
حرکت کی تھی۔ مگر وہ لوگ اسکاٹ لینڈ کی سرحد مین نکل گئے تھے۔ اور
ایسے محفوظ مقام مین پہنچ گئے کہ اُنھین ڈاکہ زنی کے جرم پر بھی سزا
نہ دی جا سکی۔ رچرڈ نے روپیہ سے جس قدر صندوق بھرے جا سکے بھر لیے
اور اُسی شہر وزیلے مین جا کے آگسٹس سے ملاقات کی جہان چوالیس سنہ ۱۱۹۰ء شہر وزیلے مین رچرڈ اور فلپ کی ملاقات
سال پیشتر سینٹ برنارڈ کی کوششون نے مسیحی دنیا کے دل مین اُن
مضمون کا جوش پیدا کر دیا تھا جن مین کامیاب ہونا اُس کے خیال مین

گھر مین گھیرے ہوئے خود اپنی تلوار سے اپنا سینہ چاک کر ڈالا اور دل پر تلوار مار کے مر گیا۔
صرف ایک بوڑھی عورت جو یہان کے سردار [illegible] کے خاندان کی تھی اور پانچ بچے تہ خانون
مین چھپ کے بچ رہے تھے جنھون نے یہ ساری سرگذشت فاتحون سے بیان کی جو قلعہ کے خالی
ہو جانے پر بھی بڑی مشکلون سے اُس مین داخل ہو سکے تھے۔ تاریخ ارض مقدس مصنفہ ایڈیٹر دلگداز

یقینی تھا۔ اب جس آواز کا سب سے زیادہ اثر تھا وہ نہ کسی پادری کی تھی نہ کسی راہب
کی اور نہ کسی ولی کی۔ یہ آواز ایک شاعر کی تھی۔ اور فی الحال اگر اس کے بربط کے سُر اونچے
ہوں اور اس کے الفاظ ویسے ہی متبرک سبق دیں جیسے کہ پوپ اربن دوم نے دیے
تھے تو بھی کم از کم اس بات کا اندیشہ ضرور تھا کہ اس گویّے کو اگر معمولی درجے کی کامیابی
بھی حاصل ہو جائے تو ممکن ہے کہ اس کے دل میں ایسے جذبات پیدا ہوں جن میں
زیادہ خلوص دینی نہ ہو اور اس کے نغمے سننے والوں کے دلوں میں اس قسم کی قابلِ
تعریف مسرت نہ پیدا ہو جو عبادت اور مراقبہ میں حاصل ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ دونوں
بادشاہوں کی فوج کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ ان لوگوں کے متفق رہنے اور باہم ملے
جلے رہنے کے لیے جو انتظام کیا گیا تھا وہ ان قوانین ہی سے ظاہر ہوتا ہے جن کی رو
سے حکم دیا گیا تھا کہ کوئی شخص کسی کو مار ڈالے تو وہ مقتول کی لاش میں باندھ کے سمندر
کے اندر پھینک دیا جائے۔ جو لوگ غصہ میں آ کے تلوار کھینچ لیں ان کے ہاتھ قلم
کر ڈالے جائیں۔ اور جو چوری کے مجرم ہوں ان کے جسم پر رال لگائی جائے اور
پر چپکا دیے جائیں۔ اور اسی حیثیت سے وہ ساحل پر کھڑے کیے جائیں۔

نظم اور شاعروں کا اثر۔

جس وقت فلپ اور رچرڈ جزیرۂ صقلیہ جانے کی تیاریاں کر رہے تھے
فریڈرک اول شہنشاہ جرمنی جو باربروسا یا لال ڈاڑھی والے کے لقب سے
مشہور تھا قسطنطنیہ کی طرف جا رہا تھا۔ وہ ایک بہت بڑی لڑائی پوپ یا اس
شخص سے جو اپنے تئیں پوپ کہتا تھا لڑ چکا تھا۔ اس نے خود ایک انیٹی پوپ
(مخالفِ پوپ) لا کے کھڑا کیا تھا۔ یہ لقب انھیں پوپوں کو دیا جاتا تھا جو شاہنشاہی
قوت کے طرفدار ہوتے تھے۔ غرض اسی اپنے بنائے ہوئے پوپ کی اجازت
سے جس نے اپنا لقب پیسکل سوم مقرر کیا تھا اس نے روم پر حملہ کیا۔
سینٹ پیٹر (رومۃ الکبریٰ کے سب سے بڑے کنیسہ) کے پھاٹکوں کو کلہاڑیوں
اور کدالوں سے چیر ڈالا اور اپنی آنکھ سے دیکھا کیا کہ اس کی فوج آگے بڑھتی جاتی
ہے اور کنیسہ خون سے رنگتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ لڑتی بھڑتی اونچے
قربان گاہ تک پہونچ گئی۔ عین اسی خونریزی کی حالت میں پیسکل سوم نے
شہنشاہ بیگم بیٹرس کے سر پر تاج شاہی رکھا تھا۔ اور فریڈرک کے تاج کو

فریڈرک اول باربروسا کا کوچ قسطنطنیہ کی طرف

پوپ اور شہنشاہی

دوبارہ برکت عطا کی تھی۔ اِسی حالت مین اُسے جس پوپ سے بھی زبردست دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا وہ مُہیب وباتھی جو اِس کے لشکرگاہ مین پھیل گئی۔ اور جب وہ روم سے بھاگ گیا تو پوپ الگزنڈر سوم کی فتح کو استقلال ہوگیا جو ٹامس آف کینٹربری کا دوست تھا۔ گو اِس دوستی مین اُسے کسی قدر پس وپیش رہا کرتا تھا۔ تاہم گو اِن گزشتہ برسون کی جنگ وجدال کے بعد بہ ظاہر صلح ہوگئی تھی۔ مگر فریڈرک نے اِس بات کا کوئی موقع ہاتھ سے نہین جانے دیا کہ پوپ کے مقابل مین اُسے قوت حاصل ہوسکے۔ اور پوپ اربن سوم کے زمانہ مین اُس نے اِس قسم کی قوت اِس تدبیر سے بخوبی حاصل کر لی تھی کہ اپنے بیٹے ہنری کی شادی کانسٹنشیہ کے ساتھ کردی جو سلطنت صقلیہ (سسلی) کے تاج وتخت کی وارث تھی۔ وہ پُرانی لڑائی شاید پھر شروع ہوجاتی مگر اب ارض مقدس کی خبرون اور گریگری سوم کے خطوط سے فریڈرک کے دل مین صلیبی جہاد کا جوش پیدا ہوچکا تھا۔ اور اُس کی فوجین اُس کے جھنڈے کے سایہ مین ہنگاریہ کو طے کرکے مشرقی سلطنت روم کے دارالسلطنت (قسطنطنیہ) کی طرف روانہ ہوگئین۔ اپنے سے پہلے مجاہد بادشاہ کونراڈ کی طرح اُس نے بھی اِس دارالسلطنت کے اندر داخل ہونے سے انکار کیا۔ بائی زنٹیم (قسطنطنیہ کا پُرانا نام) کے قیصر نے محض اخلاقی مراسم کا لحاظ کرکے اُسے اپنی قلمرو مین اِس بات کی اجازت دے دی تھی کہ اپنی فوج کے لیے کھانے پینے کی چیزین خرید لے۔

فریڈرک کی فوج والے چونکہ باضابطہ اور قواعددان تھے لہذا اِس بات کی اُمید کی جاسکتی تھی کہ اِس مہم مین اُسے زیادہ کامیابی حاصل ہوگی۔ ایک لڑائی مین اُس کی فوج نے ترکون کو شکست دی تھی۔ اور سلجوقی دارالسلطنت کو گُنی (قونیہ) کو لے لیا تھا۔ لیکن اِس فوج کی قسمت مین ایک اور تباہی لکھی ہوئی تھی جس سے مُراد خود اُن کے افسر کی موت ہے۔ بعض لوگون کا بیان ہے کہ فریڈرک علاقۂ قلیقیا[ع] | فریڈرک اول کی موت۔

ع یہ علاقہ اب دولت عثمانیہ کے صوبۂ قرامان مین شامل ہے۔ اِس کا مشہور شہر قیسا ریہ ہے۔ اِس علاقہ کے شمال مین ایک بڑا دریا بہتا چلا گیا ہے۔ جس کی بہت سی شاخین اِس کے اندر سے بہتی ہوئی گزری ہین۔

۱۱۹۰ء — کی کسی ندی سے اُتر رہا تھا کہ اُس مین ڈوب کے مرگیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ وہ اُس ندی مین نہانے کے لیے اُترا تھا۔ اُس کے پانی نے کچھ ایسا زہریلا اثر کیا تھا کہ اسی بہانے نذر اجل ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو مصیبتین اس سے پیشتر کے مجاہدین صلیب کو پیش آئی تھین وہی اِس فوج کے لیے بھی موجود تھین۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جتنے لوگ باسفورس کے پار اُترے تھے اُن کا دسوان حصہ بھی **انطاکیہ** مین داخل ہونے کے وقت تک زندہ نہین باقی رہا تھا۔ باقی ماندہ فوج کو جس مین صرف سوا لوگ تھے اپنے ساتھ لے کے **فریڈرک** کے بیٹے نے شہر عکہ کے محاصرے مین صلیبیون کو مدد دی اور اُس محاصرہ کے ختم ہونے سے پیشتر ہی مارا گیا۔ — شہر انطاکیہ پر صلیبیون کا قبضہ۔

جس زمانے مین اِدھر سلاطین مغرب ایک نئے صلیبی جہاد کے لیے تیاریان کر رہے تھے اُسی زمانے مین ارض **فلسطین** کے لاطینی (رومی) لوگ بھی اپنی سلطنت قائم کرنے کے واسطے سخت کوشش کر رہے تھے اور زائرون کے بڑے بڑے مسلح گروہ اُن کی مدد کرتے تھے جن کی کثیر تعداد کا لحاظ کر کے اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ اِن لڑائیون کی بدولت یورپ کے رہنے والون مین سے کتنے ایک آدمی آوارہ وطن ہوئے۔ اِن آوارہ گردون کی غرض چاہے جو کچھ ہو مگر بغیر اِس کے کہ صلیبی فوجون کے کوچ کرنے کا انتظار کرین بے صبری کے ساتھ اُس سرزمین کی طرف چل کھڑے ہوئے جس مین اُنھین یقین تھا کہ اگر دولت و راحت نہین تو ناموری ضرور حاصل ہو جائے گی۔ اب سب کو شہر عکہ کے لینے کی دُھن تھی جو اُس تمام علاقہ کی کُنجی تھا جو دریاے یردن کے مغرب جانب واقع ہے۔ اس شہر کے پھاٹک معرکۂ طبریہ کے بعد ہی صلاح الدین کے لیے کھل گئے تھے۔ اور انگلستان کے رچرڈ اور فلپ آگسٹس کے ارض پاک مین پہونچنے سے پیشتر بیت المقدس کا فرضی بادشاہ گے آف لوزگنن تقریباً دو سال تک عکہ کا محاصرہ کیے رہا تھا جس کی فوج کی نسبت کہتے ہین کہ یورپ کے زائرون کے مل جانے سے ایک لاکھ کی تعداد کو پہونچ گئی تھی۔ لیکن ان محاصرہ کرنے والون مین سے کسی مین بھی افسری کی لیاقت نہ تھی اور کامیاب ہونے مین اُنھین قحط اور اپنی شہوت پرستی سے جو نقصان پہونچا تھا اِس کو ایک ہولناک وبا نے اور بڑھا دیا جس مین ہزارون کی تعداد سے وہ ہلاک ہو گئے۔ — ۱۱۸۹ء محاصرۂ عکہ۔

عین اِس مصیبت کے زمانہ مین جرمنی کے چند سوداگرون نے جو بحیرۂ بالٹک
کے سواحل سے آئے تھے ان مصیبت زدہ لوگون کی یہ کفالت کی کہ بیمارون اور قریب المرگ
لوگون کے لیے جہازون کی بالین خیمون کی طرح تان دین۔ اُن کے اِس کار خیر کے نتیجہ مین
یہ عمدہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ ٹمپلارز اور ہاسپٹیلرز کی قسم کا ایک اور اعزازی تمغہ پیدا ہو گیا یعنی
ٹیوٹانک جماعت کا عروج۔ اُسی وقت سے ٹیوٹانک نائٹ پیدا ہوئے۔ اور اُنھین قوت اور امتیاز حاصل ہو گیا
اور فریڈرک دوم کی صلیبی معرکہ آرائی کی تاریخ مین ہم ان نائٹون کے سردار ہرمن آف
سیلزا کو اِس قدر کامیاب پائین گے کہ شہنشاہ بھی اُس سے بے انتہا خوش ہے اور
شہنشاہ کا جانی دشمن پوپ بھی راضی ہے۔ مجاہدین صلیب کو مشرق مین جب ناکامی
ہوئی تو یہ جماعت اُنھین بیہودہ ممالک مین منتقل کر دی گئی جن سے اِس جماعت
کے بانیون کو علاقہ تھا۔ اور اِس فرقہ نے اپنے صلیبی جہاد کا رُخ لتھونیین۔ پروشین
اُستھونین اور دیگر بُت پرست قومون کے مقابلہ کی طرف پھیر دیا۔ اِس جماعت کے
لوگ تلوار ہاتھ مین لے کے انجیل کی تلقین کرتے تھے۔ اور اُن کی کوششون سے اور
کچھ نہین تو فوجی کامیابی ضرور حاصل ہوتی تھی۔ اُن لوگون نے جن مقامات پر قبضہ کیا پھر
وہ اُن کے ہاتھ سے نہ نکلے۔ اور اُن کا آخری سرگروہ اُس ریاست کا بادشاہ قرار
پایا جو اب بڑھ کے سلطنت پروشیہ بن گئی ہے۔

وبا اور بد افعالیان جنھون نے صلیبیون کی فوجون کو عکہ کے سامنے تباہ کیا تھا
۱۱۹۰ء سبیلا ملکہ بیت المقدس کی موت۔ اُنھین سردارون کی باہمی پھوٹ سے اور بد دل گئی۔ **بالڈون چہارم** کی بہن اور
گے آف لوزگنن کی جورو سبیلا طاعون مین مبتلا ہو کے ہلاک ہو گئی۔ اُس کے
دونون بچے بھی اُسی کے ساتھ نذر اجل ہوئے۔ اِس کے باعث اُس کے شوہر کا
وہ حق سلب ہو گیا جس کی بدولت وہ کم از کم برائے نام بادشاہ یروشلیم بن گیا تھا۔ اُس کی
بی بی کی بہن ازابل اِس وقت تک زندہ تھی جس نے اپنے پہلے شوہر **ہمفری** سے
کونراڈ برائے نام بادشاہ بیت المقدس۔ جو تورون کا نواب تھا طلاق حاصل کر کے ۱۱۹۲ء مین شہر سور کے رئیس کونراڈ
کے ساتھ بڑے اطمینان سے شادی کر لی تھی۔ اِس طرح پر المرلق کی وارثہ کے ساتھ شادی
ہو جانے کی بنیاد پر کونراڈ نے **بیت المقدس** کی سلطنت کا دعوی کیا۔ اور اِس مسئلہ
کا تصفیہ شاہان انگلستان و فرانس پر منحصر رکھا۔

یہ دونون بادشاہ اب مشرق کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ رچرڈ خشکی کے رستہ سے سفر کر کے جنوا پہونچا تھا اور اس کے جہازون کا بیڑا خلیج بسکے سے گزر کے شہر لسبن مین لنگر انداز ہوا تھا۔ جہان اُس کی نوجون نے ایک اور صلیبی لڑائی تیار پائی۔ مسلمانون کے امیر (بادشاہ) نے شہر سنیٹرم[ع] کا محاصرہ کر لیا تھا جو لسبن سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ پرتگیزون نے انگریزون کی مدد سے اس شہر پر سے مسلمانون کا محاصرہ تو اُٹھا دیا۔ مگر اُس کے بعد خود اپنے مددگارون (انگریزون) سے لسبن کی گلیون مین مجادلہ ومقاتلہ پر مجبور ہوئے۔ اصل مین صلیبیون کا یہ

انگریزی بیڑے کا سفر لسبن اور مسینا تک۔

ع۔ سنیرم کو عرب مورخین شنتر لکھتے ہین۔ اور یہ واقعہ ۵۸۰ھ کا ہے۔ اسپین مین ان دنون طوائف الملوکی تھی اور بنی اُمیہ کا دور تقریباً ڈیڑھ صدی پیشتر ختم ہو چکا تھا۔ ۴۸۳ھ مین یوسف بن تاشفین کی سلطنت قائم ہوئی۔ آخر عبدالمومن نے جو مہدی مغربی ابن طومرت کا نائب تھا اُس خاندان کا قلع قمع کر کے ۵۵۲ھ مین غرناطہ پر قبضہ کیا۔ اُسی کے بیٹے ابو یعقوب یوسف نے ۵۸۰ھ مین مذکورۂ بالا قلعہ پر حملہ کیا۔ اور ۷۔ ربیع الاول کو وہان پہونچ کے محاصرہ کر لیا۔ اسی مہینے کی ۲۵ کو اتفاقاً اُس نے حکم دیا کہ لشکر اسلام شہر کے شمالی ومغربی اطراف مین جا کے قیام کرے۔ اس کے بعد عشا کی نماز پڑھ کے اپنے بیٹے ابو اسحق کو بُلا کے حکم دیا کہ تم علاقہ لسبن پر جا کے تاخت کرو۔ ان حکمون کے سمجھنے مین لوگون کو غلط فہمی ہوئی۔ اور سارا لشکر ابو اسحق کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ صبح کو بادشاہ نے فجر کی نماز پڑھ کے دیکھا تو سوا چند محافظون کے سارا لشکر روانہ ہو گیا تھا۔ آفتاب کے نکلتے ہی عیسائی قلعہ سے نکل پڑے۔ بادشاہ کے خیمے پر حملہ کیا۔ جو لوگ مزاحم ہوئے اُنھین قتل کیا۔ اور شاہی خیمے مین گھس پڑے۔ پردے اور بچھونا نوچ ڈالا اور خود اُسپر جھک پڑے۔ بادشاہ تلوار لے کے اُن پر جھپٹا۔ اور چھ آدمیون کو مار ڈالا۔ لیکن آخر برچھون سے چھد کے گرا۔ اس درمیان مین عیسائیون نے حرم کی بعض عورتون کو بھی نیزون سے مار ڈالا۔ بادشاہ گرا ہی تھا کہ دو موحدی سردار زبردست جوانون کے ساتھ آ پہونچے عیسائیون کو مار کے ہٹا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سارا لشکر پلٹ آیا۔ اور اپنے بادشاہ کو زخمون سے چُور دیکھ کے اس زور سے حملہ کیا کہ قلعہ پر چڑھ گئے۔ دھاوا کر کے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اور دس ہزار سے زیادہ عیسائی مار ڈالے۔ اس کے بعد زخمی بادشاہ کو لے کے پلٹے جس نے رستہ ہی مین جان دی۔ اور اُس کی لاش مراکش کے شہر تینمل مین لے جا کے دفن کی گئی۔ عربی مورخین کے

خیال تھا کہ اُنھین ساری دُنیا کے لوٹنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور جب بہت کچھ خونریزی ہولی تو بڑی مشکل سے اُنھین اُن کے سرگروہون نے اِس بات پر راضی کیا کہ اپنے ان اختیارات کو اُسی سرزمین کے واسطے اُٹھا رکھین جو بہت دور پر واقع ہے گرمیون کی فصل ختم ہونے کو تھی۔ رچرڈ سواحل الطالیہ پر سے اپنی بحری فوج کو ساتھ لے کر بظاہر ایک فاتح کی شان سے شہر مسینا[ع] مین داخل ہوا جس سے جزیرۂ صقلیہ والے تو خوف زدہ ہوئے اور فلپ بادشاہ فرانس ناراض ہو گیا۔ ۲۳ ستمبر ۱۱۹۰ء

جزیرۂ صقلیہ اُن دنون اور مُدتون کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ ایک ایسی دولت تھا جس کے لیے حریف فرمان روا سازشین کرتے اور لڑتے تھے۔ فی الحال یہ جزیرہ ٹینکرڈ کے قبضہ مین تھا جو اپولیہ کے ایک ڈیوک روجر کا ولد الحرام بیٹا تھا اُس کی بہن کانسٹنشیہ جو روجر کی صحیح النسل بیٹی تھی فریڈرک باربروسا کے بیٹے ہنری کے عقد نکاح مین تھی جس کی یہ خواہش تھی کہ اس جزیرہ کو اپنی شہنشاہی قلمرو کا ایک حصہ بنالے ٹینکرڈ نے اُسے شکست دی اور عاقبت اندیشی کی راہ سے اتنی اور کارروائی کی کہ ولیم نیک نفس جو اُس سے پہلے جزیرۂ صقلیہ کا بادشاہ تھا اُس کی بیوہ جونا کو قید کر لیا۔ جونا انگلستان کے بادشاہ رچرڈ کی بہن تھی لہذا رچرڈ نے فوراً ان باتون کی خواہش کی کہ جونا کو رہائی دی جائے۔ اُس کا مہرادا کیا جائے۔ اور نیز وہ جائداد اُس کے حوالے کی جائے جسے ولیم نیک نفس اُس کے باپ ہنری دوم کے نام سے نامزد کر کے چھوڑ گیا تھا۔ ان باتون کی استدعا کرنے کے ساتھ ہی اُس نے لوٹ مار اور سختی بھی کی۔ اور اُس کے ہمراہی بھی اس بارۂ خاص مین اُس کے نقش قدم پر چلنے کو تیار ہو گئے۔ چنانچہ اُنھون نے مسینا کی گلیون مین اہل شہر سے لڑنا شروع کر دیا۔ اور لڑائی کے بعد اُس شہر کو لوٹ لیا۔ صقلیہ مین رچرڈ اول کا طرز عمل

بیان سے اس کا بالکل پتہ نہین چلتا کہ رچرڈ کی بحری فوج سے عیسائیون کو اس معرکہ مین کچھ بھی مدد ملی شنتمریہ سے محاصرہ اُٹھا یا نہین گیا بلکہ سلطان اُس پر قبضہ کرنے کے بعد پلٹے۔ اور پلٹنے کی بھی وجہ یہ تھی کہ اُن کا بادشاہ قریب المرگ تھا۔ نہ یہ کہ وہ مغلوب ہو کے چلے گئے۔

ع۔ مسینا جزیرۂ صقلیہ کا ایک ساحلی قدیم شہر ہے جو اُس کے شمال جانب اور الطالیہ کے عین محاذات مین واقع ہے۔

لیکن مسینا کی دیوارون پر انگریزی جھنڈے کا نصب کیا جانا فلپ آگسٹس کو برا معلوم ہوا اور رچرڈ نے یہ رنگ دیکھ کے یہ کارروائی کی کہ یہ شہر نائٹس ٹمپلرس اور نائٹس ہاسپٹلرس کے حوالے کر دیا۔

ٹینکرڈ سے جو جھگڑا اٹھا وہ یون طے ہوگیا کہ ٹینکرڈ نے اپنی شیرخوار بیٹی کی آرتھر ڈیوک آف برطانی کے ساتھ منگنی کر دی۔ جو اُس جان کے ہاتھون کا مظلوم تھا جسے شیکسپیر نے شہرت دیدی ہے۔ لیکن ان حامیان صلیب کی یہ نزاعین زنجیر کی کڑیون کی طرح ایک دوسرے مین جُڑی ہوئی ہین۔ ٹینکرڈ نے اپنی خالص دوستی کا ثبوت دینے کے لیے بادشاہ فرانس کا وہ خط رچرڈ کے ہاتھ مین دیدیا جس مین اُس نے ٹینکرڈ سے اِس بات کی خواہش کی تھی کہ رچرڈ سے مقابلہ کرنے کے لیے تم مجھ سے اتفاق کرلو۔ رچرڈ نے یہ ثبوت پاکے فلپ آگسٹس پر دغابازی کا الزام لگایا۔ اس کے جواب مین خود اُس پر یہ الزام لگایا گیا کہ فلپ آگسٹس کی بہن اڈیلے کے ساتھ شادی کرنے سے بچنے کے لیے اُس نے جعلی خطوط پیش کیے۔ رچرڈ نے سانشو بادشاہ نیویر کی بیٹی برنگاریا کے ساتھ شادی کا پیغام دیا تھا لہذا صاف صاف کہدیا کہ مجھے اُس عورت سے کچھ واسطہ نہین جو خود میرے باپ کے نطفہ سے بچہ جن چکی ہے۔ اس طرح پر وہ دوستی جس کی بدولت ابتدا مین یہ دونون بادشاہ ایک ہی میز پر کھانا کھاتے اور ایک ہی خیمہ مین سویا کرتے تھے۔ دشمنی اور باہمی نفرت سے بدل گئی۔

غرض یون موسم سرما قابل شرم باہمی نزاعون اور فضول خرچیون مین گزر گیا جو اُس سے کم شرمناک نہ تھین۔ بہار کے موسم مین بادشاہ فرانس جہاز پر سوار ہو کے عکہ کو روانہ ہوا۔ رچرڈ نے جزیرۂ روڈس کی راہ لی۔ اور وہان بیماری کی حالت مین یہ خبر سُنی کہ اُس کے ہمراہیون کے بعض جہاز جزیرۂ قبرس (سائپرس) کے سواحل پر تباہ ہوگئے۔ اُن کا اسباب لُٹ گیا۔ اور اُن لوگون کو خاندان کامنینا کے شاہزادے آئزک (اسحق) نے جو اس جزیرہ کا شہنشاہ ہونے کا دعویدار ہے قید کر لیا۔ ان قیدیون کے چھوڑنے کے معاوضہ مین اُس نے ایک رقم طلب کی۔ لیکن اُس کی اِس استدعا کی طرف توجہ ہی نہین کی گئی۔ آخر انگریزی جہازون کا بیڑا لماسول کے

رچرڈ اور فلپ آگسٹس مین جھگڑا۔

مارچ ۱۱۹۱ء رچرڈ اور جزیرۂ قبرس کے کامنینی شہنشاہ میں لڑائی

سامنے پہونچا۔ جو بندر گاہ جزیرۂ قبرس کا انتہائی جنوبی شہر ہے۔ اور تھوڑے ہی زمانے مین عساکر برطانیہ نے اُس شہر پر قبضہ کرلیا۔ آخر رچرڈ اور آئزک مین ایک معاہدہ ہوگیا جس کی رُو سے آئزک اس بات کا پابند کیا گیا کہ ۵۰۰ نائٹون کو اپنے ہمراہ رکاب لے کے صلیبی جہاد مین شریک ہو اور رچرڈ کی جانب سے اقرار کیا گیا کہ اگر اُس شاہزادے کا چال چلن اچھا رہا تو اُس کی سلطنت اُسے واپس کردی جائے گی۔ لیکن دہشت نے آئزک کی عقل ٹھکانے نہین رکھی تھی۔ وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ اور انگلستان کے مقابلہ مین پھر صف آرا ہوا۔ اس لڑائی مین پھر اُس نے شکست کھائے ہتھیار رکھ دیے۔ اور رچرڈ نے حکم دیا کہ وہ ارض فلسطین کے ایک ساحلی قلعہ مین قید رکھا جائے۔

اسی بندرگاہ لماسول مین رچرڈ کے پاس وہ جہاز آکے پہونچا جس مین نویر کی شاہزادی برنگاریہ تھی اور یہین رچرڈ نے اُس کے ساتھ شادی کی اور یہین وہ گے آف لوزگنن سے ملا اور اُس سے وعدہ کیا کہ مین تمھاری طرفداری کرون گا۔ جس کی قوی ترین وجہ یہ تھی کہ فلپ آگسٹس نے کونراڈ کی جانب داری اختیار کی تھی۔ اس طرح دونون بادشاہ صرف یہ کام کرنے کے لیے کہ نئے جھگڑون کے ذریعہ سے قدیم نزاعون کو اور پیچیدہ کردین۔ عکہ پہونچے۔ عکہ کا محاصرہ شروع ہوئے اب تقریباً دو سال گزر چکے تھے۔ میدان مین صلیبیون کا جماؤ تھا۔ جن کے ساز و سامان سے اب بھی شان و شوکت نمایان تھی۔ گرد کی بلندیون پر ترکی فوجون کے ٹھٹھ تھے جن پر صلاح الدین کا سیاہ (عباسی) علم لہرا رہا تھا۔ رچرڈ کو اپنے خیال مین جس قدر موزون معلوم ہوا اور اُس کی بلند حوصلگی نے جہان تک مناسب سمجھا اُسی قدر وہ راستہ مین ٹھہرتا رہا۔ جو سردار عکہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اُن کے ایلچیون نے جب جزیرۂ قبرس کے شہر فماگوستہ مین اُس کی مزاحمت کرنی چاہی تو اُس نے سخت لعنت و ملامت کی اور کہا "مین اس لیے نہین آیا ہون کہ کمبینیا خاندان کے حکمرانون کو تاج و تخت سے جدا کرون اور اُن کی سلطنتون پر قابض ہون بلکہ میری اصلی غرض یہ ہے کہ مسیحی دُنیا کی پاک اور مقدس وراثت کے واسطے ترکون سے لڑون۔ آخر شہر عکہ مین اس حالت سے پہونچا کہ باری کے بجانے

رچرڈ اور فلپ کا عکہ پہونچنا

اُس کو توڑ دیا تھا۔ تاہم اُلوالعزمی کا جوش زوروں پر تھا۔ خود اُس کی اجازت سے لوگ اُسے ایک چٹائی میں لپیٹ کے میدان جنگ میں لے گئے تاکہ بتائے کہ وہ منجنیق جو سنگباری میں آج کل کے توپ خانوں کا سا کام دے سکتی تھی کس رُخ پر لگائی جائے لیکن ابتدا میں دونوں بادشاہوں نے ایک ساتھ مل کے کام نہیں کیا۔ اور محاصرہ کرنے والی فوج کی اس تقسیم کی وجہ سے محصورین کو ایک زمانے تک مقابلہ کرتے رہنے کا موقع مل گیا۔ اس کے بعد جب دونوں بادشاہوں میں اتفاق ہو گیا عام اس سے کہ یہ اتفاق حقیقتہً ہوا ہو یا صرف دکھانے کے لیے۔ اور دونوں نے متفقہ قوت سے کوشش کی تو محصورین کی طرف سے ہتھیار رکھ دینے کی درخواست پیش ہوئی۔ جو شرایط اُن کی طرف سے پیش ہوئے تھے وہ نامنظور کیے گئے۔ اور صلاح الدین نے یہ کہہ کے محصورین کا حوصلہ بڑھا دیا کہ مصر سے عنقریب کمک آیا چاہتی ہے۔ وہ کمک نہیں آئی۔ اور صلاح الدین کو مجبوراً اُس سے زیادہ سخت شرطیں منظور کرنی پڑیں۔ وہ شرطیں یہ تھیں کہ اصلی صلیب کا ٹکڑا صلیبیوں کے حوالے کر دیا جائے۔ عیسائی قیدی رہا کر دیے جائیں۔ اور کئی ہزار مسلمان اُس دو لاکھ اشرفیوں کی رقم کے ادا ہونے کے زمانے تک جس کے لیے ۴۰ دن مقرر کیے گئے تھے بطور کفالت عیسائیوں کے پاس بھیج دیے جائیں۔ شہر عکہ اُن کے قبضہ میں دے دیا گیا۔ رچرڈ اندر جا کے قصر شاہی میں فروکش ہوا۔ (۱۲-جولائی ۱۱۹۱ء) (شہر عکہ پر صلیبیوں کا قبضہ۔)

عکہ کا محاصرہ اور اُس پر صلیبیوں کا قابض ہونا دُنیا کے یادگار واقعات میں سے ہے۔ اسی کے حالات سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن دنوں مسیحیوں کا اخلاق کیسا تھا۔ اور اُن کے قول و فعل پر کہاں تک اعتبار کیا جا سکتا تھا۔ اور دوسری طرف صلاح الدین کی اصلی حالت نظر آتی ہے۔ صلاح الدین نے مصر۔ شام اور بہت سے علاقوں اور شہروں پر قبضہ کیا۔ بڑی بڑی بہادریاں دکھائیں۔ لاطینی سلطنت بیت المقدس کا خاتمہ کر دیا۔ مگر جس لڑائی میں صلاح الدین کی شجاعت۔ اُس کے استقلال۔ اُس کی نیک نفسی۔ دینی سرگرمی اور دیانتداری و راستبازی کی اصلی تصویر نظر آتی ہے اور صلاح الدین وہ مشہور صلاح الدین اعظم ثابت ہوتا ہے یہی

فلپ ٹمپلرس کے مکان میں اقامت گزین ہوا۔ اور دونون بادشاہون کے جھنڈے شہر پناہ پر اُڑنے لگے۔ اب فلپ نے خیال کیا کہ میرا عہد پورا ہوگیا

عکہ کا میدان ہے۔ اِس معرکہ کے حالات عیسائی مورخین نے بھی لکھے ہین۔ مگر اُس وضاحت سے اور کہین کم نظر آسکتے ہین جیسے کہ عربی تاریخون اور خاصتہً ابن اثیر جزری نے لکھے ہین۔ ابن اثیر نے جو کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ صلاح الدین کا طرز عمل یہ تھا کہ ارض شام کے جن جن شہرون پر قبضہ کرتا کمال نیک نفسی اور رحم دلی سے عموماً عیسائیون کو امن دامان دے دیتا اور شہر پر اُس کا قبضہ ہوتے ہی اُنھین آزادی حاصل ہوجاتی۔ وہ اس قدر بے تعصب تھا کہ خود اُس کے خزانہ پر مسیحی عہدہ دار مقرر تھے۔ جو اُس کے ساتھ رہتے تھے۔ اور اُس کے دامن مین پرورش پاتے تھے۔ یون ہر جگہ عیسائیون کو آزادی ملی تو وہ سب جا کے شہر صور مین جمع ہوئے۔ جہان فرنگیون کی حکومت باقی تھی۔ اور صلاح الدین زیادہ متعرض نہین ہوا تھا وہان سب نے مل کے ارادہ کیا کہ شہر عکہ پر جا کے قبضہ کرین۔ جو شام کا سب سے بڑا بندرگاہ اور زبردست شہر تھا۔ یہ خبر صلاح الدین کو پہونچی تو اُس نے ارادہ کیا کہ اُنھین راستہ ہی مین روک کے اور وہان تک پہونچنے نہ دے۔ مگر ساتھ والے افسرون نے محض راحت طلبی سے یہ رائے دی کہ وہان پہونچنے کے بعد دوسری راہ سے جا کے ہم مقابلہ کرین۔ صلاح الدین اُن کے اصلی منشے کو سمجھ گیا مگر غلطی سے اُسے یہی مناسب معلوم ہوا کہ اُن کی خوشی پوری کرے۔ اگر خود اپنی رائے پر عمل کرتا تو یہ نتیجہ ہرگز نہ پیدا ہوتا جو اب نظر آیا۔ ۸۔ رجب ۵۸۵ھ کو فرنگی شہر صور سے روانہ ہوئے۔ اور ۱۵۔ کو عکہ کا محاصرہ کرلیا۔ اُن کے بعد صلاح الدین وہان پہونچا۔ اور چونکہ شہر کا راستہ بند تھا لہذا عیسائی لشکرگاہ کے گرداگرد اُترنا پڑا۔ اُس کا خیمہ تل کیسان نام ایک ٹیلہ پر نصب کیا گیا۔ اور یہ صورت ہوگئی کہ عکہ کو عیسائی گھیرے ہوئے تھے۔ اور اُن کو صلاح الدین گھیرے ہوئے تھا۔ اب لڑائیان شروع ہوگئین۔ خشکی کی طرف سے اُمراے شام و مصر کی فوجین آآکے صلاح الدین کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوتی جاتی تھین۔ اور دریا کی طرف تمام ممالک یورپ کی فوجین صلیبی جھنڈے کے نیچے۔ یون تو چھوٹی چھوٹی بہت سی لڑائیان ہوتی رہین۔ مگر جب عکہ والون کو مدد نہ پہونچائی جاسکی تو غرۂ شعبان کو ایک سخت لڑائی ہوئی۔ لیکن اس پر بھی عکہ کا راستہ نہ کھل سکا۔ دوسرے دن اُس سے سخت لڑائی ہوئی جس کے ابتداے یوم مین تو میدان کا رنگ معمولی رہا۔ لیکن ظہر کے وقت صلاح الدین کے

فلپ کی واپسی بجانب فرانس

اور اس نے اس امر کا اعلان کر دیا کہ میرا مصمم ارادہ فرانس واپس جانے کا ہے۔ رچرڈ اپنے اس رفیق سے نہایت غصہ اور توہین کرنے کے چشم و ابرو دیے

بھتیجے تقی الدین نے میمنہ کی طرف سے ایسی سخت یورش کی کہ فرنگی پسپا ہو گئے۔ شہر عکہ کی آدھی شہر پناہ کھل گئی۔ اور اتنا موقع مل گیا کہ شہر مین لشکر اور سامان جس قدر مناسب معلوم ہوا اندر پہونچا دیا گیا۔ اور جن لوگون کو مناسب سمجھا گیا باہر نکال لیا گیا۔ شام کو تقی الدین واپس آیا جس کے واپس آتے ہی موقع پا کے پھر عیسائیون نے محاصرہ کر لیا۔ اگر یہ لڑائی رات کو بھی قائم رکھی جاتی تو یقیناً آج ہی مسلمانون کے موافق لڑائی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ اب عیسائیون نے اپنے اور مسلمانون کے درمیان مین خندق کھود لی۔ جس کے بعد ایک لڑائی ۶۔ شعبان کو ہوئی۔ اور بعد بھی چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہین۔ ۱۶۔ کو عیسائیون کی ایک جماعت لکڑیان لانے کے لیے باہر نکلی تھی کہ مسلمانون مین گھر گئی۔ اور اس مین کے سب لوگ مار ڈالے گئے۔ اب لڑائیان تو ہوتی تھین مگر عیسائی خوف کے مارے لڑتے مین بھی کبھی خندق کے اس پار نہ آتے تھے۔ ناگہان ان مین خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون کی قوت اب بھی خطرناک ہے اور اگر مصر کا لشکر بھی آ گیا جس کا انتظار ہے تو غضب ہو جائے گا۔ لہذا ۲۰۔ شعبان کو ان کے سوار اور پیادے ایک ٹیڑی دل کی طرح خندق سے باہر نکل کے مسلمانون پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے ایک زبردست حصہ نے تقی الدین پر جو میمنہ کا افسر تھا حملہ کیا۔ وہ لڑا اور زیادہ دباؤ پڑنے سے پیچھے ہٹا تو قلب کی فوج کا زیادہ حصہ اس کی کمک کو چلا گیا۔ قلب کو کمزور دیکھ کے ایک دوسرے فرنگی لشکر نے ادھر حملہ کیا۔ سب کو ہٹا دیا۔ یہ لوگ لڑتے بھڑتے تل کیسان پر چڑھ گئے۔ خاص صلاح الدین کے خیمہ کے آس پاس لوگون کو قتل کیا۔ لوٹا مارا۔ اور ٹیلے کے اس پار اتر گئے اور جو سامنے آیا اسے مار ڈالا لیکن اتنی دیر مین صلاح الدین کی فوج قلب اور میسرہ نے انھین پیچھے سے روکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان مین گھر گئے۔ اور جتنے فرنگی قلب کی طرف بڑھ آئے تھے سب مار ڈالے گئے۔ غنیمت یہ ہوا کہ ان لوگون نے صلاح الدین کے خیمے کو نہین لوٹا۔ ورنہ قطعی مسلمانون کو شکست ہو گئی ہوتی۔ غرض فرنگی سخت نقصان اٹھا کے واپس گئے۔ اس لڑائی مین دس ہزار فرنگی مارے گئے۔ جن مین ہاسپٹلرز کا سردار بھی تھا۔ بہت سے گرفتار ہوئے جن مین تین عورتین تھین جو مردانے بھیس مین اسلحہ سے آراستہ ہو کے مقابلہ کر رہی

رخصت ہوا- اور فلپ جہاز پر سوار ہو کے شام کے ساحلی شہر سور مین پہونچا جہان اُس نے شہر عکہ کا نصف حصہ جو اُس کی ملکیت تھا کونراڈ کو دیدیا-

تھین- لاشون کو صلاح الدین نے اُسی نہر مین ڈلوا دیا جس کا پانی وہ لوگ پیا کرتے تھے- ان لاشون کے سڑنے سے ایسی تعفن پیدا ہوئی اور آب و ہوا مین ایسی سمیت پیدا ہوگئی کہ صلاح الدین بیمار ہو گیا- اور قولنج کا دورہ شروع ہوگیا جس کی کبھی کبھی اُسے شکایت ہو جایا کرتی تھی- تمام سردارون اور طبیبون کی راے سے اُس کا خیمہ زیادہ پیچھے ہٹا کے مقام خروبہ مین نصب کیا گیا- اور عکہ والون کو ہوشیاری و مستعدی کی تاکید کردی گئی- اب فرنگیون کے لیے زیادہ میدان کھُل گیا- اور اب عکہ بالکل محصور تھا- سمندر کی طرف بھی عیسائیون کے جہاز گھیرے ہوئے تھے- گرد کی خندق فرنگیون نے زیادہ گہری کی اور اُس کے برابر اُسی کی مٹی سے اُونچے دمدمے قائم کر لیے- مگر عکہ والے برابر بہادری سے لڑے جاتے تھے- ۱۵- شوال کو مصری جہازون کا بیڑہ اور فوج آ پہونچی- جس سے اُن کا حوصلہ اور بڑھ گیا- اس محاصرہ مین ۵۸۵ھ گزر گیا- اور ۵۸۶ھ کے ماہ صفر مین ایک اور سخت لڑائی ہوئی جس مین دونون جانب بہت آدمی مارے گئے- اور صلاح الدین پھر اپنا خیمہ تل کیسان پر بڑھا لایا- اور روز لڑتا تھا- تاکہ عیسائیون کو شہر پر زیادہ دباؤ ڈالنے کا موقع نہ ملے- فرنگیون نے جب دیکھا کہ شہر کسی طرح فتح ہی نہین ہوتا تو تین زبردست اور عالی شان برج بنوائے- جو تھے تو عمدہ قسم کی لکڑی کے مگر لکڑی پر چمڑا منڈھ کے مٹی اور ایسے ایسے مسالے لگائے گئے تھے کہ آگ اثر نہ کرتی تھی- ہر ایک مین پانچ درجے تھے- اور ہر درجے مین بہت سے لوگ ٹھہر کے بڑے اطمینان سے اور فصیل والون کی زد سے بچ کے لڑتے تھے- یہ برج تین جانب جب دیوار عکہ کے قریب لے جا کے کھڑے کیے گئے- اُن پر سے چڑھ چڑھ کے عیسائیون نے لڑنا شروع کیا- اور روغن نفط کی ہانڈیان برسانے پر بھی اُن مین آگ نہ لگی تو عکہ والے بہت گھبرائے- اور مسلمانان عکہ کا سردار قراقوش مایوس ہو گیا- اسی اثنا مین ایک دمشقی شخص نے آ کے کہا آپ منجنیق والون کو حکم دیجیے کہ جو کچھ مین دون اُسے ان برجون پر برسائین- یہ شخص ایک اعلے درجہ کا کیمسٹ تھا- مگر قراقوش اس قدر پریشان تھا کہ غصہ سے جواب دیا "اور سبھون نے کیا بنا لیا جو تم کچھ بنا لوگے؟" حاضرین مین سے کسی نے کہا "تو اس مین مضائقہ ہی کیا ہے- امتحان ہی سہی- کامیابی حاصل ہوئی تو سبحان اللہ- اور ناکامی ہو

چالیس دن گزر گئے۔ صلاح الدین اصلی صلیب کا ٹکڑا اور دو لاکھ دینار
یا تو دے نہ سکا یا اُس نے بالقصد یہ چیزیں نہین دین۔ رچرڈ نے اُسے متنبہ بھی

ہٹی ہے۔" قراقوش نے راضی ہو کے منجنیق والون کو اُس شخص کی ہدایت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اس کا امتحان پہلے ایک برج پر کیا گیا۔ اُس شخص نے پہلے ایک روغن دیا کہ ہانڈیون مین بھر بھر کے برسایا جاے۔ اُس سے بظاہر کوئی اثر نہین نمایان ہوتا تھا۔ فرنگی جو برجون پر تھے یہ دیکھ کے کہ یہ بیوقوف ایسے تیل کی ہانڈیان پھینک رہے ہین جس مین آگ در کنار گرمی بھی نہین ہے۔ مسخرہ پن کرتے تھے۔ اور جب کوئی ہانڈی گرتی تضحیک کی راہ سے مُنہ چڑھانے اور ناچنے کودنے لگتے۔ وہ اسی غفلت مین رہے اور سارا برج اُس روغن سے بھگو دیا گیا۔ اب اس کے بعد اُس نے مشتعل روغن نفط کی ہانڈیان برسانی شروع کین۔ اور یکایک سارا برج مشتعل ہو گیا۔ اور جتنے اُس کے اندر تھے مع اُن سب کے جل کے خاک ہو گیا۔ اس کے بعد یہی عمل دوسرے برجون پر کیا گیا۔ مگر اُن مین کسی جان کا نقصان نہین ہوا کیونکہ ہانڈیون کے برسنے کا سلسلہ جاری ہوتے ہی سب لوگ اُن مین سے نکل کے علحدہ ہو گئے۔ ۲۰۔ جمادی الاول کو صلاح الدین کے لشکر سے پھر ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اس مین فرنگیون نے مصری فوج پر حملہ کیا تھا۔ ابتداءً مصری بھاگے۔ اور جب فرنگی اُن کے خیمے لوٹنے مین مشغول ہوئے تو مصری اور موصلی لشکر اُن پر آناً فاناً آپڑے۔ اور انھین گھیر کے مار ڈالا۔ اس لڑائی مین بھی تقریباً دس ہزار فرنگی مارے گئے۔ اور اس کے نتیجہ مین عیسائی گھبرا اُٹھے تھے کہ تیسرے دن بعض شاہان یورپ آپہونچے۔ اُن کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور ساتھ ہی لڑائی کا رنگ بھی بدلنے لگا۔ اب فرنگستان سے مجاہدین کا سیلاب چلا آتا تھا۔ آخر ۲۷۔ جمادی الثانی کو صلاح الدین نے اپنا خیمہ ہٹوا کے پھر خروبہ مین قائم کرایا۔ تاکہ میدان وسیع ہو جاے۔ اب یورپ والون نے عکہ کے گرداگرد بڑی بڑی منجنیقین قائم کرنی چاہین جنھین محصورین اپنی مستعدی سے کسی طرح قائم نہین کرنے دیتے تھے۔ مجبور ہو کے عیسائیون نے ایک نئی تدبیر نکالی۔ وہ یہ کہ شہر پناہ سے فاصلہ پر مٹی کا ایک لمبا تودہ قائم کیا۔ اور اپنی مستعدی سے مٹی آگے ڈال ڈال کے جب اس تودے کو دیوار کے قریب تک بڑھا لائے تو اُس کی آڑ مین منجنیقین قائم کین۔ آپ

کر دیا کہ اگر اُس نے وعدہ پورا نہ کیا تو کیا نتیجہ ہو گا۔ اور ویسا ہی کیا جیسی دھمکی دی تھی۔ چالیسوین دن دو ہزار سات سو مسلمان جو بطور کفالت صلیبیون کے

پانچ ہزار مسلمان کفیلون کا قتل کیا جانا۔

اُدھر تو اس قدر سخت دباؤ پڑا۔ اور اُدھر عکہ والون کے پاس کھانے کو کچھ نہین رہا۔ اور رسد پہونچانا دشوار تھا۔ صلاح الدین نے اسکندریہ اور بیروت کے والیون کو حکم بھیجا کہ دریا کے راستہ سے رسد پہونچائین۔ اسکندریہ والے تو کچھ نہ کر سکے مگر حاکم بیروت نے یہ حکمت کی کہ لوگ جہازون مین غلہ اور سامان رسد بھر کے لے چلے۔ اپنی وضع عیسائیون کی بنائی۔ صلیبین بلند کین۔ اور مستولون پر صلیبی جھنڈے اُڑاتے ہوئے عکہ کو چلے۔ فرنگی جہازوالون نے اپنے جہاز سمجھ کے مزاحمت نہ کی۔ اور ان جہازون نے عکہ مین داخل ہو کے پوری رسد پہونچا دی۔ اس اثنا مین عیسائیون کے پاس پوپ کا خط آیا کہ مین نے سارے مسیحیون کو جہاد کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ لگاتار فوجین پہونچتی رہین گی۔ تم گھبرا نہ جانا۔ ۱۱۔ اور ۲۳ شوال کو سخت لڑائیان ہوئین۔ جن مین مسیحیون کا بہت نقصان ہوا۔ اب اُن کے کیمپ مین قحط تھا۔ مگر پھر بھی مسلمانون ہی سے اُنھین مدد ملتی تھی جو غلہ لا لا کے اُن کے ہاتھ بیچتے تھے اور دولت حاصل کرتے تھے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو وہ ٹھہر ہی نہ سکتے تھے۔ اب موسم سرما شروع ہوا۔ اور عیسائیون نے اپنے جہاز دیگر مقامات مین بھیج دیے۔ اس لیے کہ عکہ کے بندرگاہ مین رکھنا دشوار تھا۔ اس کے نتیجہ مین دریا کی طرف سے عکہ کا راستہ کھُل گیا۔ صلاح الدین نے موقع پاتے ہی عکہ کے سردار اور وہان کی فوج باہر بلا لی۔ اور نئے سردارون کو نئی فوج کے ساتھ اُس مین بھیج دیا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے لوگ آئے تھے اُتنے خوف کے باعث گئے نہین۔ اور اسی چیز نے عکہ کی فوج کو بہت کمزور کر دیا۔ پہلے کے مقابل مین صرف ایک ثلث قوت باقی رہ گئی۔ اس لیے کہ پہلے اُس مین ۶۰ امیر تھے اور اب اُن کی جگہ صرف ۲۰ امیر جا کے ٹھہرے۔ صلاح الدین کے خزانے پر جو عیسائی مقرر تھے انھون نے بھی بعض لشکرون کو وہان جانے سے روکا۔ غرض عکہ مین کافی فوج نہین پہونچنے پائی تھی کہ فرنگیون کے جہاز پھر آ پہونچے راستہ بالکل بند ہو گیا اور کسی قسم کی آمد و رفت نہ باقی رہ سکی۔ اب ۵۸۶ھ شروع ہوا۔ اور اس کے شروع ہوتے ہی فرنگستان سے اس قدر کمک آنے لگی کہ گویا یورپ فوجین اُگل رہا تھا۔ جہازون پر جہاز سپاہیون سے لدے ہوئے چلے آتے تھے۔ ۱۲۔ ربیع الاول کو شاہ فرانس فلپ آ پہونچا۔ مگر صلاح الدین کی وہی

حوالے کیے گئے تھے۔ ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھائے گئے جو صلاح الدین کے لشکرگاہ کے سامنے تھی۔ اور اُس پر جو کچھ کیا جاتا مسلمانوں کو صاف نظر آتا۔ حالت تھی کہ صبح ہوتے ہی لڑنے کو تیار ہو جاتا۔ اور عیسائیون کو پوری قوت سے عکہ پر حملہ کرنے کا کسی طرح موقع نہ دیتا تھا۔ حاکم بیروت نے جس کا نام اُسامہ تھا صلاح الدین کے حکم کے بموجب کچھ جہاز سپہگرون اور رسد سے بھر کے عکہ کی طرف روانہ کیے تھے۔ اُن سے شاہ انگلستان کے جہازون سے جو ابھی تک جزیرۂ قبرص مین تھا مقابلہ ہو گیا۔ بیروت کے جہاز غالب آئے۔ فرنگی جہازون پر جتنے سپاہی تھے گرفتار کر لیے۔ اور غلہ اور مال و اسباب چھین لیا۔ باوجود اس کے عکہ کا بچانا روز بروز غیر ممکن ہوتا جاتا تھا۔ اتنی بے انتہا اور لاتعداد فوج جمع ہو گئی تھی کہ اُس کی روک تھام بہت ہی دشوار تھی۔ عیسائی عکہ پر بھی حملہ کرتے تھے اور صلاح الدین سے بھی لڑتے تھے۔ عکہ کے گرد سات منجنیقین اُن ٹیلون کی آڑ مین قائم کر دین۔ اور شہر پناہ کو منہدم کرنے لگے۔ ۴۔ جمادی الاول کو صلاح الدین اور آگے بڑھ گیا۔ اور اُن سے بالکل قریب ٹھہرا اب اُس کی یہ حالت تھی کہ اُنھون نے عکہ کا رُخ کیا۔ اور اُس نے اِدھر سے سخت یورشین شروع کر دین۔ ۱۳۔ جمادی الاول کو شاہ انگلستان بھی آ پہونچا۔ اُس کے ساتھ ۲۵۔ بڑے بڑے جہاز تھے جو سپاہیون سے بھرے ہوئے تھے۔ اس بادشاہ کے آتے ہی عیسائیون کے حوصلے بڑھ گئے۔ اس لیے کہ وہ بڑا بہادر شجاع اور حیلہ جو افسر تھا۔ اِس زمانے مین بھی بیروت سے کچھ جہاز رسد اور سات سو بہادرون کو لے کے عکہ کو چلے۔ اِن پر خود شاہ انگلستان آ پڑا۔ مقابلہ ہوا اور مسلمانون کو اپنی کمزوری اور شکست کا یقین آ گیا۔ یعقوب حلبی جو اس بیڑے کا افسر تھا اُس نے آپ ہی اپنے ہاتھ سے توڑ کے جہاز ڈبو دیے اور خود بھی دریا مین ڈوب گیا۔ تاکہ یہ رسد عیسائیون کے ہاتھ مین نہ پڑ جائے۔ اور اُس کے رفقا زندہ گرفتار نہ ہون۔

اب عکہ کی مصیبت کا زمانہ آ گیا تھا۔ پہلی خرابی یہ ہوئی کہ امیر سیف الدین علی بن احمد ہکاری جو عکہ کی فوج مین سب سے زبردست اور اعلی افسر تھا اُس نے شاہ فرانس سے مل کے اِن شرطون کے ساتھ شہر کے سپرد کر دینے کی درخواست کی کہ جتنے مسلمان اندر ہون چھوڑ دیے جائین۔ اور اُن کو سلطان کے لشکر مین چلے

اور اُسی مقام پر رچرڈ کی جانب سے اجازت کا اشارہ ہوتے ہی اُن سب کے
سر کاٹ ڈالے گئے۔ اتنے ہی پر اکتفا نہین کی گئی بلکہ فرنگی سپاہیون نے مقتولون کے

جانے کی آزادی دی جاے۔ اِس کو شاہ فرانس نے نامنظور کیا۔ اب اہل شہر کو اور
نااُمیدی ہوئی۔ اور رات کو دو امیرون نے یہ غضب کیا کہ چند رفقا کے ساتھ چھپ کے
نکل گئے۔ اور صلاح الدین کے لشکر سے جا ملے۔ اس خبر کے مشہور ہوتے ہی اہل عکہ
اور بدحواس ہوئے۔ اور شہر کے سپرد کرنے کے بارہ مین فرانسیسیون اور صلاح الدین
مین مُراسلت ہوئی اور صلاح الدین کو بھی مجبور ہونا پڑا۔ شرطین یہ ہوئین کہ عکہ مین جتنے
مسلمان ہین اُتنی ہی مقدار مین عیسائیون کے وہ قیدی چھوڑ دیے جائین جو
مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہین۔ صلیب اعظم اُن کے حوالے کر دی جاے
لیکن اس معاوضہ پر بھی وہ راضی نہ ہوئے۔ تب صلاح الدین نے اہل شہر کو خبر کی
کہ تم مین جتنے مسلمان ہون سب ایک بارگی مال و اسباب اور کل چیزین چھوڑ کے
لڑتے ہوئے نکل پڑو۔ اور جدھر سے تم نکلوگے اُسی طرف مین بھی بڑے زور سے
حملہ کرون گا۔ اس کی کوشش اُن لوگون نے شروع کی اور رات کو نکلنا تجویز پایا تھا
مگر ہر ایک نے اپنے اسباب ساتھ لینے کی کوشش مین اتنی دیر لگائی کہ صبح ہو گئی
جس کے ساتھ ہی نکلنے کا خیال بھی جاتا رہا۔ اب فرنگی اُن پر یورش کر رہے تھے اور
اُنھین نظر آیا کہ آج شام تک شہر پر ضرور قبضہ ہو جاے گا۔ تو اُنھون نے شہر پناہ پر
چڑھ کے جھنڈیان ہلائین۔ یہ اشارہ اِس بات کا تھا کہ ہم پر آفت آگئی۔ ان جھنڈیون
کو صلاح الدین کے ساتھیون نے دیکھتے ہی رونا شروع کیا۔ اور ایک عجیب کہرام
پیدا ہو گیا۔ اور یونہین روتے ہوئے سب نے فرنگیون پر چارون طرف سے
حملہ کیا۔ اب قریب تھا کہ مسلمان خندق کے اندر گھس پڑین۔ مگر عیسائی فوراً شہر چھوڑ
کے اِدھر متوجہ ہوئے۔ اور ہجوم کر کے روکا کہ یہ لوگ شہر تک نہ پہونچنے پائین۔ اب
سیف الدین علی بن احمد ہکاری نے جب دیکھا کہ صلاح الدین اُس کو مدد نہین
پہونچا سکتا تو بطور خود ہی عیسائیون سے یہ طے کر لیا کہ اُس مین جتنے لوگ ہین
اپنا جان و مال لے کے امن و امان سے چلے جائین اور اس کے معاوضے مین
فرنگیون کو دو لاکھ دینار دیے جائین۔ اور مشہور لوگون مین سے پانچ سو اسیر دیے جائین

پیٹ پھاڑ پھاڑ کے معدے اور آنتون کو ٹٹولنا شروع کیا اِس لیے کہ اُس زمانے مین اکثر لوگ دشمن کے ہاتھ سے بچانے کے لیے جو کچھ سونا چاندی اپنے پاس ہوتا تھا اُسے نگل جایا کرتے اور یہی بدگمانی اِن فرنگیونکو مسلمان اور ترکی سپاہیونکی نسبت تھی چنانچہ اُنکی لاشین چاک کر کے

صلیب اعظم واپس کردی جاے - اور چار ہزار دینار حاکم صور کو دیے جائین - اس کو عیسائیون نے منظور کیا قسما قسمی ہوئی - اور روپیہ کی ادائی کی مدت دو شنبہ قرار دی گئی - اور شہر کے پھاٹک کھول دیے گئے - شہر مین گھستے ہی اُن لوگون نے غدر کیا - مسلمانون اور اُن کے مال و اسباب کو روکا - سب کو قید کر لیا - اور کہا یہ کارروائی ہم نے اِس لیے کی ہے کہ تمام شرائط کی تعمیل ہو جاے - اور صلاح الدین کے پاس کہلا بھیجا کہ نقد روپیہ - قیدی - اور صلیب بھیجو تاکہ ہم ان لوگون کو چھوڑین - اُس نے روپیہ جمع کرنا شروع کیا - اور ایک لاکھ دینار فراہم کر لینے کے بعد اُمرا سے مشورہ کیا - سب نے کہا جب تک اُن لوگون سے دوبارہ قسم نہ لے لی جاے کہ وہ شہر والون کو جو گرفتار تھے چھوڑ دینگے - اور ہاسپٹلرز جن کی راستبازی کا مسلمانون کو بھی یقین تھا ضمانت نہ کرین نہ بھیجا جاے - صلاح الدین نے یہی اُمور اُنھین لکھ بھیجے - ہاسپٹلرز نے ضمانت سے انکار کیا اور صاف کہا کہ ہمین اپنے ہمراہیون کا اعتبار نہین - اور بادشاہون سے یہ جواب ملا کہ جب روپیہ صلیب اور ہمارے قیدیون کو تم بھیجدوگے تو ہمارا جو جی چاہے گا قیدیون کے ساتھ کرین گے - یہ جواب سُنتے ہی صلاح الدین سمجھ گیا کہ وہ لوگ غدر پر آمادہ ہین - پھر کہلا بھیجا کہ جو کچھ روپیہ جمع ہوا ہے اُسے ہم مع صلیب اور قیدیون کے بھیجنے کو تیار ہین - اور باقی رقم کی کفالت بھی دینے کو موجود ہین - تم اس کے معاوضہ مین ہمارے ساتھیون کو چھوڑ دو - ہاسپٹلرز کی ضمانت دو - اور وہ اپنا عہد پورا کرنے پر حلف کرین - جواب ملا ہم حلف نہین کر سکتے تم لاکھ دینار اور قیدی اور صلیب بھیجو - اور ہم تمھارے ساتھیون مین سے جنھین چاہین گے چھوڑ دینگے اور جنھین چاہین گے باقیماندہ رقم کی وصول یابی تک قید رکھین گے - سب سمجھ گئے کہ وہ بدعہدی و غدر پر آمادہ ہین - لہذا سلطان نے روپیہ وغیرہ بھیجنا نامناسب اور بیکار خیال کیا -

۲۷ - رجب کو اُن کے سوار اور پیادہ شہر سے باہر نکلے - اور مسلمان بھی مقابلہ کو بڑھے اُن پر حملہ کیا اور اُن کی جگھون سے اُنھین ہٹا دیا - اور اسی وقت معلوم ہوا کہ فرنگیون نے عکہ کے مسلمان اسیرون سے صرف امیرون - افسرون اور مالدار لوگون کو تو روپیہ کی طمع مین رہنے دیا باقی سب کو قتل کر ڈالا - یہ دیکھ کے صلاح الدین نے بھی وہ جمع کیا ہوا روپیہ اپنے لشکر مین خرچ کرنا شروع کیا - اور اُن کے قیدیون اور اُس اصلی صلیب کو دمشق مین بھیجدیا -

سونے اور جواہرات کو تلاش کیا۔ لاشون کے اس چیرنے پھاڑنے مین ایک یہ غرض بھی ملحوظ خاطر تھی کہ اُن کے پیٹ نکال لین۔ اس لیے کہ مسلمانون کے پیٹون کو صلیبی لوگ ایک دوا سمجھ کے اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ اس قسم کے قابل تعریف کامون مین مسیحی لوگ حیرت انگیز اتحاد و یکجہتی سے کام لیا کرتے تھے۔ لہذا اسی وقت اور قریب قریب اتنے ہی مسلمانون کو فلپ آگسٹس کے جانشین ڈیوک آف برگنڈی نے شہر کی دیوارون پر کھڑا کر کے قتل کیا۔

عکہ پر پھر قبضہ ہو جانا اُن رحمدل اور سچے حامیان صلیب کے واسطے گویا عیاشی و اوباشی مین پڑ جانے اور رنگ رلیان منانے کا اجازت نامہ تھا۔ جن بدافعالیون سے انھین باز رکھنا اور روکنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ آخرکار رچرڈ کی فوج سمندر کے کنارے کنارے ہی جنوب کی جانب بڑھی اور بحری فوج کے جہاز بھی ساحل کے قریب ہی قریب روانہ ہوئے۔ اُن کے بائین ہاتھ کی طرف صلاح الدین کی فوج تھی جس کی حکمت عملی یہ تھی کہ دشمنون کو بغیر کوئی باضابطہ مقابلہ کیے اس ملک کے اندر ہی وہ تباہ کر دے۔ جس کے قلعون اور گڑھیون کو دشمنون نے تباہ کر دیا تھا۔ اس طریقہ سے مجاہدین صلیب اور اُن کے دشمن دونون شہر ارسوف کے نواح مین پہونچے۔ یہان پہونچتے ہی رچرڈ نے دل مین ٹھان لی کہ دشمن (صلاح الدین) سے ایک مقابلہ کرے۔ اس کے میمنہ کا افسر جیکیب آف آوٗنیز تھا۔ اور میسرہ کی افسری پر ڈیوک آف برگنڈی۔ اور فوج قلب کی سپہ سالاری خود بادشاہ انگلستان کر رہا تھا۔ اس لڑائی مین سپہ سالاری کی بہت کچھ لیاقت اس سے ظاہر ہوئی اور اُس نے اپنے سوارون کو نہایت عقلمندی سے لڑائی کے آخری نازک وقت کے لیے روکا اور محفوظ رکھا۔ جن کے سخت حملہ سے ترکون کی صفین درہم برہم ہو گئین۔ فتح حاصل ہوئی۔ لیکن جیکیب آف آوٗنیز میدان مین کام آیا جس کے مارے جانے پر رچرڈ کو فتح کی خوشی سے زیادہ صدمہ ہوا۔ ارسوف مین رچرڈ کی فتح۔

ــــه مسلمان مورخین کا بیان ہے کہ جب رچرڈ عکہ سے جنوب کی طرف بڑھا تو عساکر اسلام اُن کے ساتھ ساتھ برابر لڑتے ہوئے جاتے تھے۔ اور مسلسل اس کثرت سے تیر برساتے رہتے تھے کہ

صلاح الدین سے بے نتیجہ مراسلت

اگرچہ پیشتر رچرڈ کا ارادہ شہر عسقلان کی طرف جانے کا تھا لیکن اب وہ یافہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور فرانسیسی اُمرا نے اصرار کیا کہ یافہ کی شہر پناہ از سر نو بننی چاہیے اگرچہ صلیبی لوگ ایسے محنت کے کاموں مین ہمیشہ مُنہ چُرایا کرتے تھے لیکن خیر یہ کام پورا ہو گیا۔ اب رچرڈ نے پھر سرگرمی کے ساتھ لڑائی شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ اور صلاح الدین کے پاس کہلا بھیجا کہ جب تک وہ سارا ملک جو بالڈون مجذوم کے زمانہ مین مسیحی سلطنت بیت المقدس کی قلمرو مین شامل کیا گیا تھا نہ دیا جائے گا مین لڑائی سے ہاتھ نہ روکون گا۔ اس کے جواب مین صلاح الدین نے کہلا بھیجا "وہ تمام زمینین جو دریاے یردن اور سمندر کے درمیان ہین واقع ہین دے دی جائین گی۔ لیکن بہت جلدی یہ بات کھُل گئی کہ یہ تمام مُراسلت فقط اس غرض کے لیے تھی کہ کچھ دن ٹل جائین۔ اور ستانے کا موقع ملے۔ آخر آفتاب چھپ چھپ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ صلیبیون کی فوج ساقہ یعنے آخری حصہ پر ایسا حملہ کیا کہ بہت سے بہادرون کو مار ڈالا۔ اور بہتون کو اسیر کر لیا۔ مقام حیفہ مین ٹھہر کے فرنگیون نے مقتولین کے عوض جدید فوج عکہ سے طلب کر کے ساتھ لی اور آگے بڑھے۔ عکہ کے شہداے اسلام کے واقعہ نے صلاح الدین کو اس قدر برہم کر دیا تھا کہ وہ قسم کھا گیا اور اب جو کوئی فرنگی اُس کے ہاتھ مین گرفتار ہوتا اُسے بے قتل کیے نہ چھوڑتا تھا اس طرح ہزارہا فرنگی پکڑ پکڑ کے آتے اور قتل کیے جاتے تھے۔ قیساریہ مین پہونچ کے ایک اور لڑائی ہوئی جس مین مسلمان غالب رہے۔ اور فرنگیون نے قیساریہ مین رات کاٹی صبح کو قیساریہ سے نکل کے چلے تو پھر مسلمانون نے ایک حملہ کر کے اُن کے مقدمۃ الجیش کو کاٹ ڈالا۔ اور بہت سے اسیر کر لیے جن کو قتل کر کے شاہی قسم پوری کی گئی۔ اب وہ ارسوف پہونچے جہان مسلمان پہلے ہی پہونچ چکے تھے۔ فرنگیون کے آتے ہی اُنھون نے اس زور سے حملہ کیا کہ اُنھین سمندر کے کنارے تک مار کے ہٹا دیا۔ لیکن اس کے آخری حصہ پر فرنگی سوارون کا حملہ بلا کا تھا مسلمان شکست کھا کے بھاگے۔ مگر غنیمت یہ ہوا کہ فرنگیون نے یہ نہین سمجھا کہ یہ لوگ شکست کھا کے بھاگ رہے ہین۔ اگر تعاقب کرتے تو مسلمانون کو بہت بڑی شکست ہوتی۔ اور صلاح الدین کے بنائے کچھ نہ بن پڑتی۔ تاہم بہت سے مسلمان مارے گئے۔ اور شہر مین اس کے ایک جنگل مین گھُس گئے۔ عیسائی سمجھے کہ یہ بھی کوئی ان لوگون کا فریب ہے اور

نومبر ۱۱۹۱ء رچرڈ نے بیت المقدس پر حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ مینہ اور طوفان کی مصیبتیں اُٹھا کے فوج شہر رملہ میں پہونچی۔ تاہم ابھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ چیز جسے وہ انسانی مشقت کا معقول معاوضہ سمجھتے تھے اُنھیں مل جائے گی مگر اصل میں یہ بات ہُونی نہ تھی۔ اس کی مزاحمت اہل فوج اور شہر پائیساؤنو کی طرف سے پیش آئی۔ جنھوں نے کہا کہ بیت المقدس کا فتح کرلینا گویا اس مہم کا پورا ہو جانا ہے۔ لوگ جب نجات دلانے والے (حضرت مسیح) کے روضہ پر پہونچکر اپنا عہد پورا کرلیں گے تو پھر وہ منتشر ہو جائیں گے۔ اور جماعت ٹوٹ جائے گی۔ غرض مجاہدین صلیب شہر عسقلان کی طرف واپس چلے۔ جاڑے کا موسم اُنھوں نے وہاں قلعہ بندی کی ترمیم و درستی میں اور زیادہ تر اپنے دوسرے سرداروں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے میں بسر کیا۔

شاہ انگلستان اور نواب آسٹریا کی باہمی عداوت۔ محاصرۂ عکہ کے زمانہ سے ڈیوک آف آسٹریا شاہ انگلستان رچرڈ کو اپنا دشمن سمجھنے لگا تھا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کہ رچرڈ نے آسٹریا کے جھنڈے کی توہین کی تھی یعنے اُس نے آسٹریا والوں کے علم کو عکہ کی شہرپناہ پر نصب دیکھتے ہی برہمی کے ساتھ اُکھاڑ کے کھائی میں پھینک دیا تھا۔ وہ نفرت جو اس طریقہ سے پیدا ہوئی تھی اُس وقت اور زیادہ بڑھ گئی۔ جب شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ فوج کے تمام لوگ مل کے عسقلان کی شہر پناہ کو از سر نو تعمیر کریں۔ نواب آسٹریا نے اس حکم کے جواب میں یہ کہا کہ نہ میں معمار ہوں

پیچھا کرنے سے رُک گئے۔ عیسائیوں کی طرف گُند کبیر (جیکیب آف آونیز) مارا گیا اور مسلمانوں کی طرف سے صلاح الدین کا غلام ایاز طویل کام آیا جس کی شجاعت کی دور دور دھوم تھی اور جس کے مارے جانے کا صلاح الدین کو بڑا صدمہ ہوا۔

ء ارسوف کی شکست کے بعد صلاح الدین کو تردد ہوا کہ عسقلان کے بارے میں کیا کرے اس لیے کہ وہ ایک زبردست ساحلی شہر اور قلعہ تھا۔ کل ہمراہیوں نے رائے دی کہ اسے تباہ کر دینا چاہیے۔ ورنہ بڑی دشواریاں پیش آئیں گی۔ اور ہم فرنگیوں کو اُس کے قبضہ سے روک نہ سکیں گے۔ صلاح الدین اس رائے کے خلاف تھا۔ مگر تمام سرداروں نے اصرار کیا۔ اور کہا ہم اُس شہر کے اندر قدم نہ رکھیں گے۔ ورنہ وہی عکہ کا سا حشر ہوگا

نہ تھی۔ یہ جواب سنتے ہی شاہ شیمزل نے اسکو ایک ایسی ٹھوکر ماری کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ اس کے علاوہ اہل جنوا نے زور دیا کہ کونراڈ کا دعوی سلطنت بیت المقدس تسلیم کیا جاے۔ گے کے دعوے کی حمایت پر اہل پائیسا اُٹھ کھڑے ہوئے۔ فرانس والے اس لیے فوج سے نکل گئے کہ رچرڈ اب اُنھیں تنخواہ نہیں دے سکتا تھا۔ اور کونراڈ کو اپنی دلی عداوت کے باعث جب تک وہ صلاح الدین سے مل نہ گیا چین نہ آیا۔ ممکن ہے کہ یہ واقعات محض کہانیان ہون۔ مگر ان سب سے اتنا ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ فوج مین کیسی بدنظمی ہو رہی تھی۔ اور کیسی پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ اب خاتمہ کا وقت قریب ہی آ گیا تھا۔ رچرڈ کو بھی نظر آیا کہ انگلستان واپس جانے مین بھی اتنے بڑے خطرے ہین کہ اُن کی وجہ سے جان جانے تک کا اندیشہ ہے۔ لہذا اب اُس نے ترکی سلطان سے جو نامہ و پیام کیا تو اور سب دعوے چھوڑ کے صرف شہر بیت المقدس کے قبضہ اور اصلی صلیب کے واپس ملنے کی خواہش کی۔ اصلی صلیب کے دینے کے متعلق اس سے پہلی مراسلت مین سلطان صلاح الدین نے کسی قسم کا عذر نہین کیا تھا لیکن اب وہ زیادہ دیندار بن گیا تھا یا یون کہیے کہ اُس کا تعصب اتنا بڑھ گیا تھا کہ اب وہ اس بات کو جائز نہین رکھ سکتا تھا کہ کسی حیثیت سے وہ بُت پرستی کا بانی قرار دیا جائے۔ اور اُس کے کسی فعل سے دُنیا مین ایک لکڑی کے ٹکڑے کی پرستش کی جاے۔ رچرڈ کی بہن جوانا کے سلطان کے بھائی سیف الدین کے عقد مین جانے کی بابت جو معاہدہ ہوا تھا اُس مین بھی کچھ زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ شاہ انگلستان اس بات پر بھی راضی ہو گیا کہ گے کے حقوق سے دست بردار ہو جائے اور ارض مقدس کی (خیالی) لاطینی سلطنت کے تاج و تخت کا حقدار کونراڈ آف طائر کو قرار دے۔ ان دنون جو فرقہ حشیشین کے

تب مجبور ہو کے صلاح الدین عسقلان مین گیا۔ اور اُس کو بالکل کھود کے منہدم کر دیا۔ پتھر تک سمندر کے اندر پھینک دیے۔ اور اس قابل بھی نہ رکھا کہ وہان کوئی شخص کسی دیوار کی آڑ پکڑ سکے یا کسی چھت کے نیچے پناہ لے سکے۔ اس کے بعد رچرڈ نے پہونچ کے اُس کی شہرپناہ از سر نو بنوانی شروع کی۔

نام سے مشہور تھا اُس کے دو فدائیون کے ہاتھ سے کونراڈ کے قتل کرڈالے جانے کے باعث رچرڈ پر اور زیادہ لوزشین ہوئین۔ اور گویا اُس کی مخالفت مین ایک طوفان بپا ہو گیا۔ لیکن اُس پر اِس جرم کے عائد کرنے کے لیے کوئی شہادت نہین موجود تھی۔ ہنری رئیس شانپین جو اب لاطینی سلطنت کا دعویدار ہوا زیادہ ہردلعزیز شخص تھا۔ جو گاڈفرے کے تخت پر اس لیے بیٹھا کہ اُس نے کونراڈ کی بیوہ سے شادی کر لی تھی۔ جزیرۂ قبرس کی سلطنت مل جانے سے سگے کے بھی آنسو پونچھ گئے۔ جہان کی سلطنت اُس زمانے تک اُسی کی

۲۷- اپریل ۱۱۹۲ء

ہنری رئیس شانپین برائے نام شاہ بیت المقدس

ع۵ کونراڈ کو عربی مورخین مرکیس (مارکوئس) لکھتے ہین۔ اُس کے قتل کا اصل واقعہ یہ ہے کہ صلاح الدین نے شاہ انگلستان کی دست بُرد سے تنگ آکے حاکم حلب سنان کو لکھا جو باطنیون اور اسماعیلیون کا زبردست سردار تھا کہ اپنا کوئی فدائی بھیج کے رچرڈ کو قتل کرا ڈالو گے تو تم کو دس ہزار دینار دون گا۔ سنان نے ایک طرف تو روپیہ کا لالچ کیا اور دوسری طرف یہ ڈر اکہ اگر صلاح الدین کو فرنگیون سے نجات مل گئی تو وہ ہمارا ہی استیصال کر دے گا۔ لہذا اُس نے ارادہ کیا کہ بجاے رچرڈ کے کونراڈ کو قتل کرا ڈالے۔ چنانچہ اس غرض کے لیے اُس نے اپنے دو فدائی بھیجے۔ جو راہبون کا بھیس بدل کے اور خدارسی کی باتین کرتے ہوئے رملہ اور صیدا کے فرنگی حکمرانون سے ملے۔ جو شہر صور (طائر) مین کونراڈ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ چھ مہینہ تک ان فدائیون نے زہد و تقوی دکھا کے کل عیسائیون کو اپنا شیدا اور معتقد بنا لیا۔ اتفاقاً ایک دن طائر کے اسقف نے کونراڈ کی دعوت کی وہان سے کھانا کھا کے وہ واپس جاتا تھا کہ اُن دونون فدائیون نے اُس پر حملہ کیا اور اُسے اپنے خنجرون کے کاری حربون سے زخمی کر کے بھاگے۔ جن مین سے ایک گرجے مین جا کے چھپ رہا۔ اتفاق کی بات کہ لوگ کونراڈ کو بھی مرہم پٹی کے لیے اُسی کنیسے مین اُٹھا کے لائے۔ اُسے خلاف اُمید زندہ پا کے اُس فدائی نے پھر حملہ کیا۔ اور اُسے مار ڈالا۔ فرنگیون مین خیال پیدا ہوا کہ یہ قتل رچرڈ کی سازش سے ہوا۔ حالانکہ یہ اصل مین صلاح الدین کی کوشش کا نتیجہ تھا۔

نسل مین رہی جب کہ ۱۱۵۲ء مین قسطنطنیہ کے اندر جسٹینین کے کنیسۂ اعظم پر صلیب کی جگہ ہلالی علم نصب کیا گیا۔

رچرڈ کا بیت المقدس کی طرف بڑھنا

عملی طور پہ نا اتفاقی اور بری طرح کی افسری اس صلیبی لڑائی کی قسمت کا فیصلہ اُس کے خلاف مین کر چکی تھی۔ لیکن رچرڈ کی نظر مین ابھی تک بیت المقدس کا قبضہ مین آجانا بہ نسبت اس کے کہ اُس کے بھائی جان کو اُس کے کردار کی سزا ملے زیادہ دلکش تھا۔ لہذا جون کے مہینے مین پھر اُس کا لشکر بیت المقدس کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی خبر پہونچتے ہی ترکون مین ایسا خوف پیدا ہوا کہ اُن مین ہل چل پڑ گئی۔ لیکن جب مجاہدین صلیب مقام بیت نوبہ تک پہونچے تو اُنھین یہ اُمور معلوم ہوئے کہ اُن کے پاس اتنی فوج نہین ہے جو اِس زبردست شہر کے محاصرہ کے لیے کافی ہو سکے۔ نہ اُن کے یہان کسی قسم کا انتظام کسر سٹ کا ہے۔ ہر وقت اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہین اُن کی رسد نہ روک دی جائے۔ اور نیز یہ کہ ترکون نے کوسون تک کے کنوئین اور پانی کے چشمے غارت کر ڈالے ہین۔ ان حالات کی طرف سے بے پروا ہو جانا غیر ممکن تھا۔ آخرکار رچرڈ نے اِس بات کی کوشش کی کہ اپنی فوج کو مصر پر چڑھائی کرنے اور قاہرہ کے اوپر حملہ کرنے پر آمادہ کرے۔ اتفاقاً اُس وقت وہ ایک ایسی پہاڑی پر تھا جہان سے لوگون نے کہا کہ شہر بیت المقدس نظر آتا ہے۔ رچرڈ نے اُس طرف دیکھنے سے انکار کیا۔ اور کہا مین شہر مقدس کے دیکھنے کے قابل نہین ہون کیونکہ مین اُسے بے دینون کے ہاتھ سے نہین چھڑا سکا۔ اب لشکر لوٹ گیا۔ کچھ لوگ یافا کو چلے گئے۔ بہت سے

بیت لحم سے صلیبیون کی واپسی

عہ ۹۔ جمادی الاول ۵۸۸ھ کو فرنگیون نے حصن دارم پر قبضہ کر لیا اور اُسے تباہ کر ڈالا۔ پھر بیت المقدس کی طرف بڑھے۔ صلاح الدین بیت المقدس مین موجود تھا۔ مگر موسم سرما کے سبب سے اور لڑائی کا خیال نہ ہونے کے باعث اُس نے اپنی تمام فوج منتشر کر دی تھی صرف تھوڑا سا مصری لشکر اُس کے پاس تھا کہ رچرڈ کے آپہونچنے کی خبر آئی۔ مگر اُس نے فوراً شہر پناہ کے برجون پر سردارون کو مامور کر دیا۔ اور ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے گروہ فرنگیون پر اچانک اندھیرے تاخت بھی کرنے لگے یہ حالت دیکھ کے رچرڈ سے سوا واپس جانے کے کوئی تدبیر نہین بن پڑی

لوگون نے عکہ کی راہ لی۔ مگر صلاح الدین بہت جلد جلد کوچ کر کے یافا پر جا پہونچا۔ اور اس سختی سے اُس کا محاصرہ کر لیا کہ محصورین نے مجبور ہو کے وعدہ کیا کہ اگر چوبیس گھنٹہ کے اندر ہمارے پاس کوئی معقول مدد نہ پہونچ گئی تو ہم ہتھیار رکھدین گے۔ مگر چوبیس گھنٹے کے اندر ہی رچرڈ وہان جا پہونچا۔ اُس نے جیسا سخت حملہ کیا جیسی بہادری دکھائی۔ اور جیسے جیسے کارہاے نمایان ظاہر کیے ویسے اس معرکہ سے پیشتر کبھی اُس سے ظہور مین نہین آئے تھے۔ درحقیقت اس موقع پر اُس کی بہادریون کے نمونے دیکھ کے لوگون کو حیرت ہو گئی۔ محاصرین گھبراہٹ کے ساتھ پسپا ہوئے۔ اور اُس کے بعد جب اُنھین یہ معلوم ہوا کہ عیسائی زبردست سوارون کی صرف ایک چھوٹی جماعت نے اُنھین شکست دے دی تو بہت شرمندہ ہوئے۔ لیکن رچرڈ کی بہادری سے اگر بہت سے لوگون پر خوف طاری ہو گیا تو بعض ایسے بھی تھے جو اُس کی بہادری دیکھ کے عش عش کرنے لگے۔ اور قدردانی پر آمادہ ہو گئے۔ مشہور ہے کہ جب رچرڈ کا گھوڑا مارا گیا تو صلاح الدین کے بھائی نے جس کے بیٹے کو اُسی کی خواہش کے مطابق رچرڈ نے نائٹون کے گروہ مین شریک کیا تھا عین معرکہ جنگ مین اور لڑائی ہونے کے وقت اُس کے پاس ہدیۃً دو گھوڑے بھیج دیے تاکہ اُن پر سوار ہو کے وہ از سر نو جوش شجاعت دکھا سکے۔ اس میدان مین صلیبیون کو فتح حاصل ہوئی۔ لیکن رچرڈ اس فتح سے سوا اس کے اور کوئی فائدہ نہین یافا کی کمک

؎ ابن اثیر نے اس واقعہ کا یہ حال بیان کیا ہے کہ جب فرنگی بیت المقدس کی طرف سے پلٹ کے عکہ مین آئے تو اس نے شہر یافا پر حملہ کیا۔ شہر والون کو شکست ہوئی۔ اُنھون نے قلعہ مین پناہ لی۔ اور شہر کو مسلمانون نے لوٹا۔ صلاح الدین کے غلامون نے یہ کیا کہ شہر کے پھاٹکون پر کھڑے ہو گئے اور جو مسلمان سپاہی کچھ لوٹ مار کے لایا اُس سے زبردستی چھین لیا۔ اس وجہ سے عام لشکر مین ایک قسم کی ناراضی پھیل گئی۔ اب سب نے قلعہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے اس لیے کہ وہان کا سردار اعلیٰ چند فرنگی سردارون کے ساتھ نکل کے باہر آیا۔ اور ہتھیار رکھنے کے شرائط طے ہونے لگے۔ اتنے مین رات ہو گئی اور معاملت صبح پر اُٹھا رکھی گئی۔ صبح ہوتے ہی پھر صلاح الدین نے اُن لوگون سے

اُٹھانا چاہتا تھا کہ معاہدہ اچھے شرائط پر اور اُس کے حسب دلخواہ طے ہو جائے۔ یہ معاہدہ جو بے وقت ہوا تھا اُس کی رو سے تین سال آٹھ مہینے کے لیے صلح ہو گئی طے یہ پایا کہ عسقلان میں فرنگیوں نے جو شہر پناہ بنا لی تھی وہ توڑ کے منہدم کر دی جائے۔ مسیحی لوگ بلاد یافا اور طائر اور اُس ساحلی علاقہ پر جو اُن دونوں شہروں کے درمیان ہے قابض رہیں۔ اور تمام زائروں کو یہ حق رہے کہ بغیر کسی قسم کا محصول اور ٹکس ادا کیے شہر بیت المقدس میں جا سکیں۔

صلیبیوں اور صلاح الدین میں صلح۔

امرا نے کہا کہ اب قلعہ خالی کرو۔ لیکن اب اُنھوں نے اس سے انکار کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ عکہ سے ایک لشکر اُن کی مدد کو آ گیا۔ اور خود شاہ انگلستان (انگلستان) بھی آ پہونچا۔ مسلمانوں نے شہر سے نکل کے مقابلہ کا ارادہ کیا تو شاہ انگلستان نے تن تنہا حملہ کیا۔ اور اُس کا رعب ایسا بیٹھ گیا کہ مسلمانوں کی طرف سے کسی کو بڑھنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ تب رچرڈ دونوں لشکروں کے درمیان میں ٹھہرا۔ اور مسلمانوں سے کچھ کھانے کو مانگا۔ جب گھوڑے سے اُتر کے اُس نے کھایا۔ اب صلاح الدین نے مسلمانوں کو حملہ کا حکم دیا تو جناح تام ایک مسلمان سردار سامنے آیا اور کہا اپنے غلاموں سے کہیے جنھوں نے کل مال غنیمت لیا ہے۔ اور اس غرض کے لیے مسلمان سپاہیوں کو زدوکوب کرتے تھے اب وہی جا کے مقابلہ کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ لڑائی کا وقت آئے تو ہم جائیں اور لوٹنے کا وقت آئے تو وہ! یہ جواب صلاح الدین کو نہایت ناگوار گزرا۔ مگر ضابط شخص تھا خاموش ہو رہا۔ اور لڑائی سے باز رہا۔ اور اس کے بعد جب مصری فوج بھی اُس کے جھنڈے کے نیچے آ کے جمع ہو گئی تو وہ رملہ کی طرف چلا گیا۔ اور فرنگی یافا پر قابض رہے۔

ع‍ ابن اثیر کے بیان کے مطابق یہ معاہدہ ۲۰۔ شعبان ۵۸۸ھ کو ہوا۔ اور اسی تاریخ سے اُس کا نفاذ ہوا۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ جب رچرڈ بہت مجبور و مایوس ہوا تو اُس نے ایلچی بھیج کے صلح کی تحریک کی۔ اور وہ شرائط قبول کیے جن سے پہلے اُسے انکار تھا صلاح الدین نے خیال کیا کہ یہ بھی کوئی فریب ہے لہذا صاف انکار کر دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ رچرڈ نے پھر اپنے سفیر بھیجے۔ اور مزید اطمینان کے لیے عسقلان وغیرہ میں جو قلعہ جات تعمیر کرا رہے تھے اُن کو بھی روک دیا۔ آخر

ملک مین جو فرانسیسی لوگ موجود تھے اُنھون نے ان حقوق سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ مگر رچرڈ نے بڑی سختی کے ساتھ اُن کی درخواست نامنظور کی اور کہا اس مصالحت کے لیے اُنھون نے کسی قسم کی کوشش نہین کی ہے۔ لہذا وہ اُس سے فائدہ اُٹھانے کے بھی مستحق نہین ہین۔ صرف ہمارے دوست ہی شہر مقدس مین داخل ہو سکتے ہین۔ جو زائرین اس معاہدہ کے مطابق

زیارت بیت المقدس

رچرڈ نے اُس کے بھائی ملک العادل سے درخواست کی اور اُس کی سفارش اُٹھوائی تب ملک العادل اور دیگر اُمراے عساکر اسلام نے صلاح الدین کو سمجھایا کہ آپ اب صلح قبول کر لیجیے۔ یہ فرنگی حکمران صرف اس لیے صلح چاہتا ہے کہ معاہدہ کی تکمیل ہوتے ہی جہاز پر سوار ہو کے اپنے گھر چلا جائے۔ اور اگر آپ نے نامنظور کیا۔ تو وہ یہین پڑا رہے گا اور موسم سرما شروع ہوتے ہی واپسی کا راستہ رُک جائے گا۔ اور ہم بھی پورے سال تک لڑتے رہنے پر مجبور ہو جائین گے۔ غرض ان لوگون کے مجبور کرنے سے صلاح الدین نے صلح قبول کی۔ فرنگیون کی طرف سے تکمیل معاہدہ کے لیے جو لوگ مقرر ہوئے اُن مین بالیان حاکم رملہ بھی تھا۔ جب حلف وغیرہ کی کارروائی ہو چکی تو کہنے لگا ”جو خدمت اسلام کی آپ نے کی کبھی کسی نے نہین کی تھی اور نہ کبھی اتنے فرنگی ہلاک ہوئے ہون گے جتنے اس زمانے مین ہلاک ہوئے۔ ہم شمار کرتے رہے ہین جتنے آدمی سمندر کی راہ سے ہمارے پاس یورپ سے آئے اُن کی کل تعداد چھ لاکھ تھی جو سب کے سب یہین ضائع ہوئے۔ بعض کو آپ نے قتل کیا۔ بعض خود مر گئے۔ اور بعض سمندر مین ڈوبے۔ ہر دس پیچھے ایک آدمی بھی زندہ بچ کے اپنے گھر واپس نہین گیا۔ معاہدہ ہونے کے بعد صلاح الدین نے فرنگیون کو زیارت بیت المقدس کی اجازت دی جس سے فراغت کر کے وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ سواحل شام پر ایک فرنگی بادشاہ رہا جس کا نام کنرھری تھا۔ اُس نے فرنگیہ ملکہ شام سے عقد کر لیا تھا وہ نیک نفس اور مسلمانون کا دوست تھا۔ اور اُن سے محبت کرتا تھا۔ صلاح الدین اس کے بعد بیت المقدس مین گیا۔ اُس کی شہر پناہ مضبوط کرائی۔ وہان ایک مدرسہ۔ ایک کاروان سرا۔ اور ایک شفا خانہ تعمیر کرا دیا۔ اور اُن پر جائدادین وقف کین۔ پورے ماہ مبارک رمضان مین یہین رہا۔ روزے رکھے۔ اور حج کا ارادہ کیا۔ مگر دیگر

بیت المقدس گئے اُن مین ایک سالسبری کا لشپ بھی تھا جو صلاح الدین کا مہمان ہوا اور خود اُس کی زبان سے اُس نے رچرڈ کی بہادری کی تعریفین سُنین۔ مگر سپہ سالاری کی حیثیت سے اُس کی تعریف صلاح الدین نے نہین کی۔ اس کے جواب مین مسیحی مہمان نے یہ کہا کہ ایسے دو نبرد آزما دنیا نہین پیدا کر سکتی جیسے کہ سلطان شام (صلاح الدین) اور شاہ انگلستان (رچرڈ) ہین۔

تیسری صلیبی لڑائی کا انجام۔

الغرض یون تیسری صلیبی لڑائی کا خاتمہ ہوا جس کی اصلی غرض حاصل ہونا تو درکنار لاپروائی کی بدولت بہت سے اچھے اچھے موقع جو ہاتھ آ گئے تھے وہ بھی ضائع کر دیے گئے۔ ہان دولت البتہ اس قدر نصیب ہوئی کہ پُر جوش سے پُر جوش مسیحیون کو بھی اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب پھر اس بارہ مین کوشش کرنا سراسر حماقت ہی حماقت ہے۔ ساحل کی بہت سی زمین جس کی دونون جانب پر دو مضبوط شہر آباد تھے۔ آیندہ کے واسطے میدان جنگ قرار پا سکتے تھے۔ اور اُن اثرون کے مٹانے کی بہت کچھ کوشش کی گئی جنکا خیال سلطان صلاح الدین کو طبریہ اور بیت المقدس کی فتح کے بعد ہی سے پیدا ہو گیا۔

آسٹریا مین رچرڈ اول کی اسیری

عکہ مین جہاز پر سوار ہونے کے بعد رچرڈ نے ساحل ارض فلسطین کو جو نظر سے غائب ہوتا جاتا تھا پھر کر آخری نگاہ حسرت سے دیکھا اور دونون ہاتھ پھیلا کے کہا "اے سب سے زیادہ پاک سرزمین تجھے مین اس قادر مطلق کے سپرد کرتا ہون! کاش خدا مجھے اتنی عمر دیتا کہ مین

مہمات سے نے اس کی اجازت نہ دی۔ ۵۔ شوال کو دمشق کی طرف روانہ ہوا اور جوردیک نام ایک ترکی شخص کو اپنی طرف سے امیر بیت المقدس بنا کے چھوڑ گیا۔ راستہ مین بلاد نابلس طبریہ اور بیروت وغیرہ پڑے جن کی مضبوطی کا حکم دیا۔ بیروت مین بیمند حاکم انطاکیہ آ کے ملا۔ جسے صلاح الدین نے خلعت دے کے رخصت کیا ۲۵۔ شوال کو دمشق پہونچا۔ جہان اُس کے استقبال مین ایسی تیاریان کی گئین اور لوگون کو ایسی خوشی ہوئی کہ اُس کے داخلہ کا دن مدتون یادگار رہا۔

پھر واپس آنا اور مجھے بے دینوں کے ہاتھ سے نجات دلانا۔" اُس کا بیڑہ جس کے
جہازون پر اُس کی بی بی اور بہن بھی سوار تھین پیشتر ہی روانہ ہو کے بخیر و عافیت
جزیرۂ صقلیہ پہونچا۔ مگر وہ خود جداگانہ ایک جہاز پر سوار ہو کے اپنے
بیڑے کے پیچھے روانہ ہوا تھا ایک مہینہ تک باد مخالف کے تھپیڑے کھانے
کے بعد شہر کارفیو پہونچا جہان اُس نے چند تاجرانہ جہاز کرائے پر لیے اور گوسا
اور زارا کی راہ لی۔ تھوڑی ہی مسافت طے کی تھی کہ پھر طوفان سے سابقہ پڑا
جس نے اُس کے جہاز کو آسٹریا کے ساحل پر بلاد اکوٹیلیہ اور وینس کے
درمیان کسی جگہ پر پھینک دیا۔ یہان اُس کے لیے طرح طرح کے خدشے تھے
کونراڈ آف ٹائر کے خاندان والے اُسے کونراڈ کا قاتل سمجھتے تھے۔ لہذا وہ
اس کے دوست نہ تھے۔ بادشاہ فرانس اُس کے بھائی جان سے ملا ہوا تھا
یا بربروسا کے بیٹے ہنری ششم کو جو شہنشاہ مغرب تھا اُس سے اس لیے دشمنی
تھی کہ وہ صقلیہ کے کونراڈ کا طرفدار ہو گیا تھا۔ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ رچرڈ
نے یہ خیال کیا کہ مین زائرون کا بھیس کر کے اور ڈاڑھی بڑھا کے روانہ
ہون گا تو ان سب خطرون سے بچ کے نکل جاؤن گا۔ قلعۂ گورٹز تک پہونچا
تھا جو مینارڈ نام کونراڈ کے ایک بھتیجے کے قبضہ مین تھا کہ سفر کی دشواریان
کم کرنے کے لیے اپنے رفیق سفر بالڈون کو جو بیتھیون کا رہنے والا تھا ایک
یاقوت کی انگوٹھی دے کے مینارڈ کے پاس بھیجا۔ کہ انگوٹھی اُس کی نذر
کرے اور یہ ظاہر کر کے کہ ہم لوگ زائرین ہین جو بیت المقدس سے واپس
ہو کے اپنے گھر جا رہے ہین اپنے اور ہیوغ نام ایک سوداگر کے واسطے
پروانۂ راہ داری حاصل کرے۔ مینارڈ نے اُس لعل کو غور سے دیکھا اور
سوچ کے کہا "ایسا جواہر تو صرف کسی بادشاہ کے پاس ہو سکتا ہے۔ اور
جس بادشاہ کا یہ جواہر ہے وہ انگلستان کے بادشاہ رچرڈ کے سوا
اور کوئی نہین ہو سکتا۔ اُس سے جا کے کہو کہ بلا تکلف میرے پاس چلا آئے
اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرے۔" رچرڈ نے اُس کے اس وعدے کا اعتبار
نہین کیا۔ اور راتون رات بھاگ کھڑا ہوا۔ بالڈون اور سات اور آدمی جو

اُس کے ساتھ رہ گئے تھے گرفتار کر لیے گئے۔ اور کفیل کی حیثیت سے حراست مین
رکھے گئے۔ قریب یاش تک پہونچا تھا کہ اس کے چھ اور رفیق گرفتار ہو گئے
اگرچہ خود رچرڈ ایک نائٹ اور ایک لڑکے کو ساتھ لے کے جو اُس ملک
کی زبان جانتا تھا نکل گیا۔ شہر اربرگ مین جو ویانا کے قریب تھا اُس نے
اس لڑکے کو بازار بھیجا۔ جس نے عام لوگون کے سامنے خرید و فروخت وغیرہ
مین اس قدر زیادہ روپیہ صرف کیا کہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور جب اُس پہ زیادہ
سختیان کی گیئن تو اُس نے اپنے آقا یعنی رچرڈ کا نام صاف طور پر قبول
دیا۔ اب کیا تھا ایک مسلح فوج نے اُس مکان کو جس مین رچرڈ تھا گھیر لیا
مگر پھر بھی رچرڈ نے یہ کہا کہ سوا تمھارے سردار کے مین اپنے تئین کسی اور
کے سپرد نہ کرون گا۔ یہ شرط سنتے ہی سردار فوج اُس کے گرفتار کرنے کے ۲۰ دسمبر سنہ ۱۱۹۲ء
لیے آ پہونچا۔ یہ سردار لیوپولڈ تھا۔ جس کے دل مین غالباً یہ بات آئی ہو گی کہ
انتقام کا مزہ اُٹھائے۔ اور رچرڈ نے ارض فلسطین مین اُس کے ساتھ جو کچھ
کیا تھا اب اُس کا بدلا لے۔ لیکن ساٹھ ہزار پونڈ لے کے وہ اس ارادے
سے باز آ گیا۔ اور رچرڈ ہنری ششم کے ایک قیدی کی حیثیت سے ٹرائفلیس
نام ایک قصر مین بند کر دیا گیا جس پر سخت پہرہ مقرر تھا۔

اُس کی اسیری کا حال سُن کے اُس کی عام رعایا کو تو رنج ہوا لیکن اُس کے
بھائی جان اور فلپ آگسٹس بادشاہ فرانس کو بڑی خوشی ہوئی۔ جان نے سنہ ۱۱۹۳ء کو متارکہ جنگ چھ مہینہ کے لیے کی گئین
تو تاج و تخت کا دعویٰ کیا اور لڑنے کو تیار ہو گیا۔ لیکن ایک ہی شکست کھا کے
مہلت جنگ منظور کر لی۔ فلپ نے نارمنڈی پر فوج کشی کر دی۔ مگر روئن تک
پہونچ کے اُس نے بھی فاش شکست کھائی۔ آخر کار شہر ایلائی کے اسقف
اعظم اور انگلستان کے اعلیٰ عہدہ دار دربار ولیم لانگ چیمپ کو پتہ لگ
گیا کہ رچرڈ کہان قید ہے۔ یا جیسا کہ کہانیون مین بیان کیا گیا ہے خود اُس کے
گویے بلونڈل نے پتہ لگایا۔ فوراً پوپ سے التجا کی گئی کہ درمیان مین پڑ کے
اُسے رہائی دلائین۔ شہر بلوا کے پطرس اور شہر باتھ کے مقتدائے دین نے
پوپ قیلسٹائن ثالث کو جا کے یاد دلایا کہ رچرڈ کے ایسے حامی دین مسیحی کے

اُس پر کیسے کیسے حقوق ہین۔ لطرس کے ذریعہ سے رچرڈ کی مان ایلینر نے بھی پوپ کو ایک ایسے مضمون کا خط بھیجا جس مین اپنی ماتا کے جوش مین وہ حد اعتدال سے بہت تجاوز کر گئی تھی۔ اُس کی تحریر مین وہ جوش تھا جو ایلیجاہ نے احاب کے مقابل بپتسما دینے والے یوحنا نے شاہ ہیروڈ کے مقابل۔ اور اسکندر ثالث نے اُس شہنشاہ کے باپ کے مقابل استعمال کیے تھے جس نے اپنی شرارت سے مسیحی دُنیا کو آزار پہونچایا تھا۔ اُس نے لکھا کہ "ادنے ادنے باتون کے لیے آپ کے درباری وحشی سے وحشی ملکون مین بھیجے جاتے ہین۔ مگر اس امر اہم کے واسطے آپ نے کسی سب ڈیکین[عہ] یا اپنے کسی اور ماتحت کو بھی نہین مقرر کیا۔ اگر آپ خود بھی رچرڈ کی رہائی کے واسطے چلے جاتے تو آپ کے لیے کوئی کسر شان کی بات نہ تھی۔ او الدو الے! خدا اگر تو سچ مچ الدو الا اور خون کا بنا ہوا پتلا نہین ہے تو میرے بیٹے کو مجھ سے ملا دے۔ اگر آپ نے غفلت کی تو اُس کے خون کی بابت خدا آپ سے جواب طلب کرے گا۔" اس کے بعد اُس نے جو خطوط بھیجے اُن مین لکھا ہے "آپ کی روح کو کیونکر قرار آتا ہے جبکہ آپ اپنے گلّہ کی ایک بھیڑی کے بچانے مین اس قدر غافل ہین" اس کے ساتھ یہ بھی لکھتی ہے کہ جس شخص کے حق مین ایک کلمۂ خیر زبان سے نکالنا یا ایک لفظ لکھ دینا بھی آپ گوارا نہین کرتے وہ ایسا شخص ہے کہ آپ کو اُس کے لیے اپنی جان تک دے دینے پر آمادہ ہو جانا چاہیے۔ سچ یہ ہے کہ پوپ قیلسٹاین کو خود ہی رچرڈ کے معاملہ مین بہت جوش تھا لیکن مصلحت وقت دیکھ کے اُس جوش کو وہ اُس وقت تک ظاہر نہین کرنا چاہتا تھا جب تک کہ رچرڈ کو آزادی نہ نصیب ہو جائے۔

آخر کار تقریباً چار مہینے کے بعد رچرڈ مقام ہیجینو مین کونسل کے سامنے پیش ہوا۔ ممکن تھا کہ اسیر بادشاہ یہ عذر پیش کرتا کہ یہ عدالت میرے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کی لیاقت نہین رکھتی۔ لیکن اُس نے ایسا نہین کیا بلکہ اُس نے

عہ ڈیکین اُس عہدہ دار کو کہتے ہین جو کلیسیائے مسیحی کا دُنیاوی انتظام کرتا ہے اور اُس کے ماتحت جو عہدہ دار ہوتے ہین وہ سب ڈیکین کہلاتے ہین۔

جو جو الزامات لگائے گئے تھے اُن کے ایسے معقول جواب دیے کہ ججون کو اُس کی بے گناہی کا یقین آگیا۔ اور شہنشاہ مغرب اس بات پر راضی ہوگیا کہ کچھ روپیہ وصول کرکے اُسے چھوڑ دے۔ یہ روپیہ رعایا پر نئے نئے ٹکس باندھ کے فراہم کیا گیا مگر پھر بھی یہ خوف لگا رہا کہ کہین ایسا نہ ہو جان اُس کے بدستور گرفتار رکھنے کی رشوت مین اس سے زیادہ رقم دینے پر آمادہ ہو جائے۔ اُس صاف دل اور معزز شاہزادۂ (جان) نے ہنری ششم (شہنشاہ مغرب) کے پاس پیام بھیجا تھا کہ اگر رچرڈ نہ چھوڑا جائے گا تو مین اُس کے زمانۂ گرفتاری بھر ہزار پونڈ ماہوار کے حساب سے ایک معتدبہ رقم آپ کو دیتا رہون گا۔ لیکن جرمنی کے قلعدارون مین اب صبر کی تاب نہین باقی رہی تھی۔ اور شہنشاہ نے خیال کیا کہ اب اس سے زیادہ زمانہ تک رچرڈ کو قید رکھنا خالی از دقت نہین ہے۔ غرض رچرڈ چھوڑ دیا گیا اور معینہ رقم کا جو حصہ واجب الادا رہ گیا تھا اُس کے واسطے چند آدمی بطور کفیل کے حراست مین چھوڑ دیے گئے۔ اب اُس کے چھوٹتے ہی پوپ قیلسٹائن کی زبان بھی کھل گئی۔ چنانچہ اُس نے آسٹریا کے ڈیوک اور شہنشاہ ہنری ششم کو لکھا کہ رچرڈ کی رہائی کی بابت جو روپیہ لیا گیا ہے اُسے واپس کر دینا چاہیے اور جو لوگ کفالت مین قید رکھے گئے مین فوراً چھوڑ دیے جائین۔ شہنشاہ نے اُس کی طرف کچھ اعتنا نہ کی لیکن لیوپولڈ کو جلا وطنی اور بیماری کی بدولت جو تجربات ہوئے تھے اُن کی بنا پر وہ پوپ کے حکم کی پیروی کرنے کو تیار ہوگیا۔ یون خدا خدا کرکے چار سال کی آوارہ گردی کے بعد رچرڈ اپنی قلمرو کے ساحل پر اُترا۔ اور آتے ہی رعایا سے نئے ٹکس وصول کرنا شروع کر دیے جو اُس قسم کے جھگڑون کے متعلق تھے جو ویسے ہی بیکار وبے فائدہ تھے جیسی کہ وہ مہم تھی جو اُسے سمندر کے اُس پار لے گئی تھی۔

رچرڈ مچینو کی کونسل کے سامنے

۴۔ فروری سنہ ۱۱۹۴ع رچرڈ کی رہائی۔

ع رچرڈ کے انگلستان مین پہونچنے کے متعلق یورپ مین طرح طرح کی کہانیان مشہور ہین۔ اور اُس کا یہ سفر رستم و اسفندیار کا ہفت خوان بنا دیا گیا ہے۔ لیکن اس مین شک نہین کہ یورپ کی حالت اُن دنون اس قدر خراب تھی کہ ہر جگہ اُسے جان کا خوف تھا۔

آٹھوان باب

چوتھی صلیبی لڑائی

چوتھی صلیبی لڑائی کی داستان بہت مختصر ہے۔ وہ ایک ایسی کوشش کا نتیجہ تھی جو ایک پوپ کی طرف سے محض اس غرض کے لیے عمل مین آئی تھی کہ شہنشاہ جرمنی جس کی ذات سے اُسے ہر وقت مخالفت کا اندیشہ لگا رہتا تھا اُس کی فوج کسی اور جانب رجوع کر دی جائے۔ دوسری طرف شہنشاہ جرمنی کی رعایا چونکہ اُس کے خلاف ہوگئی تھی لہذا وہ بھی اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ غالباً اس دینی جہاد کے ذریعہ سے اُس کی رعایا یعنے جرمنی لوگ پھر اُس کی دوست ہو جائین گے۔ تیسری طرف یہ صلیبی لڑائی اُن سرداران یورپ کی مصلحتون کا بھی نتیجہ واقع ہوئی تھی جنھون نے اپنی ذاتی وجاہت اور وقعت بڑھانے کے لیے ترکی قوت و دولت کے ضعف سے فائدہ اُٹھانا چاہا تھا۔ گوکہ اب اُن کا یہ جوش ارض فلسطین کے لاطینی عیسائیون کی خواہش کے بھی خلاف تھا اور اُن کی راے مین بھی مضر تھا۔

چوتھی کروسیڈ کے اصلی محرکون کے اغراض۔

رچرڈ شیر دل کا مد مقابل سلطان صلاح الدین اس دُنیاے فانی سے رخصت ہو چکا تھا اور اُس کی سلطنت مین تنزل کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ اُس کا بھائی سیف الدین جسے صلاح الدین کے سپاہیون نے بادشاہ قرار دیا تھا صلاح الدین کے بیٹون کے مقابل مین اپنی جگہ پر قائم رہا۔ اور مرحوم صلاح الدین کے بیٹے مصر۔ دمشق اور حلب مین باپ کے جانشین ہوئے۔ اس زمانے مین باوجودیکہ ایک سخت قحط نے عیسائی اور مسلمان دونون کا زور توڑ دیا تھا مگر سینٹ جان کے نائٹون کو اس بات کی آرزو تھی کہ اس موقع پر حامیان اسلام کو زک دے دین۔ اور اُن کے خیال مین جمی ہوئی تھی کہ اگر اس موقع پر کوشش کی گئی تو اُن کے دشمن یعنے مسلمان لوگ بالکل تباہ و برباد ہو جائین گے۔ اس نئے صلیبی جہاد کے لیے اُنھون نے انگلستان اور یورپ مین جو جو کوششین کین اُن مین اُنھین پوپ فیلسٹائن ثالث سے

سنہ ۱۱۹۳ء۔ سلطان صلاح الدین کی وفات اور اُس کے نتائج۔

بہت مدد ملی جن اُخروی اجرون کی اُمید نے گزشتہ معرکہ ہاے صلیب کے سپاہیون مین جوش پیدا کیا تھا اُن سب کا وعدہ اِس موقع پر پوپ قیلسٹائن نے بھی کر لیا۔ فلپ آگسٹس کے سامنے ہزار التجائین کی گئین مگر اُس پر کچھ اثر نہین ہوا۔ انگلستان کے شاہ رچرڈ کی نسبت کہتے ہین کہ وہ بزنٹائن (قسطنطینیہ) کی قیصری کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اور اُمید رکھتا تھا کہ انھین فتوحات کے صلے مین وہ قیاصرہ کا جانشین بن جاے گا۔ لیکن فی الحال وہ اپنی مفلس رعایا سے روپیہ تحصیل کرنے کے کام مین مصروف تھا۔

لیکن اگر پوپ قیلسٹائن کو اِس بات کی اُمید تھی کہ اِس صلیبی لڑائی کی برکت سے اُس کا اپنے جانی دشمن سے پیچھا چھوٹ جائے گا تو بھی اُس کی قسمت مین مایوس ہونا ہی تھا۔ جزیرۂ صقلیہ کے بادشاہ ٹینکرڈ اور اُس کے وارث کے مرنے پر باربروسا کے بیٹے یعنے شہنشاہ جرمنی ہنری ششم نے اپنی بی بی کا استنشیہ کے حق کی بنا پر اُس جزیرے کی سلطنت کا دعوے کیا۔ لہذا وہ فوجین جن کو شہنشاہی جرمنی ارض مقدس کے دوبارہ فتح کرنے کے لیے جمع کر سکتی تھی اُنھین سے یہ کام بھی لیا جا سکتا تھا کہ جنوبی یورپ مین سلطنت جرمنی کو مضبوط و مستحکم بنا دین۔ — شہنشاہ ہنری ششم کا اِس صلیبی جہاد کا جوش بڑھانا

اِسی مصلحت کی بنیاد پر شہنشاہ جرمنی نے اِس مہم کو بہت ہی پسند کیا اور اُسی کی تحریک سے تعلقدارون۔ نائٹون۔ اور مذہبی مقتداؤن کے غول کے غول اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اِن سب نے صلیب کا معرکہ اختیار کر لیا۔ لیکن خود اُس کا ارض فلسطین جانے کا ارادہ نہ تھا۔ روپیہ اور فوج دینے کو وہ تیار تھا۔ لیکن خود اُس کی ذات کے لیے اپنے گھر کے پاس ہی ایک کام موجود تھا۔ بلاد اپولیا اور نیپلز کی فصیلون کو منہدم کر چکا تھا۔ اور صقلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ ناگہان خود اپنی بے احتیاطیون سے اُسے ایسی شدید تپ آئی جس نے اُس کی شرمناک بدچلنی اور ظالمانہ زندگی کا تیس ہی برس کی عمر مین خاتمہ کر دیا۔ — ۱۱۹۷ء ہنری ششم کی موت

اُس کے اُمرا اپنے ہمراہی سپاہیون کو ساتھ لیے ہوئے ارض مقدس مین

اُس کے اُمرا کا فوجین لیے کے ارض مقدس مین پہونچنا

ایسے وقت پہونچے جبکہ وہ صلح اور التواے جنگ کا معاہدہ جو صلاح الدین کے ساتھ ہوا تھا اُس کی مُدت تو منقضی ہوگئی تھی لیکن خود لاطینی عیسائیون کا ارادہ ابھی لڑائی چھیڑ دینے کا نہ تھا۔ تاہم اہل جرمنی لڑنے کے لیے آئے ہوئے تھے نہ باتین بنانے کو۔ اور اُن کی شجاعت کا امتحان لینا سیف الدین کا کام تھا۔ جس نے دل مین ٹھان لی کہ خود ہی سبقت کر کے میدان جنگ گرم کر دے

ع صلاح الدین نے دمشق مین انتقال کیا۔ انتقال کے وقت اُس کا بیٹا افضل اُس کے ساتھ تھا۔ باپ کے مرتے ہی وہ دمشق۔ بلاد سواحل۔ بیت المقدس۔ بعلبک۔ صرخد۔ بُصریٰ بانیاس۔ ہونین۔ تبنین۔ اور تمام علاقہ وار وم پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اُس کا بھائی ملک العزیز چونکہ مصر مین تھا لہذا وہ مصر کا بادشاہ بن گیا۔ تیسرا بھائی الظاہر حلب مین تھا وہ اُس کا خود سر حکمران بن گیا۔ جس کے ساتھ بلاد حارم۔ تل باشر۔ اعزاز۔ برزیہ۔ دژہ یا ساک۔ اور منبج وغیرہ بھی اُس کے قبضہ مین آئے۔ ملک العزیز نے چاہا کہ باپ کی پوری سلطنت پر مین ہی قابض ہون۔ لہذا اُس نے ارض شام مین آ کے دمشق پر حملہ کیا۔ اور افضل کو اُس مین محصور کر لیا۔ افضل نے تمام خاندانی حکمرانون کو اطلاع دی جو مختلف شہرون پر قابض تھے۔ سب سمجھے کہ اگر ملک العزیز نے ملک الافضل کو مغلوب کر لیا تو ہمارا بھی ٹھکانا نہ لگے گا۔ لہذا سب افضل کی مدد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ صلاح الدین کا چچا زاد بھائی ملک العادل سیف الدین جو علاقۂ کرجستان کا بادشاہ تھا اپنی قلمرو سے۔ ملک الظاہر حلب سے۔ ناصر الدین محمد حماہ سے۔ اسد الدین شیرکوہ حمص سے۔ غرض سب آ پہونچے۔ یہ رنگ دیکھ کے ملک العزیز نے انجام پر نظر ڈالی۔ اور صلح منظور کر لی۔ چنانچہ سب کے اتفاق سے یہ طے پایا کہ بیت المقدس اور اُس کے قرب و جوار کے مقامات بھی عزیز کے قبضہ مین دیے جائین۔ اور بلاد جبلہ و لاذقیہ بھی افضل کے قبضہ سے نکال کے تیسرے بھائی ملک الظاہر کو دیے جائین۔ اور ملک العادل کا جو علاقہ مصر مین تھا وہ ملک العادل کا رہے۔ سلطان صلاح الدین نے ماہ صفر ۵۸۹ھ مین انتقال کیا تھا۔ اور ۵۹۰ھ مین اُس کے بیٹون مین یہ فیصلہ ہوا۔ ۵۹۱ھ مین ملک العزیز نے پھر دمشق کا محاصرہ کیا تھا۔ مگر اب کی شکست کھا کے واپس گیا۔ لیکن اب ملک العزیز اور ملک العادل سیف الدین مین موافقت ہوگئی۔ اور ملک العادل نے مع ملک العزیز کے ۵۹۲ھ مین

یافا پر سیف الدین کا قبضہ۔

عکہ سے ہنوز مدد نہین پہونچنے پائی تھی کہ مسلمانون نے شہر یافا پر قبضہ کر لیا۔ یافا کے سیکڑون بلکہ ہزارون باشندے قتل ہو گئے۔ اور اُس کا قلعہ جسے رچرڈ اور اُس کے سپاہیون نے بڑی محنت و مشقت سے بنایا تھا بالکل منہدم کر ڈالا گیا۔ اور جب جرمنی سے زائرون کا ایک اور گروہ آ گیا تو بیروت کی طرف بڑھنا عیسائیون کو مناسب معلوم ہوا۔ مگر سیف الدین نے انھین شہر طائر اور سدون کے درمیان ہی مین مقابلہ کرنے پر مجبور کر دیا لیکن اس معرکے مین خود اُسی کا بہت نقصان ہوا۔ اُس کی فوج نے شکست کھائی۔ سپاہی منتشر ہو گئے۔ اور یافا اور سدون اور دیگر بلاد پر پھر عیسائیون کا قبضہ ہو گیا۔ مشہور ہے کہ شہر بیروت مین عیسائیون کو تین سال کے لیے رسد فراہم ملی۔ اور ان فتحیاب مسیحیون کی ہمت اور قوت ہتھیار بند زائرون کے اُس تیسرے گروہ سے اور بھی بڑھ گئی جو مینز کے اُسقف اعظم کونراڈ کی ماتحتی مین وارد شام ہوا تھا۔

تازہ صلیبیون کا مینز کے اُسقف کونراڈ کی افسری مین پہونچنا۔

بظاہر ہر نہج سے صلیبیون کا ستارۂ اقبال عروج پر تھا لیکن انھون نے اس سے جو فائدے حاصل کیے تھے اُن کو خون ریزی کی ہوس کی بدولت ایک لمحہ بھر مین آپ ہی اپنے ہاتھون سے کھو دیا۔ انھون نے قلعۂ طورون کا جسے اہل شام تبنین کہتے ہین محاصرہ کر لیا۔ اور یہ قلعہ جن پہاڑیون پر واقع تھا انھین نیچے سے کاٹ کاٹ کے اس قدر خالی کر دیا کہ محصورین نے اندیشہ ناک انجام سے خائف ہو کے صرف اس شرط پہ قلعہ خالی کر دینے کا وعدہ کر لیا کہ انھین بلا مزاحمت نکل کے اسلامی قلمرو مین چلے جانے کی اجازت دے دی جائے۔ یہ شرط منظور کر لی گئی۔ لیکن یہ وعدہ کر لیے جانے کے بعد بھی انتقام کی دھمکیان کچھ ایسے جوش و خروش سے دی گئین

۱۱۹۷ء قلعۂ طورون کا محاصرہ

ایک سازش کے ذریعہ سے دمشق پر قبضہ کر کے افضل کو نکال باہر کیا۔ یون دمشق ملک العادل کے قبضے مین آ گیا۔ اور اب صلیبیون سے لڑنے والے صرف ملک العادل اور ملک العزیز تھے۔ جن مین سے اول الذکر دمشق اور شام مین تھا۔ اور آخر الذکر مصر مین۔

اور فرانس والون نے محصورین کو اِس بات کا کچھ ایسے مؤثر طریقہ سے یقین
دلادیا کہ اہلِ جرمنی کا ارادہ تم لوگون کے معاملہ مین بڑا ہے کہ اُن بیچارون
نے مجبور ہوکے دل مین ٹھان لی کہ بجاے اس کے کہ اپنے تئین خود اپنے
ہاتھون سے دشمن کے سپرد کردین ہم مرتے دم تک مقابلہ ہی کرتے رہین گے
غرض اُنھون نے وہ سب رخنے بھر کے درست کر لیے جو محاصرہ کرنے والون
نے پہاڑی مین کھود کھود کے ڈال دیے تھے۔ اور اِس سختی سے مقابلہ
کیا کہ اُن وحشیون کو جو ایک لمحہ پہلے اُن کا خون پینے کی تیاریان کر رہے
تھے اُن پر قابو پانے سے بالکل یاس ہو گئی۔ وہی قابل شرم ایک کا دوسرے
کو چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہونا جو اِس سے پیشتر کی صلیبی فوجون مین کئی مرتبہ
نظر آچکا تھا اب بھی ظاہر ہوا۔ اور پہلے سے بھی کچھ زیادتی کے ساتھ۔
سرداران فوج راتی رات چھاؤنی چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور مسیحی
سپاہیون کی جب آنکھ کھُلی تو اپنے تئین بے سردار پایا۔ لہذا اب ان لوگون
مین ایک ایسی مایوسانہ ابتری نمایان ہوئی کہ اگر دشمن چاہتا تو بغیر لڑے بھڑے مسیحیون کی پوری شکست

عہ جو معاہدہ اور التوا سے جنگ صلاح الدین کے زمانے مین ہوا تھا اُس کی
اور توسیع ملک العزیز نے نئے معاہدے کی رو سے کی۔ اِس آخری معاہدے کی بدولت
کے اندر ہی حاکم بیروت اُسامہ اکثر گروہون کو بھیج بھیج کے مسیحیون اور زائرون پر
تاخت و تاراج کیا کرتا تھا۔ فرنگیون نے متعدد مرتبہ ملک العادل اور ملک العزیز
سے شکایت کی۔ مگر ان دونون نے اُن شکایتون کا کچھ لحاظ نہین کیا۔ تب مسیحیون
نے مجبور ہو کے اپنے مغربی سلاطین سے فریاد کی۔ اور ظاہر کیا کہ اگر آپ نے خبر نہ
لی تو مسلمان اِن باقی ماندہ مقامات پر قابض ہو جائین گے۔ چنانچہ وہان سے
بہت سی فوجین آئین۔ جن مین زیادہ حصہ جرمنیون کا تھا۔ اور اُس پر افسر خصلیر
دکونراڈ اسقف مینز نام ایک اسقف تھا۔ اِس کی خبر سُنتے ہی ملک العادل (سیف الدین)
نے مصری اور دیگر سردارون کی فوجون کو ۵۹۳ھ مین مقام چشمۂ جالوت مین جمع کیا
رمضان اور کچھ دنون شوال مین وہین پڑاؤ ڈالے رہا۔ پھر حملہ کر کے یافا پر قبضہ
کر لیا۔ اور اُسے مسمار کر دیا۔ فرنگی عکہ سے یافا کے بچانے کے لیے روانہ ہوئے

اُن پر فتح حاصل کرلیتا۔ لیکن اہل اسلام بھی عیسائیون سے کچھ کم تھکے ہوئے اور خستہ حال نہ تھے۔ پھر جب یہ مسیحی جو اس طرح منتشر ہوئے تھے دوبارہ جمع کیے گئے تو اُن سب کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کو نافرمانی۔ بزدلی۔ اور دغابازی کا الزام لگاتا تھا۔ مینز کے کونراڈ نے جب وہ یافا کی شہرپناہ کے از سر نو تعمیر کرانے کی غرض سے اُس شہر کی طرف عجلت کے ساتھ بڑھ رہا تھا ایک معرکہ مین سیف الدین کے مقابل فتح حاصل کر لی تھی۔ مگر اس لڑائی سے جس قدر فائدہ کی اُمید ہوسکتی تھی اُتنا ہی نقصان بھی ہوگیا۔ ہنری ششم کی ناگہانی وفات کی خبر نے اس مہم کو ایسا نقصان پہونچا دیا جس نے اُس کا خاتمہ کر دیا۔ اس لیے کہ وہ تمام حکمران اور سردار جنھین نئے شہنشاہ کے منتخب کرنے مین کچھ بھی دخل تھا جرمنی روانہ ہوگئے۔ جو نہین گئے اُنھون نے شہر یافا مین جا کے پناہ لی جہان چند ہی مہینون کے بعد اُن کی قسمت کا فیصلہ اُس اسلامی فوج کے ہاتھ سے ہوگیا جس نے دفعتہً یافا پر حملہ کیا۔ اور ایسی حالت مین جب کہ اہل جرمنی اس بات کا ثبوت دینے کے لیے کہ اُنھین سینٹ مارٹن کے ساتھ بہت ہی خلوص عقیدت ہے بے انتہا شراب پی کر بدمست

۱۹۵ھ میں یافا پر مسلمانوں کا قبضہ اور صلیبیون کا قتل ہونا۔

قیساریہ تک پہونچ کے مسلمانون کے قابض ہوجانے کا حال سُنا مگر بجاے اس کے کہ آگے بڑھین قیساریہ ہی سے پلٹ گئے جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اُن کا بادشاہ کندھری کسی چھت سے گر کے مر گیا تھا۔ اور لوگون مین پھوٹ پڑ گئی تھی۔ آخر مسلمان بھی پلٹ کے پھر چشمۂ جالوت پر آگئے۔ اب خبر آئی کہ فرنگی بیروت پر حملہ کرنے والے ہین لہٰذا ذی قعدہ مین ملک العادل بیروت کے قریب گیا۔ اور ارادہ کیا کہ اس شہر کو بھی مسمار کر دے۔ کیونکہ مسلمان لوگ اس بات سے بہت ڈرتے تھے کہ مسیحیون کو کوئی ایسا ساحلی مقام مل جائے جہان وہ قلعہ بند ہو کے لڑ سکین۔ بحری آمد و رفت کے جاری رہنے کی وجہ سے مسلمانون کا ایسی حالتون مین اُن پر کچھ زور نہ چل سکتا تھا۔ سلطان صلاح الدین کے زمانے مین عکّہ کے محاصرے مین اُس کا پورا تجربہ ہوچکا تھا لہٰذا اُسی زمانے سے مجبوراً مسلمانون کی یہ قابل افسوس پالسی قرار پا گئی تھی۔ مگر اس موقع پر اُسامہ نے اس کارروائی سے روکا۔ اور ذمہ داری کی کہ منہدم کرنے کی ضرورت نہین

اور بے کار ہو چکے تھے شہر پر قبضہ کر لیا۔

اتنی سب مصیبتیں نازل ہو چکی تھیں لیکن بیت المقدس کی برائے نام لاطینی سلطنت کے رسوم ابھی تک جاری تھے۔ ہنری آف شانپین کی وفات کے بعد اُس کی بیوہ ازابیلہ کو ہاسپٹلرس کے سرگروہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ امرلیق لوزگنن کے ساتھ شادی کر لیجیے جو حال ہی میں اپنے بھائی گے کا جانشین اور جزیرۂ قبرس کا بادشاہ قرار پایا ہے۔ ازابیلہ نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جس سے اِس بارے میں اُس کی ناراضمندی ظاہر ہوتی اور انجام یہ ہوا کہ اب جو تھے شوہر کی معیت میں اُس کا لقب ملکۂ بیت المقدس ہی نہیں بلکہ ملکۂ قبرس بھی تھا۔ اگر اُس وقت کی پولیٹیکل مصلحت کے لحاظ سے قبرس ایک ایسا مقام تصور کیا گیا تھا جہاں ضرورت کے وقت پناہ لی جا سکتی تو اِس مصلحت کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ فلسطین کی برائے نام لاطینی سلطنت کا لقب اختیار کرتے رہنے کی اگر کوئی معقول وجہ ہو سکتی ہے تو وہ صرف یہ تھی کہ اِس خطاب کے ترک کر دینے سے سارے یورپ

امرلیق آف لوزگنن بیت المقدس اور جزیرۂ قبرس کا بادشاہ۔

میں بیروت کو عیسائیوں کے حملے سے بچا لوں گا۔ اب فرنگی لشکر عکہ سے آیا۔ اور لشکر اسلام بیروت سے بڑھا مقام صیدا میں لڑائی ہوئی۔ دن بھر دونوں طرف کے لوگ مارے گئے اور رات نے دونوں کو جدا کیا۔ دوسرے دن مسلمان ہٹ گئے۔ اور فرنگیوں نے بیروت پر حملہ کیا۔ اُسامہ جس نے شہر کے بچانے کی ذمہ داری کی تھی مع اپنے تمام لشکر کے اُن کی صورت دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ اور فرنگیوں نے بے لڑے بھڑے ۹۔ ذی الحجہ کو بیروت پر قبضہ کر لیا۔ لشکر اسلام نے یہاں سے شہر صور (طائر) کی راہ لی۔ اُسے منہدم کیا اور چلے گئے۔ یہ سُنتے ہی فرنگی بیروت سے صور پہونچے۔ اور وہاں ٹھہر گئے۔ مسلمانوں کو خیال ہوا کہ فرنگی اب یہیں ٹھہرے رہیں گے اور لڑائی نہ ہوگی لہذا مشرقی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا گیا۔ اور مصری فوج کو بھی یہ حکم دیا جانے والا تھا کہ ناگہاں ۱۵۔ محرم کو خبر آئی کہ فرنگی قلعۂ تبنین کا محاصرہ کیا چاہتے ہیں۔ ملک العادل نے فوراً وہاں فوج بھیجی کہ اُس قلعہ کو نصاریٰ کی دستبرد سے بچائے۔ فرنگیوں کا لشکر یکم صفر ۵۹۴ھ کو تبنین کے گرد آکے اُترا۔ اور لڑائیاں شروع ہوگئیں۔ فرنگیوں نے

مین یہ سمجھا جاتا کہ شکست قبول کر لی گئی۔جس کے نتیجہ مین اِن صلیبی جہادون کا جوش بالکل نیست و نابود ہو جاتا۔

نوان باب

پانچوین صلیبی لڑائی

اگر نتائج کے لحاظ سے نہین تو ابتدائی واقعات کے لحاظ سے پانچوین صلیبی لڑائی ایسی ضرور تھی کہ اُس مین اُس جوش کا نمونہ نظر آتا تھا جس نے پطرس راہب اور اربن دوم کی تقریرون مین بڑا بھاری اثر پیدا کر دیا تھا اب سینٹ پیٹر کی کُرسی (یعنے مسند پاپائی) پر وہ شخص جلوہ افروز تھا جس کی قوت اُس پوپ سے کہین زیادہ بڑھی چڑھی تھی جس نے کلرمانٹ کی کونسل مین دُنیا کے باشندون مین بڑی سخت جوش کی آگ بھڑکا دی تھی۔ لوتھیر کو جس کی عمر کل ۳۷ برس کی تھی (اتنا کم سن شاید اور کوئی پوپ منتخب نہ ہوا ہوگا) اور جو کونٹی کے گھرانے والون مین سے تھا اور جو سنٹ سر جیس ۱۱۹۸ء-پوپ انوسنٹ ثالث کا انتخاب۔

قلعہ کے نیچے چارون طرف نقبین لگا دین۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب قلعہ مغلوب ہی ہوا چاہتا ہے۔ یہ حال جب ملک العادل کو معلوم ہوا تو اُس نے ملک العزیز کو مصر مین لکھا کہ تم خود فوج لے کے آؤ۔ ورنہ فرنگی تنبین کو تباہ کر دین گے۔ اُدھر سے تو عزیز جلد جلدی کوچ کرتا ہوا چلا۔ ادھر محصورین کا یہ حال ہوا کہ وہ مغلوب ہو جانے کے خوف سے بہت ڈرے۔ نقبون کو دیکھ کے بدحواس ہوئے تو بعض نے جا کے فرنگیون سے پناہ مانگی۔ اور اقرار کیا کہ ہمارے جان و مال کو آزادی دی جائے تو قلعہ تمھارے سپرد کر دین فرنگیون کا سردار خصوصاً اس شرط پر راضی ہو گیا تھا۔ مگر جو مسلمان اس معاہدہ کی تکمیل کے لیے آئے تھے اُن سے فرنگی لشکر کے بعض شامی مسیحیون نے کہا "اگر تم نے قلعہ سپرد کر دیا تو خصوصاً تمھین گرفتار کر کے قتل کر ڈالے گا۔ لہٰذا ہوشیار رہو اور فریب مین نہ آؤ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محصورین واپس جاتے ہی آخر تک لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ اور لڑتے ہی رہے یہان تک کہ ربیع الاول مین ملک العزیز عسقلان مین آ پہونچا اُدھر مسیحیون مین بھی بدنظمی ہو گئی۔ لہٰذا چھوڑ کے واپس چلے گئے۔

اور سینٹ بچوس کا کارڈنل تھا تمام کارڈنل (ممبران مجلس پوپ) لوگون نے جو اُس جلسہ مین موجود تھے متفق الرا سے ہو کر پوپ منتخب کیا۔ اس زمانے مین قسطنطینیہ کی سلطنت بہت ضعیف ہو چکی تھی۔ ارض فلسطین کی لاطینی سلطنت کے قبضہ مین صرف سواحل کی کچھ زمین باقی تھی۔ جزیرۂ صقلیہ کا بادشاہ ایک شیرخوار بچہ تھا۔ فرانس کا بادشاہ فلپ آگسٹس اپنی بداطواری کے مواخذہ مین گرفتار تھا۔ انگلستان کے تاج وتخت کا جو شخص اُمیدوار تھا وہ کمینہ پرور اور بدنفس جان تھا جس نے دغابازی کر کے خود اپنے باپ کا کام تمام کیا تھا۔ ہر جگہ نا اتفاقی۔ فساد اور عناد کا دَور دورہ تھا۔ ایسے نازک وقت مین وہ شخص پوپ مقرر ہوا جسے اِس خیال سے کہ اُس کا کام انسانی کام سے بڑھا ہوا ہے اور اُس کا قانون خدا کا بنایا ہوا قانون ہے۔ ایسا اطمینان تھا کہ اُس پر اُن تمام طوفانون کا جو اُس کے چارون طرف برپا تھے کوئی اثر نہین پڑتا تھا۔ وہ اثر جو لیو اور گریگری اعظم نے پرہیزگاری کے ذریعہ سے حاصل کیا تھا اور جسے گریگری ہفتم نے (گو محض پرہیزگاری کے ذریعہ سے نہین) بہت زیادہ ترقی دے دی تھی۔ اِس نئے کم عمر پوپ کے ہاتھ مین آ کر زیادہ زبردست اور قوی ثابت ہوا۔ جو نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھا ہوا یورپ کی اِس ابتر پولٹیکل حالت کو غور وتحقیق کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔

اگر صلیبی لڑائی کی ضرورت درپیش نہ ہوتی تو غالباً قبل کے پاپاؤن کے غیر محدود دعوے انوسنٹ سوم کو اِس اعلے درجے پر نہ پہونچاتے۔ صرف اِن مہمون کی وجہ سے پاپاؤن کو ہر فرقہ اور ہر ملک کے معاملات مین دخل دینے کا موقع حاصل ہو گیا تھا۔ یہ بات اُن کے اختیار مین تھی کہ کسی اندرونی باہمی جھگڑے کو ملتوی یا مسترد کر دین خیرات کے نام سے کوئی نیا ٹکس باندھ دین۔ چھوٹے چھوٹے رئیسون کو اُس فرمانبرداری کے جوے سے آزاد کر دین جو اپنے بادشاہون کے متعلق اُن پر واجب اور ضروری تھی۔ اُن سے بھی ادنے درجہ کے زمینداروں کو اُس اطاعت سے مستثنے کر دین جو اپنے سردارون کے مقابل مین اُن پر فرض تھی۔ نیز پاپون کو یہ قدرت حاصل تھی کہ قرضدارون

کو اُس قرض کے بارسے سبکدوش کردین جو اُن کے ذمہ واجب الادا تھا۔ صلیبی جہاد ایک ایسا کام تھا جس کا بار محض روحون کی اصلاح کے بہانے سے پوپ سرکش سے سرکش شہنشاہون اور فرمان رواؤن پر ڈال سکتے تھے۔ وہ تمام لوگ، جنھین مسیح سے محبت تھی اُن سب کا فرض تھا کہ اُس کے روضۂ مقدس کو بیدینون کے ہاتھ سے بچانے کے متبرک کام مین شریک ہون ایسے واجبی فرض سے اگر کوئی شخص اعراض یا انحراف کرتا تو ضرور تھا کہ نہ اُس کی روح ویسی پاک سمجھی جاسے اور نہ اُس کا عقیدہ ویسا توی خیال کیا جاسے جیسا کہ ہونا چاہیئے لہذا ایسے شخص پر اِس کو ملامت کرنے بلکہ اُسے سزا تک دینے کا اختیار عملی طور پر اُن لوگون کے ہاتھ مین ہونا چاہیے تھا جو من جانب اللہ مسیح اور سینٹ پال کے قائم مقام تھے اور پوپ کے محترم نام سے یاد کیے جاتے تھے بادشاہ ہون یا بڑے سے بڑے سردار اگر وہ اپنے تئین اچھا مسیحی ثابت کرنا چاہتے تو اُن کا فرض تھا کہ صلیب کا معرکہ اختیار کرلین۔ اور اِس معرکہ کے اختیار کرنے سے جو ذمہ داریان عاید ہو جاتی تھین اُن سے بری ہونا سوا پوپ کی اجازت کے اور کسی طرح ممکن ہی نہ تھا۔ اِس فرض کے ادا کرنے سے بے اجازت و منظوری پوپ اگر کوئی شخص انکار کرتا تو اُس کی یہ سزا تھی کہ قوم سے خارج کر دیا جاسے اور ایسا حکم اگر دیدیا جاتا اور پھر منسوخ نہ ہوتا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ اب اُس شخص کا دین و دُنیا مین کہین ٹھکانا نہین ہے۔

اِس پالسی کا اثر (جس کے پیدا کرنے کی عمداً کوشش شاید چند ہی پوپون نے کی ہوگی۔ لیکن وہ اِس پالسی کا لازمی نتیجہ تھا) خاص طور پر یہ ظاہر ہوا کہ شہنشاہون کی قوتین ضعیف ہوگئین کیونکہ بغیر اِس کے انوسنٹ سوم اپنے ہمعصر فرمان رواؤن پر اِس قدر قابو پا ہی نہ سکتا تھا۔ شہنشاہ کو نراڈ بروز حشر کی اُن ہیبت ناک تصویرون سے متاثر ہو کے جنھین برنارڈ نے اُس کی نظر کے سامنے کھینچا تھا صلیبیون کی حمایت کے لیے چلا گیا تھا۔ مگر جب واپس آیا تو اپنی ساری شہنشاہی قوت عملی طور پر مسلوب پائی۔ | شہنشاہی قوت کا انحطاط۔

بار برد سہ نے پوپ کے حکم کی تعمیل کی۔ مگر اُسی تعمیل کی بدولت ایک

غیر ملک مین دُنیا کو رخصت کیا۔ اور اب لو تھیر پوپ مقرر ہوا تو صلیبی لڑائی ایک ایسے بادشاہ کی طرف سے ہونے والی تھی جو ابھی تک اپنے گھوارے ہی سے باہر نہ نکلا تھا۔

لیکن اگر صلیبی لڑائیون اور اُن غیر محدود اختیارات نے جو اُن لڑائیون کی بدولت پاپاؤن کو حاصل ہو گئے تھے۔ پوپون کو اعلے ترین درجۂ حکومت پر پہونچا دیا تھا تو اس کے ساتھ ہی اُنھین کے نتیجہ مین پوپون کی بیخ کنی بھی شروع ہو گئی تھی۔ پوپ کا رومی دربار مالی معاملات مین کبھی دیانت دار مشہور نہ تھا بلکہ عموماً یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ زر پرستی۔ رشوت ستانی۔ اور بد افعالیون کا منبع ہے۔ دفعتہً مسیحی دُنیا مین جوش پیدا ہونے کی وجہ سے کل مالی کاروبار پاپاؤن کے سپرد ہو گیا۔ اِن مہمون مین چونکہ ناکامی پر ناکامی ہوئی اور اگر کچھ فائدہ ہوا بھی تو وہ مصارف کے مقابل مین بہت ہی کم تھا۔ لہذا عام طور پر لوگون مین یہ شبہات پیدا ہونے لگے کہ صلیبی لڑائیون کے لیے جو روپیہ وصول کیا جاتا ہے وہ بعض اوقات اور کامون مین بھی صرف کر ڈالا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسے شکوک غلط ہون۔ اور شائد یہ بھی ہوا ہو کہ پاپاؤن نے صرف ایسے ہی اُمرا اور اُسا قفہ کو تحصیل زر کے کام پر مقرر کیا ہو جو ایطالیہ کے رہنے والے نہ ہون۔ اور وہ روپیہ بھی ایطالیہ کے خزانون مین نہ رکھا جاتا ہو۔ لیکن ان تمام احتیاطون کے بعد بھی چارون طرف سے یہی شکایت کی آوازین بلند تھین۔ اور ایسے نازک وقت مین جب کہ صلیبی لڑائیون کے جوش کی آگ نہایت ہی مشتعل کی جا رہی تھی۔ اِن بدگمانیون کا بہت ہی بُرا اثر پڑتا تھا۔

رومی کلیسیا کے دربار کی بے اعتباری اہل یورپ مین۔

اِن بدگمانیون سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہین یہ خیالات اُس نئی مہم کو نقصان نہ پہونچا دین جس کی کوشش پوپ انوسنٹ صرف ارض پاک کی نجات کے لیے نہین بلکہ کل عیسائیون نجات کے واسطے کر رہا تھا۔ عام اِس سے کہ مشرق کے عیسائی ہون یا مغرب کے۔ پوپ اربن دوم نے کبھی نہ اِس سرگرمی سے وعظ و پند کا دروازہ کھولا تھا نہ اِس زیادتی کے ساتھ ہمیشہ کی خوشی حاصل ہونے کے وعدے کیے تھے۔ اور نہ ایسی سختی سے

اس بے اعتباری کے دور کرنے کے لیے انوسنٹ کی کوششین۔

لوگون کو ہمیشہ کے لیے مردود ہو جانے کی دھمکی دی تھی جیسی کہ پوپ انوسنٹ نے۔ یا تو وہ ایسے اعلی درجے کے کامون مین مشغول تھا یا یکبارگی اُسے اِس ذلیل کام کی طرف متوجہ ہونا پڑا کہ بددیانتی کے اُن الزامون کی جواب دہی کرے جو اُس پر لگائے جاتے تھے۔ اور مذہبی چندے کی آمدنیون کے انتظام کے لیے اُسے کمیٹیان مقرر کرنی پڑین۔ اِس لیے کہ خیال تھا کہ کمیٹیون کی بابت لوگون کو بدگمانی نہین ہو سکتی۔ اِس کے علاوہ خود پوپ اور اُس کے ماتحتون کو بھی اُس بار کے اُٹھانے کے لیے تیار رہنا پڑا جسے وہ دوسرون ہی پر ڈالا کرتے تھے۔ یہ طے پایا کہ اُن کی آمدنیون اور محاصل کا بھی دسوان حصہ ارض مقدس کو بے دینون کے ہاتھ سے چھڑانے کی نذر کر دیا جایا کرے۔ تمام ملکون کے پادریون پر اپنی آمدنی کا کم از کم چالیسوان حصہ اِس چندہ مین دینا فرض کیا گیا۔ اور جو لوگ پادری نہ ہون وہ بڑی سے بڑی رقم جو چندہ مین دے سکین دین۔ اِس طریقہ سے جو رقم جمع ہو وہ کسی محفوظ مقام پر رکھی جائے اور اُس کی تعداد روم مین لکھ بھیجی جایا کرے۔ اور بے شک وہ شخص بڑا ہی سنگدل ہوگا جو ایسی مذہبی ہمدردی اور ترحم کے کام سے کنارہ کش رہا ہو۔

لیکن انوسنٹ کی تقریر سے ہر مقام کے لوگون نے جو بے تعلقی ظاہر کی اُس سے ایک اور ثبوت اِس امر کا ملتا ہے کہ صلیبی جہاد کی اصلی تحریک اُس وقت تک مؤثر نہین ہو سکتی جب تک کہ تحریک کرنے والے پادری کے جوش کے ساتھ حاکمانہ اختیارات بھی شریک نہ ہون۔ یہی امر بطرس راہب اور اُس سینٹ (ولی اللہ) کے زمانے مین بھی ثابت ہوا تھا جس نے بطرس کے ذلیل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اِن دونون انوسنٹ کی خوش قسمتی نیولی کا فلک
سے فُلک کے دماغ مین جو اطراف پیرس کے ایک گاؤن نیولی کا پادری تھا صلیبی جہاد کا سودا سمایا۔ اُس نے اپنی زندگی بہ حیثیت پادری کے بھی اگر بدکاری مین نہین تو سستی اور کاہلی مین ضرور بسر کی تھی۔ لیکن میری میگڈالین یا مصر کی میری کی توبہ کا اُس کے دل پر بڑا اثر پڑا تھا۔ اُس نے دل و جان سے کوشش کی تھی کہ اپنے گناہون کا کفارہ نفس کشی اور

عبادت گزاری کے ذریعہ سے کرے۔ اور اپنی جہالت دُور کرنے کے لیے وہ لیطرس نغمہ سنج کے لکچرز (تقریرین) سُننے کے لیے اکثر جایا کرتا تھا۔ جس لیطرس کی نسبت انوسنٹ کو اُمید تھی کہ اُس کے زمانے کے جہاد صلیبی کی تلقین کرنے والون مین سب سے اچھا مقرر ثابت ہوگا۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا کہ اُس کی یہ اُمید پوری ہو۔ لیطرس مذکور ایک مہلک مرض مین مبتلا ہوا اور اُس سے جان بر نہ ہو سکا۔ لیکن جو کام پوپ نے اُس کے سپرد کیا تھا اُسے مرتے وقت اُس نے فُلاک کے سپرد کر دیا۔

لیطرس نغمہ سنج کی زندگی مین بھی فُلاک نے شہر پیرس کے گلی کوچون
مین تقریرین کی تھین۔ اور اُس کی تقریر سے سنگدل سے سنگدل اور گنہگار سنہ ۱۱۹۸ء
سے گنہگار لوگون کے دل بھی موم ہو گئے تھے۔ اور اُن کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ لیکن اس پر بھی ایسا نظر آیا کہ اُس کی سحر بیانی کا اثر زائل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مایوس ہو کے وہ پھر نیولی کے گرجے مین اپنا پُرانا مقتدائی کا کام انجام دینے کے لیے واپس چلا گیا تھا اور وہین ٹھہرا رہا تھا۔ یہان تک کہ لیطرس نغمہ سنج کی آخری وصیت نے اُس مین ایک ایسے جوش کے ساتھ جو کسی طرح دبایا نہین جا سکتا تھا ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ اب دُنیا کے سامنے محض ایک ایسے شخص کی حیثیت سے نہین ظاہر ہوا جو صرف صلیبی جہاد کی ترغیب و تحریص کرتا ہو بلکہ اُس وعظ کی حیثیت سے بھی جو اعلے طبقہ کے لوگون کو جسمانی اور روحانی بدکاریون سے روکنے کے لیے سخت ترہیب و تنبیہ کرتا ہو۔ پوپ اربن اور پوپ یوجینیس کی طرح پوپ انوسنٹ نے بھی دیکھا کہ اپنے اغراض کے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے۔ لہذا اُس نے فُلاک کو ایک خط لکھا جس مین اُس کی کارروائیون پر اپنی دلی خوشنودی ظاہر کی اور اُسے حکم دیا کہ چند سیاہ پوش اور چند سفید پوش راہبون کو اپنے ہمراہ لے کے۔ اور کپوا والے لیطرس کی جماعت مذہبی سے اجازت حاصل کر کے تم سارے یورپ مین دورہ کرو۔ اور لوگون کو نصیحت کرو کہ توبہ کرین۔ اور اپنی توبہ کے ثبوت مین ارض موعودہ

کی طرف فوراً چل کھڑے ہون۔

آناً فاناً سر سر شہر مین یہ خبر مشہور ہو گئی کہ ایک نیا واعظ پیدا ہوا ہے جس کی سحر بیانی **سینٹ برنارڈ** سے کم نہین ہے۔ ہان اُس کے کرامات البتہ اتنے نہ تھے جس قدر کہ سینٹ برنارڈ سے ظاہر ہوتے تھے۔ اور کرامتین تھین بھی تو اُس قسم کی نہ تھین جیسی کہ سینٹ برنارڈ دکھایا کرتا تھا۔ مثلاً اُس نے ایک مرتبہ مکھیون کو حکم دے دیا تھا کہ اسے آزار دہ مکھیو تم مر جاؤ"۔ اور اُس کی زبان سے اِن الفاظ کے نکلتے ہی اتنی ایک مکھیان مر مر کے چھت سے گر پڑین کہ ٹوکریون مین بھر بھر کے انھین پھینکنا پڑا۔ وہ بامذاق بھی ویسا ہی تھا جیسا کہ سحر بیان تھا۔ سامعین نے ایک دفعہ اُس سے استدعا کی کہ اپنا کوئی کپڑا ہمین بطور تبرک عطا فرمائیے۔ اتفاقاً اُس وقت ایک فضول گو اور بکی شخص اُس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا جس نے اُسے بک بک کے پریشان کر رکھا تھا۔ فوراً اُس نے سامعین کی طرف مخاطب ہو کے کہا " مین نے خود اپنے کپڑون کو متبرک نہین کیا ہے۔ بلکہ ساری برکت اِس شخص کے کپڑون کو دے دی ہے۔ یہ سُننا تھا کہ لوگ اُس پر جھپٹ پڑے۔ اور ایک لحہ بھر مین اُس کے کپڑون کی دھجیان اُڑ گئین اور لوگ خوشی خوشی اُس کے کپڑون کے ٹکڑے متبرک سمجھ کے پھاڑ لے گئے۔

اُس کی فصیح البیانی کا اثر

لیکن پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ سچ پوچھیے تو **فلک** کی تعلیم و تلقین کا وہ اثر نہ تھا جو سینٹ برنارڈ یا بطرس راہب کی تعلیم کا تھا۔ وہ نفس کُشی کا حکم دیتا تھا۔ اور اُس کی صورت بھی اُس کے کلام کی تصدیق کرتی تھی۔ لیکن اِس طرح سے نہین کہ کسی کو اُس کے قول کی صحت مین کسی قسم کا شبہہ ہی نہ باقی رہے۔ اُس کی طرزِ معاشرت اور اُس کی ظاہری حالت اور سب لوگون کی سی تھی اور سب پر طرّہ یہ کہ اُسی مہلک بدگمانی سے اُسے بھی مقابلہ کرنا پڑا تھا جس کے دُور کرنے کی انوسنٹ نے اِس قدر سخت کوشش کی تھی۔ اُسے لوگون سے بہت کچھ رقم وصول کرنی پڑی۔ جس کی وجہ سے لوگون نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب روپیہ اُس کام مین نہین صرف کیا جاتا جس مین اُسے صرف ہونا

چاہیے۔ غرض اُس کے اثر مین فرق آنے لگا۔ لیکن افسوس جس مہم کے لیے اُس نے ایسی جد و جہد کی تھی اُس کا دیکھنا خود اُس کی تقدیر مین نہ تھا۔ حامیان صلیب ہنوز وینیس ہی مین تھے کہ فُلک کو نیولی مین بخار آیا اور اِسی بخار مین اُس نے سفر آخرت کیا۔ اور بادی النظر مین یہ نظر آیا کہ اُس کا خرقہ قسطنطنیہ والے مقتدائے نصارا مارٹن کو ملے گا۔

سنہ ۱۲۰۲ء فلک کی وفات

دیگر واعظون نے بھی اِس مہم پر کمر ہمت باندھی۔ اور اُن کی نصیحت نے خاصتہً فرانس کے چند کم عمر شاہزادون پر اثر کیا۔ اِن مین سب سے زیادہ سبقت تھیوبولڈ نے کی جو شانپین کا نواب تھا اور جس کی عمر گو ابھی صرف تیئیس سال کی تھی۔ مگر ختم ہونے کو آگئی تھی۔ اُس کی رفاقت ٹبلوا اور چارٹرس کے نواب لوئی نے کی۔ مانٹ فورٹ کا سیمون جو آنے والے صلیبی جہاد مین البجبیین لوگون کے مقابلے مین ایک نہایت ہی بے رحم سپہ سالار ثابت ہونے والا تھا۔ پھر بیرن کا والٹر اور سب کے آخر مین ویل ہارڈوئین کا جیافرے جو شانپین والون کا سر عسکر اور صلیبی لڑائیون کا مؤرخ تھا۔ چند ماہ بعد بالڈون نواب فلانڈرس سینٹ پول کے ہیوغ اور نواب پیرس اور اور بہت سے رؤسا نے بھی صلیب کا معرکہ اختیار کر لیا۔

سنہ ۱۲۰۱ء پانچوین صلیبی لڑائی کے سردار اور افسر

اِن سردارون کے ہمراہیون کی ایک بہت بڑی فوج تیار ہو گئی۔ لیکن اِن سردارون کے پاس جہاز نہ تھے۔ اور گزشتہ تمام مہمون کے حالات نے اِس بات کا یقین دلا دیا تھا کہ خشکی کی راہ سے ملک یورپ کو قطع کر کے ایشیائے کوچک کا سفر کرنا نہایت ہی مخدوش ہے۔ اکیلی ایک ہی سلطنت ایسی تھی جس سے یہ جہازون کی کمی پوری ہو سکتی تھی۔ اور اِسی سلطنت کو صلیبی لڑائیون سے نقصان نہین پہونچا تھا۔ اِن مسلح زائرون نے اُس سلطنت کی تجارت کو وسعت دے دی تھی اور اُس کے منافع کو بہت زیادہ بڑھا دیا تھا۔ اور اب سارے یورپ مین مشرق کی چیزون کی مانگ پیدا ہو گئی تھی۔ جس سے اِس وسیع تجارت کے مسلسل باقی رہنے کی بھی اُمید پیدا ہو گئی تھی۔ لہٰذا اِن تمام مجاہد سردارون کی نظرین وینیس ہی کی طرف متوجہ ہو گئین۔ اور نوابان

نوابان فرانس کی سفارت وینیا مین

بگوا۔ فلانڈرس اور شامپین کے ایلچی لنٹ عـ کے پہلے ہی ہفتہ مین وینس پہونچے
اور وینس کے ڈاج (فرمان روا) ہنری ڈینڈالو سے ملے جس کی عمر نوّے
سال سے زیادہ تھی اور جس کی بینائی اگر بالکل نہین تو زیادہ تر قسطنطینیہ
والون کے مظالم کی نذر ہو گئی تھی۔ نواب شامپین کے ایلچی ویل ہارڈوئین
نے ڈاج کی طرف خطاب کر کے کہا "حضور ہم نوابان فرانس کی طرف سے
آئے ہین جنھون نے عہد کیا ہے کہ بیت المقدس کو فتح کر کے اُن توہینون
کا انتقام لے لین جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کی کی گئی تھین۔ جس
قسم کی مدد کی اُنھین ضرورت ہے وہ اور کسی سلطنت سے نہین
مل سکتی۔ لہٰذا وہ آپ سے استدعا کرتے ہین کہ صلیب مقدس
کے لیے حضرت مسیح کے روضۂ اقدس کے لیے ہمین جہاز اور وہ تمام
چیزین جن کی ہمین اپنی فوج کو سمندر کے اُس پار لے جانے کے لیے ضرورت
ہو مہیا فرما دیجیے"۔ ڈاج نے پوچھا "کن شرائط سے؟" ان لوگون نے جواب
دیا "جو شرطین آپ پیش کرین ہمین منظور ہین۔ بشرطیکہ اُن کا پورا کرنا
ہمارے احاطۂ امکان کے اندر ہو" یہ سب باتین سُن کے ڈاج نے کہا
"اچھا مین آٹھ دن کے بعد اِس کا جواب دون گا؟" اور آٹھ دن بعد
ایلچیون کو یہ جواب ملا کہ وہان پہونچانے کے لیے اگر فی گھوڑا چار مارک
(چاندی کا ایک سکہ) اور فی آدمی دو مارک نہین دیے جائین تو سلطنت
وینس ۴۵۰۰ نائٹون کے لیے مع اُن کے گھوڑون کے۔ اور ۹۰۰۰ اسکوائرون عـ
(نائٹون کے اسلحہ بردار) اور ۲۰۰۰۰ پیدلون کے واسطے جہاز مہیا کر دے سکتی
ہے۔ اور اسی رقم مین نو مہینے کی خوراک بھی اُن سب لوگون کے لیے فراہم

صلیبیون کے ارض فلسطین تک لے جانے کی بابت معاملات

عـ مسیحیون کے بعض فرقون مین ۴۰ دن تک روزے رکھے جاتے ہین۔ جن کا زمانہ
ایش وڈنسڈے سے شروع ہوتا اور ایسٹر سنڈے پر ختم ہوتا ہے۔ اِسی زمانۂ
صیام کو وہ لوگ لنٹ کہتے ہین۔

عـ اسکوائر نائٹون یا اُس عہد کے بانکون کے خاص قسم کے رفقا ہوا کرتے تھے جو اُن کے اسلحہ
لے کے چلا کرتے تھے۔

کردی جائے گی۔ یہ رقم کل پچاسی ہزار مارک ہوتی ہے۔ اِن جہازون کے سوا یہ جمہوری سلطنت خود اپنی طرف سے پچاس بادبانی جہاز اور ساتھ کر دے گی جو اس دینی مُہم مین تمھاری شرکت کرین گے۔ یہ شرطین غیر موجبہ نہ تھین۔ اور ایلچیون مین سے بعض تو واپس چلے گئے اور بعض نے مزید کمک و اعانت حاصل کرنے کی غرض سے جنوا اور پیسا کی راہ لی۔ جہان اُنھین کامیابی نہین ہوئی اور ویل ہارڈوئین نے شہر ٹرائے مین پہونچ کے دیکھا تو نواب شانپین ایک ایسے مہلک مرض مین مبتلا تھا جس سے بچنے کی اُمید نہ ہو سکتی تھی۔ اُس سے ملنے کی خوشی مین وہ نوجوان نواب اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر چڑھ گیا۔ لیکن یہ آخری سواری تھی۔ چند ہی روز بعد اُس نے وفات پائی۔ اور اُس کے بعد ہی نواب پیرس نے بھی دُنیا کو رخصت کیا۔

نواب شانپین اس صلیبی مُہم کا افسر اعلے ہونے والا تھا۔ اُس نے وفات پائی تو نواب برگنڈی سے درخواست کی گئی کہ سپہ سالاری کی باگ آپ اپنے ہاتھ مین لیجیے۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ آخر نار مانٹ فرٹ کے نواب مقدر بونی فیس نے یہ خدمت قبول کی۔ لیکن یہ صلیبی فوجین دراصل دوسرا سال شروع ہو جانے تک اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکین۔ اور اُن کی باہمی بے ربطی

سنہ ۱۲۰۲ء وینس والون سے جس رقم پر معاملت ہوئی تھی اُسکے ادا کرنے سے صلیبیون کا عاجز رہنا۔

اُن کے سرِ مزر رسان نتیجہ سے نمایان ہو رہی تھی۔ وینس نے شاید زیادہ رقم طلب کی ہو گو ایسا خیال کرنے کی کوئی وجہ نہین نظر آتی۔ لیکن چونکہ اس بات کا یقین تھا کہ سلطنت وینس کسی قسم کی کمی نہ منظور کرے گی لہذا صلیبیون کے لیے لازم ہو گیا تھا کہ یا تو مجموعی حیثیت سے وینس کی شرط کو پورا کرین یا سب کے سب اُس سے انکار کر دین۔ اپنی فوجون کے تقسیم کر دینے کا صرف یہ نتیجہ تھا کہ اُن لوگون پر زیادہ بار ڈال دیا جائے جو اب بھی وینس سے مدد لینے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن اِس بات کا قریب قریب یقین تھا کہ مجاہدین صلیب ان دونون صورتون مین وہی صورت اختیار کرین گے جو بدتر تھی۔ لہذا بعض لوگ تو خلیج بسکے اور آبنائے جبرالٹر سے ہو کر روانہ ہو گئے۔ کچھ مارسلیز سے جہاز پر سوار ہوئے جو باقی رہ گئے وہ اطالیہ کی جنوبی بندرگاہون پر پہونچے

اور بیچارا ویل ہارڈوئین اُن کی اِس نا اتفاقی پر افسوس کرنے کے لیے وینس ہی مین پڑا رہ گیا۔ ابتداءً تو یہ نظر آیا کہ جیسے اپنی اِس نا اتفاقی کی بدولت اُنھون نے اِس مہم ہی کا خاتمہ کر دیا۔

وینس کے جہازون کا بیڑا پورے انتظام کے ساتھ اور ساز و سامان سے آراستہ تیار تھا۔ لیکن ضرور تھا کہ اُس کا کرایہ یعنے پچاس ہزار مارک کی رقم پیشگی ادا کر دی جاے۔ نواب فلانڈرس اور نواب سنٹ پال اور تعلقدار مانٹ فرٹ اپنا کُل اسباب فروخت کر کے اور اپنی ساکھ سے پورا فائدہ اُٹھا کے یعنے قرض لے کے صرف اکاون ہزار مارک جمع کر سکے۔

یہ تجویز کہ شہر زارا پر حملہ کر کے اس باقی ماندہ رقم کا معاوضہ کیا جاے۔

ڈاج نے اِس مشکل کے آسان کرنے کا ایک ایسا طریقہ بتایا جس کے سُننے سے صلیبیون کو ابتداءً بہت حیرت ہوئی بلکہ بُرا معلوم ہوا۔ یہ لڑائی جس کی پوپ انوسنٹ نے تحریک اور کوشش کی تھی وہ خالص دینی لڑائی تھی جو سب دینون کے مقابلے مین تھی۔ اور اُس سرزمین کے بچانے کے واسطے تھی جو مسیحی دُنیا کی وراثت تھی۔ لیکن وینس کے ڈاج نے یہ تدبیر بتائی تھی کہ چونتیس ہزار مارک کی باقی ماندہ رقم کے معاوضہ مین یہ کام کیا جاے کہ شہر زارا جسے اُس کے بیان کے مطابق بادشاہ ہنگاریہ نے بے انصافی کر کے وینس کی قلمرو سے چھین کے زبردستی اپنے قبضہ مین کر لیا تھا ہنگاریہ والون سے فتح کر کے پھر سلطنت وینس کو دے دیا جاے۔ موسم گرما گزر گیا۔ اور ولادت عذرا (جناب مریم) کی عید سر پر آ پہونچی تھی کہ فرمان روا سے وینس ڈونڈالو نے سینٹ مرقس کے کنیسے مین شہ نشین پر کھڑے ہو کر کہا "مین مجاہدین صلیب کا ساتھ دینے کو تیار ہون۔ چاہے اِس مین مرون یا جیون"۔ اور یہ کہتے ہی صلیب کا ارغوانی معرکہ اپنی اونچی سوتی ٹوپی مین لگا لیا۔ یہ سمان دیکھتے ہی کُل حاضرین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور سب کے دلون مین جوش پیدا ہو گیا۔ اب معاملت کی جو جدید صورت قرار پائی وہ اتنی ناگوار نہ تھی جتنی کہ پہلی صورت تھی۔ جس کے مطابق اب باہم یہ معاہدہ ہوا کہ جس قدر مُلک فتح کرین اُس مین سے نصف دولت وینس کو دیا جاے۔

اِس زمانے مین ایک اور نیا شخص پیدا ہوا۔ تھوڑے زمانے سے
قسطنطنیہ کے قیصر کے محل مین بڑا قتل و قمع ہوتا رہا تھا۔ ایک شہنشاہ کے بعد
دوسرا شہنشاہ مارا جاتا تھا یا اندھا کر کے قید خانے مین ڈال دیا جاتا تھا۔ یہ
اندھا کر کے قید خانے مین ڈال دینے کا سلوک آئزک انجیلوس (اسحٰق انجیلوس) ۱۱۹۵ع شہنشاہ
کے ساتھ اُسے تخت و تاج سے محروم کرتے وقت اُس کے ظالم بھائی الکزیوس نے قسطنطنیہ کے
نے کیا تھا۔ چونکہ آئزک کی قید مین زیادہ روک ٹوک نہین کی گئی تھی لہٰذا اُس تخت سے
نے موقع پا کے اپنے طرفدارون سے خط و کتابت کی۔ اور اُس کا بیٹا جس کا نام اُتارے جانے
بھی الکزیوس تھا پائیسا کے ایک جہاز مین چھپ کے سوار ہوا۔ پہلے یہان سے کی بابت اسحٰق
انکونا پہونچا۔ اور پھر مملکت روم مین پہونچکر پوپ انوسنٹ کے سامنے گیا انجیلوس کی
اور اپنا دعوے پیش کیا۔ مگر وہان اُس کی سماعت نہ کی گئی۔ کیونکہ پوپ کو اپنی اِسی سفارت۔
غرض مین کہ مشرقی کلیسیا مغربی کلیسیا کے ماتحت بنا دیا جاے بہ نسبت اِن مدعیان
سلطنت یا تاج و تخت کے اصلی مستحقون کے اُس شخص سے زیادہ اُمید تھی جو
فی الحال تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ الکزیوس کے دعوے کی سماعت پوپ سے زیادہ
اُس کے بہنوئی فلپ نے کی جو سوابیا کا سردار تھا۔ اور اُس کے ایلچی وینس
کی سلطنت اور مغربی مسیحی دُنیا سے کمک طلب کرنے کی غرض سے وینس مین پہونچے

یہ بات غیر ممکن نہین ہے کہ اِن ایلچیون کی التجا سُننے کے وقت ڈنڈالو
(حاکم وینس) کے دل مین اُن فائدون کا خیال نہ آیا ہو جو اِس صلیبی جہاد کے
ضمن مین اُسے حاصل ہونے والے تھے۔ لیکن اِس وقت اُس نے صرف اہل وینس کا
اتنا ہی کیا کہ اُن کی تسلی و تشفی کی اور اُن کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ اِس وقت استقلال کے
اہل وینس فتح زارا کی دُھن مین تھے۔ اور اِسی مہم کے خیال پر جمے ہوئے تھے۔ ساتھ شہر زارا
اگرچہ مقتداے دین مارٹن نے اپنے ساتھیون کے ساتھ کوہسارِ الپس پر فوج کشی کرنے
کے اِس پار اُتر کے اِن لوگون کو بہت سمجھایا کہ بادشاہ ہنگاریہ کی سلطنت پر کا اصرار۔
حملہ نہ کرنا چاہیے۔ اِس لیے کہ خود اُس نے بھی صلیب کا نشان اختیار کر لیا
ہے۔ لیکن اُس کا کہنا سُننا بالکل بے سود ہوا۔ اُس کو جواب دیا گیا کہ اِس
ارادے سے ہم جب ہی باز رہین گے جب ہمین چونتیس ہزار مارک کی

رقم دی جائے۔ انوسنٹ نے پیٹر آف کیپوا کو بھیجا کہ وہ اہل وینس کو سمجھائے کہ مجاہدین صلیب درکنار خود اپنی مُلکی فوج کی جمعیت سے بھی وہ زارا پر حملہ نہ کرین اور مجاہدین صلیب کو خود اپنے ساتھ لے کر وہ ارض فلسطین کی راہ لے۔ لیکن اُس کا آنا بھی فضول ہوا۔ اِس لیے کہ اُس سے کہا گیا کہ جہازون کا بیڑا موجود ہے آپ شوق سے لے جائیے۔ لیکن اِس کے سوا آپ کے اور کسی حکم کی تعمیل نہین کی جا سکتی۔ پیٹر اِس جواب سے ناراض ہو کے روم کو واپس چلا آیا۔ مگر اِن جھگڑون کا یہ اثر ضرور ظاہر ہوا کہ بعض لوگون نے اِس صلیبی مہم مین شریک ہونے کا ارادہ فسخ کر دیا۔ چنانچہ مارکولیس آف مانٹ فرٹ نے بھی عذر کیا کہ مجھے چند ایسی شدید ضرورتین پیش ہین کہ فی الحال اِس صلیبی فوج کی سپہ سالاری نہین کر سکتا۔

زارا کا محاصرہ اور اُس کا مفتوح ہونا

بہر حال اہل وینس نے صلیبیون کے ایک حصۂ فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور جہازون پر سوار ہو کے بڑی شان و شوکت کے ساتھ زارا کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل زارا کو اِس فوج کی صورت دیکھتے ہی مایوسی ہو گئی اور کہلا بھیجا کہ آپ جن شرطون پر کہین ہم اطاعت کرنے کو موجود ہین۔ ڈاج نے جواب دیا کہ مین اپنے اُمرا اور رئیسون سے مشورہ کر کے جواب دون گا۔ لیکن وہ تو اُدھر مشورے مین مشغول تھا اِدھر سیمون (شمعون) مانٹ فورٹ نے جو ان ہم مذہب عیسائیون کے مقابلے مین ایک دوسرے صلیبی جہاد کا سرغنا ہونے والا تھا زارا والون کو اُن کی بزدلی پر لعنت ملامت کی۔ اور اُنھین یقین دلایا کہ تمھارے شہر کو فتح کرنا صلیبی جہاد کا کوئی جزو نہین ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاج نے اپنی کونسل سے واپس آ کے جب زارا کے ایلچیون کو اپنے خیمے مین طلب کیا تو اُن کا کہین پتہ نہ تھا۔ وہ فوراً شہر مین واپس چلے گئے تھے۔ اِس کے ساتھ ہی شہر کی دیوارون پر مقابلے کے لیے مورچہ بندی ہو گئی۔ اِدھر محاصرہ کرنے والے لشکر کو وُوسیرنے کے پادری گائڈو نے ہوشیار کر دیا کہ تم لوگ صلیب کے سپاہی ہو۔ اور قسم کھا چکے ہو کہ اپنے ہم مذہب مسیحیون کے مقابلے مین ہتھیار نہ اُٹھاؤ گے۔ یہ سُنتے ہی لوئیڈالو نے نہایت ہی غضب ناک ہو کے کہا رئیسون اور تعلقدارون نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اُسے پورا

کرنا چاہیے۔ اِس موقع پر شائد چند ہی لوگ تھے جن کو اُس کی مخالفت کرنے کی
جرأت ہوئی۔ اور بعض ہی ایسے بھی تھے جن کے دل مین اُس کی مخالفت کا
شوق تھا۔ خلاصہ یہ کہ پانچ روز تک زارا کا محاصرہ رہا۔ اور چھٹے دن زارا
فتح ہو گیا۔ شہر پر ڈاج نے قبضہ کر لیا مگر مال غنیمت صرف اپنے دوستون ہی ۱۵۔ نومبر سنہ ۱۲۰۲ع
مین تقسیم کیا۔

زارا کے فتح ہو جانے سے لوگون کے دلون مین ایسی آرزوئین پیدا ہو گئین
جو پوری ہونے والی نہ تھین۔ صلیبیون نے چاہا کہ فوراً ارض مقدس کے لیے
لنگر اُٹھا دین۔ مگر ڈاج اِس منصوبے پر جما ہوا تھا کہ اپنے فتح کیے شہر کی ایسی
حفاظت کر دے کہ شاہ ہنگری کی طرف سے کسی حملہ کا اندیشہ نہ رہے موسم
سرما سر پر چلا آتا تھا۔ مغربی ایشیا کے مُلک ایک سخت قحط مین مبتلا تھے۔ اور ایسے
زمانے مین بحری سفر اختیار کرنے مین فاقون مین مبتلا ہو جانے کا خوف تھا
اِن حالات کا لحاظ کرتے ہی مُناسب معلوم ہوتا تھا کہ جاڑون کا موسم زارا ہی مین
بسر کیا جائے۔ مگر یہ راے جب سب کے سامنے پیش کی گئی تو نہایت سختی سے
اختلاف کیا گیا۔ اور بغیر خون خرابا ہوئے تصفیہ نہ ہو سکا۔ اِن دنون مارکوئیس
آف مانٹ فرٹ کے آجانے اور سپہ سالاری کی باگ اپنے ہاتھ مین لے لینے
سے اُمیدین تازہ ہو گئین۔ مگر چاہیے جو کچھ ہو اِس صلیبی جہاد کی قسمت مین یہی ۔ دسمبر سنہ ۱۲۰۲ع
تھا کہ دوبارہ اپنی اصلی غرض سے روکا جائے۔ قسطنطنیہ کے الکزیوس
اور سوابین فلپ کے پاس سے ایلچی آپہونچے جنھون نے زور دیا کہ اِس
صلیبی مہم سے آپ لوگون کی جو غرض ہے وہ مسلمانون کے ہاتھ سے ارض
فلسطین چھیننے کی فضول کوشش کے عوض اِس طرح بدرجہ اولےٰ حاصل
ہو سکتی ہے کہ الکزیوس پھر قسطنطنیہ کے تخت پر بٹھا دیا جائے۔ اِن ایلچیون
کی طرف سے یہ بحث پیش ہوئی کہ مجاہدین صلیب نے قسم کھائی ہے کہ ہر طرح
سے خدا۔ سچائی۔ اور عدالت کے کام کو ترقی دین گے۔ اور اِن عہدون
کے پورا کرنے کا اِس سے بہتر کوئی طریقہ نہین ہو سکتا کہ وہ حقدار بادشاہ
جس کے تاج و تخت کو ایک غاصب نے چھین لیا ہے پھر اپنے تخت پر

یہ تجویز کہ صلیبی لڑائی ابھی ملتوی رکھی جائے اور الکزیوس پھر قسطنطنیہ کا شاہنشاہ بنایا جائے۔

بٹھا دیا جائے۔ اِس مین آپ اپنا فرض بھی ادا کرین گے اور فائدہ بھی مستصور ہے۔ الکزیوس کا تخت پر بیٹھتے ہی پہلا یہ کام ہوگا کہ مشرقی کلیسیا کو کلیسیائے روم کے تابع کردے۔ اور دوسرا کام یہ ہوگا کہ حتے الامکان صلیبیون کو اُس مقصد کے حاصل کرنے مین مدد دے جو اُنھین مدنظر ہے۔ الکزیوس صرف اتنا ہی نہ کرے گا کہ ساری صلیبی فوج کے لیے رسد فراہم کردے اور نقد چار لاکھ مارک پیش کرے بلکہ یا تو وہ خود آپ کے ساتھ جہاد مین شریک ہوگا۔ یا اپنی طرف سے دس ہزار فوج آپ کے ہمراہ کرے گا جس کے تمام مصارف کا وہ خود متکفل رہے گا۔

اِس بات کا ارادہ کہ الکزیوس کے مجوزہ شرائط منظور کر لیے جائین۔

ڈوسیر نے یہ مشورہ سُنتے ہی برافروختہ ہوگیا۔ اور بولا "مجاہدین صلیب نے صرف اہل اسلام سے لڑنے کا عہد کیا ہے۔ لہٰذا وہ تو ارض شام ہی کو جائین گے" لیکن اگرچہ اُس کے طرفدارون نے اِس خیال مین اُس کی تائید کی مگر اُس کا کسی سے کچھ جواب نہ بن پڑا کہ ارض شام مین یون جا کے وہ کیا بنا لین گے؟ اس لیے کہ ارض فلسطین اگر فتح ہوسکتی ہے تو یا تو قسطنطنیہ کے ذریعہ سے فتح ہوسکتی ہے یا مصر کے ذریعہ سے۔ اگرچہ اِس بارے مین بہت کچھ اختلاف ہوتا رہا اور لوگ اُلجھتے رہے مگر مارکوئیس آف مانٹ فرٹ اور نواب آف فلانڈرس نے الکزیوس کے ساتھ معاہدہ کر ہی لیا۔ اور طے پا گیا کہ یہ صلیبی فوج اب کدھر کا رُخ کرے۔ اِس فوج کی تعداد جاڑے کے موسم مین ہفتہ بہ ہفتہ کم ہوتی گئی۔ پوپ کے فتوے کا سب کو خوف لگا ہوا تھا۔ اور اُمرا نے مصمم ارادہ کیا کہ پوپ انوسنٹ کی خدمت مین اپنے ایلچی بھیج کر اُسے اِس بات کا یقین دلا دین کہ صلیبیون کا شہر زارا پر حملہ کرنا جس پر آپ کی طرح ہمین بھی افسوس ہے اُن بیوفا نائٹون کا قصور ہے جو صلیبیون کو ایسی حالت مین چھوڑ کے کہ وہ اُس رقم کو کسی طرح ادا نہ کرسکتے تھے جو اہل وینس کی طرف سے ہم سب صلیبی سپاہیون پر واجب الادا تھی دیگر بندرگاہون سے روانہ ہوگئے۔ الکزیوس سے جو نیا معاہدہ ہوا تھا اُس کا تذکرہ کرنا اُنھون نے خلاف مصلحت خیال کیا۔ انوسنٹ نے اپنے فتوے کو اگرچہ کیپوا کے پٹر کے واپس آنے پر

فتوے کے ملتوی رکھنے کی بابت پوپ سے مراسلت

ملتوی رکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات پر بھی اصرار کیا کہ اُن اُمرا کو اپنے
اس گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ اور اہل وینس کے بارے مین تو اُس نے
اس سے بھی زیادہ سختی کی۔ اِمفین ایلچیون کو مجبوراً اُس کا ایک خط اہل وینس کے
نام لانا پڑا جس مین یہ فتوے دیا گیا تھا کہ وہ لوگ ہماری جماعت سے خارج
کیے گئے۔ یہ فتوے نواب بونی فیس کے ہاتھ مین آیا جس نے بجاے اعلان
کرنے کے اُسے دبا رکھا۔ اور پوپ انوسنٹ کو لکھا کہ اُمراے صلیبی آپ کے
تابع فرمان ہین اور اہل وینس زارا کی مہم کے بابت عنقریب آپ سے
معافی کی التجا کرنے والے ہین۔ مگر جس معافی مانگنے کی خبر دی گئی تھی اُس
مانگے جانے کی نوبت نہ آئی۔ اور پوپ انوسنٹ نے اپنا مذہبی فرمان دوبارہ
جاری کیا۔ اور کہلا بھیجا کہ اُس کا فتوے خاص ڈاج کے ہاتھ مین دیدیا جائے
لیکن اگر ایسا کیا بھی گیا تو اُس کا کچھ نتیجہ نہین ہوا۔ اور انوسنٹ چونک پڑا۔
اور سخت غضب ناک ہوا جب اُس نے سُنا کہ زارا کے فتح کرنے والے اب
ایک اُس سے بھی بڑا گناہ کرنے کی تیاریان کر رہے ہین۔ ان لوگون کی تجویز
سے اُس نے کلیتہً ناراضی ظاہر کی۔ اور کہا ممکن ہے کہ شہنشاہ قسطنطنیہ
اپنے بھائی کے اندھا کرنے اور اُسے تخت سے اُتارنے کا گنا ہگار ہو۔
لیکن اُس کی سلطنت مقدس دربار پاپائی کے زیر حمایت ہے۔ صلیبیون
کا نہ یہ فرض ہے اور نہ یہ اُن کا عہد ہے کہ بادشاہ الکزیوس کو جو نقصانات
پہونچے ہین اُن کا انتقام لین۔ بلکہ اُن کا اہم اور سب سے مقدم فرض
یہ ہے کہ اُس بدسلوکی کا عوض لین جو اُن کے نجات دلانے والے کے
ساتھ کی گئی جس کی صلیب کا معرکہ وہ اپنے بازوٗن پر لگائے ہوئے ہین۔
اتنا ہی نہین بلکہ شہنشاہ قسطنطنیہ نے پوپ کی خاص درخواست پر اس
بات کا وعدہ کیا ہے کہ صلیبیون کے واسطے رسد فراہم کر دے گا۔ اُس کے
اس وعدہ پر اعتبار کرنا چاہیے۔ ہان اگر وہ اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو
مجاہدین صلیب کو اختیار ہو گا کہ اُس سے جس چیز کے طالب ہون اُسے
بہ جبر وصول کر لین۔ اور یہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اُس کی قیمت فوراً ادا کر دین

یا ادائی کا اُس سے وعدہ کرین۔

ایسٹر (زمانہ صیام مسیحی) سنہ ۱۲۰۳ء انوسنٹ کی اِس مہم کی مزاحمت کے لیے ناکام کوششین

ڈینڈلو نہ تو پوپ کی اِن دلیلون کو سُن کے اپنا ارادہ فسخ کرنے پر آمادہ تھا اور نہ اُس کی دھمکیون سے ڈر کے۔ روانگی کا دن آ پہونچا تھا اور شمعون مانٹ فورٹ جو تعصب کی تاریک خیالی مین پڑا ہوا تھا بادشاہ ہنگیری کے ساتھ شریک ہونے کے لیے جھٹ پٹ روانہ ہوگیا۔ اِس لیے کہ وہ کلیسیا کا بہت ہی وفادار دوست تھا۔ دیگر سرداران عساکر صلیبی وینس کے جہازون کے بیڑے مین سوار ہوئے لیکن اُن کے دل مین اتنی اُمید ضرور تھی کہ جب ہمین اپنی اِس مہم مین کامیابی حاصل ہو جائے گی تو پوپ کے برتاؤ اور طرز کلام مین ایک نمایان فرق یقیناً پیدا ہو جائے گا۔ اِس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ پوپ انوسنٹ کو موجودہ شہنشاہ قسطنطنیہ سے ملے رہنے کی چاہے کیسی ہی آرزو ہو مگر اُس کی دوستی سے زیادہ اُسے اِس بات کی تمنا تھی کہ مشرقی کلیسیا پھر کلیسیاے روم کا ماتحت اور تابع فرمان ہو جائے۔ لہذا سب کو خیال تھا کہ یہ مطلب تو الکزیوس کی تخت نشینی کے بعد حاصل ہو ہی جائے گا جس کے بعد صلیبی مجاہد پوپ سے برکت حاصل کر کے نہین بلکہ وہ تبرکات بھی لیکر جو قسطنطنیہ کے کنیسون مین جمع ہین اور فتح کے بعد اُن کے ہاتھ لگین گے ارض مقدس کی طرف روانہ ہو جائین (مگر یہ بات ابھی اُن کے خواب وخیال مین بھی نہ تھی کہ قسطنطنیہ مین ایک لاطینی سلطنت قائم کی جائے گی)۔

سنہ ۱۲۰۳ء بیڑے کا قسطنطنیہ پہونچنا

موسم گرما مین یعنے اُن دنون جب کہ آفتاب بُرج جدی مین پہونچتا ہے وینس کے جہاز پروپانٹس مین لنگر انداز ہوئے۔ جو قسطنطنیہ سے مغرب کی طرف ۹ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ چند روز بعد صلیبیون کی یہ فوج سقوطری مین پہونچی جہان اِن لوگون کے پاس موجودہ شہنشاہ الکزیوس کی طرف سے یہ پیام آیا کہ مین ایشیاے کوچک سے گزرنے مین تمھین مدد دیتا رہون گا بشرطیکہ تمھارے آبناے باسفورس مین قیام پذیر ہونے کے زمانے مین تمھارے ہاتھ سے میری رعایا کو کوئی نقصان نہ پہونچے۔ اِس کا جواب

اُس غاصب سلطنت کے پاس یہ بھیجا گیا کہ تم تخت سلطنت سے اُتر پڑو۔ اور ظاہر کردو کہ ہمارے اِس حکم کی تعمیل مین تمھین کوئی عذر نہین ہے۔ اگر ایسا ہوا تو تمھارے بھتیجے یعنے اِس سلطنت کے اصلی وارث تاج و تخت سے تمھاری خطا معاف کرا دی جائے گی۔

مذکورہ شاہزادے کو ہمراہ لیے ہوئے اہل وینس شہر قسطنطنیہ کی دیوارون کے سامنے آئے اور اِس بات کا اعلان کیا کہ اِسے اپنا بادشاہ تسلیم کرو۔ اِس کے جواب مین چونکہ بالکل سکوت کیا گیا یا بلکہ اُلٹے تیرون کی بوچھار کی گئی لہذا اب سوا جنگ و پیکار کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اِس کے نتیجہ مین جو جنگ ہوئی اُس مین چند ہی ایسی باتین ہو سکتی ہین جن مین ناظرین کو کچھ دلچسپی حاصل ہو۔ معرکہ آرائیون کے اعتبار سے اِس لڑائی کی کوئی وقعت نہین ہے۔ مشہور ہے کہ شہنشاہ کے پاس صرف بیس جہاز تھے اور وہ بھی بیکار۔ کیونکہ اُس کی ملکہ کے بھائی نے جو امیر البحر تھا اُن سب کے لنگر اور بادبان وغیرہ سب فروخت کر ڈالے تھے۔ فوج جتنی تھی محض نمایشی تھی جس مین سپہ گری کے اوصاف مین سے ایک بات بھی نہین نظر آتی تھی۔ قسطنطنیہ کی بندرگاہ اور قصبۂ غلاطہ پر بہت ہی جلد حملہ کرنے والون کا قبضہ ہو گیا۔ اور شہر کا محاصرہ شروع ہو گیا۔ اِس کے برجون مین سے ایک برج پر سب سے پہلا جھنڈا جن لوگون نے چڑھ کے نصب کر دیا وہ ڈینڈالو حاکم وینس کے لوگ تھے۔ اور خود ڈینڈالو نے گرد کے مکانون مین آگ لگا کے شہنشاہی فوج کو وہان تک پہنچنے سے روک دیا۔ اور اپنی فوج کے لیے مورچہ بندی کا پورا موقع حاصل کر لیا۔ اب لاطینیون اور یونانیون کا مقابلہ ہوا۔ قسطنطنیہ کی فوج کی صفین آراستہ تھین اور سب لڑنے پر تُلے ہوئے تھے کہ الکزیوس نے واپسی کا حکم جاری کر کے گویا خود ہی شکست قبول کر لی۔ اور اُسی رات کو وہ شہر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اسحٰق انجیلوس جو اندھا کر دیا گیا تھا قیدخانے سے نکالا گیا اور تاج شاہی اُس کے سر پر رکھا گیا۔ لیکن ساتھ ہی اُس کا بیٹا الکزیوس بھی اُس کے برابر تخت پر بٹھایا گیا۔

غاصب الکزیوس کا بھاگ کھڑا ہونا

اب صلیبی لوگ اپنا ممالک یورپ کے اندر کا کام بظاہر ختم کر چکے تھے۔

مجاہدین صلیب مجبور ہین کہ موسم سرما قسطنطنیہ مین بسر کرین۔

اُن کے ایلچی مصر مین پہونچے اور سلطان مصر کو پیام دیا کہ ارض مقدس ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ ہم آتے ہی سخت انتقام لین گے۔ اہل پائیسا نے جنھون نے غاصب الکزیوس کی مدد کی تھی اہل وینس سے دوستی پیدا کر لی۔ اب مجاہدین صلیب مین سے فرانسیسی اُمرا نے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کی بابت پوپ سے معافی کی درخواست کی جس کے جواب مین انوسنٹ نے یہ لکھا کہ یہ اِس بات پر منحصر ہے کہ الکزیوس نے جن باتون کا وعدہ کیا ہے اُنھین پورا کرے۔ اُس شاہزادے یعنی الکزیوس نے جس رقم کے دینے کی بابت قسم کھائی تھی اُس کا ایک حصہ صلیبیون کو دے کے کہا آپ لوگ خود ہی جانتے ہین کہ ہنوز رعایا چونکہ موافق نہین ہوئی ہے لہذا ابھی آپ کے یہان ٹھہرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اِس لیے التجا ہے کہ آپ سب لوگ موسم سرما خاص قسطنطنیہ مین یا اُس کے قرب و جوار ہی مین بسر کرین۔ اِس کے ساتھ یہ بھی سمجھایا کہ جاڑون کے موسم مین بحری سفر کرنے کا خیال کرنا بھی حماقت ہے۔ اور اگر آپ لوگ چلے بھی گئے تو موسم بہار کے شروع ہونے تک آپ تُرکون کا کچھ نہ بگاڑ سکین گے۔ اِن وجوہ سے مین حتے الامکان موسم بہار مین آپ کی کامیابی کے لیے کوشش کرون گا۔

شمالی زائرین نے اِس رائے پر ناراضی ظاہر کی لیکن اِس کا اصلی تصفیہ ڈینڈالو کے ہاتھ مین تھا اور ڈینڈالو نے صاف کہدیا کہ ہمارے جہاز اِس موسم مین سفر کی بے فائدہ زحمت نہین اُٹھا سکتے۔ غرض فوج جہان تھی وہین پڑی رہی اور نئی نئی مصیبتین شدت سے اور جلد جلد پیش آتی گئین۔ مذہبی مخالفت بڑھتے بڑھتے باہمی قتل و خونریزی کے درجے کو پہونچ گئی۔ ایک ایسا اتفاق پیش آیا کہ آٹھ دن تک شہر کے گلی کوچون اور مکانون مین آگ لگی رہی۔ اِن نقصانات سے رعایا مین جو برہمی پیدا ہوئی تھی وہ اُس وقت اور بڑھ گئی جب

مورزوفل کی کوشش کہ الکزیوس کو صلیبیون سے توڑ کے الگ کر دے

الکزیوس نے صلیبیون کی نذر کرنے کے لیے لوگون سے روپیہ مانگا۔ اور جب اُس کے افسرون نے گرجون کے کلسون پر کا سونا اور گرجون کے اندر کا نقرئی اسباب لے لیا تب تو رعایا آپے ہی سے باہر ہو گئی۔ لوگون کی برہمی الکزیوس ڈیوکاس نام ایک شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی جو اپنی کالی اَو

جھنڈا ولی بھوؤن کی وجہ سے مُورزُوفل کے لقب سے مشہور تھا۔ اِس نے جوش و خروش کو ایسی فصاحت و بلاغت سے ظاہر کیا کہ خود نوعمر شہنشاہ الکزیوس کے دل پر اُس کا نہایت اثر پڑا۔ اور ایسا اثر ہوا کہ وہ اُن شرائط کے پورا کرنے مین تساہلی اور غفلت کرنے لگا۔ جن کی تعمیل کا اُس نے اپنے مددگارون یعنی مجاہدین صلیب سے وعدہ کیا تھا۔ مگر صلیبیون نے بھی اُس سے صاف صاف کہدیا کہ اپنا عہد پورا کرو اور اگر ایسا نہین کرتے تو لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

الکزیوس کا تخت سے اُتارا جانا اور قتل ہونا۔

جس روز صلیبیون نے الکزیوس کو یہ پیام بھیجا ہے اُسی رات کو اُس نے اپنے آتش بار جہازون کی ایک ٹکڑی اہل وینس کے جہازون کے بیڑے کے مقابلے مین بھیجدی۔ یہ بہت ہی خطرناک کارروائی تھی۔ لیکن وینس کے جہازران جیسے بہادر تھے ویسے ہی اپنے فن مین ہوشیار بھی تھے۔ اُنھون نے اپنے جہازون کو ہٹا کے ذرا سی جگہ خالی دیا کہ وہ آگ لگانے والے جان ستان جہاز سیدھے سمندر کی طرف نکلے چلے گئے۔ اور اُنھین نقصان پہونچا تو صرف پائیسا کے کسی سوداگر کے جہاز کو جس مین آگ لگ گئی اور بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔ یہ الکزیوس کی آخری حرکت تھی جس کے بعد ہی بلوہ ہو گیا۔ اور وہ تخت سے اُتار دیا گیا۔ اور دو ایک شہنشاہون کے تخت پر بٹھائے اور اُتارے جانے کے بعد مُورزوفل تخت و تاج پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اُس نے تخت پر بیٹھتے ہی مجاہدین صلیب سے لڑنے کا قصد کیا۔ لیکن لڑائی کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے محض آزمانے کے لیے اِس نئے قیصر نے ڈینڈالو سے خط و کتابت کی کہ دیکھون اِس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ بسمرڈاج نے اُس کے پیام کے جواب مین یہ کہلا بھیجا کہ "مین ایک غاصب شخص سے معاملت کرنا نہین چاہتا اگر تم واقعی صلح کے خواہان ہو تو اپنے مالک الکزیوس کو پھر تخت پر بٹھا دو"۔ مُورزوفل نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ڈوینڈالو کو پھر یہ سوال پیش کرنے کا موقع نہ باقی رہے۔ چنانچہ اسی رات کو قید خانے کے اندر الکزیوس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

مجاہدین صلیب کو اپنے اِس پُرانے دوست کے مار ڈالے

جانے پر بہت افسوس ہوا۔ اور اُن کے صدمے نے اُنھیں اِس بات پر مستقل کر دیا کہ بُرائی کو جڑ ہی سے کھود کے پھینک دیں اور مشرقی قیاصرہ کے تخت پر کسی لاطینی شہنشاہ کو بٹھا دیں۔ اِس بات پر آپس میں معاہدہ ہو گیا اور طے ہو گیا کہ شہر میں جو مال غنیمت ملے اُسے اہل فرانس اور اہل وینس برابر تقسیم کر لیں۔ اور بارہ آدمیوں کی ایک کمیٹی قرار دی جائے جن میں سے نصف اہل فرانس اور نصف اہل وینس ہوں۔ یہی کمیٹی نئے شہنشاہ کو منتخب کرے اُس شہنشاہ کو شہر کا چوتھائی حصہ مع قصر ہاے بلاشیرنائی اور بوکولیون کے دے دیا جائے باقی شہر دونوں متحدہ سلطنتوں میں بنٹ جائے سلطنت وینس جو اب تک سلطنت یونان کی ماتحت تھی مطلقاً آزاد و خود سر کر دی جائے۔ اور اُسی طرح لاطینی شہنشاہ کی اطاعت سے بھی آزاد رہے۔ اور قسطنطنیہ کا لاطینی مقتداے اعظم اُس قوم میں سے منتخب کیا جائے جس قوم سے منتخب شدہ شہنشاہ کو کوئی علاقہ نہ ہو۔

قسطنطنیہ کا یہ دوسرا محاصرہ بھی اُسی طرح دلچسپی سے خالی ہے جیسا پہلا محاصرہ تھا۔ پہلے دن تو یونانیوں کو کامیابی ہوئی مگر اِس کے بعد سلسلہ وار ایسی ابتریاں پڑتی گئیں کہ چوتھے دن لاطینیوں کو شہر کے پھاٹکوں کے اندر گھس پڑنے کا موقع مل گیا۔ مُورزوفل اپنے محل کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہا تیسری مرتبہ پھر آگ لگی جس نے شہر کو بالکل مسمار کر دیا۔ فتح کرنے والوں کو صبح کے وقت خبر ہوئی کہ غاصب بادشاہ بہت سے اہل شہر کو ساتھ لے کے بھاگ گیا۔ لاطینیوں کو پوری فتح حاصل ہوئی۔ صرف قسطنطنیہ کے پادری مقابلہ کرتے رہے۔ لیکن جب فاتحوں نے تھیوڈورلیس کارلیس کو اہل شہر کے سامنے پیش کیا کہ اِسے اپنا شہنشاہ بناؤ۔ اور اِس کے جواب میں اہل شہر کی طرف سے سکوت ظاہر ہوا تو معلوم ہو گیا کہ اُن کی کوشش بیکار ہے۔ یہ دیکھ کر کہ اب اور کچھ نہیں ہو سکتا اور جب پادری کماٹیروس کو لاطینیوں کی فتح کے بعد اُن کے وحشیانہ اور خلاف انسانیت افعال کے دیکھنے کی تاب نہ رہی تو وہ بھاگ گیا۔ تینوں مغربی بشپوں نے صلیبیوں کو

یہ تجویز کہ قسطنطنیہ کا حکمران کوئی لاطینی خاندان قرار دیا جائے۔

اپریل ۱۲۰۴ء قسطنطنیہ کا محاصرہ اور فتح ہونا۔

صلیبیون کی سزا دینے والی بد اعتدالیان

اِس بات کی سخت تاکید کر دی تھی کہ وہان کے گرجون - پادریون - راہبون اور ننون کی عزت کا بہت کچھ لحاظ کرتے رہنا - لیکن اُن کی یہ نصیحت بالکل بے نتیجہ ہوئی فتح کے نشہ نے حملہ آورون کو سب باتین بھلا دین - اور یہ حامیان صلیب سر سے پاؤن تک زناکاری اور بدکاری مین مبتلا ہو گئے - ایک بدکار عورت نے بے شرمی کا جامہ پہن کے اور اُس حالت مین جبکہ شراب کے نشے مین چور تھی کنیسۂ سینٹ صوفیہ اور جسٹینین قیصر کی اُس عالی شان متبرک عمارت کے اندر مقتدایان دین کے ممبر پہ کھڑے ہو کے ایک فحش گیت گایا بدمستی کی حالت مین وہ ساری شراب بھی پی گئی جو قربان گاہ کے ظروف مین بھری ہوئی تھی - نذر و قربانی کی اُس میز کے انجر پنجر ڈھیلے کر ڈالے گئے جو بے مثل صناعی کا اعلےٰ نمونہ اور بیش بہا ہونے مین مشہور تھی - خوب صورت پلیٹ یعنے وہ چبوترہ جس پر پادری کھڑا ہو کے نماز پڑھایا کرتا ہے اور اُس کا تمام نقرئی اسباب تاوہ غارت کر ڈالا گیا - گرجون کے متبرک خزانون کا لٹا ہوا مال لاد کے لے جانے کے لیے گھوڑے اور خچر خاص گرجون کے اندر لائے گئے اور زیادہ بوجھ کے لادے جانے سے اگر وہ گر پڑے تو کنیسون کے اندر ہی اُنھین اتنے کوڑے اور ٹھوکے مارے گئے کہ گرجون کی زمین پر اُن کے خون کا سیلاب بہ گیا - جاہل اور وحشی لوگ تو اِن فروری کامون مین مشغول تھے مگر جو لوگ زیادہ متقی اور پرہیزگار تھے وہ اپنے مذاق کے موافق گرجون مین سے پُرانے تبرکات - بزرگون کی معجزنما ہڈیان اور اُن کے دانت نکال نکال کر اس غرض سے جمع کر رہے تھے کہ اُنھین لے جا کے اُن بڑے بڑے شہرون کے گرجون مین رکھین جو نہر ہاے رائن - لوار - اور سین کے کنارے آباد تھے - پوپ کہتا ہے "یونانی کلیسا کیونکر ہمارے کلیسا کے ساتھ اتفاق کر سکتا ہے - اور لوگ کیونکر شاگردان مسیح کے رومی دین کی عزت کر سکتے ہین جبکہ لاطینیون کے ہاتھ سے ایسے ایسے وحشیانہ حرکات اور ایسی ایسی بدکاریان سرزد ہوتے دیکھ چکے ہین - جو ایسی چیزین ہین کہ اُن کی بنا پر لوگ اگر اُنھین کتّے سے بھی بدتر خیال کرین تو بھی کچھ بیجا نہین ہے" یہ خیال بہت صحیح ظاہر کیا گیا ہے - اور ہمین یقین ہے کہ پوپ انوسنٹ نے کلیسائے یونان کی طرفداری

مین کوئی ایسی تصویر نہ کھینچی ہوگی جس مین اصل سے زیادہ رنگ دے کے مبالغہ کی شان دکھائی ہو۔ اور نیز یہ کہ جن لوگون نے اُسے اِن واقعات کی خبر پہونچائی اُنھون نے اپنی پوشیدہ سیاہ کاریون کو بالکل آشکارا نہ کر دیا ہوگا جن کا اُن کے سامنے مُنہ سے نکالنا داخل معصیت تھا۔

بالڈون نواب فلانڈرس کا شہنشاہ مشرق منتخب ہونا۔

اب اِن فاتحون کا پہلا کام یہ تھا کہ کسی کو اپنا سردار منتخب کرین اور مال غنیمت کو آپس مین بانٹین۔ خاص قصر شاہی کے کنیسے مین بارہ آدمیون کی ایک کمیٹی نے اجلاس کیا اور روح القدس سے مدد مانگی گئی۔ کمیٹی کے ارکان مین سے جو چھ رُکن فرانسیسی تھے وہ سب مقتدایان دین تھے۔ یعنے لوسنز کا ایبٹ (مقتدا) ٹرائس۔ سُواسون۔ ہالبرسٹاٹ۔ اور بیت اللحم کے بشپ (اُسقف) اور وہ پادری جو شہر عکّہ کا بشپ منتخب ہوا تھا۔ اُنھون نے پہلے تو ڈینڈالو کو منتخب کیا۔ اُس کی عقلمندی۔ اُس کی مستعدی۔ اور اُس کی نہ لغزش کھانے والی جُرأت ثابت کر رہی تھی کہ اِس شہنشاہی کی باگ ہاتھ مین لینے کے لیے وہی سب سے زیادہ موزون ہے جس کے حاصل کرنے مین اُس نے سب سے زیادہ کارنمایان دکھایا تھا۔ لیکن اِس ضعیف العمر شخص نے اِس خدمت کی بہت کم پروا کی اور اہل وینس بھی شہنشاہی قوت اور حاکم وینس ڈُواج کی قوت کے ایک ہی ذات مین جمع ہو جانے کو اپنی تاجرانہ جمہوری سلطنت کے حق مین بُرا خیال کرتے تھے۔ اب صرف دو اور ایسے شخص باقی رہ گئے جو اِس خدمت کے اہل سمجھے جا سکتے تھے۔ مارکوئیس آف مانٹ فرٹ جو کوہ آلپس کے دامن کی ایک چھوٹی سی قلمرو کا حاکم تھا وہ ایک ایسا شخص تھا جس سے اہل وینس کو پرخاش نہین ہو سکتا تھا اور جوانی عمر اور اپنے چال وچلن کے لحاظ سے بھی اِس قابل تھا کہ اِس جگہ سے وہی ممتاز کیا جائے۔ لیکن اُس کے حریف نواب فلانڈرس بالڈون کا عین عالم شباب تھا۔ جس کی عمر ہنوز بتیس[۳۲] ہی سال کی تھی۔ وہ چارلس اعظم (شارلمین) کے خاندان سے تھا۔ فرانس کے بادشاہ کا رشتہ سے بھائی ہوتا تھا۔ ایک زرخیز ملک کا فرمان روا اور ایک بہت بڑی فوج کا سردار تھا۔ لہٰذا منتخب کرنے والون نے متفق اللفظ ہوکر اُسی کو منتخب کیا۔

اور تمام سرداروں مین جو باہر منتظر کھڑے تھے اعلان کر دیا گیا کہ نواب فلانڈرس سلطنت مشرق کا قیصر قرار دیا گیا- یہ سنتے ہی بونی فیس آف مانٹ فرٹ نے اُس کے آگے سر اطاعت جھکا دیا- پھر اور سبھون نے بھی ایسا ہی کیا- مگر اکیلا ضعیف العمر فرمان روائے وینس ہی ایک ایسا شخص تھا جس نے اس رسم کو نہین ادا کیا- بالڈون کے ساتھیون نے اُسے اپنی ڈھالون پر اُٹھا لیے ہاتھون ہاتھ کنیسۂ سینٹ صوفیا مین پہونچایا- اور وہان حسب رسم قیاصرہ اُسے گھٹنون تک ارغوانی رنگ کی جُبّہ مین پہنائی گئین- اِس کے تین ہی ہفتے بعد پوپ کے وکیل نے آ کے تاج شاہی اُس کے سر پر رکھا کیونکہ ابھی تک کوئی شخص قسطنطنیہ کا لاٹ پادری نہین منتخب ہوا تھا جس کا یہ اصلی کام تھا-

ٹامس مورو سینی کا قسطنطنیہ کا اُسقف اعظم منتخب ہونا

اہل وینس کے لیے یہ پادری کا انتخاب بہ نسبت ایک عارضی بادشاہ کے انتخاب کے زیادہ تشویش و تردد کا معاملہ تھا- اِس بات کا اندیشہ تو اب رہا نہ تھا کہ وینس کسی بڑی سلطنت کا ماتحت ہو جائے گا- لہٰذا مقتدائے دین کے انتخاب کے بارے مین اہل وینس نے اپنی معمولی سرگرمی اور متانت سے کوشش شروع کی- کنیسۂ سینٹ صوفیا کے باضابطہ مفتی شرع کے منتخب کرنے کے لیے جو کمیٹی مقرر ہوئی تھی اُس کے ارکان وینس کے پادری قرار دیے گئے- اور اُن کو قسم دی گئی کہ سوا کسی وینس والے کے کسی اور کو منتخب نہ کرین- اِس کمیٹی مین قرعۂ انتخاب ٹامس مورو سینی پر پڑا جو یہان کا لاٹ پادری قرار پایا- یہ شخص وینس کے ایک نہایت ہی معزز گھرانے کی یادگار تھا- اور پوپ انوسنٹ ثالث کی نظر مین اُس کی بہت عزت و حرمت تھی-

دربار پوپ مین بالڈون اور اہل وینس کی سفارتین

پوپ نے اپنا کام نہایت ہنرمندی سے انجام دیا- جب کہ غاصب الکزیوس قسطنطنیہ کے تخت پر تھا تو اُس وقت اُس نے اُس کے ذریعہ سے اِس امر کی کوشش کی تھی کہ کلیسائے مشرق کلیسائے مغرب کی ماتحت ہو جائے- جب وہ بھاگ گیا تو پوپ نے اُس کے بھتیجے الکزیوس کو وہ وعدے یاد دلائے جو پیشتر والے الکزیوس نے اِس بارۂ خاص مین کیے تھے- اور صلیبیون کو اُبھارا کہ اُسے ایفائے وعدہ پر مجبور کرین- اِس لیے کہ اِس کے سوا اور کسی

طریقہ سے وہ اپنے آپ کو اس جرم سے بری نہین کر سکتے کہ جو فوجین محض ارض پاک کو دشمنون سے چھیننے کے لیے فراہم ہوئی تھین اُس غرض سے ہٹا کے اُن سے دوسرا کام لیا گیا۔ اب پوپ کو نئے قسم کے معاملات کرنا تھے۔ شہنشاہ بالڈون نے اُس سے اِستدعا کی کہ آپ اُس معاہدے کی تصدیق کر دین جو وینس کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور مغربی یورپ والون کو اِس امر کی تحریک فرمائین کہ وہ سب اِس مشرقی لاطینی سلطنت کی حمایت کرین۔ اور تازہ فوجین روانہ کرین جنھین اُن ملکون مین آ کے جو فی الحال اِس لاطینی سلطنت کے قبضے مین آئے ہین بہت کچھ فائدہ ہوگا اور یہان کے لاطینی کلیسا کو اور بہت سے پادری بھیج کے قوی بنائین۔ اہل وینس نے بھی پوپ سے زارا پر حملہ کرنے کی بابت معافی مانگی تھی اور ملتجی ہوئے تھے کہ ہم نے جو شہر قسطنطنیہ کو فتح کر لیا اُس پر آپ اپنی رضامندی ظاہر فرمائیے۔ اِس کے ساتھ لکھا ہمین اِس بات کا یقین نہ تھا کہ اہل زارا در اصل آپ کی حمایت مین ہین۔ اور اِس سبب سے ہم نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جماعت دینی سے اپنے خارج کیے جانے کے حکم کے متعلق اُس وقت تک خموشی اختیار کیے رہین جب تک کہ آپ کو اصل حقیقت سے واقفیت نہ ہو جائے۔ قسطنطنیہ مین ہم نے جو کچھ کیا وہ ہمارا نہین بلکہ الکزیوس کا قصور تھا۔ کیونکہ جب اُس نے آتشبار جہاز ہمارے بیڑے کی طرف بھیجے تو ہمین اپنی اور اپنے شرکا کی سلامتی کے واسطے ضروری ہو گیا کہ الکزیوس کو اِس قابل ہی نہ رکھین کہ وہ اور کسی قسم کی مضرت پہونچا سکے۔

اس کے جواب مین انوسنٹ ثالث کا خط

اِس خط کو دیکھ کے جو مسرت انوسنٹ کو ہوئی اُس کا اظہار اُس نے نہایت تحمل کے ساتھ اور بہت ہی محدود الفاظ مین کیا۔ اُس نے جواب مین لکھا کہ مین بہت خوشی کے ساتھ اپنے اُس حکم کو جو اہل وینس کے قوم سے خارج کیے جانے کے بابت نافذ کیا تھا منسوخ کرتا ہون۔ اور میری نظر مین ڈینڈالو کی اُس کی بہادری اور عقلمندی کے سبب سے ایسی وقعت و عزت نہین ہے کہ اُس کی اِس درخواست کو منظور کرون جیسے اُس نے

بہت بڑی آرزوؤن کے ساتھ پیش کیا ہے کہ اپنے صلیبی جہاد مین شریک ہونے کے عہد سے وہ بری کیا جائے۔ اُس کا سا بہادر جس نے نوے برس کے موسم سرما کو بڑی آسانی کے ساتھ برداشت کیا ہے اُسے اِس صلیبی جہاد کو اپنی خدمات سے محروم نہ رکھنا چاہیے۔ اُس کی شرکت اِس مہم مین مسیحیون کی کامیابی اور خود اُس کی شہرت کا ذریعہ ہوگی۔ اِن تعریف وتوصیف کے کلمات کے ساتھ جو ایک حکم کی شان رکھتے تھے اُس نے یہ بھی لکھا کہ مین نے اِس لاطینی سلطنت کی سرپرستی خاص طور پر اختیار کی۔ اور مغربی سلاطین کو بھی ہدایت کردی ہے کہ جہان تک ممکن ہو اُس کی ترقی وبہبودی کی کوشش کرین۔ اِس کے بعد لکھا مین نے اپنے تئین اِس بات پر مجبور پایا تھا کہ اُس جور وستم اور اُن بدافعالیون کی بابت جو صلیبیون سے عیسائیون کے ایک شہر کے لوٹنے مین ظاہر ہوئین سخت ناراضی ظاہر کرون لیکن ساتھ ہی مین اِس بات کو بھی تسلیم کرتا ہون کہ میرے سامنے لوگون نے اِس فتح کے حالات بیان کرنے مین بہت کچھ حاشیے بھی چڑھائے تھے۔ جو اُمور یونانیون کے سپرد کیے گئے تھے اُن مین اُنھون نے کچھ بھی نہین کیا۔ بلکہ بعوض مدد دینے کے اُنھون نے بہادرانِ صلیب کی مزاحمت کی۔ اِسی قدر نہین اِس سے بھی بڑھ کے یہ کہ حتے الامکان اُن کے برباد کردینے کی کوشش کی۔ اُنھون نے بے وجہ مذہبی نااتفاقی پیدا کر رکھی تھی۔ اور جب اُن سے اتفاق کی خواہش کی گئی تو اُنھون نے کچھ بھی سماعت نہ کی۔ اور اِسی کی اُن کو یہ سزا ملی کہ اُن کی وراثت اور لوگون کے ہاتھ مین گئی۔ جن کی ذات سے بھلائی کی اُمید تھی۔ لیکن اب پوپ انوسنٹ نے اگر اِس سلطنت کے انتظامات مُلکی مین اِس قدر رعایت کی تو اِسی قدر انتظامات شرعی کے معاملات مین سختی بھی کی جسے اہل وینس خاص اپنا حصّہ سمجھتے تھے۔ پوپ نے اہل وینس اور اہل فرانس کو اِس معاملے مین سخت الزام دیا کہ اُنھون نے کلیسائے مشرقی کی جائداد مین سے اُس قدر حصّہ علیحدہ کر لینے کے بعد جو لاطینی پادریون کے مصارف کے واسطے کافی ہو سکتا باقی کُل جائداد آپس مین تقسیم کر لی مُوریسینی کے

انتخاب کو بھی اُس نے جائز نہین رکھا عام اِس سے کہ اُس کا انتخاب کسی خود اپنی منتخب کی ہوئی جماعت نے کیا ہو یا ایسے پادریون نے کیا ہو جنھین اُن لوگون نے منتخب کیا تھا جو اُمور ملکی سے علاقہ رکھتے تھے نہ اُمور شرعی سے۔ مختصر یہ کہ اُس کی راے مین یہ انتخاب بالکل ناجائز اور کالعدم تھا۔ لیکن اہل وینس کا اُسے اِس قدر پاس ولحاظ تھا اور مورو سینی کی اُس کی نظر مین اِس قدر وقعت تھی کہ اب جائز طور پر یعنے اپنی طرف سے بھی اُسی کو قسطنطنیہ کا لاٹ پادری مقرر کر دیا جسے اُن لوگون نے منتخب کیا تھا اور عجیب عجیب قسم کے اختیارات اُس کے ہاتھ مین دے دیے۔ اِن اقتدارات کی وجہ سے اکثر اُمور بہت سے ایسے استغاثون کا بھی وہ فیصلہ کر سکتا تھا جن کا تصفیہ کرنا خود پوپ کا کام تھا۔ لیکن اصل یہ ہے کہ اِن اختیارات کی وجہ سے یہ بات اور بھی واضح طور پر ظاہر ہوتی تھی کہ وہ پوپ کا ماتحت ہے اور اُس کا یہ رُتبہ اور اُس کے یہ اقتدارات پوپ ہی کے عطا کیے ہوئے ہین۔

اِس صلیبی جہاد سے پوپ اور اہل وینس کو کیا فوائد حاصل ہوئے۔

اِس طرح پر اِس عظیم الشان صلیبی جہاد سے جس کے واسطے **انوسنٹ** نے کوشش کی تھی جو کچھ نتائج ظاہر ہوئے وہ اُن نتائج کے بالکل مخالف تھے جن کی اِس صلیبی معرکہ آرائی سے اُمید تھی۔ **شام** کے سلطانون کی قوت پر اُس کا کچھ بھی اثر نہین پڑا۔ ارض **فلسطین** تک اِن مجاہدون مین کا ایک متنفس بھی نہین پہونچنے پایا تھا لیکن اگر مجموعی طور پر دیکھا جاے تو **انوسنٹ** کو شکایت کا بھی کوئی موقع نہ تھا۔ اِس مہم کے ذریعہ سے اُس کی قلمرو اور حکومت کو بہت وسعت حاصل ہو گئی تھی۔ اور اِسی مہم نے اُس روحانی بغاوت کا قلع قمع کر دیا تھا جس نے حضرت مسیح کی غیر مرئی عبا کا ایک ایک تار الگ کر رکھا تھا۔ لیکن اگر **پوپ** نفع مین رہا تھا تو **وینس** کو اُس سے زیادہ اہم اور قطعاً زیادہ دیرپا حقوق حاصل ہو گئے تھے۔ **زارا** فتح کرنے کے ذریعہ سے اُس نے اپنی وسیع تاجرانہ شاہنشاہی کی بنیاد ڈال دی تھی۔ اُس کے کارخانے جو قسطنطنیہ سے ملی ہوئی آبادی پیرا مین تھے اُن کی حفاظت کے لیے دولت وینس کو صرف اپنے بیڑون کے قائم رکھنے کی ضرورت تھی۔ بمقابل اِس کے لاطینیون کو اِس بات کی ضرورت تھی کہ خشکی کی طرف کے حملون سے اپنی حفاظت کرنے کے لیے تیار رہین۔ بحر ایجین کے زرخیز سے زرخیز جزیرون مین اُس کے مقبوضات

موجود تھے اور ہر بندرگاہ پر اِس بحری سلطنت وینس کا جھنڈا اُڑتا نظر آتا تھا۔ علاوہ بریں اِس ترقی تجارت کی وجہ سے وینس میں مذہبی فرمانبرداری سے آزاد ہوجانے کا خیال پیدا ہونے لگا تھا۔ انوسنٹ نے وینس والون کے اِس رُجحان کو پہلے ہی سے دیکھ لیا تھا اور اِس کے نیست و نابود کر دینے کی فکر مین تھا۔ ہنری ڈونڈولو کے جانشین زیانی نے بغیر پوپ کی اجازت حاصل کیے وینس کے کنیسۂ سینٹ فلکس کے پیش نماز کو زارا کا مقتداے اعظم مقرر کر دیا۔ اِس پر انوسنٹ کو طیش آگیا۔ چنانچہ اُس نے نہایت سخت الفاظ مین اُن تمام حکمت عملیون پر اعتراض کیا جو اِس صلیبی جہاد مین اہل وینس کا طرز عمل رہی تھیں۔ اُس نے کہا "یہ ٹھیک تھا کہ صلیبی فوج سے اُنھون نے زارا کو فتح کر لیا۔ اور اِس سے بھی زیادہ ترقی کر کے سلطنت قسطنطینیہ تک کو تہ و بالا کر دیا۔ مگر وہی مذہبی فوج جس نے اُن کے لیے ایسی ایسی فتحین حاصل کین اگر ارض مقدس مین جا پہونچتی تو کیا کچھ نہ کرتی؟ اگر مجاہدین صلیب اپنا عہد پورا کرتے تو صرف ملک مصر ہی پر قبضہ نہ ہوجاتا اور مسجد عمر (مسجد اقصی) ہی پر پھر صلیب نہ نصب ہو جاتی بلکہ سارا ملک شام اہل اسلام سے صاف ہو جاتا۔ یہ نتیجہ جو نہین حاصل ہوا تو یہ صرف اہل وینس کا قصور تھا جس کا اور کوئی ذمہ دار نہین ہو سکتا۔ لہذا تمھارے مقرر کیے ہوئے مقتداے اعظم کو مین نہین منظور کر سکتا۔ اور اگر تم لوگ اپنے اِس فعل سے فوراً باز نہین آگئے تو تمھارے حق مین بہت بُرا ہوگا"۔ مگر اِس کا کچھ ثبوت نہین ملتا کہ اہل وینس نے پوپ کے اِس کہنے کی طرف کچھ اعتنا بھی کی یا نہین۔

دسوان باب

قسطنطنیہ کی لاطینی سلطنت

ہم یہ بتا چکے ہین کہ اہل یونان اور مغربی یورپ کے لاطینی اور ٹیوٹانک قومون کے چال چلن مین کس قدر فرق تھا۔ مغربی یورپ مین بے چینی اور طمع بڑھی ہوئی تھی جس کی بدولت برابر آپس مین کشت و خون ہوا کرتا تھا۔ اِس کے خلاف مشرقی قیصرون یعنی قسطنطنیہ والے سلاطین کی رعایا صلح جو اور فرمانبردار تھی۔ یہ لوگ اگر کام لیتے تھے تو مکر و فریب کے اسلحہ سے۔ اِس مین شک نہین کہ صلیبی جن لوگون مین

یونانیون اور لاطینیون کا اختلاف۔

گئے تھے اُن کی حالت نہایت ہی ابتر تھی لیکن وہ ملک جس مین اُن کا ورود ہوا تھا وہ ویسا ہی عیسائی ملک تھا جیسے کہ اٹلی یا فرانس تھے۔ اِسی قدر نہین یہ ملک بعض ایسے قدیم گرجون پر نازان تھا جو بہ لحاظ تقدس کے۔ ملان۔ راونا۔ اور خود روما الکبریٰ کے گرجون پر بھی فوقیت رکھتے تھے۔ اِس سرزمین مین وہ قانون جاری تھا جس کا اثر یورپ کے ہر فرقے کے قانون پر پڑا ہوا ہے یہان نرسین نبی کوٹ یا اسکاٹ لینڈ کے کولمبا کے زمانے سے کہین پیشتر اینٹونی اور باسل نے رُہبانیت کے اصول کو رواج دیا تھا۔ اور یہی وہ مقام تھا جہان اُس وقت کسی خاص گرجے مین جا کے رسوم مذہبی بجالانے کی بنیاد پڑ گئی تھی۔ جب کہ دین مسیحی ہنوز عالم طفولیت مین تھا۔

مغربی یورپ کے حامیان صلیب نے خیال کیا کہ وہ اِس قدیم تہذیب کو اپنے سیلاب سے فنا کر دین گے۔ کسی کو اِس بات کا خیال بھی نہ تھا کہ یہان عیسائیون سے یا اُقطاویوا و قسطنطین اعظم کے پرانے ملک کے لوگون سے سابقہ ہے اُن کی نظر مین یہ سرزمین بھی شام و مصر کی طرح کفرستان بنی ہوئی تھی۔ اُس کے باشندے بالکل وحشی۔ اور وہان کے اُسقف اور پادری ایک جھوٹے مذہب کے ماننے والے تھے۔ جن پر رحم کرنا گناہ عظیم تھا۔ اگر صلیبیون سے زیادہ عقل رکھنے والے اِس ملک کو فتح کرتے تو وہان کے باشندون سے میل جول پیدا کر کے آپس مین شادی بیاہ کرتے۔ اور اِس طریقے سے اُن مین ایک نئی روح پھونک کے اُن کی اِس ابتر حالت کو سنبھال دیتے۔ مگر بالڈون اور اُس کے مددگارون نے ایک نہ مٹنے والا خط کھینچ کر گزشتہ عہد کو حال کے زمانے سے الگ کر دیا۔ کل عہدے۔ منصب اور جاگیرین ضبط کر لی گئین اور فاتحون کے درمیان مین تقسیم ہو گئین۔ یہ قلمرو اب اگر ایک شہنشاہ کے زیر نگین تھی بھی تو یہ شہنشاہ ایسا نہ تھا جو خود مختار ہو بلکہ اِس کی حیثیت محض سردارون کے ایک سرگروہ کی سی تھی۔ اِس کے اُمرا اگرچہ اُس کے ماتحت تھے لیکن اصل مین ایسے صاحب اثر تھے کہ خود بادشاہ کی بحالی و معزولی اپنے ہاتھ مین سمجھتے تھے۔ المختصر بالڈون اور اُس کے ساتھیون نے تجویز کیا کہ قسطنطنیہ مین بھی وہ وہی کارروائی کرین جو

اِس بات کی کوشش کہ قدیم شہنشاہی کی تہذیب منسوخ کر دی جائے

گاڈفرے اور اُس کے ساتھیون نے ارض فلسطین مین کی تھی۔جسٹینین کے مجموعۂ قوانین کے عوض وہان **الیسیز آف جروسلم** (قانون بیت المقدس) جاری ہوا۔ اور کسی یونانی شخص کے لیے اجازت نہ تھی کہ اُس قانون کی تعمیل کرانے والون مین شامل ہو یعنے کسی مقتدر عہدے پر مامور کیا جاسے۔

جو انقلاب ملکی معاملات مین کیا گیا وہی مذہبی معاملات مین بھی عمل مین آیا۔ **پوپ** نے بغیر کسی پس وپیش کے **مور وسینی** کے انتخاب کو ناجائز اور کالعدم قرار دے دیا عام اِس سے کہ اُس کا انتخاب خود بخود ہوا ہو یا سلطنت کی مقرر کی ہوئی مجلس دینی کے ذریعہ سے ہوا ہو۔ اُس کے نامنظور کرنے کی یہ وجہ تھی کہ اِس انتخاب کے سبب سے اُس کے اختیارات مین فرق آتا تھا۔ اِس خیال سے نہین کہ اِس کارروائی سے اُس پادری کے اختیارات پر حملہ کیا گیا تھا جس کا تخت حکومت قریب قریب اُتنا ہی قدیم تھا جتنا کہ خود **انوسنٹ** کا تخت (یونانی پادری کے ساتھ پوپ کا طرز عمل) یونانی پادری اپنے گرجون مین سے اُسی طرح نکال دیے گئے کہ گویا وہ بعل[ع] دیوتا کے پوجاری یا مسلمانون کے امام تھے۔ وہ سب لوگ مجبور کیے گئے کہ اپنے طریقۂ عبادت ونماز کو چھوڑ کے کلیسیاے روم یعنی کیتھولک مذہب کے اصول کے

ع قدیم سلطنت بابل مین بعل کا سب سے بڑا مندر تھا۔ اور بعل ہی کی اُن لوگون مین پرستش کی جاتی تھی۔ جس پر خوب صورت اور حسین مورتین چڑھائی جاتی تھین۔ مورت کے نیچے بڑا بھاری آتش خانہ تھا۔ اُسی کی گرمی سے جو لوگ چڑھائے جاتے جل مرتے تھے۔ اہل بابل نے غیر قومون کے لاکھون آدمیون کو پکڑ کے اِسی بعل پر چڑھا دیا۔ کسی زمانے مین بعل کی پرستش مغربی ایشیا کا فیشن ایبل اور مہذب مذہب تھا۔ پارسیون نے اُس مذہب کو تباہ وبرباد کیا۔ اور اُسی کی یادگار وہ صائبین تھے جو عرب مین حضرت رسالت کے عہد مبارک مین موجود تھے۔ اور ستارہ پرست خیال کیے جاتے تھے۔ وہ ستارون کو بھی پوجتے تھے۔ اور اِسی عقیدے کی وجہ سے کہتے ہین کہ موجودہ علم ہئات ونجوم کو پہلے پہل انھین لوگون نے ایجاد کیا۔ بابل مین بعل کے پوجاری نہایت ہی مقدس ومحترم خیال کیے جاتے تھے۔ اور بادشاہ تک اُن سے اور اُن کے اثر سے ڈرتے تھے۔

مترجم

موافق نماز ادا کیا کرین۔ شہنشاہ نے پوپ سے استدعا کی کہ پادریون کی جماعتین وہان بھیجی جائین۔ (گویا کا فرون کو اپنے دین مین لانا مقصود تھا) اور دونیقی فرقہ کے پیش نماز۔ اور سسترقی گروہ کے راہب بہم پہونچائے گئے تاکہ وہ مشرق کے قدیم طریقۂ گوشہ نشینی مین مناسب اصلاح و ترمیم کرین۔ پوپ انوسنٹ حقیقۃً بہت خوش تھا۔ اُس کے خطوط ہر جگہ جاتے اور دنیا اُن کو آمادہ کرتے تھے کہ وہ سب اُن پادریون کی مدد کرین جو قسطنطنیہ کے گرجون مین خدا کی کتاب کی تعلیم دے رہے ہین۔ اور اُن لوگون کی غلط فہمی دور کرین جن کا یہ عقیدہ ہے کہ روح القدس کا اقنوم باپ اور بیٹے سے ظاہر ہوا ہے۔ انوسنٹ کہتا تھا کہ "سماریہ اب پھر بیت المقدس مین واپس آگیا ہے۔ (یعنے مسیحی ہدایت پھر جاری ہوگئی) خدا تعالے نے شہنشاہی یونان کا غرور توڑ دیا۔ اُنھین گمراہی سے ہدایت کے راستے پر لے آیا۔ لا مذہبی سے نکال کے اُنھین رومن کیتھولک کے موافق کیا۔ اور نافرمانی چھوڑ کے اب وہ خدا کے فرمان بردار بندے بن گئے ہین۔" اُسے یقین دلا دیا گیا تھا کہ اِس امر کی بہت ضرورت ہے کہ پیرس کے نوجوان مشرق مین بھیجے جائین تاکہ یہان آکر وہ علوم مشرقی حاصل کرین اور اُن کے خیالات مین پختگی ہو۔ اِسی کے مقابل **فلپ آگسٹس** نے یونانی نوجوانون کو اِس غرض سے پیرس مین بُلایا کہ وہان جا کے وہ مغرب کے آداب مذہبی کی تعلیم پائین۔ پوپ اور بادشاہ دونون اُس مبادلۂ خیالات کے ترقی دینے کی کوشش مین منہمک تھے جس کا انجام یہ ہونے والا تھا کہ خود سرانہ حقوق مذہبی کی بنیاد مٹ جائے۔ اور مذہبی فرمان رواؤن (پاپاؤن) کے سچے ہونے کا خیال ہی اُڑ جائے۔

اِس طریقے سے جو انتظام کیا گیا تھا اُسے **ایڈسا** کی لاطینی حکومت سے کچھ تھوڑے ہی زیادہ دنون تک قیام رہا۔ اصل مین یہ کام ایسا تھا جیسے پُرانے کپڑے مین کسی نئے کپڑے کا پیوند لگایا جائے۔ یا پُرانی چمڑے کی بوتلون مین نئی شراب بھری جائے جس کا نتیجہ سوا اُن کے پھٹ جانے کے اور کچھ نہین ہوسکتا۔ مفتوح قوم کے ساتھ اِس سلطنت کا جو برتاؤ تھا اُسے اُس سے زیادہ قیام نہین ہوسکتا تھا جتنا **بیت المقدس** کی لاطینی سلطنت کو ہوا تھا اور اُس نے بجائے خود

فرانسیسی پادری کا نئے اُسقف کی مزاحمت کرنا۔

اُن تمام رقابتون اور عداوتون کو ظاہر کیا جن سے مغربی یورپ کی تمام چھوٹی چھوٹی ریاستون کی توہین ہوئی- قبل اِس کے کہ موروسینی قسطنطنیہ مین پہونچے جھگڑا شروع ہو گیا- ہنوز وہ روم مین تھا کہ پوپ نے اُسے متنبہ کیا تھا کہ مدبران وِنِیس کے منصوبون سے کوئی تعلق نہ رکھنا- اور اپنے نئے مستقر مین پہونچ کے ابنا سے وِنیس کو دیگر لوگون پر ترجیح نہ دینا- جب وِنیس مین پہونچا تو مجبور کیا گیا کہ اپنے اِس عہد کو توڑ ڈالے- اور قسم کھا کے اقرار کرے کہ صرف اہل وِنیس کنیسۂ سینٹ سوفیا کے کانون لینے ارکان دینی مقرر ہون گے- اور حتے الامکان اِس بات کی بھی کوشش کرے گا کہ اُس کے بعد جو شخص قسطنطنیہ کا مقتداے اعظم مقرر ہو وہ وِنیس والون ہی مین سے ہو- اِس سازش کی خبرین فرانس کے پادریون مین بدظنی پیدا کر دینے کے لیے کافی تھین- اِسی کا یہ نتیجہ تھا کہ موروسینی جب قسطنطنیہ کے ساحل پر پہونچا تو ایک متنفس نے بھی اُس کے حکم کی تعمیل نہ کی- یونانیون کی نظر مین یہ سادہ رو ڈاڑھی مونڈا مقتداے اعظم اور نیز اُس کے ساتھ والے کمینہ صورت ڈاڑھی مونڈے پادری دونون قابل نفرت تھے- غرض موروسینی بالکل تنہا چھوڑ دیا گیا- پادریون کو اُس نے دھمکی دی کہ اگر میری عظمت نہ تسلیم کروگے تو مین تمھین جماعت دین سے خارج کر دون گا- لیکن سب نے یکسان طور پر اِس دھمکی کی طرف سے بے پروائی کی بلکہ اور اُس کی حقارت کی-

اِس مین کوئی شک نہین کہ اِن فاتحون نے اپنے واسطے ایک ایسی قلمرو کو فتح کیا تھا جس کی حالت فی نفسہ بہت ہی ضعیف تھی- اور اُس کے باہم تقسیم کرنے مین ویسے ہی جھگڑے پیدا ہوئے جیسے کہ لوٹ کا مال تقسیم کرنے کے لیے ڈاکوؤن مین پیدا ہوا کرتے ہین- قسطنطنیہ فتح ہوئے ابھی پورے تین مہینے بھی نہین گزرے تھے کہ شہنشاہ قسطنطنیہ اپنی فوج لے کے اپنے باجگزار بونی فیس آف مانٹ فرٹ پر چڑھ گیا- جو اب تھسالونیکا (تھسلی) کا حاکم تھا- اور یہ جھگڑا جو اس وقت کے لیے ٹل گیا اِس سے اُس کی سلطنت کی آیندہ تاریخ کے متعلق بہت کچھ معلوم ہو سکتا تھا- اب اُس معاہدے کے پورا کرنے کا وقت آ گیا تھا جو فتح سے بھی پہلے کیا گیا تھا- ضعیف العمر ڈینڈالو روسینیہ کا

سلطنت یونان کی قلمرو کا امرا ان صلیبی مین تقسیم ہونا

بادشاہ ہوگیا- اور اپنی اِس نئی قلمرو مین اُس نے وفات پائی- اور اِس کام کو اپنے ہموطنون کے ہاتھ مین چھوڑا کہ بحراعظم کے سواحل- اور بحرایڈریاٹک کے جزائر- اور نیز مجمع الجزائر یونان مین اپنے قومی کارخانون کی زنجیرہ بندی کرکے اپنی تاجرانہ شہنشاہی کو مضبوط اور وسیع کرین- اِس کام مین اِس قدر سرمایہ کی ضرورت تھی کہ سلطنت ونیس کے محاصل اُس کو پورا نہین کرسکتے تھے- لہذا یہ تاجرانہ جمہوری سلطنت مجبور ہوئی کہ اپنے اصول کے خلاف اس طریقے کو اختیار کرے کہ اپنے مقبوضات کو مختلف حصون پر تقسیم کردے- اور اُن مین سے ہرایک حصہ کا ایک جداگانہ شخص سردار یا فرمان روا قرار دیا جاے- بالڈون کے سہگر رقیب بونی فیس کی نظر مین کریٹ کی سلطنت کے مقابل مقدونیہ کے تھسلی کی حکمرانی زیادہ دلکش تھی- لیکن اُس کی ہوس اِس سے بھی پوری نہ ہوئی- اُس کے سپاہی تھیبس- اتھنز- (اٹینیہ) اور ارغوس کے پھاٹکون مین داخل ہوئے- کارنتھ (قرنطش) اور ناپولی والون نے ذرا مزاحمت کی تھی مگر بہت جلد مغلوب ہوگئے- بلوا کا نواب نیقیہ کا رئیس مقرر ہوا- نواب سینٹ پول کو شہر دمتریا کی امارت ملی جو ایڈریانوپل (ادرنہ) سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر جنوب کی جانب واقع ہے- اور ویل ہارڈوئین کے جیافرے کو جواب رومانیہ اور نیز شاہین کا سپہ سالار تھا لب دریاے ہبروز رہنے کو مکان ملا-

لیکن قسطنطینیہ کے قیصرون کی قوت لاطینی صلیبیون کے ہاتھ سے پامال نہین ہوئی تھی بلکہ بہت سے حصون مین بٹ گئی تھی- بدنصیب مورزوفل جسے لاطینیون نے گرفتار کیا تھا تھیوڈوشیا کے گروہ سے (جو لوگ کہ قدیم سلطنت کی یادگار باقی تھے) خارج کردیا گیا- ہان تھیوڈور لاسکریس یعنے اُس الکزیوس کے داماد نے جس نے اسحاق انیجلوس کو تخت سے اُتارا تھا پہلے تو اپنے تئین نیقیہ کا خود مختار فرمان روا قرار دیا- چند روز بعد شہنشاہ بن بیٹھا- اور تھوڑے ہی عرصے مین باسفورس سے لے کے دریاے میانڈر کے سواحل تک کل علاقے پر وہی قابض تھا- سلطنت کے اور حصے بھی اِسی طرح نئے قیصرون کے مقابل مین علم بغاوت بلند کیے ہوئے تھے-

۱۲۰۶ء نیقیہ طرابزنڈ اور دروازہ مین ایک نئی شہنشاہی کا پیدا ہونا-

طرابزنڈ کے صوبہ داروں نے ابتداءً اپنا لقب تو نہین بدلا مگر اپنے صوبہ کے بادشاہ بن بیٹھے - اور اپنی زمانۂ مابعد والی شاہنشہی کی بنیاد ڈال دی - ایسی ہی ایک زبردست قوت ایپائرس مین پیدا ہو گئی اور اُس کا مستقر اُس شہر لورازو مین تھا جسے بوہیمانڈ کی تاریخ سے خاص تعلق ہے - اب اِن لاطینی فاتحون کو بھی ماتحت فرمان رواؤن کے مامور کرنے کا جو طرز حکومت تھا اُس کی مضرت محسوس ہونے لگی - اِس لیے کہ اِس مین اور باغیانہ سرکشی مین صرف نام ہی کا فرق ہے - اور یہ اندیشہ جو پیشتر ہی سے نظر آنے لگا تھا اُس کی اُس وقت پوری پوری تصدیق ہو گئی - جب اِن ماتحت حاکمون کی متحدہ فوجون نے ایک ساتھ مِل کے خاص قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا - مگر یہ شورش بہت جلد فرو ہو گئی اور اُن سرداروں کی فوجون کے منتشر ہو جانے سے ثابت ہو گیا کہ اُن مین اتفاق کی قوت بہت ہی کم تھی - اور جب میدان جنگ مین چند مقابلے ہوئے - تو کھُل گیا کہ اُن مین ایسی قوت نہین ہے کہ ہمیشہ غالب ہی رہین -

لاطینیون پر طوفان ایک ایسے مقام سے آیا جہان سے اُس کے آنے کا اُنھین وہم و گمان بھی نہ تھا - اہل بلغاریہ کا سردار جان یا کالوجان پہلے بالڈون کے ساتھ ہمسری کی حیثیت سے مِلا تھا اور نہایت پُرجوش دوستی ظاہر کی تھی - لیکن اِس برتاؤ کے جواب مین جب اُس سے کہا گیا کہ نواب فلانڈرس (بالڈون) کو وہ اپنا شہنشاہ سمجھے تو اُس کی دوستی دشمنی سے بدل گئی - اور وہ اہل یونان کا طرفدار ہو گیا - اِس کے بعد بالڈون کا بھائی ہنری بہت سی فوج ہمراہ لیکر ہلسپانٹ کے اُس پار اُتر گیا تو کالوجان نے قتل عام کا حکم دیا اور لاطینی لوگ بلا تامل تھریس کے قصبون اور گاؤن مین قتل کیے گئے - بالڈون نے فوراً اپنے بھائی کے پاس ایک قاصد دوڑایا کہ واپس چلے آؤ - لیکن وہ واپس نہین آنے پایا تھا کہ بالڈون ایک سو چالیس بانکون (نائٹون) اور اُن کے ہمراہیون کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور ضعیف العمر ڈنیڈالو اُس کے بعد چلا - یہ فوج اتنی کم تھی کہ اُس کا لے جانا اندیشہ سے خالی نہ تھا لیکن اِس کی قواعد دانی اور اصول جنگ سے ماہر ہونے کی بدولت اس قلت کی مضرت بہت کچھ دفع ہو سکتی تھی - لوگون کو اپنے گرد

بلغاریہ کے کالوجان کے حکم سے تھریس مین لاطینیون کا قتل عام -

سے الگ ہونے کی سخت ممانعت تھی۔ مگر نواب بُلوا نے اِس حکم کا لحاظ نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن یکایک اُس پر آ پڑا۔ نواب بُلوا میدان مین مارا گیا اور خود شہنشاہ **بالڈون** بھی گرفتار ہوگیا۔ مگر فوج **ویل ہارڈوئین** کی عقلمندی۔ بہادری اور لیاقت کی بدولت بچ گئی۔ جس کا نہایت ہی خوبی سے واپس آنا صلیبی لڑائیون کی ساری تاریخ مین سچی افسرانہ جوانمردی کا بے نظیر واقعہ ہے۔ لیکن اب یہ شہنشاہی برائے نام سلطنت رہ گئی تھی۔ اب لاطینیون کی شہنشاہی صرف **پروپانطیس** (باسفورس) کے سواحل کی چند گڑھیون اور خاص دارالسلطنت سے عبارت تھی۔ کالوجان پورے عروج پر تھا۔ وہی پوپ جس کی نسبت چند ہی روز پیشتر اُس نے نہایت حُسن عقیدت کا اظہار کیا تھا اُسی نے اب اُسے خوشامد کے لہجے مین لکھا کہ اپنے دشمنون کے حال پر ترس کھاؤ۔ اور شہنشاہ **بالڈون** کو قید سے آزاد کردو جس کے جواب مین اُس نے کہا کہ آپ کے حکم کے آخری حصے کی تعمیل کرنا انسانی قوت سے باہر ہے۔ اور سبب یہ کہ بالڈون اِس سے پیشتر ہی قید خانے مین مر چکا تھا۔ مگر اِس کا کسی کو پتہ نہ لگا کہ کیونکر مرا۔ ہان ایسے افسانے بہت سے مشہور ہوئے جن مین بیان کیا جاتا تھا کہ اُس بیکس قیدی پر بے انتہا مظالم ہوئے۔ اور چونکہ لوگون کے عام معتقدات مین تھا کہ بڑے لوگ مر سکتے ہی نہین۔ لہذا بیس سال بعد علاقۂ **فلانڈرس** مین ایک شخص ظاہر ہوا جس کو دعوی تھا کہ مین ہی اُس ملک کا اصلی تاجدار ہون۔ اور جس نے لوگون کو اپنا اِس قدر معتقد اور گرویدہ کرلیا تھا کہ باوجودیکہ وہ جھوٹا ثابت ہوگیا اور ذلت کے ساتھ مارا گیا مگر اُن کا بدستور وہی اعتقاد قائم تھا۔

اپریل ۱۲۰۵ء شہنشاہ بالڈون کی گرفتاری

سکندر اعظم اور **بالڈون** دونون کے کارنامون کا نوعمری ہی مین خاتمہ ہوگیا ہے۔ **بالڈون** کے چھوٹے بھائی **ہنری** نے دس سال سے زیادہ سلطنت کرکے چوالیس برس کی عمر مین وفات پائی۔ گو اُس کی سلطنت کی ابتدا بہت ہی تاریکی اور ابتری کے زمانے مین ہوئی۔ اور دوران سلطنت مین بہت سے ہنگامے ہوئے اور لڑائیان پڑین مگر پھر بھی بالذات اُسی کی سلطنت کا زمانہ لاطینی سلطنت کی تاریخ مین ایک ایسا زمانہ ہے جو وحشیانہ ظلم و تعدی سے کسی حد تک بری نظر آتا ہے۔ بارہ مہینے تک تو اپنے بھائی کے قائم مقام کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ اِس کے

بالڈون کا بھائی ہنری شہنشاہ قسطنطنیہ

بعد جب اُسے اِس بات کا یقین ہوا کہ بالڈون نے فی الحقیقت وفات پائی تو اُس
نے شاہی کا لقب اختیار کیا۔ اِن دنون ضعیف العمر ڈینڈالو قسطنطنیہ مین مر چکا تھا
۱۲۰۵ء مانٹ فرٹ کا بونی فیس کے مطیع و منقاد ہونے کا جھگڑا یون طے ہوا کہ ہنری نے
اُس کی بیٹی اگینس کے ساتھ شادی کر لی۔ اُس نے بھی ڈینڈالو کی وفات کے تھوڑے
۱۲۰۶ء ہی زمانے بعد دُنیا کو رخصت کیا۔ وہ ایک لڑائی مین کالوجان کے مقابل لڑتا ہوا
مارا گیا۔ اُس کے مرنے کے ساتھ ہی اُس کے دوست جیافرے آف ویل ہارڈوین
کا نام بھی تاریخ کے صفحون پر سے غائب ہو گیا ہے۔

لیکن اب بلغاریہ کے سردار کا زوال شروع ہو گیا تھا۔ اہل یونان پیشتر
کالوجان کو ایک ایسا شخص سمجھتے تھے جس سے اُنھین اُمید تھی کہ پھر اُنھین اگلی
کالوجان کا قتل ہونا آزادی دلا دے گا۔ اور پرانے قوانین کو از سرِ نو جاری کرائے گا۔ مگر اُس کے طرزِ
عمل سے اُنھین یہ معلوم ہوا کہ وہ نہایت وحشی ظالم ہے۔ جیسے سلاطین مشرق
کی طرح مفتوح فرقون کے قتل و غارت کرنے مین مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اِس ظالم
کے ظلمون ہی سے اُن کے خیال مین یہ بات آئی کہ شاید لاطینی شہنشاہ اُن کا دوست
ہو جائے۔ اِس بات کی اُنھون نے جیسے ہی استدعا کی شہنشاہ ہنری تھوڑی
سی فوج لیکر میدانِ جنگ مین آ موجود ہوا۔ کالوجان فوراً بھاگ کھڑا ہوا۔ مگر
اُس کا یہ بھاگنا لاطینی فوج کے خوف سے نہ تھا بلکہ زیادہ تر اِس کا یہ سبب تھا کہ
اُس کے افسرون نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اِس کے تھوڑے ہی زمانے بعد
بلغاریہ کا یہ حاکم عین اُس زمانے مین جبکہ تھسلی کا محاصرہ کیے ہوئے تھا خود اپنے
خیمے کے اندر مار ڈالا گیا۔ اُس کے جانشین وورِیلاس سے ہنری نے صلح
کر لی۔ پھر اور ایپائرس کے یونانی حکمرانون کے ساتھ ایک عہدنامہ کر کے ہنری
امن و امان کے ساتھ حکومت کرنے لگا اور اُس کی قلمرو بھی ایک معتد بہ وسعت
رکھتی تھی۔ اور اپنی باقی ماندہ زندگی اُس نے نیک نیتی کے ساتھ عدالت گستری
ہنری کی عادلانہ حکومت خوش انتظامی کے تدابیر سوچنے مین بسر کی۔ یہ اصول کہ کسی خدمت سے کوئی گروہ
محروم رکھا جائے جو عموماً صلیبیون کو نہایت ہی عزیز تھا اُسے مراحمۃً ناقص معلوم
ہوا اور اُس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ یونانیون پر یونانیون ہی کے ذریعہ سے حکومت

کرے - یونانیون کو سلطنت کے بڑے بڑے عہدون پر مامور ہونے کی اجازت
دیدی گئی - اور اہل یونان ہی زیادہ تر اُن عہدون پر مقرر بھی ہو گئے - مشرقی طریقہ آ
رسوم مذہبی کے ترک کرانے اور لوگون کو ایک خاص طریقۂ عبادت گزاری پر مجبور
کرنے کے تظلم سے بھی اُس نے مخالفت کی - مگر صرف اِس طریقہ سے کہ اگر کوئی معاملہ
اُس کے سامنے پیش ہو جاتا تو روکتا اگر خود سے دخل دہی نہین کرتا - پوپ کی برتری
کے معاملے کو ہنری نے اِس خوش اسلوبی سے کمزور کیا کہ کنیسہ سینٹ سوفیا
مین اپنا تخت اُس نے اُسقف اعظم کی کرسی کے داہنے ہاتھ پر نصب کرایا -
ہنری کی وفات ۱۲۱۶ء — ہنری نے تھسلی مین وفات پائی - اور اُسی کی ذات پر لوابان فلانڈرس
کی نسل نرینہ کا خاتمہ ہو گیا - لیکن ہنری کی بہن یولانده کی بیٹی ہنگاریہ کے بادشاہ
اینڈریو کے عقد مین تھی - لاطینیون کو خیال ہوا کہ اگر کوئی زبردست شخص شہنشاہ
منتخب کیا جائے تو شاید اُن کی سلطنت بچ جائے - لہذا سب کی نظر اینڈریو ہی
کی طرف گئی - مگر اُس نے اُن کی درخواست نامنظور کی - بدقسمتی سے اِس تاج کو
پطرس کورٹنے شہنشاہ قسطنطنیہ — کورٹنے کے پطرس نے جو افوریہ کا نواب اور یولانده کا شوہر تھا قبول کیا -
اُس نے ایک ایسے صلیبی جہاد مین ناموری حاصل کی تھی جو ترکون اور اہل اسلام
کے مقابلے مین نہین بلکہ علاقۂ پراونس کے اُن ملحدین کے مقابلے مین کیا گیا
تھا جو البی جانشین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے - پطرس کو ایک ایسی
فوج تیار کرنے کے واسطے جو اُسے اُس کے دار السلطنت تک بہ حفاظت پہونچا
دے مجبوراً اپنی مملکت کا زیادہ حصہ بیع یا رہن کر دینا پڑا - اور جب وہ دار ہ تمہ الکبریٰ
پہونچا تو پوپ ہونوریس ثالث نے اِس احتیاط سے کہ کوئی ایسی بات مجھ سے
نہ ظاہر ہو جائے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مین نے اُسے پرانے شہنشاہی
شہر (قسطنطنیہ) کا فرمان روا تسلیم کر لیا - اُسے ایک ایسے گرجے مین لیجا کے
تاج شاہی پہنایا جو شہر رومہ کی شہرپناہ کے باہر تھا - سمندر کے اُس پار اُترنے
کے ذرائع بہم پہونچانے کے لیے اُسے اہل وینس کی طرف رجوع کرنا پڑا -
اُنھون نے اُس کی درخواست تو منظور کی لیکن اُنھین شرائط پر جو بالڈون
اور اُس کے شرکاء کے ساتھ ہوئے تھے - شرط یہی تھی کہ وہ شہر ڈیورازو

فتح کرکے اہل وینس کو دے دے جس طرح کہ **بالڈون** نے شہر زارا کو فتح کر دیا تھا۔ اُسے بوہیمانڈ سے زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اور جب **ڈیوراززو** سے اُس نے کوچ کیا تو ایسے پہاڑون مین جا پھنسا جہان راستہ مل نہ سکا اور اِدھر اُدھر پہاڑون سے ٹکراتے ٹکراتے ہی وہ دشمنون کے ہاتھ مین پڑ گیا جنھون نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اور اُس کے ساتھ پوپ کا نائب بھی دشمنون کے ہاتھ مین قید ہو گیا۔

سنہ ۱۲۰۶ء لطرس کورٹنے کی گرفتاری اور موت

پوپ نے فوراً شاہ ایپائرس کو دھمکی دی کہ میرا غضب تجھ پر نازل ہو جائے گا۔ لیکن چند ہی روز مین کھل گیا کہ پوپ کی یہ تشویش اپنے وکیل کی وجہ سے تھی نہ شہنشاہ کے سبب سے۔ پوپ کا وکیل تو رہا ہو گیا۔ مگر **لطرس** غالباً قید خانے ہی مین قتل کر ڈالا گیا۔ **ہنری** کے بعد جو شخص اُس کا جانشین ہوا اُسے وہ شہر بھی دیکھنا نصیب ہوا جس کا وہ قیصر مقرر کیا گیا تھا۔

لطرس جن دنون قید خانے کی مصیبت مین مبتلا تھا اُس کی بی بی **یولانڈہ** کے بطن سے عین رنج و الم اور حزن و غم کی حالت مین **بالڈون** پیدا ہوا۔ یہی وہ بدنصیب بچہ تھا جس پر لاطینیون کا شاہی خاندان ختم ہونے والا تھا۔ **یولانڈہ** کو موت نے بہت جلد حزن و الم سے نجات دلا دی۔ اور لاطینی اُمرا کو پھر کسی شخص کے شہنشاہ منتخب کرنے کی زحمت پیش آئی۔ علاقہ **نمور** جو **یولانڈہ** کا ورثہ تھا اُس کے بڑے بیٹے **فلپ** کو ملا۔ وہ ایسا بے وقوف نہ تھا کہ اپنی اِس مستقل وراثت کا مبادلہ ایک ایسی سلطنت سے کرتا جو محض نام کے لیے سلطنت تھی۔ **قسطنطنیہ** کا شہنشاہ بننے کی درخواست **یولانڈہ** کے دوسرے بیٹے **رابرٹ** سے کی گئی۔ جو **جرمنی** اور **ڈینیوب** کے راستے سے اپنے بہنوئی شاہ **ہنگاریہ** کی قلمرو مین سے ہوتا ہوا منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا۔ **قسطنطنیہ** کے اُسقف اعظم نے **جسٹینین** کے کنیسے مین اُسے تاج شہنشاہی پہنایا۔ لیکن اِس رسم کے انجام پاتے ہی بلوے ہونے لگے۔ اور ابتریان شروع ہو گئیں۔ جن کا سلسلہ ختم ہونے ہی کو نہین آتا تھا۔ ڈیوک نواب **بونی فیس** کا بیٹا اور جانشین **ڈمیطریوس** اپنی سلطنت **تھسلی** سے نکال دیا گیا۔ اور **ایشیا** کی سرزمین کا جو حصہ ابھی تک لاطینیون کے پاس تھا اُس پر **نیقیہ** کے شہنشاہ **جان واطازیس** نے جو **تھیوڈور لاسکاریس** کا داماد تھا

رابرٹ شہنشاہ قسطنطنیہ

سنہ ۱۲۲۱ء

قبضہ کرلیا۔ زیادہ بداقبالی ان واقعات سے اِس لیے ظاہر ہوتی تھی کہ یہ تمام فتحین یونانیون
کو فرانس ہی کے سپاہیون کی مدد سے حاصل ہوئی تھین جنھون نے یہان آکے دشمن کی سنہ ۱۲۲۲ء
فوج مین نوکری کرلی تھی۔ اب صلیبیون نے یہ وضع اختیار کرلی تھی کہ جو شخص زیادہ دیتا
تھا اُسی کی طرف سے لڑتے تھے۔ یا جو سپہ سالار کامیاب ہوتا تھا اُسی کے شریک
ہوجاتے تھے۔ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے کی ذلت پر یہ اور ترقی ہوئی کہ
ایوان شاہی مین بدافعالیان شروع ہوگئین۔ اور رابرٹ ایک عورت کے مارڈالے
جانے کے غم وغصہ مین جس کے شوق مین وہ اپنی منگیتر واطاطزلیس کی بیٹی کے
چھوڑنے کو بھی تیار ہوگیا تھا۔ سلطنت چھوڑ کے روم پہونچا تاکہ پوپ کے قدمون پر
گر کے اپنے دل کو تسلی دے۔ وہان اُس سے کہا گیا کہ اپنے دارالسلطنت مین واپس
جا کے اپنا فرض منصبی ادا کرے مگر جو اہانت اُس کی ہوئی تھی اُس کو وہ برداشت نہین
کرسکتا تھا۔ آخر موت نے آکر اُسے پوپ کے ارشاد کی تعمیل سے نجات دلادی۔ سنہ ۱۲۲۶ء

جس وقت رابرٹ نے دُنیا کو رخصت کیا ہے اُس وقت یولاندہ کے
چھوٹے بیٹے بالڈون کی عمر دس برس کی تھی۔ لاطینیون نے دیکھا کہ اگرچہ موجودہ سلطنت
قسطنطنیہ گزشتہ سلطنت کا صرف ایک دھوکا ہے مگر پھر بھی بالڈون کے ایسے جان برین شہنشاہ
کم سن بچے کے ہاتھ مین نہین دی جاسکتی۔ اُنھون نے قصد کیا کہ تاج شہنشاہی قبول قسطنطنیہ
کرنے کی درخواست جان آف برین سے کرین جو اُن نون اپنی زوجہ میری کے
حقوق کی بدولت بیت المقدس کا برائے نام بادشاہ تسلیم کیا گیا تھا۔ یہ میری
ازابیلہ اور کونراڈ آف مانٹ فرٹ کی بیٹی اور شاہ المریق کی نواسی تھی۔ اِس
تجربہ کار بہادر کو جس کی عمر اِس زمانے مین اسّی برس سے بھی زیادہ تھی اور جس سے
عنقریب فریڈرک دوم کے صلیبی جہاد مین پھر ملاقات ہوگی ترغیب دی گئی۔ اور وہ
اس شرط پر لقب شاہنشاہی اختیار کرنے پر راضی ہوا کہ بالڈون کی شادی اُس
کی چھوٹی بیٹی کے ساتھ کردی جائے اور بالڈون ہی اُس کے بعد تخت شاہنشاہی
پر بٹھایا جائے۔ لیکن ضعیف العمری یا راحت طلبی نے اُس مین سے مستعدی اور
پھرتیلے پن کی صفت سلب کردی تھی۔ منتخب ہونے کے دو سال بعد یعنے سنہ ۱۲۳۱ء
مین وہ قسطنطنیہ پہونچا۔ لاطینی بیان کرتے ہین کہ قسطنطنیہ کے محاصرے کے

زمانے مین وطاطزلیس اور ازان حاکم بلغاریہ کی فوجون کے ساتھ مل کے اُس نے بڑے بڑے کارنمایان کیے تھے۔مگر اُن واقعات کا یونانیون کی روداتیون مین کہین پتہ نہین ہے۔اُس کی وفات کے بعد بالڈون دوم کی ذلیل وحقیر سلطنت شروع ہوئی جس نے پچیس سال سلطنت کی اور اِس مدت مین سے زیادہ زمانہ اِسی کام مین صرف ہوا کہ وہ غیر ملکون مین جاجا کے لوگون کے سامنے اپنی مصیبتین بیان کرتا۔ لوگون سے اپنے حال پر ترس کھانے کی خواہش کرتا۔ اور اپنی ضرورتون کے لیے بھیک مانگتا تھا۔اُسے اگر کامیابی ہوئی بھی تو اُس سے زیادہ ذلت نصیب ہوئی۔لیونس کی کونسل مین جس مین کہ فریڈرک دوم جماعت قوم سے خارج کیا گیا تھا اگر بالڈون دوم کو پوپ کے داہنے بازو پر بیٹھنے کی عزت دی گئی تو ڈوور مین اُس سے جواب طلب کیا گیا کہ بلا اجازت اُسے ایک خودمختار سلطنت مین داخل ہونے کی کیونکر جرأت ہوئی۔ انگلستان مین اُسے سات سو مارکس (اشرفیون) کی رقم ملی۔ رومہ مین پوپ نے اُس کے ساتھ بہت کچہ رعایت کی اور اُس کے موافق ایک صلیبی لڑائی کی تحریک کی اور اُس کا اعلان بھی کر دیا۔ رحم دل لوئی بادشاہ فرانس اُس کی مصیبت کی داستان سُن کر آبدیدہ تاب ہوگیا۔لیکن اُس کی فوج روانہ ہوئی تو مصر کی طرف نہ قسطنطنیہ کی طرف۔تاہم اپنی نمور کی موروثی تعلقداری اور کورٹنے کی سرداری کو فروخت کر کے اُس نے تیس ہزار فوج جمع کر لی۔ اور اُسے لے کے مشرق مین آیا۔لیکن اِس کے بعد ہمین اُس کی تاریخ مین یہ تماشا نظر آتا ہے کہ وہ سلطان اقونیم (قونیہ) کا دوست ہے اور اپنی بھانجی اُس کے سامنے پیش کر رہا ہے کہ اُس کے ساتھ شادی کرے۔اِس کے ساتھ ہی وہ کومان فرقہ والون کا بھی دوست ہے اور اُن کے بُت پرستون کے ایسے مراسم کے بجالانے مین بھی پس و پیش نہین کرتا۔اُس کی ضرورتون نے اُسے اور زیادہ زیر بار کیا۔ اور اب اُسے اُن تبرکات کا خیال آیا جو ابھی تک قسطنطنیہ کے کنیسون مین باقی تھے۔اِن مین سب سے زیادہ بیش قیمت وہ کانٹون کا تاج تھا جو ہمارے نجات دہندہ (حضرت مسیح) کو پہنایا گیا تھا۔اُس کے معاوضے مین بالڈون دوم نے لوئی نہم سے دس ہزار سکہ نقرئی پائے۔ دیگر تبرکات مثلاً وہ کُرتا جو حضرت مریم نے ہیئت اللحم کے غارمین

[Margin notes:]
[illegible] لغایت [illegible] لاطینی کا ناقص قسطنطنیہ
[illegible] لغایت [illegible] بالڈون دوم شہنشاہ قسطنطنیہ۔
روپیہ وصول کرنے کی کوششین
تبرکات کا فروخت کرنا۔

حضرت مسیح کو پہنایا تھا۔ وہ برچھی اور اسپنج جو کالوری کی پہاڑی پر حضرت مسیح کے جسم مین لگائے گئے تھے اور حضرت موسیٰ کا عصا اُس نے بہت ہی کم قیمت پر خرید کرڈالے۔ یہ سب تبرکات مع دیگر تبرکات کے فرانس مین پہونچے اور پیرس کے کنیسے مین لگائے گئے جو اس وقت تک اُس ولی کا رتبہ پانے والے بادشاہ فرانس کے سلیقے اور مذاق کو ظاہر کر رہے ہین۔

اِسی اثنا مین وطاطزیس کی قوت ہر جانب بڑھ گئی تھی اور اب اِس امر کے واسطے کہ پوپ اُس کے حال پر اپنی مہربانی کا اقرار کرے صرف اِس بات کی ضرورت
(۱۲۵۵ء وطاطزیس کی موت۔) تھی کہ وہ رومن کیتھولک مذہب کے اِس عقیدے کو تسلیم کرلے کہ روح القدس کا نزول اجلال ہوتا ہے۔ لیکن اُس نے اِس امر کو نہین تسلیم کیا یہان تک کہ ۱۲۵۵ء مین دُنیا سے رخصت ہوگیا۔ اُس کی موت سے لاطینی شہنشاہ کو کسی قدر اطمینان نصیب ہوا۔ لیکن جب بالڈون نے اِس بات کے دریافت کرنے کے واسطے اپنے ایلچی بھیجے کہ میکائیل پلیولوگس جو وطاطزیس کے پوتے جان کا ولی اور سرپرست قرار پایا تھا اُس کے ساتھ کیا مراعات کرے گا۔ تو میکائیل نے بالکل بے رُخی سے
(۱۲۵۹ء میکائیل پلیولوگس نے بالڈون کے سفیرون کو ناکام مسترد کیا۔) اُنھین جواب دیا کہ مین ایک چپہ بھر زمین بھی نہ دون گا۔ لاطینی قیصر اب صرف اِس صورت مین امن و امان سے بیٹھ سکتا ہے کہ اِس مقدار مین سالانہ خراج ادا کرتا رہے جتنی کہ شہر قسطنطنیہ کی چونگی اور دیگر شہری محاصل کی آمدنی ہے۔ اور اگر اُسے یہ شرط منظور نہین ہے تو لڑائی کے لیے تیار رہے۔ اِس عظیم الشان نزاع کا بہت جلد فیصلہ ہوگیا۔ میکائیل نے قیصر کا خطاب اپنے سپہ سالار الکزیوس اسٹرٹیگو پولوس کو عنایت کیا تھا۔ اور اُس کے حکم سے یہ سپہ سالار روانہ ہوا تاکہ دار السلطنت قسطنطنیہ کے قریب رہ کے اُس کی نگرانی کرتا رہے۔ مگر اِس طرح کہ خود کسی خطرے مین نہ مبتلا ہو جائے۔ اپنے اِس عہد کو وہ پورا نہ کرسکا۔ اور جب تھوڑے سے آدمی ہمراہ لیکر وہ قسطنطنیہ کی دیوارون پر چڑھ گیا جن کی کوئی حفاظت کرنے والا بھی نہ تھا تو اپنی اِس بے عقلی کی حرکت نے اُس پر ایسا خوف طاری کیا کہ سر سے پاؤن تک کانپنے لگا۔ لیکن اُس نے سپاہیون کو جو واپسی کا حکم دیا تو اُنھون نے کسی طرح حکم کی تعمیل نہین کی۔ بہرحال اب تو پانسہ پڑ چکا تھا۔ اور نتیجہ

ظاہر تھا کہ فتح حاصل ہو گئی - یونانیون نے جیسے ہی یہ نعرہ سُنا کہ اپنی پرانی شہنشاہی کو بچاؤ تو سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے - اسی موقع پر جنوا والے اپنے پرانے دشمن اہل وینس سے انتقام لینے پر مستعد ہو گئے - اور لاطینی شہنشاہ مع اپنے ماتحت سردارون کے وینس کے جہازون کے بیڑے مین سوار ہو کے بھاگا تو پہلے ایوبیا مین گیا اور پھر اطالیہ مین پہونچا - اور مشرقی شہنشاہی کا دارالسلطنت اپنے مغربی فاتحون کی غلامی سے چھوٹ گیا لیکن بالڈون اس کے بعد تیرہ برس تک خالی شہنشاہی کا خطاب لیے ہوئے جا بجا در بدر پھرتا رہا - جہان ہزارون نے اُس پر ترس کھایا اور ہزارون نے اُسے بُرا بھلا کہا - لیکن عملی حیثیت سے دیکھیے تو اُس کے مقدمے مین کسی نے ہاتھ تک نہین ہلایا اُسکے بعد اُس کے بیٹے فلپ نے اُس کا لقب اختیار کیا - اور چند روز بعد بالڈون کی پوتی کیتھرائن کے ذریعے سے اُس کے شوہر چارلس آف والوا کے پاس پہونچا جو فرانس کے بادشاہ گورے فلپ کا بھائی تھا -

جولائی ۱۲۶۱ء قسطنطنیہ کا پھر یونانیون کے قبضے مین آنا

پوپ انوسنٹ سوم کو ارض مقدس کی نجات اور لاطینی سلطنت

بیت المقدس کے از سر نو قائم ہو جانے کے علاوہ جس چیز کی سب سے زیادہ تمنا تھی وہ یہ تھی کہ کلیسائے یونان کلیسائے روم مین منضم ہو جائے - اس بات کو بھی وہ سمجھتا تھا کہ اس غرض کے حاصل ہونے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ سرزمین مشرق اور سرزمین مغرب کے باشندون مین میل جول پیدا ہو - ان تمام حسرتون اور آرزوؤن کا خون اُسی صلیبی لڑائی نے کر دیا جس کی خود اُسی نے تحریک کی تھی -

چندر روزہ اتحاد مشرق و مغرب

خاص اُس صلیبی لڑائی مین اور نیز اُن واقعات مین جو اُس کے بعد پیش آئے ایسی کوئی بات نہین اُٹھ رہی جو اُن دونون مختلف ملکون کے باشندون کو ایک دوسرے کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا بنا دیتی - اس دشمنی کی بنا ایک تو یہ ظالمانہ زبردستی تھی کہ یونان اور مشرقی سلطنت قسطنطنیہ کے عیسائی پادری اور عوام صرف اس وجہ سے گنہگار سمجھے جاتے تھے کہ وہ پوپ کو اُس اعلےٰ رُتبہ پر نہین مانتے تھے جس رُتبہ کو کہ پوپ دُنیا سے تسلیم کرانا چاہتے تھے - اور جو عقیدہ کہ نقیہ کی کونسل مین مسیحیت قرار دیا گیا تھا اُس مین صرف ایک لفظ کا اضافہ کرنے سے انکار کرتے

دوسرا ظلم یہ تھا کہ جن لوگون نے وہان کے عوام کو تعلیم دی تھی اور اُن کی خبرگیری کی تھی اُن کو نکال کے اُن کی جگہ اجنبی لوگ مقرر کیے گئے۔ جنھون نے اُس طریقۂ عبادت کی قطعی ممانعت کر دی جو قدامت کی وجہ سے اُن مین ہر دل عزیز ہو گیا تھا۔ تیسرے یہ صریحی بے انصافی کہ ہر اعلےٰ عہدے۔ ذمہ داری کی خدمت اور سود مند ملازمت سے یونانی علحدہ کر دیے گئے اور اُن مین ایسا قانون جاری کیا گیا جو اُن کی خواہشون۔ اُمیدون اور عادتون مین سے ہر ایک چیز کے خلاف تھا۔ چوتھے وہ وحشیانہ غیظ و غضب جس کی وجہ سے قسطنطنیہ کے گلی کوچون مین خون کی ندیان بہین اور اُس کے متبرک مقامات قسائیون کے مزبلون کا نمونہ بنا دیے گئے۔ سب پر طرّہ یہ ہوا کہ وہ تمام چیزین جو اعلےٰ درجے کی صنعت کا نمونہ تھین جن پر بہت کچھ روپیہ صرف کیا گیا تھا اور جو بہ سبب اِس کے کہ بے مثل و بے نظیر تھین اور چونکہ جواب نہ رکھتی تھین اُن کا پھر بننا غیر ممکن تھا نہایت ہی بیش قیمت بلکہ بے بہا تھین یا توڑ ڈالی گئین یا جلا دی گئین۔ شہنشاہون کے مقبرے زبردستی کھودے گئے اور لُوٹ لیے گئے۔ قدیم کاریگرون کی تمام اعلےٰ درجے کی کاریگریان جن پر اُنھین ناز تھا برباد کر ڈالی گئین۔ اِن لوگون مین سے صرف ایک وینس والے ایسے تھے جنھین برباد کرنے کے بہ نسبت چُرا لے جانے مین زیادہ دلچسپی تھی۔ چنانچہ لسیپو کے گھوڑے جو سمندر پار اُتار کے وینس مین پہونچائے گئے اِس وقت تک وینس کے کنیسۂ سینٹ مرقس کی ڈیوڑھی پر لگے ہوئے ہین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیون کو لاطینی مسیحی دُنیا کے قوانین۔ رسوم اور سلطنت سے سخت نفرت ہو گئی۔ اور اِس وقت تک مشرقی کلیسیا اور مغربی کلیسیا کے درمیان مین ایک ایسا دریا حائل ہے جسے نہ آج تک کوئی شخص اپنی کوشش سے پاٹ سکا ہے اور نہ اُس پر پُل بندھ سکا۔

گیارہوان باب

چھٹی صلیبی لڑائی

جس حماقت کی بدولت مجاہدین صلیب نے ہر موقع پر اپنی فتوحات کے

نضمون کو ہاتھ سے کھو یا یا مٹا دیا تھا۔ وہی حماقت چھٹی صلیبی معرکہ آرائی میں بھی اُسی شان سے ظاہر ہوئی۔ لیکن اِن لوگون کی تنگ نظری اور بیجا ضد کی عیب پوشی اُس بادشاہ کی عقلمندی ومیانہ روی سے سبت کچھ ہو جاتی ہے جس کا نام اِس مہم کا جزو لاینفک ہو گیا ہے۔ اِس بادشاہ کی ذات مین یورپ کی پُرانی اور نئی تہذیبین پہلو بہ پہلو نظر آتی ہین۔ فریڈرک دوم اور گریگری نہم کے مابین جو جھگڑا ہوا وہ متعدد حیثیتون سے بالکل ویسا ہی تھا جیسا جھگڑا کہ الگزنڈر سوم اور لوتھر کے درمیان ہوا تھا۔

چھٹی صلیبی لڑائی کے خصائص۔

جس قحط سالی کی بنیاد پر ڈینڈالو نے شہر زارا کی فتح کے بعد پانچوین صلیبی لڑائی کے مجاہدین کو مشورہ دیا تھا کہ ارض فلسطین کے بحری سفر کو آیندہ موسم بہار پر ملتوی رکھین اُس نے ارض پاک کے لاطینی الاصل مسیحیون کو اتنا پریشان نہین کیا جتنا کہ اُس زلزلے نے پریشان کیا جس نے شہر کے شہر مسمار کر دیے تھے اور جو قیامت کی علامت سمجھا گیا۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ زلزلہ آثار قیامت خیال کیا گیا شہر عکہ کی شکستہ دیوارون کی مرمت مین بہت کچھ روپیہ صرف کیا گیا اور مشہور ہے کہ جن قیدیون سے اِس مرمت مین کام لیا گیا اُن مین ایران کا مشہور شاعر سعدیؒ[عہ] بھی تھا۔

ارض فلسطین مین لاطینیون کی پریشان حالی

حقیقت یہ تھی کہ دونون فریق بہت ناتوان ہو رہے تھے۔ اور سب کا دل تھوڑا ہو گیا تھا۔ اور سیف الدین نے یہ خبر سُن کے کہ قسطنطنیہ پر بونی فیس۔ ڈینڈالو۔ اور بالڈون کا قبضہ ہو گیا چھ سال کے واسطے مسیحیون سے صلح کر لی۔ یہ چھ سال گزرنے نہین پائے تھے کہ المرلق اور اُس کی زوجہ کے مرنے سے بیت المقدس کی برائے نام سلطنت ازابیلہ کی بیٹی میری اور کونراڈ آف ٹائر کو ملی۔ اُمرا نے یہ دیکھ کر کہ وہان کوئی ایسا لائق شخص موجود نہین ہے جو میری کو اپنے عقد مین لے۔ فرانس کے بادشاہ فلپ آگسٹس سے استدعا کی کہ وہی میری کے واسطے کوئی شوہر ڈھونڈھ نکالے اُس نے جان آف برین کو تجویز کیا جس نے وعدہ کیا کہ مین دو ہی سال کے اندر اندر ایک زبردست فوج لے کر ارض فلسطین کو چلا جاؤنگا جب

سلطان سیف الدین اور مسیحیون کے درمیان صلح۔ سنہ ۱۲۰۶ع

عہ اِس اسیری کا حال خود شیخ سعدی نے اپنی متداول کتاب گلستان مین لکھا ہے۔

سیف الدین نے سُنا کہ اِس طریقے سے دشمنون کی قوت بڑھ گئی ہے تو اُس نے میعاد صلح کی توسیع کرنی چاہی اور یہ شرط پیش کی کہ جو دس قلعے تم منتخب کرو اُن کو اپنے قول پر قائم رہنے کی ضمانت مین دینے کے لیے مین مستعد ہون۔ اُس کی اِس تحریک کو چونکہ ٹیوٹانک نائٹون اور ہاسپٹلرز نے پسند کیا تھا لہٰذا ٹمپلرز اور پادریون نے نامنظور کیا۔ اور آخر مین فیصلہ یہی ہوا کہ پیغام جنگ دے دیا جائے۔

جان آف برین جب ارض فلسطین کو روانہ ہوا تو اُس کے ہمراہ رکاب صرف تین سو نائٹ تھے۔ انگلستان مین یہ حالت تھی کہ بدنصیب جان پوپ کا مخالف بنا ہوا تھا۔ اور ملک بھر محض اُس کی شامت سے پوپ کے عتاب[۵] مین مبتلا تھا۔ یہ رنگ دیکھ کے فرانس کا بادشاہ بجاے ایک ایسی مُہم پر جانے کے جس کے لیے دُور دراز سفر کرنا پڑے پوپ کے اِس عتاب سے جو اُس کے دشمن پر تھا فائدہ اُٹھانا چاہتا تھا۔ اور یہ تو کچھ ایسا موقع تھا کہ خود پوپ انوسنٹ سوم نے بھی روضۂ اقدس کی حمایت کے مقابل عیسائی لامذہبون کو سزا دینا زیادہ ضروری خیال کیا تھا۔ لہٰذا جان آف برین کی میری کے ساتھ شادی ہوتے اور دونون کے ارض مقدس کے براے نام بادشاہ و ملکہ قرار پاتے ہی لڑائی چھڑ گئی۔ سیف الدین کے مقابلے مین شاید اُس نے ٹینکرڈ کے ایسے کارنمایان دکھائے ہون لیکن کچھ ایسی مجبوریان پیش آئین کہ اُسے عاجز آ کے پوپ کو لکھنا پڑا کہ لاطینی سلطنت ضعیف ہوتے ہوتے محض سلطنت کا ایک خیال رہ گئی ہے۔ ورنہ اُس مین کچھ دم نہین رہا ہے۔ سنہ ۱۲۱۰ء جان آف برین ہوا ے نام شاہ بیت المقدس

اُس کی التجاؤن پر پوپ کے دل مین پھر پرانا صلیبی جہاد کا جوش پیدا ہوا۔ اور اب انوسنٹ نے وہی باغ سبز دکھانا شروع کیے جنھون نے البی جنس (ایک لامذہب مسیحی فرقہ) کے مقابل کی صلیبی معرکہ آرائیون کو ویسا ہی دلچسپ بنا دیا تھا جیسا کہ اہل اسلام کے مقابل کی صلیبی لڑائیون کو۔ اور

[۵] پوپ جس بادشاہ پر عتاب کرتا اُس کی قلمرو مین نہ پادری نماز مین شریک ہو سکتے نہ دیگر رسوم مذہبی گرجے مین ادا کر سکتے۔

اپنے اُس خط مین جسے اُس نے عام لوگون کی طرف خطاب کر کے شایع کیا تھا اُس نے یہ بھی تحریر کیا کہ اب مسلمانون کی حالت چراغ سحر کی سی ہو رہی ہے۔ اور عنقریب گل ہوا چاہتی ہے“۔ اُس نے یہ بھی لکھا کہ ”سلطنت اسلام کو قائم ہوئے ۶۶۶ سال گزر گئے۔ یہ ایسی تعداد ہے جو یورپ مین اعداد حروف کے حساب سے اِس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ سلطنت وہی درندہ ہے جس کا ذکر غیر متلو اناجیل[عہ] مین آیا ہے“۔ اِس سے چند ہی روز پیشتر وہ سلطان حلب کو ایک خط لکھ چکا تھا جس مین اُس نے اِس بارۂ خاص مین سلطان کا شکریہ ادا کیا تھا کہ اُس نے عیسائیون کے ساتھ بہت ہی اعتدال سے کام لیا۔ اور اُن کے مذہب کا بہت لحاظ رکھا۔ اب اُس نے سیف الدین سے استدعا کی کہ آپ فوراً بے لڑے بھڑے ارض فلسطین کو خالی کر دیجیے۔ کیونکہ اُس سرزمین کی وجہ سے آپ کو بعوض نفع کے بہت زیادہ زحمتین برداشت کرنی پڑتی ہین۔

اب انوسنٹ جس صلیبی جہاد کا جوش پیدا کرنا چاہتا تھا اُس کے لیے رابرٹ کورسون نام ایک انگریز نے جسے پوپ مذکور نے اپنا وکیل قرار دیا تھا فرانس مین جوش و خروش کے ساتھ وعظ کہنا شروع کیا۔ یہ فلاک آف نیلی کا شاگرد تھا۔ اور اپنے اُستاد کی پوری سرگرمی اور تھوڑی ہی بہت فصاحت و بلاغت اُس نے ورثے مین پائی تھی۔ اور اگر اُن لوگون کی تعداد کا لحاظ کیا جاے جو محض اُس کی تبلیغ کی بدولت زایرون کے گروہ مین شامل ہو گئے تو کہا جا سکتا ہے کہ اُسے تھوڑی کامیابی نہین ہوئی۔ جو تعاقدار اور نائٹ اِن مضمون مین شریک تھے وہ اِس جوش سے تنگ آ گئے تھے جس کی بدولت لُوے۔ لنگڑے۔ اندھے اور کوڑھی لوگون کو بھی دعوت دی جاتی تھی کہ آئین اور جوش دکھا کے خدا کی بادشاہت کو حاصل کرین۔ اِس کے علاوہ جو الزام فلاک کے زمانے مین اُس پر لگایا گیا تھا وہی اب اُس کے شاگرد پر زیادہ سختی کے ساتھ

رابرٹ آف کورسون

عہ انجیلین بہت سی ہین۔ مگر یہ موجودہ مجموعہ وہ ہے جو ایک عجیب طریقے سے اُن مین سے منتخب کر لیا گیا تھا۔ وہ انجیلین جو اِن کے علاوہ ہین اُن کو رومن کیتھولک یہ حیثیت روایات یا غیر متلو آیات ربانی کے تسلیم کرتے ہین۔ جن کو اپاکلیفہ کا نام دیا گیا ہے۔

لگایا گیا۔ رابرٹ اس بات کا متہم کیا گیا تھا کہ جو روپیہ صرف ارض مقدس کے چھڑانے
کے واسطے دیا جاتا ہے اُسے وہ اور کامون مین صرف کرتا ہے۔ لیکن **ہنوریس**
چہارم رابرٹ کا دوست ثابت ہوا۔ اور ۱۲۲۱ء مین اُس نے رابرٹ کو
البانیو کے اسقف اعظم **پیلاجیوس** کا شریک کر کے اُس کے ساتھ روانہ کر دیا۔
کلرمانٹ کی کونسل کے بعد پہلی صلیبی لڑائی کے واسطے چند ہی مہینون
مین فوج جمع بھی ہو گئی تھی اور روانہ بھی ہو گئی تھی لیکن اُس کے بعد کی مہمون مین
۱۲۱۵ء لاطران کی چوتھی کونسل — اس غرض کے پورے ہونے مین برسون گزرے تھے۔ **لاطران** کی چوتھی کونسل مین
پوپ **انوسنٹ** نے اِس بات کا اعتراف کیا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین خود حامیان
صلیب کے ساتھ میدان کارزار کو جاؤن جس کی وجہ سے اِس لڑائی کے کھلاڑیون
نے اپنے گیتون مین اُسے اپنا مستقل مزاج اور صاحب جرأت رہنما بتایا۔ لیکن
جب اِس کے بعد پورا ایک سال گزر گیا تب کہین جا کے اُس قوم کے بادشاہ نے
۱۲۲۶ء — جس نے پہلی صلیبی لڑائی کے حامیون کا راستہ روکنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا
رکھا تھا۔ خود مشرق کا سفر کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اِس سے مُراد ہنگاریا کا بادشاہ
انڈریو بادشاہ ہنگاریا کا جہاد صلیبی — **انڈریو** ہے جسے اب وینس کے جہاز پہلے جزیرۂ **قبرس** مین اور پھر وہان سے
ارض فلسطین کو لے گئے۔ لیکن وہان پہونچ کے کوہ **طبور** کی بلندی کے ایک قلعہ
پر حملہ کر کے جب اُسے ناکامی ہوئی تو اُس کی ہمت پست ہو گئی اور اُس نے اپنے
وطن ہنگاریا واپس آنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اِس شان سے وطن پہونچا
۱۲۱۸ء — کہ میدان جنگ مین تو کچھ بھی ناموری نہین حاصل کی مگر ہان تبرکات بہت سے
لایا جنھین اُس نے آرمینیہ اور یونان مین جمع کیا تھا۔

دوسرے سال اور ایک فوج جو **کولونیا** مین جمع کی گئی تھی اور جس نے
اثنا سے راہ ملک پرتگال مین پہونچکر یہ کار نمایان کیا تھا کہ شہر **القصر** کو مسلمانون
کے قبضے سے چھین لیا۔ ارض مقدس مین پہونچی اور یہان آ کے **ٹمپلرز** اور **ٹیوٹانک**
نائٹون کے ساتھ شریک ہو گئی جنھون نے کوہ **کارمل** پر قلعہ بندی کر رکھی تھی۔
یہ جنگ جو بہادر اب اتنے دلون بعد **المرلق** اول کی حکمت عملی کی طرف
مائل ہوئے۔ جس کا قول تھا کہ ارض فلسطین کو مملکت مصر کے ذریعے سے

شاللہ محاصرۂ دمیاط

اپنے قبضے مین لانا چاہیے۔ فوراً شہر دمیاط[عہ] کا محاصرہ شروع ہوگیا۔ اور یہ قلعہ بہت جلد قبضے مین آگیا۔ سیف الدین کی وفات کی وجہ سے مصر مین جو ہنگامے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اُن سے مسیحی مجاہدین کو اور مدد مل گئی۔[عہ] اور سیف الدین کے بیٹے کامل سلطان مصر کو ارض عرب مین جا کے پناہ لینی پڑی۔ قدیمی معمول کے مطابق کامیابی نے صلیبیون مین غرور اور سستی پیدا کر دی۔ اب نئی فوجین فرانس سے آگئین جو نوابان نویرا اور مارش کی سرداری مین تھین۔ انگلستان سے ولیم لانگ سورڈ اور ارل آف سالسبری کی سرداری مین اور فوجین آئین اور اٹیالیہ سے اسقف البانو اور رابرٹ آف کورسون کی ماتحتی مین۔ ان فوجون کے پہونچ جانے سے صلیبیون کی قوت اور بڑھ گئی۔ رابرٹ آف کورسون تو جہاز سے اُترتے ہی بیمار پڑا اور مرگیا۔ باقی ماندہ سب سردار ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے

ملک العادل کی وفات۔

عہ دمیاط دولت مصر کا ایک شہر ہے جو دریاے نیل کے دہانے پر واقع ہے۔

عہ سیف الدین کا لقب جو عربی مورخین مین مشہور ہے الملک العادل ہے۔ اُس نے ۷ جمادی الآخر شاللہ ھ کو انتقال کیا۔ اُس کی زندگی ہی مین صلیبیون نے مصر پر حملہ شروع کر دیا تھا۔ اور دمیاط مین اُس کا بیٹا الکامل جسے اُس نے اپنی وصیت کے مطابق حاکم مصر قرار دیا تھا صلیبیون کو روکے ہوئے تھا کہ العادل کی موت کی خبر آئی۔ اور معلوم ہوا کہ امراے مصر کامل کو معزول کر کے اُس کے بھائی فائز کو تخت نشین کیا چاہتے ہین۔ یہ خبر سُنتے ہی کامل واپس گیا۔ اور چونکہ اپنے رفقا مین سے کسی پر اُسے اعتماد نہ تھا لہذا مملکت مصری کو چھوڑ کے باہر چلا گیا۔ جہان اُس کے دوسرے بھائی اشرف نے مل کے اُس کی ہمت بندھائی۔ کامل نے صلیبیون کو اِس مضبوطی سے روکا تھا کہ اُس کی موجودگی مین یہ بھی اُمید نہ تھی کہ مسیحی دمیاط تک پہونچ سکین گے کیونکہ پہلے تو اُس نے دریا کے دہانے پر ایسی زنجیرین قائم کرا دی تھین کہ جہاز نیل مین نہین آسکتے تھے۔ اور بڑی دشواری کے بعد جب مسیحیون نے قابو پا کے وہ زنجیرین توڑین تو کامل نے ایک پُل ایسا بندھوا دیا کہ مسیحیون کو عبور غیر ممکن ہوگیا۔ لیکن اب اُس کے جانے کے بعد صلیبیون نے موقع پا کے دمیاط کا محاصرہ کیا جس کی ابتدا ۲۰۔ ذیقعدہ ۱۶ ۶ ھ سے ہوئی۔ شہر والون کی نہ زیادہ تعداد تھی نہ اُن کے پاس رسد کا سامان تھا۔ اس پر بھی اُنھون نے جس استقلال سے مقابلہ کیا اُس پر مورخین حیرت کرتے ہین غرض متواتر نو مہینے تک شب و روز مقابلہ کر کے ۲۷ شعبان ۶۱۶ ھ کو اُنھون نے ہتھیار رکھ دیے

بیٹھے تھے کہ شام کے سلطان قورادین (یہ عبارت ملک العادل کے بیٹے ملک الاشرف سے ہے۔ نام ہمین اِس وقت معلوم نہین ہوسکا لیکن غالباً اُسی کی خرابی قورادین ہے) نے اپنے بھائی ملک الکامل کو مصر مین واپس بھیج کر تخت پر بٹھا دیا۔ آخرکار محاصرہ پھر کسی قدر سرگرمی اور خوش نصیبی کے ساتھ شروع ہوا۔ اور ملک الاشرف نے یہ دیکھ کر کہ دمیاط کے نکل جانے سے کیا کیا خرابیان پیدا ہون گی پہلے تو بیت المقدس کی شہرپناہ منہدم کرا دی۔ پھر محاصرہ کرنے والون کو صلح کا پیام دیا۔ جس مین وعدہ کیا کہ مین بیت المقدس کی دیوارین پھر بنوا دون گا۔ اور اصلی صلیب بھی مسیحیون کو دے دون گا۔ اور قلعہ جات کرک مانٹریل کے سوا جن کے ذریعہ سے حجاج مکہ کی حفاظت کی جاسکے گی سارا علاقہ ارض فلسطین بھی مسیحیون کے سپرد کردون گا اس طریقے سے صلیبیون کو وہ تمام چیزین مل جاتی تھین جن کی اُنھین خواہش ہوسکتی تھی۔ لیکن محض اِس وجہ سے کہ بادشاہ جان آف برین۔ ٹیوٹانک نائٹون اور فرانسیسیون نے اِن شرطون کے منظور کر لینے پر اصرار کیا ٹمپلرز ہاسپیٹلرز اور۔ الیطالیہ والون نے اُن کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور سلطان کے پیش کردہ شرائط نہایت حقارت کے ساتھ نامنظور کیے گئے۔ شہر دمیاط فتح کر لیا گیا اور مسیحیون نے لوٹ مار اور خونریزی شروع کر دی۔ لوٹ مار مین تو انھین لوگون نے بہت زیادتی کر رکھی تھی مگر خونریزی مین دبانے اُن سے زیادہ کام کیا۔ مشہور ہے کہ جس وقت شہر دمیاط پر صلیبیون نے قبضہ کیا ہے تو منجملہ ستر ہزار محصورین کے صرف تین ہزار زندہ رہ گئے تھے۔ اور اُن بدنصیبون کی جان بخشی بھی کی گئی تو اس شرط پر کہ وہ خونہ گلی کوچون اور مکانون کو اپنے عزیز و اقارب کی لاشون سے صاف کر دین۔

شرائط صلح جو ملک الاشرف کی جانب سے پیش کیے گئے

اِن شرائط کے تسلیم کرنے سے صلیبیون کا مجنونانہ انکار

دمیاط پر قبضہ ۵ نومبر ۱۲۱۹ء

اب پھر ہر چیز صلیبیون کے اختیار مین آگئی۔ لیکن موسم سرما اُنھون نے بیکاری مین گزر جانے دیا۔ بہار کا موسم آیا تو جان آف برین کی راے کے خلاف پوپ کے وکیل نے مصر کے فتح کر لینے پر اصرار کیا۔ صلیبیون نے جب قاہرہ کی طرف کوچ کیا تو راستے ہی مین تھے کہ ملک الکامل نے پھر وہی شرائط جو دمیاط کے محاصرے کے زمانے مین پیش کیے گئے تھے پیش کر دیے مگر

سنہ ۱۲۲۱ء قاہرہ کی طرف مسیحیون کا کوچ کرنا

صلیبیون نے پھر یہ درخواست نامنظور کی۔ اِن دنون دریاے نیل بہت جلد جلد بڑھتا جاتا تھا۔ اہل مصر نے پانی کے پھاٹک کھول دیے۔ جس کی وجہ سے یکایک صلیبیون کے کیمپ مین سیلاب آگیا۔ اور اُن کے خیمے اور مال و اسباب تمام چیزین بہہ گئین۔ جس کے بعد اِس کی باری آئی کہ خود پوپ کا وکیل صلح کی التجا کرے۔ اُس نے اپنی درخواست مین شہر دمیاط کے خالی کر دینے کا وعدہ کیا۔ مسلمانون کے لشکرگاہ مین جو سردار اِس بات پر جمے ہوئے تھے کہ دشمن کو بالکل غارت کر دینا چاہیے۔ اُنھین اِس درخواست کے منظور کرنے پر راضی کرنا سلطان کامل کے لیے کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن اُس نے اُنھین سمجھایا کہ ایسی حالت مین جب کہ ارض شام پر تاتاریون کی یورش کا خوف ہے کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہیے جس سے یورپ کے صلیبیون کو اور اشتعال ہو۔ اور پھر نرغہ کر کے اِس طرف چل کھڑے ہون۔ اور ایسے دشمن سے جو ایسا ہی محاصرہ پھر کر سکتا ہو جیسا کہ ابھی چند مہینے پیشتر تھا۔ اور جس کے نتائج نظر آ چکے ہین اُس سے شہر دمیاط کے ہاتھ آ جانے کو بہت غنیمت سمجھنا چاہیے۔

پُرانے شرائط دوبارہ نامنظور کیے گئے۔ صلیبیون کی تباہی۔

ع۔ یہ زمانہ نہایت نازک تھا۔ صلیبیون کی ہیبت نے مسلمانون مین تہلکہ ڈال دیا تھا۔ مسلمانان مصر آمادہ تھے کہ وطن چھوڑ کے ہجرت کر جائین۔ شام والے الگ پریشان تھے۔ یورپ سے لڑنے والون کا سیلاب چلا آتا تھا۔ اور مشرق کی طرف سے اِس سے بڑا ہولناک سیلاب تاتاریون اور ہلاکو خان کا تھا جو حدود عراق مین داخل ہو چکے تھے۔ اِن حالات کو دیکھ کے ملک الاشرف نے جو حکمران شام تھا بیت المقدس کی شہر پناہ مسمار کرا دی۔ اِدھر کامل نے جس کے روکے صلیبی نہ رُک سکتے تھے اشرف کو شام مین اور دوسرے بھائی ملک معظم کو لکھا کہ مدد کرو۔ یہ دونون بھائی فوجین لے کے روانہ ہوئے۔ پہلے اشرف پہونچا۔ اب صلیبی دمیاط سے آگے بڑھ کے نیل کی ایک خلیج مین اُترے ہوئے تھے۔ سامنے کامل کا لشکر تھا۔ اور مسلمانون کو یاس تھی۔ مذکورۂ کتاب شرائط اشرف نے پیش کیے اور نامنظور کیے گئے بلکہ کہا گیا کہ تین لاکھ اشرفیان بیت المقدس کی فصیل گرانے کے جرمانے مین دو۔ اتفاقاً مسلمانون نے مسیحیون کی چند کشتیان پکڑ لین جس سے اُن کا ذرا حوصلہ بڑھا تھا کہ بعض مسلمانون نے

بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ سلطان مصر کو پوری کامیابی ہوئی اور پورا جبروت حاصل ہو گیا۔ لیکن اب اُسے ایک اور ہی مزاج کے دشمن سے سابقہ پڑنے والا تھا۔ **فریڈرک دوم** بدنام ہنری ششم کے بیٹے اور فریڈرک باربروسہ کے پوتے کو اِس کی عمر کا اٹھارہواں سال تھا کہ پوپ نے اِس غرض سے طلب کیا کہ وہ آکر اُس شہنشاہی تاج کو پہنے جو ہنری الملقب بہ شیر ببر کے بیٹے اوتھو آف برنسوک سے اُس کی بداعمالیوں کے باعث چھین لیا گیا تھا۔ یہ ایک پُرانا معاملہ تھا۔ پوپ اور اینٹی پوپ دستبرداری پاپائی کے باطل مدعیوں کا جھگڑا معاصر شہنشاہوں کی معرکہ آرائیوں سے بھی زیادہ سخت تھا۔ اور اِس جھگڑے میں پوپ نے فطرۃً اُسی فریق کی جانب داری کی جس سے کلیسیا کو زیادہ فائدہ پہونچنے کی اُمید ہو سکتی تھی۔ رچرڈ شیر دل کا بھتیجا اوتھو اُس خاندان سے تھا جس نے پاپایان روم کے ساتھ بہت کچھ وفاداری کی تھی۔ اُس کا رقیب ہوہن اسٹوفان کے سوابی گھرانے سے علاقہ رکھتا تھا جس کے ہاتھ سے پاپاؤں کو بہ نسبت دوستی کے زیادہ تر دشمنی برداشت کرنی پڑی تھی۔ فریڈرک باربروسا کے زمانے کی باتین انوسنٹ ثالث کے دل کو اچھی طرح یاد تھین۔ جس کے سامنے دونوں مدعیوں نے اپنے اپنے تاج پوشی کے

باربروسہ کا پوتا فریڈرک دوم

سنہ ۱۲۱۲ء

پوپ اور جھوٹے مدعیان پاپائی۔

جو ملکی انجنیری میں کمال رکھتے تھے دریاے نیل کا پانی اِس طرح کاٹ دیا کہ مسیحیوں کے لشکر میں سیلاب آگیا۔ اب اُنھیں کہیں پناہ نہ تھی۔ گھبرا کے اُلٹے پھرنے اور دمیاط میں آنے کا ارادہ کیا کہ ناگہان ایک عظیم الشان لشکر نمودار ہوا۔ مسلمان دیکھ کے گھبرائے کہ مسیحیوں کی تازہ مدد آگئی۔ مگر وہ لشکر قریب آیا تو معلوم ہوا کہ ملک المعظم کا لشکر ہے۔ اُس نے اُن کا پشت کا راستہ بھی روک دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو ساری ارض فلسطین کے لیے بھی صلیبی نہیں راضی تھے یا خود ہی درخواست کی کہ ہم دمیاط بھی آپ کے حوالے کرتے ہیں اور لڑائی سے بھی توبہ کرتے ہیں۔ آپ ہمیں خالی جان بچا کے واپس چلے جانے دیجیے۔ اِس میں بھی کامل کو تامل ہوا تو زیادہ خوشامد کی گئی۔ آخر کچھ اوپر مبیں شاہان یورپ اور اُن کے بڑے اساقفہ جن میں پوپ کا نائب بھی تھا بطور کفالت کامل کے لشکرگاہ میں آئے۔ اور قلعہ دار دمیاط کو لکھا کہ فوراً بلا عذر قلعہ مسلمانوں کے سپرد کر دو۔ یہ معاہدہ ۷۔ رجب سنہ ۶۱۸ھ کو ہوا۔ اور اِس صلیبی جہاد کا خاتمہ ہو گیا۔

سنہ ۱۲۱۰ء حقوق پیش کیے۔ اُن پر خوب سنجیدگی سے اور مدّت دراز تک غور ہوتا رہا۔ لیکن جو
فیصلہ ہوا وہ مشتبہ نہ تھا۔ اوتھو کے حریف فلپ کی نسبت تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ کلیسیا
کا ایک ضدی ستانے والا رہا ہے اور اِن دنون بھی ایسی ہی تدبیرین کر رہا ہے کہ پوپ
کو حکومت صقلیہ سے محروم کرے۔ اِن وجوہ سے ضرور ہے کہ وہ پوری قوت حاصل کرنے
سے پہلے ہی دبا دیا جاے۔ غرض اِسی سبب سے پوپ نے اوتھو کی نسبت اِن باتون
کا اعتراف کیا کہ "وہ بذات خود کلیسیا کا معتقد ہے۔ مان کی طرف سے انگلستان
کے شاہی خاندان سے ہے۔ باپ کی طرف سے ڈیوک آف سیکسنی کی اولاد
مین ہے۔ اور وہ دونون کلیسیا کے مطیع و منقاد فرزند تھے۔ لہٰذا اُسی کو ہم بادشاہ
تسلیم کرتے ہین۔ اور اُسی کو اِس بات کی اطلاع دیتے ہین کہ تاج شہنشاہی اپنے سر پہ
رکھے۔" انوسنٹ کا کام یہ تھا کہ کٹھ پُتلی کے تماشے کی طرح کبھی اِس کو بادشاہ
برنسک کا بناتا اور کبھی اُس کو۔ اوتھو کا عہد جرمنی مین سخت جھگڑے فساد اور بدنظمی کا زمانہ
اوتھو تھا۔ اور وہ خود بھی اِسی کوشش مین لگا رہا کہ کسی تدبیر سے پوپ روم کی حکومت کا
جُوا اپنی گردن پر سے اُتار کے پھینک دے۔ اب پوپ کی نظر نوجوان فریڈرک
کی طرف پھری۔ جو اُن دنون صقلیہ کی بہشت مین دھوپ کھانے کے مزے اُڑا رہا
تھا۔ اور جس کی طبیعت کے روشن اوصاف سے بہت کچھ اُمیدین کی جا سکتی تھین۔
لیکن بعد کے زمانے مین اُس کے غصّے کے جوش نے اُن اوصاف کو دُھندلا کر دیا۔
سنہ ۱۲۱۲ء مین فریڈرک شہر فرینک فورٹ مین شہنشاہ منتخب کیا گیا۔ اور سنہ ۱۲۱۴ء
مین بووینیز کی لڑائی نے اوتھو کی قوت کے دُھرّے اُڑا دیے۔ پوپ کی اِس مہربانی
سنہ ۱۲۱۴ء جنگ کا شکریہ فریڈرک نے یون ادا کیا کہ صلیبی جہاد کا عہد کیا۔ اور وعدہ کیا کہ بیت المقدس
بووینیز کو مسلمانون کے قبضے سے چھیننے کے لیے ایک فوج جمع کر کے چڑھائی کرون گا۔ جب تک
اُس کا حریف اوتھو زندہ تھا اِس عہد کا پورا کرنا اُس کے امکان مین نہ تھا۔ انوسنٹ
سوم مرنے سے دو برس پہلے ہی اُس متکبرانہ سلطنت اور لگاتار محنت لینے والی
سنہ ۱۲۱۶ء پوپ شہ نشین سے علحدہ ہو گیا۔ اور میانہ رو اور رحمدل ہونوریس سوم اُس کی گدّی پر
ہونوریس سوم بیٹھا۔ اِس پوپ نے بڑے ہی شائستگی کے الفاظ مین جو محبت و دوستی کی شان دکھاتے تھے
فریڈرک سے درخواست کی کہ اب آپ روضۂ اقدس مسیح پر سے مسلمانون کا

قبضہ اُٹھانے کے لیے کوچ کیجیے۔ لیکن گو آسمان صاف نظر آتا تھا مگر تاریکی کی کچھ
پرچھائیان اب بھی اُس مین چھپی ہوئی تھین۔ فریڈرک نے پوپ کی منظوری حاصل
کیے بغیر فرینک فورٹ کی ایک دعوت مین اپنے مذہبی معتقد اون اور رعایا
سے قول وقسم کر کے جرمنی کے تاج کے لیے اپنے بیٹے ہنری کو منتخب کر لیا سنہ ۱۲۲۰ء
اِس کارروائی پر جس سے یہ منشا ظاہر ہوتا تھا کہ جزیرۂ صقلیہ کی حکومت سلطنت
جرمنی کے ساتھ ملا دی جاے۔ پوپ ہونوریس نے ناراضی ظاہر کی فریڈرک
نے چھوٹتے ہی یہ عذر کیا کہ میرا یہ منشا نہ تھا بلکہ اگر مین مر جاؤن اور میرا کوئی
جائز وارث نہ ہو تو پھر صقلیہ کی حکومت بھی پوپ ہی کے قبضے مین ہو جاے گی
اِس کے تھوڑے ہی دنون کے بعد جب پوپ نے سینٹ پیٹرس کے کنیسے
مین اُسے اور اُس کی ملکہ کو تاج شاہی پہنایا تو فریڈرک نے اقرار کیا کہ آیندہ ۲۲۔ نومبر سنہ ۱۲۲۰ء
سال کے ماہ مارچ مین میری فوج کا ایک حصہ صلیبی جہاد کے لیے تیار ہو جائے گا۔
اور اُس کے بعد اگسٹ کے مہینے مین مین خود بھی چل کھڑا ہون گا۔

لیکن فریڈرک کے لیے اپولیا کے فتنہ انگیز تعلقدارون کی سرکوبی
اور صقلیہ مین مسلمانون کے حملے کی روک تھام جنھون نے قیامت کی سی ہلچل ڈال رکھی تھی
غرض ایسے کام موجود تھے جو اُس کو اپنے ہی ملک مین رکھنے اور اُس کا دامن پکڑنے
کے لیے کافی بلکہ کافی سے بھی کچھ بڑھے چڑھے تھے۔ مگر پھر بھی اُس مقصد (یعنی صلیبی
جہاد) کے لیے چالیس جہازون کا ایک بیڑا روانہ کر دیا گیا۔ اور جب یہ خبرین آئین
کہ شہر دمیاط بھی قبضے سے نکل گیا تو اُس پر یہ خیال قائم کیا گیا کہ فریڈرک کی سستی و کاہلی سنہ ۱۲۲۱ء دمیاط پر مسلمانون کا قبضہ
سے خداوند تعالے ناراض ہے۔ یہ صاف تھا کہ فلسطین کے رومی مسیحیون کی قسمت صرف
اسی طرح جاگ سکتی تھی کہ یہان سے ایک بڑی بھاری فوج کسی ہوشیار افسر کی ماتحتی مین
جاتی۔ مگر اُن عجیب و غریب لغوتیون کی نسبت کچھ نہین کہا جا سکتا جنھون نے کئی بار
وہ تمام فائدے الگ پھینک دیے جو ممکن تھا کہ کسی کامیاب صلیبی جہاد کے ذریعے سے
حاصل کر لیے جاتے۔ بہر حال ایسا لشکر ایک مہینہ کیا ایک سال مین بھی نہ جمع کیا جا سکا
شہر وروِلی مین ایک جلسہ ہوا اور اُس مین قطعی فیصلہ ورونا کی آیندہ کونسل پر اُٹھا اپریل سنہ ۱۲۲۲ء
رکھا گیا۔ مگر اُس دوسری کونسل کا اجلاس کبھی ہوا ہی نہین۔ جب پھر شہر فرنٹنو مین

عہد نامہ فرنٹنو

(۲ مارچ ۱۲۲۳ء مین) پوپ اور شہنشاہ مین ملاقات ہوئی تو اس پر اتفاق ہوا کہ لڑائی کا سامان کرنے مین ابھی دو سال اور صرف کیے جائین۔ اور فریڈرک جس کی ملکہ مر چکی تھی ایولانٹ سے شادی کر لے جو برائے نام بادشاہ یروشلیم کی بیٹی ہے۔ اور اس طریقے سے اپنے سسر سے شاہ یروشلیم کا وارث بن کے خود اپنے حقوق کے باقی و برقرار رکھنے کے لیے جہاد پر روانہ ہو۔ برین کا بادشاہ جان جو اس بحث کے وقت موجود تھا فوراً ایک ایسی خدمت بجا لانے کے لیے روانہ ہوا جس مین اُسے کامیابی کی اُمید تھی۔ گو وہ کامیابی ویسی نہ ہو جیسی لپطرس راہب برنارڈ۔ یا فلاک آف نیلی کو حاصل ہوئی تھی۔ لیکن اب زمانہ بدل گیا تھا۔ اور شاہ جان اپنی کوشش کے نتیجے مین بس اتنا ہی کر سکا کہ پوپ کو رپورٹ کی کہ فرنٹنو کے معاہدے مین جو زمانہ معین کیا گیا ہے اُس کے اندر مجاہدین صلیب کا روانہ ہو جانا غیر ممکن ہے

جولائی ۱۲۲۵ء معاہدۂ سان جرمانو

سان جرمانو مین ایک نیا معاہدہ کیا گیا جس کی رو سے فوج کی روانگی اور دو سال کے لیے ملتوی کر دی گئی۔ اس کے چار مہینے بعد فریڈرک نے ایولانٹ سے شادی کی اور ساتھ ہی اس اُدھیڑ بُن مین پڑ گیا کہ اپنے سسر کو اُس کی اُس شاہی سے محروم کر دے جو محض خیال مین تھی۔ چنانچہ دعوے کیا کہ برین کا جان صرف بی بی کے حقوق کی بنا پر بادشاہ بنا تھا۔ لہٰذا اُس کی بی بی کے مرتے ہی یہ شاہی کا خطاب اُس کی بیٹی پر منتقل ہو آیا۔ اور اُس سے مجھ پر۔ اس لیے کہ مین اُس کا شوہر ہون۔ اس حساب سے فریڈرک ہی لعینے مین ہی

فریڈرک شاہ نیپلز صقلیہ و یروشلیم۔

نیپلز۔ صقلیہ۔ اور یروشلیم کا بادشاہ ہون۔ جان کو بڑا غصہ آیا۔ مگر انتقام صرف اسی قدر لے سکا کہ نوعمر شہنشاہ پر بہت ہی بُری طرح کی عادی بدکاریون کے سخت الزام لگائے۔ عام اس سے کہ وہ سچے ہون یا جھوٹے۔ فریڈرک شہر روما مین پوپ ہونوریس کے ہاتھ سے تاج پہن کے جب رخصت ہوا ہے تو اُس وقت پوپ مذکور کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ "کسی پوپ کو کسی شہنشاہ سے اتنی محبت نہ ہوئی ہو گی جتنی کہ مجھے اپنے فرزند فریڈرک سے ہے" مگر اپنی پاپائی کے اختتام سے پیشتر جو واقعہ کہ ۱۲۲۷ء مین پیش آیا اس نیک نفس پوپ کو اپنے اس محبوب فرزند کی شان مین تھوڑے سے ہی سخت و سُست کلمات لکھنے کی نوبت نہین آئی۔ کارڈنل اُگولینو کے استحقاق پاپائی کا حقیقی جھگڑا اب تک باقی تھا۔ جو پوپ انوسنٹ ثالث کا ایک رشتہ دار تھا۔ اب اُس نے اس دینی حکمرانی کا سہرا

۱۲۲۷ء۔ پوپ گریگوری تاسع

تاج اسّی برس کی عمر مین اپنے سر پر رکھا۔ یہ پوپ جس نے گریگوری تاسع کا لقب اختیار کیا

ایک ایسی فصاحت بیان کی وجہ سے جس مین اُس زمانے مین کوئی اُس کا نظیر و ہمتا نہ تھا۔ اور قوانین کتب الہامی اور تمام پوپون کے فتاوون مین تبحر حاصل ہونے کی وجہ سے **گریگوری** اعظم کی سخت خلوت نشینی اور **گریگوری ہفتم** کی مستقل مزاجی کا جامع تھا۔ جس بادشاہ سے اُسے سابقہ پڑنے والا تھا وہ ایک نوعمر آدمی تھا جس کی عمر صرف ۳۳ سال کی تھی اور ایک ایسا نوجوان بادشاہ تھا جس کی تمام آرزوؤن اور ہوسون اور جس کی کل خوبیون اور لیاقتون مین سے کوئی چیز بھی **گریگوری** مین نہ تھی۔ جزیرۂ **صقلیہ** مین فرڈرک پیدا ہوا تھا۔ اور وہین اس کا نشو و نما ہوا تھا۔ اِس خوب صورت جزیرے کی بے انتہا شان و شوکت۔ اُس کی مزیدار دھوپ کے لطفون۔ اُس کے مرغزارون کی نزہت و تازگی مین اُس کا شباب عیش و عشرت کے ساتھ بسر ہوا تھا۔ نغمۂ و سرود۔ شاعری و مصوری۔ اور اعلے درجے کی انشا پردازی جس نے پُرانے علوم کے خزانے اُس کے قدمون پر لا کے ڈال دیے۔ اُس کے مشاغل رہے تھے۔ مغنی کی دُھنون اور شریف نائٹون اور مہ جبین عورتون کی صحبت چھوڑ کے وہ اِن لوگون کی طرف بھی متوجہ ہو سکتا تھا۔ جنھون نے مشرقی درس گاہون اور فلسفۂ اسکندریہ و اتھینز کی تعلیم پائی تھی اُس کی زندگی کو عصمت و بے گناہی سے کوئی علاقہ ہی نہ تھا۔ اُس کے مذاق کی زیادہ صحیح تصویر یون دکھائی جاسکتی ہے کہ ایک ایسا آزاد مشرب جس نے عام طور پر نہین تو کم از کم اپنی ذات کے لیے عابدون اور راہبون کے اخلاقی دستور العمل کو الگ پھینک دیا۔ بلکہ ایسا آزاد مشرب جس کے نزدیک سارا کرخت اور وحشیانہ شور و غل ساری غیر مہذب اور گنوارون کی سی بُرائیان کُلیتہً قابل نفرت تھین۔ اپنے اُس جنوبی باغ فردوس مین بیٹھ کے فرڈرک ایک ایسی آزادی کے ساتھ جو اُس دور کے مذہبی جوش و خروش مین اندلیشہ سے خالی نہ تھی یہ کہنے کی بھی جرأت کر سکتا تھا کہ اگر خدا نے میرے اِس خوش سواد وطن کو دیکھا ہوتا تو ارض یہوداہ کی اُس بنجر زمین کو خاص اپنے مقبول لوگون کے لیے ہرگز نہ منتخب کرتا۔ نیز یہان اُس کی طبیعت پر ایسے اثر پڑ رہے تھے جو غالباً اُس مین ایسا مذاق پیدا کرتے جو پوپ اور اُس کے پیروؤن کی نظر مین دینی بے ادبی بلکہ بے دینی کے کلمات کفر سے بھی زیادہ ناپسند اور خطرناک تھا۔ اُس کے گرد ایسی خلقت آباد تھی جو مختلف ممالک سے آکے

جمع ہوئی تھی۔ جن سب لوگون کو اُس خطے کی لطیف اور نازک آب و ہوا نے ایک دوسرے کے مذاق مین سمو کے حلیم و بُردبار بنا دیا تھا۔ نارمن لوگون نے یہان آکے اپنی شمالی مذاق کی درشت فراجی کسی حد تک چھوڑ دی تھی۔ اور اُس خوش طبعی کے فن کے قابل طلبا بن گئے تھے جس مین فریڈرک نے بہت کچھ ترقی کی تھی۔ اہل جرمن تک کی وضع اور زبان مین کسی نہ کسی قدر تہذیب کی آب و تاب پیدا ہو گئی تھی۔ اِن کے مقابل ایک گروہ یہودیون کا تھا وہ جس طرح دولتمندی مین مسیحیون سے بڑھے ہوئے تھے اُسی طرح تہذیب و تعلیم کی حیثیت سے بھی اُن سے زیادہ شائستہ تھے۔ اور ایک جماعت مسلمانون کی تھی جن مین بھی تہذیب و شائستگی کی کمی نہ تھی۔ یہ دونون مختلف المذہب فریق اِس بات پر نازان تھے کہ فریڈرک کی رعایا ہین اور امن و امان کے ساتھ اُس کی حکومت کو قبول کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ فریڈرک مختلف المذہب و مذاق رعایا کے ساتھ یکسان طور پر پیش آنے کا سبق پا رہا تھا۔ جو اُس دَور مین خطرناک تھا۔ اور اُس کی آنکھون مین رفتہ رفتہ وہ خوفناک وسیع النظری پیدا ہوتی جاتی تھی جو کہ اب موجودہ تمدن کے زمانے مین کیتھولک مذہب کا دستور العمل بنی ہے۔ ایک حکمران کی حیثیت سے وہ مختلف مذاہب کے میل جول کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھ سکتا تھا۔ اور اُسے نظر آتا تھا کہ ایک ایسی شہنشاہی جو خود سر اُمرا کی شان و شوکت کے وہم و خیال مین بھی نہ گزری ہو۔ اِس طریقے سے حاصل کی جا سکتی ہے کہ تجارت کو آزادی دی جائے اور اُسے دُنیا کے تمام حصون مین پھیلایا جائے۔ ایک عالم و فاضل شخص کی حیثیت سے وہ فلسفہ کی تعلیم کو ترقی دے سکتا تھا جو چاہے کسی نوعیت کی ہو مگر ذہنون کو غور و فکر پر اُبھارتی اور اِس بات کا عادی بناتی تھی کہ جملہ مسائل کا تصفیہ استدلال اور مشاہدے سے کیا جائے نہ محض اِس بات سے کہ فلان شخص کی یہ رائے ہے۔ بہرحال اور کوئی صورت خیال مین بھی نہین آ سکتی جو اِس سے زیادہ گریگوری تاسع کی طبیعت و مذاق کے خلاف و متضاد ہو۔ ایک کی خوش دلی کی مسرت اور آزادانہ حکومت دوسرے کی راہبانہ تیرگی اور ذاتی خودسری کے اِس قدر ضد واقع ہوئی تھی کہ ہم آہنگی کی کوئی تدبیر نہ ہو سکتی تھی۔

ممکن ہے کہ فریڈرک نے اپنے وعدے کے وفا کرنے مین سُستی کی ہو مگر

اِس کی کوئی شہادت نہین موجود ہے کہ اُس نے کبھی عہد شکنی کا ارادہ کیا۔ مگر ہان اُس کے دل مین یہ خیال البتہ تھا کہ اگر بغیر تلوار کا وار کیے مطلب نکل آئے تو خون کے سمندر مین نہ پھاندنا چاہیے۔ سلطان مصر مین اور اُس مین کچھ دوستانہ نامہ و پیام بھی ہوا تھا۔ اور انھین تعلقات کی بنیاد پر اُسے اُمید تھی کہ اچھا نتیجہ حاصل ہو جائے گا۔ مگر موجودہ حالت مین اِن تعلقات سے یہی نتیجہ حاصل ہوا کہ پوپ گریگوری کی برہمی بڑھ گئی۔ اب جبکہ پوپ مین صبر کی تاب نہین باقی رہی تھی فریڈرک نے آخرکار اپنا لشکر برونڈوزیم (موجودہ شہر برنڈیزی) مین جمع کیا جہان ایک بخار کی شکایت پیدا ہوئی۔ اور فی صدی دس آدمیون کی تعداد نذر اجل ہو گئی۔ چنانچہ خود اُسے بھی باوجودیکہ اپنے بیڑے کو لے کے روانہ ہو چکا تھا تین دن بعد مجبوراً بندرگاہ اوٹرانٹو مین واپس آنا پڑا۔ سینٹ میچائل کے دن (جو عیسائیون مین ایک متبرک دن ہے) پوپ نے فریڈرک کو اپنی دینی جماعت سے خارج کر دیا۔ پوپ نے اپولیا کے اُسقفون سے جو شہنشاہ فریڈرک کی رعیت تھے ایک ملاقات کے موقع پر بیان کیا کہ "کلیسا نے فریڈرک کے بچپن اور اُس کے ایام طفولیت کے زمانے مین اُسے نہایت شفقت کے ساتھ پرورش کیا تاکہ ٹائیو کے اُن سانپون اور زہریلے جانورون کو قتل کرے جنھین خود کلیسا نے اپنی ناسمجھی سے اپنے سینے سے لگا کے اور پال پال کے بڑا کر دیا تھا۔ اُس نے فریڈرک کو اپنے کندھے پر چڑھایا۔ اُن لوگون کے ہاتھ سے بچایا جنھون نے اُسے قتل کر ڈالا ہوتا۔ اور کلیسا کو یہ اُمیدین تھین کہ وہ دین کی حمایت اور اعانت کرے گا۔ مگر اُن سب آرزوؤن مین اُس نے دھوکا کھایا۔ فریڈرک جان بوجھ کے اپنی فوج کو برونڈوزیم مین لے آیا تاکہ لوگ موسمی بخار مین مبتلا ہو جائین پھر اِس کے بعد صرف دکھانے کے لیے ارض فلسطین کے سفر کا نام لیا اور بیماری کا جھوٹ بہانہ کر کے واپس چلا آیا۔ تاکہ پوٹیولی کے حمامون مین مزے اُڑا سکے" سینٹ مارٹن کے دن اور پھر کرسمس کے دن اُس کے دینی برادری سے باہر کیے جانے کی تجدید پورے رسوم و ضوابط کے ساتھ کی گئی۔ پوپ کا حکم تھا کہ یہ فتوے اُن تمام کنیسون مین شائع کیا جائے جو اُس کے ماتحت ہون۔ پیرس کے ایک پیش نماز نے جس کو اعتراف تھا کہ سوا ایک قسم کی نزاع پہونچنے کے مجھے اِس معاملے کی اصلی

حالت سے واقفیت نہین ہے اِس فتوے کو اِس حیثیت سے شائع کیا کہ یہ کسی ایسے شخص کے ملزم ٹھہرائے جانے کا فتوےٰ ہے جس نے دین کے کسی ناجائز کام کا ارتکاب کیا ہوگا۔ اُس کے الفاظ یہ تھے کہ "مین ظالم کو دینی برادری سے خارج کرتا ہون۔ اور جس پر ظلم کیا گیا ہے اُس کو معاف کرتا ہون" **فریڈرک** نے اِس کی چارہ جوئی پوپ سے نہین کی۔ بلکہ سچی دُنیا کے حکمرانون سے فریاد کی وہ حقیقتہً بیمار ہوگیا تھا۔ اور پوپ نے ایسا حکم جاری کرنے مین اُس پر ظلم کیا تھا۔ اُس کی فریاد یہ تھی کہ "دین عیسوی کی فیاضی جو تمام چیزون کو اپنے پاس جمع کر لے سکتی تھی خود اپنی جڑ اور اصلی تنے کے اندر خشک ہوگئی۔ مگر ٹہنیان نہین خشک ہوئی ہین۔ پوپ نے انگلستان مین سوا اس کے کہ تعلقدارون کو شاہ جان کی مخالفت مین برانگیختہ کیا اور اُس کے بعد سب کو موت یا تباہی کے سپرد کر دیا اور کیا کیا؟ ساری دُنیا اُس کی حرص وطمع کو خراج دے رہی ہے۔ اُس کے نائب ہر جگہ موجود ہین۔ اور جن ملکون مین اُنھون نے کچھ نہین بُویا تھا وہان فصل کاٹ رہے ہین" اِس طریقے سے گو اُس نے پوپ ہی کا ایسا پُرجوش لہجہ اختیار کیا مگر اُس سے کلیتہً قطع تعلق کر لینے اور صلیبی جہاد کا جو عہد کیا تھا اُس کو ایک بیکار کی نقالی سمجھ کے توڑ دینے کا خیال بظاہر کبھی اُس کے دل مین نہین گزرا۔ اُس نے ذمہ داری کی کہ مین نہایت عجلت کے ساتھ اپنی فوجین جمع کرون گا اور اس مہم پر روانہ ہوجاؤن گا مگر اِس بات کا اقرار کرنے کے باعث پوپ کی جانب سے وہ ایک اور نئی مصیبت مین پڑ گیا۔ اِس لیے کہ اِس کے بعد جو **مقدس ہفتہ** آیا اُس مین پوپ نے پھر اُس مقام کو بھی اپنے حلقے سے خارج کر دیا جس مین **فریڈرک** کا گزر ہو جائے۔ لیکن اِس دینی جماعت سے خارج کیے جانے کے حکم کی اگر کہین توہین کی جاتی تو اُس کی رعایا فوراً اُس سے اپنے تعلقات منقطع کر لیتی۔ شہنشاہ نے استقلال سے مہم کی تیاری کی۔ اور سامان کر کے **برنڈوزیم** پہونچا۔ وہان پوپ کے ایلچیون سے ملاقات ہوئی جنھون نے اُسے سختی کے ساتھ منع کیا کہ کلیسیا کے خلاف آپ جس جرم کے مرتکب ہوئے ہین اُس کے متعلق تاوقتیکہ قابل اطمینان جواب نہ دے لین **الیطالیہ** سے قدم باہر نہ نکالیے۔ اِس کے مقابل **فریڈرک** نے یہ کارروائی کی کہ خود تو **اوٹرانٹو** کو روانہ ہوگیا اور اپنے سفیر پوپ کے پاس اِس غرض کے لیے روانہ

سنہ ۱۲۲۸ء

برنڈوزیم سے فریڈرک کی روانگی

کر دیے کہ برادری سے باہر ہونے کے اُس فتوے کو مسترد کرے۔ مگر ان لوگون کی درخواست حقارت کے ساتھ نامنظور کی گئی۔

سپٹمبر کے مہینے مین شہنشاہ فریڈرک شہر عکہ مین پہونچ کے لنگر انداز ہوا۔ مگر پوپ کے نائب یہان اُس سے پہلے پہونچ چکے تھے۔ اور شہنشاہ نے یہان اپنے آپ کو اس حالت مین پایا کہ مقتداے شہر اُس کو مورد عتاب خیال کرتا ہے اور اُس کے معتقدین بھی اُس سے چھٹکے بھٹکے رہتے ہین۔ اُسقف اعظم اور ممتاز فوجی سردار اِس بات کو صرف الگ سے دیکھتے تھے کہ شہنشاہ کے ناپاک شدہ جھنڈے کے نیچے کوئی کام نہ کرنے پائے۔ لیکن ٹیوٹانک نائٹون نے جن کا سردار اعظم شہر سالزا کا ہرمن تھا اور نیز زائرین روضۂ اقدس نے شہنشاہ فریڈرک کے ساتھ عموماً دوستی کا برتاؤ کیا۔ وہ مستعد ہوا کہ خود حملہ کر کے شہر یافا پر قبضہ کرے۔ اور تمام مجاہدین صلیب کو اپنی مدد پر بلایا۔ جس پر نائٹ ٹمپلرز نے یہ ظاہر کیا کہ اگر کوئی حکم آپ کے نام سے جاری ہوگا تو ہم کو ساتھ دینے سے انکار ہے۔ اور فریڈرک نے قبول کیا کہ اچھا خدا اور ملّت مسیحی کے نام پر آپ لوگ کام کرین۔ لیکن اُس حالت مین جبکہ اُمت مسیحی کی باہمی پھوٹ سے دشمن کی بڑی بھاری تقویت ہو گئی تھی سلطان معظم فرمان رواے دمشق مرگیا۔ جس مین اور سلطان

فریڈرک کا ملک مقدس (بندرگاہ عکہ) مین اُترنا۔

عہ اِن دنون مصر کا حاکم ملک الکامل اور دمشق کا حاکم ملک المعظم تھا۔ یہ دونون ملک العادل ابوبکر بن ایوب کے بیٹے تھے۔ اور باہم رقابت رکھتے تھے۔ ملک المعظم کا نام عیسےٰ تھا۔ بروز جمعہ ۳۰۔ ذی قعدہ ۶۲۴ھ مین اُس نے وفات پائی۔ وہ اپنی ذات سے بڑا عالم و فاضل شخص تھا۔ فقہ حنفیہ۔ نحو۔ اور علم لغت مین ایسا تبحر حاصل تھا کہ مشہور زمانہ ہو رہا تھا۔ اور صدہا طالب علم اُس کے سرچشمۂ علم و فضل سے سیراب ہوئے تھے۔ مشہور لغت صحاح جوہری اُسی کے حکم سے تصنیف ہوئی۔ اور اُسی نے مسند امام احمد بن حنبل کو نئی فقہی ترتیب سے مدون کرایا تھا۔ مرتے وقت وصیت کر دی کہ مجھے سفید اور سادے کپڑے کا کفن دیا جائے جس مین سُنہرے تار نہ ہون۔ قبر بعوض صندوقی کے بغلی بنے یعنے لحد جو کہ مسنون ہے۔ اور وہ کھلے میدان مین ہو جس پر کوئی عمارت نہ تعمیر کی جائے۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا داؤد الملقب بہ ملک الناصر تخت نشین ہوا جس کی عمر صرف ۲۰ سال کی تھی۔ بھائی کی

مصر ملک الکامل مین رقابت تھی۔ اُس کے مرنے کے بعد۔ ملک الکامل کو زیادہ آزادی حاصل ہو گئی۔ اور شہنشاہ فریڈرک سے دوستی پیدا کرنے کا جو اُسے شوق تھا وہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ مگر فریڈرک اپنی طرف سے اسی کوشش مین لگا کہ اُس باہمی نامہ و پیام کا کچھ نتیجہ ضرور ظاہر ہو۔ کہتے ہین ابتدا اگر تو وہ اِس بات کا طالب تھا کہ لاطینی سلطنت ارض فلسطین کا پورا علاقہ مسترد کیا جائے مگر انجام مین جو کچھ قرار پایا وہ اگر عربی مورخین کا بیان قابل اعتبار رہے تو اُس سلطنت کے صرف چند حقیر توابع ہاتھ آئے۔ غرض صلحنامہ پر فریقین کے دستخط ہو گئے اِس کی رُو سے پورا شہر بیت المقدس شہنشاہ کے حوالے کیا گیا۔ سوا ہیکل سلیمانی یا مسجد عمر (مسجد اقصےٰ) کے جس کی کنجیان مسلمانون کے قبضے مین رکھی گئین مگر چند شرائط کے ساتھ عیسائیون کو اُس مین جا کے عبادت کرنے کی اجازت مل سکتی تھی۔ اِس کے علاوہ شہرہاے یافا بیت اللحم اور ناصرہ بھی مسیحیون کو دیے گئے۔ع

۱۸۔ فروری ۱۲۲۹ء فریڈرک اور سلطان کامل مین صلح۔

مرنے کی خبر سُنتے ہی ملک الکامل مصر سے فوج لے کے شام مین آ پہونچا کہ دمشق پر قبضہ کر لے۔ الناصر کو یہ خبر پہونچی کہ چچا ملک الکامل چڑھے چلے آتے ہین تو اپنے چچا ملک الاشرف کو خبر کی۔ جو علاقۂ گرجستان کا فرمان روا تھا۔ ملک الاشرف کمک کو آ گیا۔ اور چچا بھتیجون مین باہم مراسلت ہونے کے بعد صلح ہو گئی۔

ع یہ معاہدہ ابتداے ماہ ربیع الاول ۶۲۶ھ مین ہوا تھا۔ شہنشاہ فریڈرک کو مسلمان مورخین انبرور لکھتے ہین۔ جو لفظ امپرر کا معرب ہے۔ انھین اصلی نام نہین معلوم ہوا اور چونکہ لقباً آنپرور ہے (جو فرانسیسی زبان مین انگریزی لفظ امپرر کا تلفظ ہے) لوگ اُسے یاد کرتے تھے لہذا اُسی نام سے مسلمان بھی اُسے یاد کرنے لگے۔ اور سمجھ گئے کہ یہی اُس کا اصلی نام ہے۔ اِس معاہدے سے عربی تاریخون مین بھی اتفاق کیا گیا ہے بیت المقدس اور اُس کے گرد کے چند گاؤن مسیحیون کو دیے گئے۔ اور باقی بلاد مثل شہر خلیل۔ نابلس۔ غور اور طبریہ وغیرہ کے مسلمانون کے قبضے مین رہے مسلمانون کو یہ چیز نہایت ناگوار ہوئی۔ اور اصل مین یہ خرابی صرف اِس وجہ سے تھی کہ مصر و شام کے مسلمان حکمرانون مین نااتفاقی اور پھوٹ تھی۔ چنانچہ اِس معاہدے کے چھ ہی مہینے بعد اُسی ملک الاشرف نے اپنے بھتیجے الناصر کو مغلوب کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ جو اُس کی کمک اور مدد کے لیے آیا تھا۔

فریڈرک کے لیے اِس صلح کا نتیجہ ایک اطمینان حاصل کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اِس کارروائی سے اُسے اِس بات کا موقع مل گیا کہ فوراً اپنی قلمرو کو واپس جائے جہان پوپ کی فوج اپیولیا کو برباد کر رہی تھی۔ اور اندیشہ تھا کہ خود صقلیہ پر حملہ نہ کر دے۔ اب فریڈرک کو ارض مشرق مین صرف ایک کام باقی رہ گیا تھا یعنے روضۂ اقدس مسیح کی زیارت۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ وہان بھی پوپ ہی کا ڈنکا بج رہا تھا۔ جیسے ہی فریڈرک شہر کے پھاٹک کے اندر داخل ہوا تو یہ صورت نظر آئی کہ جیسے شہر مقدس ہی نہین روضۂ اقدس مین بھی پوپ کا فرمان امتناعی پہونچ گیا ہے۔ اور (کافر) مسلمان کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ ایک مسیحی شہنشاہ کی صورت دیکھتے ہی عیسائیون نے تمام گرجون کے دروازے بند کر لیے اور عبادت یک قلم موقوف ہو گئی۔ فریڈرک ایک اتوار کو اپنا شاہانہ لباس پہن کے اور بہت سا جلوس ساتھ لے کے بیت المقدس کی بادشاہت کا تاج پہننے کے لیے روضۂ پاک کے گرجے مین گیا۔ اِس رسم مین شرکت کرنے کے لیے سارے کنیسے مین کوئی پادری موجود نہ تھا۔ کیپوا اور پالرمو کے اسقف اعظم علحدہ کھڑے تھے۔ آخر فریڈرک نے قربان گاہ پر سے تاج اُٹھا کے خود اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر رکھ لیا جس کے بعد اُس کے حکم سے اُس کے دوست سالزا کے ہرمن نے ایک خطبہ پڑھا جس کے ذریعے سے شہنشاہ نے پوپ کی یہ خطا معاف کر دی تھی کہ میرے بابت رائے قائم کرنے مین اُس نے سختی کی۔ اور مجھے قوم سے خارج کر دیا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ اگر پوپ کو اصلی واقعات معلوم ہوتے تو وہ میرا مخالف نہ رہتا بلکہ موافق ہو جاتا۔ اِس کے بعد اپنے اِس خطبے مین اُس نے اِس بات کا اظہار کیا کہ مین از سر نو امن و امان پھیلا کے مسیح کے جھوٹے دوستون۔ اپنے اوپر الزام لگانے اور گالیان دینے والون کو شرمندہ کرون گا۔ اور خدا سے اور نیز اُس سے جو دُنیا مین اُس کا نائب ہے عجز و انکسار کے ساتھ پیش آتا رہون گا۔

فریڈرک بیت المقدس مین

مسلمانون سے فریڈرک نے نہایت ہی اچھا سرٹیفکٹ حاصل کیا۔

شہنشاہ کی سہانہ روی۔

جس قصر مین شہنشاہ ٹھہرا ہوا تھا اُس کے قریب ہی کی ایک مسجد مین موذن نے مینار پر چڑھ کے اذان دی۔ اور اُس مین یہ جملہ بڑھا دیا تھا کہ "یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسیح بن مریم خدا کے بیٹے تھے"۔ قاضی شہر نے یہ جملہ سنتے ہی موذن کو اذان دینے کی ممانعت کر دی جب اذان کا وقت آیا اور موذن نے اذان نہ دی تو فریڈرک کو اس بات کا خیال ہوا کہ آج مسلمانون نے اذان کیون نہین دی؟ اور جب اِس کا سبب معلوم ہوا تو خود ہی قاضی کو ملامت کی کہ میری وجہ سے آپ نے اپنے فرض مذہبی کے ادا کرنے مین کیون تامل کیا؟ اور کہا" اگر آپ میرے ملک مین آئیے تو وہان ایسا بیجا امتیاز نہ پائیے گا" کہتے ہین کہ فریڈرک نے شہر کے اُس کتبے کو دیکھ کے بُرا نہین مانا جس کا مضمون یہ تھا کہ "صلاح الدین نے اِس شہر کو اُن لوگون سے پاک کیا جو بہت سے خداؤن کی پرستش کرتے تھے"۔ اور اُس کے ساتھ کے اہل اسلام جب نماز پڑھتے اور رکوع و سجود مین جاتے تو اُن کی اِس کارروائی کو دیکھ کے بھی اُس کی تیوری پر میل نہ آتا تھا۔ مسیحیون کی بابت اُس کے جیسے خیالات تھے وہ اِسی واقعے سے ظاہر ہوتے ہین کہ جب اُس نے مقدس کنیسے کی کھڑکیان بند دیکھین جو اس غرض سے بند کی گئی تھین کہ چڑیان اندر آ کے متبرک چیزون پر بیٹ نہ کرین تو اُس نے کہا" مانا کہ تم چڑیون کو اندر نہ آنے دو گے لیکن سورون کا کیا علاج ہو گا؟"

پوپ گریگری نہم کا اِس معاہدے کو باطل قرار دینا۔

فریڈرک نے اپنی اِس کامیابی کا حال جو درحقیقت قلم کے ذریعے سے ہوئی تھی نہ تلوار کے ذریعے سے یورپ کے فرمان رواؤن کو بہت ہی تعلی اور مبالغے کے ساتھ لکھا تھا۔ مگر اس بات کی اُسے خبر ہی نہ تھی کہ مسیحیون اور مسلمانون دونون کی اُس نے کس قدر دل آزاری کی تھی۔ ایک چمڑے کے کاغذ پر چند الفاظ لکھ دینے سے اِس مسیحی شہنشاہ نے اپنے لوگون کو اِس اُمید سے بھی محروم کر دیا کہ بے دینون کو قتل کر کے وہ اپنے گناہ بخشوا لین گے۔ اور اِنھین الفاظ سے مسلمانون کے سلطان نے بھی اپنی رعایا کو نصرانیون کے قتل کرنے کے ذریعے سے فردوس برین کے حاصل کرنے سے باز رکھا۔ بیت المقدس کے مقتدائے اعظم کی جانب سے پوپ کو ایک خط پہونچا جس مین اُس نے شہنشاہ کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا۔ اور اُسے "دغا باز۔ مُرتد۔ اور ڈاکو" کے الفاظ سے یاد کیا تھا۔ مگر گریگری اِس عہدنامے کو

نائب مذکور کے پہونچنے کے پیشتر ہی یہ کہہ کر باطل قرار دے چکا تھا کہ اُس کی رُو سے مسیح اور شیطان کے درمیان ملاپ کرانے اور خدا کے گھر کو محمد (صلعم) کو پرستش کی چیز قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اُس نے لکھ بھیجا کہ راسے کی غلطی سے اور ہمارے نجات دلانے والے کی مرضی کے خلاف ایک صلیب کا مخالف۔ ایمان کا دشمن۔ اور وہ مردود جو قابل جہنم ہے ہادی بنا لیا گیا ہے تاکہ دین مسیحی کی بے انتہا تخریب اور اُن شہیدون کی تذلیل ہو جنھون نے ارض مقدس کے مسلمانون سے پاک کرنے کی کوشش مین اپنی جانین دی ہین۔

لیکن فریڈرک بھی اپنی جگہہ پر نہایت ہی ثابت قدم اور مستقل مزاج بادشاہ تھا۔ وہ بیت المقدس سے یافا اور یافا سے طالمیس مین واپس آیا۔ وہان یہ سُن کے کہ ٹامپلرون کا ایک نیا گروہ تیار ہو رہا ہے اُس نے حکم دے دیا کہ بغیر ہماری اجازت کے کوئی شخص اپنی قلمرو مین سپاہی نہ جمع کرے۔ شہر کے تمام مسیحیون کو فصیل شہر کے باہر والے وسیع میدان مین جمع کیا۔ اور اپنی اُس رائے کا جو متعلق اسے اعظم ٹمپلرس اور اُن کے معاونون کی نسبت تھی نہایت آزادی کے ساتھ اعلان کر دیا۔ اور اِس بات کی بھی تاکید کر دی کہ اب کل زائرین زیارت کر کے فوراً یورپ کو واپس چلے جائین۔ اپنی اِس رائے سے اُسے ہرگز لغزش نہ ہوئی۔ اُس کے تیر اندازون نے کنیسون پر قبضہ کر لیا۔ اور دو راہب جنھون نے ممبر پر چڑھ کے اُس پر الزام لگایا تھا اُن کی گلی کوچون مین تشہیر کی گئی۔ اُسقف اعظم اپنے محل مین بند کر دیا گیا۔ اور شہنشاہ کے احکام کی تعمیل ہونے لگی۔ فریڈرک نے یورپ مین واپس آ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پوپ نے اُس کے خلاف بغاوت پھیلانے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا۔ اور دربار پوپ کی فوجین جان آف برین کے زیر فرمان تھین جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ غالباً اُسی نے شہنشاہ فریڈرک کی موت کی خبر اُڑا دی تھی اور جس کو یہ دعویٰ تھا کہ میرے سوا کوئی شہنشاہ نہین۔ فریڈرک نے پوپ کے پاس اپنے ایلچی روانہ کیے جن کا قافلہ سالار شہر سالزا کا ہرمن تھا۔ اُن کی درخواست تذلیل و توہین کے ساتھ نامنظور کی گئی۔ اور فریڈرک کو الیجنشنمز یعنے شہریون کے غریب

شہنشاہ کا صلیبیون کے ساتھ یورپ واپس آنا۔

شہنشاہ کا از سر نو خارج از جماعت کیا جانا

آدمیون اور دیگر ملحدون کے ساتھ جو عیسائیون کی نظر مین مسیحی کلیسیا کے بدترین دشمنون مین شمار کیے جاتے تھے پہلے سے زیادہ سختی کے ساتھ خارج از جماعت ہونے کی دشواری پیش آئی۔ یہ پہل اُس شخص کو ملا جس نے ارض فلسطین مین لاطینی سلطنت قائم ہونے کے واسطے رچرڈ شیر دل سے بھی زیادہ کارنمایان کیا تھا اور ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ کہ کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹنے پائی۔

بارھوان باب

ساتوین صلیبی لڑائی

بڑی بڑی چڑھائیون کے سوا جو صلیبی لڑائیان کہلاتی ہین اگر ہم اُن چھوٹی چھوٹی مہمون کو بھی صلیبی لڑائی کے نام سے موسوم کر دین جن کے لیے اُن بڑی مہمون کے بیچ بیچ مین لوگ ارض مقدس مین جانے اور لڑنے کے لیے جمع ہوئے تو صلیبی لڑائیون کی تعداد بہت بڑھ جائے۔ تاہم جو چڑھائی رچرڈ ارل آف کارنوال نے کی جو انگلستان کے ہنری سوم کا بھائی تھا اور اُس کے بعد رومی لوگون کا بادشاہ ہوگیا وہ بھی فریڈرک دوم کی مہم سے کچھ کم نہ تھی۔ اور اسی وجہ سے ہمارے خیال مین اُسے اِن شوریدہ سری کی منحوس مہمون مین ساتوان ٹھہرا دینا چاہیے۔

رچرڈ ارل آف کارنوال۔

جو جوش پہلے صلیبیون مین تھا اُسے زمانے نے دھیما کر دیا تھا۔ لیکن فریڈرک کے واپس آنے کے بعد کے واقعات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگون مین یہ خیال پھر تازہ ہوگیا تھا کہ جو روپیہ ارض فلسطین کو مسلمانون کے قبضے سے نکالنے کے واسطے جمع کیا گیا تھا اُسے اور کسی کام مین نہ صرف ہونا چاہیے تھا۔ بلکہ ضروری تھا کہ وہ اِسی کار خیر مین لگایا جاتا۔ تغلب و تصرف کا یہ خیال ایسا عام ہوگیا تھا کہ اگر کوئی شخص اُن لوگون سے جو پوپ کی طرف سے چندہ وصول کرنے کے کام پر مامور تھے یہ کہہ دیتا کہ ہم بجاے اِس کے کہ خود جا کے جہاد کرین چندہ دے کے لڑائی کی زحمت کو اپنے سر سے ٹالنا نہین چاہتے تو وہ لوگ بُرا مانا جاتے تھے اور اِس جواب کو گالی سمجھتے تھے۔

پوپ کے تحصیلدارون پر تغلب کا الزام

مصر کے سلطان **ملک الکامل** نے **فریڈرک** کے ساتھ جو صلح کی تھی وہ محض عارضی تھی۔ اور صرف دس سال کے لیے تھی۔ لیکن اِس مدّت کے اندر ہی دونون جانب سے اُس معاہدے کے خلاف کارروائیان عمل مین

سنہ ۱۲۳۰ء پوپ اور شہنشاہ کا جدید صلیبی لڑائی سے انکار۔

آئین۔ مشہور ہے کہ ہزارون مسیحی **عکہ** سے **بیت المقدس** جاتے ہوے پیچ مین قتل کیے گئے اور **گریگری** نہم اور **فریڈرک** کے پاس جن دونون مین مقام **انگنی** مین ملاپ ہو گیا تھا ایلچی بھیجے گئے کہ اور ایک صلیبی لڑائی کی تیاری کی جائے اِس بنا پر صلیبی لڑائی کا حکم تو دے دیا گیا لیکن صرف دکھانے کے لیے۔ کیونکہ

سنہ ۱۲۳۶ء لغایت سنہ ۱۲۳۹ء

جب **فرانس** کے اُمرا بہ سرگردہی تھیوبالڈ نواب شامپین اور بادشاہ **نویر** اور **ہیوڈیوک آف برگنڈی** اِس مسئلے پر بحث کرنے کے لیے **لیون** مین جمع ہوئے تو پوپ کی طرف سے اُنھین حکم ہوا کہ اِس گفتگو کو ملتوی رکھو۔ اور اپنے اپنے گھرون کو واپس جاؤ۔ لوگون نے اِس حکم کی تعمیل سے صاف انکار کیا۔ لیکن جب وہ سب باتون کا بندوبست کر چکے اور روانگی پر تیار ہو گئے تو اُن کے پاس **فریڈرک** کے ایلچی پہونچے۔ اور استدعا کی کہ جب تک مین بھی تمھین کافی مدد نہ دے سکون روانگی کو ملتوی رکھو۔ مگر اِس استدعا کی بھی سماعت نہ ہوئی۔ اور گو فریڈرک نے اپنے افسرون کو حکم دے دیا کہ صلیبیون کو کسی

فرانسیسی صلیبیون کا عکہ پہونچنا۔

قسم کی مدد نہ دین مگر یہ اُمرا اپنے ارادے پر مستقل رہے اور رفتہ رفتہ **عکہ** جا ہی پہونچے۔ لیکن اُن کے وہان پہونچنے سے پہلے ہی **سلطان کامل بیت المقدس** پر قبضہ کر کے داؤد کے منارے کو منہدم کر چکا تھا۔ اور اِن صلیبیون کو بھی **گاڈفرے ڈی بوئیون** اور اُس کے ساتھیون کی وجہ سے سخت مشکل

اُن کی پوری ناکامی۔

کا سامنا تھا۔ خلاصہ یہ کہ اِن کو پوری ناکامی ہوئی۔ اور یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ اِس ناکامی سے بچنے کے لیے اُنھون نے کچھ ہاتھ پاؤن بھی ہلائے یا نہین۔

سنہ ۱۲۴۰ء انگلستان کے صلیبی۔

علاقہ **کارنوال** کے رچرڈ اور **ولیم لانگ سورڈ** (جس سے خود **ارل آف سالسبری** نہین بلکہ اُس کا بیٹا مُراد ہے) کی ماتحتی مین انگلستان کے مجاہدین صلیب **ڈوور** سے جہازون پر سوار ہو کے **فرانس** کو روانہ ہوئے مملکت **فرانس** طے کر کے **مارسیلز** پہونچے اور باوجودیکہ پوپ نے اُنھین روکنا چاہا لیکن وہ

وہان سے جہازون پر سوار ہو کے چل ہی کھڑے ہوئے۔ فرانسیسی صلیبیون کے مقابلے مین اُنھین کہین زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ لوگ جب عکہ پہونچے تو اُنھون نے اُن معاہدون کی بدولت جو مسلمانون اور مسیحیون مین ہوئے تھے۔ اور جن پر عمل دونون مین سے ایک بھی نہ کرتا تھا۔ دونون گروہون کی حالت نہایت ہی ابتر پائی۔ مگر اس نزاع نے جو سلطان مصر اور سلطان دمشق کے مابین نئے سرے سے پیدا ہو گئی تھی اِن صلیبیون کو بہت ہی نفع پہونچایا۔ جب رچرڈ کوچ کر کے شہر یافا پہونچا تو صلح کا پیام دیا گیا۔ اور اُس کے نتیجے مین جو معاہدہ سلطان مصر سے ہوا اُس کے شرائط اُس معاہدے کے شرائط سے بھی اچھے تھے جو فریڈرک دوم سے کیا گیا تھا۔

سلطان مصر و رچرڈ آف کارنوال کے معاہدے

ملک فلسطین پھر مسیحیون کے ہاتھ مین آگیا۔ اور دو سال تک بالکل اُنھین کے ہاتھ مین رہا جس کے بعد اس لاطینی سلطنت پر ایک ایسے دشمن نے چڑھائی کی جو بے رحمی مین اُن سے بڑھا ہوا تھا جن سے اِس وقت تک صلیبیون کو سابقہ پڑا تھا۔ اُن نیم وحشی بیرحمون نے جنھین چنگیز خان تاتار کے وحشت خیز سیلابون سے ہلا دیا تھا۔ ملک خوارزم کے وحشیون کو جو اُنھین کے سے ظالم تھے اُن کے ملک سے بھگا دیا تو پناہ ڈھونڈھنے والے اہل خوارزم ارض فلسطین مین آدھمکے۔ بیت المقدس کی فوج چونکہ بیت المقدس چھوڑ کے چل دی تھی لہذا ان وحشیون نے آتے ہی خونریزی شروع کر دی۔ جو زندہ ملے قتل کیے گئے۔ مُردے قبرون سے نکال کے باہر ڈال دیے گئے۔ اور ہزارون زائرین جو شہر مین قلعہ بند ہو گئے تھے اور شہر پناہ کی دیوارون پر صلیبی علم نصب کیے ہوئے تھے ان وحشیون کے ہاتھ سے قربانی کے جانورون کی طرح ذبح ہوئے۔

سنہ ۱۲۴۲ء اہل خوارزم کا حملہ

اس تہلکے کے زمانے مین ٹمپلرز اور اہل شام مین اتفاق ہو گیا اور ایک عظیم الشان لڑائی ہوئی جس مین ٹمپلرز اور ہاسپٹلرز کے کل افسر کام آئے۔ صرف ۳۳ ٹمپلرز ۱۶ ہاسپٹلرز اور ۳ ٹیوٹانک نائٹ زندہ بچے تھے۔ اِن دنون اہل خوارزم اور سلطان مصر مین ملاپ تھا۔ لیکن اِس موافقت کو بہت ہی کم قیام ہوا۔ کیونکہ تھوڑے ہی زمانے کے بعد اُن مین

ٹمپلرز اور اہل شام کا میل

باہم دشمنی ہو گئی جس کے نتیجے مین اہل خوارزم نے شکست کھائی اور منتشر ہو گئے اور اُن وحشیون کے سخت حملے کا طوفان خدا خدا کر کے ختم ہوا۔

تیرھوان باب

آٹھوین صلیبی لڑائی

جو درہمی و برہمی اہل خوارزم نے پیدا کی تھی اُس کی وجہ سے **پوپ انوسنٹ** چہارم کی یہ راے ہوئی کہ صلیبیون کو پھر ایک دفعہ جمع کر کے روانہ کرنا چاہیے۔ ایک کونسل مین جس کا انعقاد شہر **لیون** مین ہوا تھا **بیرلیطوس** کے اُسقف نے نہایت مؤثر الفاظ مین ارض مقدس کے مسیحیون کی مصیبت بیان کی اور قرار پاگیا کہ ارض مقدس کے مسلمانون کے قبضے سے نکالنے کے واسطے پھر ایک مرتبہ کوشش کی جاے۔ ہونو رویوس نے فرمان رواے انگلستان ہنری سوم کو لکھا کہ اپنے زمانۂ ماضیہ کے شیر دل تاجدار کی طرح آپ کو بھی صلیب ہاتھ مین لینی چاہیے لیکن ہنری کے لیے سلطان مصر یا خوارزم کے وحشیون کو شکست دینے سے زیادہ ضروری مہم خود اپنی قلمرو کے قریب ہی درپیش تھی ہان شاہ فرانس لوئی نہم کے دل مین اِس آگ کے مشتعل کرنے مین پوپ کو زیادہ آسانی ہوئی۔ — لیون کی کونسل

یہ ولی صفت بادشاہ جو فقیرانہ مزاج اور عبادت کیش بادشاہون کا نمونہ تھا اپنے باپ لوئی ہشتم کے مرنے پر دس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا تھا اُس کی مان بلانش نے جو قسطلہ (کیسٹائل) کی تھی اور جس کے ہاتھ مین اُس کی طفولیت کے سبب سے مہمات سلطنت کی باگ تھی) اپنے اِس وارث سلطنت فرزند کی تربیت نہایت سختی کے ساتھ کی۔ اور اُس تعلیم کو لوئی نے بہت ہی سرگرمی سے قبول بھی کیا۔ عنفوان شباب مین چند دوشیزہ خوبصورت لڑکیون کے حسن نے اُس کے دل پر ایسا اثر کیا تھا کہ اُس نے شوق و آرزو کی نظر سے اُن کی طرف دیکھا۔ اتنی سی بات پر مان نے اُس سے کہا "بہ نسبت اِس کے کہ تمھارے دل مین معصیت کا شوق پیدا ہو مین تمھارے مرجانے کو بہتر سمجھتی ہون۔" اُس کی طبیعت کا خلقی رُجحان تو اُسے زاہد خشک اور عابد گوشہ نشین ہی — ۱۲۲۶ء لوئی نہم بادشاہ فرانس

بنا دیتا مگر مُلکی مصلحت نے اُسے شادی کرنے پر مجبور کیا اور اُس کی وہ وطن پرست
کی شاہزادی مارگیرٹ ساس کے بتائے ہوئے متقیانہ اصول سے اپنے
شوہر کے ساتھ نہایت ہی سختی کی زندگی بسر کرتی تھی۔ جو جو لوئی نہم کی عمر بڑھتی گئی
اُسی قدر وہ نفس کُشی مین بھی ترقی کرتا گیا۔ سخت سے سخت جاڑے مین وہ
رات کو اُٹھ بیٹھتا اور اپنے کمرے مین ٹہلا کرتا تھا۔ کپڑون کے نیچے وہ بالون
کا ایک کھُرکھُرا اور موٹا کپڑا پہنتا تھا۔ جس سے نفس کُشی کے لحاظ سے دیکھیے
تو اُسے کافی تکلیف پہونچا کرتی تھی۔ برس بھر مین صرف ایک مرتبہ میوے کھاتا
تھا۔ جمعہ کے دن نہ کبھی کپڑے بدلتا تھا اور نہ ہنستا تھا۔ ایک فولادی زنجیر کو جو کوڑے کا
کام دیتی تھی ایک ہاتھی دانت کے ڈبہ مین بند کرکے وہ ہر وقت اپنی کمر مین رکھا کرتا تھا۔ اور اُس
سے ہر ہفتے مین ایک مرتبہ اپنے شانون کو زخمی کرکے خون نکالتا تھا۔ اور جب لنٹ (ایام صیام) کا زمانہ آتا
تو ہفتے مین تین بار بے تلے کا جوتا پہن کے وہ اُن کنیسون کی زیارت کے لیے جو کوسون کی مسافت
پر تھے پاپیادہ جاتا تھا۔ دن بھر مین دو تین بار بلکہ بعض اوقات چار مرتبہ
بھی نماز پڑھتا تھا۔ اور اب بھی عبادت سے جی نہ بھرتا تھا۔ سفر کرتا تو اُس کا
پادری راستے مین اُسے نماز پڑھاتا ہوا لے جاتا تھا۔ خانقاہ نشین راہبون
تک نے کوشش کی کہ اُس کا یہ زہد و اتقا اور نفس کُشی جو سینٹ ڈومنی یا
فرانسیس کے اصول و ضوابط سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی تھی کم ہو جائے
مگر لوئی تاسع نے اُس کا جواب دینے کے لیے اُن سے سوال کیا کہ ”اگر مین
اِس کا دو چند وقت شکار اور قمار بازی مین صرف کرتا تو بھی کیا ایسے ہی
الزام کا مستوجب ہوتا؟“ مطلب یہ کہ کثرت عبادت کا الزام بدکاری و معصیت
کے الزام کے برابر نہین ہو سکتا۔ لہذا بہتر ہے کہ بہ نسبت اُس کے مجھے یہی
الزام دیا جائے۔ کیسی ہی لعنت و ملامت اور طعن و تشنیع کی جائے۔ اُس کی
منکسر المزاجی مین ہرگز فرق نہ آتا۔ ایک مرتبہ ایک عورت جو اُس کے سامنے
اپنے ایک مقدمے کی پیروی کرنے کو آئی تھی چلا اُٹھی ”آپ فرانس کے بادشاہ
نہین ہین۔ بلکہ صرف پادریون اور راہبون کے بادشاہ ہین۔ یہ افسوس کی
بات ہے کہ فرانس کی سلطنت آپ کے ہاتھ مین ہے۔ اِس مرتبے سے

آپ کو نکال دینا چاہیے۔" اِس کا جواب لوئی نے یہ دیا کہ "تم سچ کہتی ہو۔ خدا کو یہی پسند
آیا کہ مجھے بادشاہ بنائے مگر یہ بہتر ہوتا کہ اللہ جل شانہ میرے عوض کسی ایسے
شخص کو بادشاہ مقرر فرماتا جو اچھے طریقے سے اِس سلطنت مین فرمان روائی
کرتا۔" یہ کہہ کے اُس نے بہت کچھ روپیہ دے کے اُس عورت کو رخصت کر دیا
اور روپیہ تھا بھی ایسی چیز جس سے اُس بادشاہ کو بہت ہی کم رغبت تھی۔ اور
اُس کی ضرورت بھی اُسے سوا اُن موقعون کے جب اُسے کوئی متبرک چیز خریدنی
ہوتی بہت کم پیش آیا کرتی تھی۔ مگر ہان تبرکات کے بارے مین وہ نہایت ہی
طامع تھا۔ اُس نے وہ اصلی کانٹون کا تاج جو حضرت مسیح کو پہنایا گیا تھا۔ اور جو
قسطنطینیہ کے کنیسۂ سینٹ صوفیا مین تھا دس ہزار روپیے کے بڑے شوق سے
مول لیا تھا۔ ایسے شخص کی نظر مین خدا کی مطلقاً فرمانبرداری اور دین مسیحی کی
ہر چیز اور ہر مسئلہ پر اعتقاد رکھنا اور اُس کی پابندی کرنا انسانیت کے بہترین
اوصاف تھے۔ دین مسیحی کا ایک مسئلہ بھی ایسا نہ تھا جس پر اُس کے خیال
مین ذرا سا بھی شک کیا جا سکے۔ بلکہ اُس کے اعتقاد مین دین کا ہر مسئلہ
واجب التسلیم تھا۔ ایک روز اُس نے اپنے داروغہ سے کہا جو شہر روان
ویل کا حاکم تھا۔ اُس کے ہمراہ ارض فلسطین مین آیا تھا۔ اور جس کی
لکھے ہوئے بے مثل وقائع اِس وقت تک اُسے اور اُس کے زمانے کو
زندہ کیے ہوئے ہین "تمھین اپنے باپ کا نام معلوم ہے؟" اُس نے
عرض کیا "جی ہان یاد ہے۔ اُس کا نام سمعون تھا۔" لوئی نے دوبارہ کہا
"یہ تمھین کیونکر معلوم ہوا؟" داروغہ نے کہا "اِس لیے کہ میری مان نے
بارہا مجھ سے اُس کا تذکرہ کیا ہے۔" یہ سُن کے بادشاہ نے جواب دیا "تب تو
تمھین دین کی بھی تمام باتون کا معتقد ہونا چاہیے۔ جن کی تصدیق ہمارے
خداوند کے رسولون نے کی تھی۔ جیسا کہ تم ہر اتوار کو اُن بھجنون مین سُنتے
رہے ہو جو گائے جاتے ہین"۔ اُس کے مشرب مین بحث و مباحثہ کی کوئی وقعت
نہ تھی۔ اور نہ کسی حالت مین اُس کی کچھ ضرورت تھی۔ اُس نے نہایت ہی دلی
مسرت کے ساتھ روان ویل سے ایک نائٹ کا واقعہ بیان کیا جس نے

ایک ایسے موقعے پر جب کہ چند یہودیون اور کلگنی کی خانقاہ کے راہبون سے جھگڑا ہو رہا تھا۔ راہبون کے افسر سے کچھ کہنے کی اجازت مانگی۔ ذرا مشکل سے اِس کی اجازت دی گئی۔ اور وہ پُرانا سپاہی (نائٹ) برساتیون کے بل پر کھڑا ہوا (کیونکہ وہ لنگڑا تھا) اور یہودی مقتدا کو اپنے قریب بُلا کے پوچھا "تم حضرت مریم کو مانتے ہو جن کے بطن سے ہمارے نجات دلانے والے عیسےٰ مسیح پیدا ہوئے تھے؟ اور نیز اِس کو تسلیم کرتے ہو کہ جس وقت وہ خدا کی مان بنی تھین اُس وقت باکرہ تھین؟" یہودی نے فخر کے لہجے مین جواب دیا کہ "اِن مین سے ایک بات کو بھی مین نہین مانتا" یہ جواب سُن کے نائٹ نے کہا "پھر تم بڑے بے وقوف ہو کہ اِن باتون کا تو اعتقاد نہین ہے اور ایک مسیحی خانقاہ مین آئے ہو! لہذا اپنی اِس حماقت کا ثمرہ بھی لو" یہ کہہ کے اپنی بغل کے نیچے کی برساتی اُٹھا کے اُس نے اِس زور سے یہودی کی کنپٹی پر ماری کہ وہ تیورا کے گر پڑا۔ اور اُس کے تمام رفقا یہ دیکھ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ خانقاہ مسیحی کے مقتدا نے اِس حماقت پر ملامت کی تو اُس نائٹ نے جواب دیا "آپ مجھ سے بھی زیادہ بے وقوف ہین کہ ایسے لوگون کو جمع کیا ہے جن کی بحث سُن کے بیچارے مسیحی گمراہ اور بے دین ہو جائین" روالن دیل کہتا ہے کہ اِس حکایت کے اخلاقی نتیجے کو بادشاہ نے ان الفاظ مین بیان کیا تھا "کسی کو چاہیے وہ اپنے مذہب کا کتنا ہی بڑا عالم ہو یہودیون سے بحث نہ کرنی چاہیے۔ اگر سپاہی سُنے کہ دین مسیحی پر حملہ کیا جاتا ہے تو اُسے چاہیے کہ نہایت تیز دھار کی تلوار سے اپنے دین کی حمایت کرے۔ اور اُس تلوار کو قبضے تک بے ایمانون کے پیٹ مین پیوست کر دے"

کسی زمانے کی تاریخ واقعی طور پر ہمین اُس وقت تک نہین معلوم ہو سکتی جب تک کہ ہم اُس زمانے کے لوگون مین سے کم از کم بعض کے حالات سے واقف نہ ہو جائین۔ اصول کے مطابق لوئی کے حالات مین اُن تفصیلی واقعات کو زیادہ اہمیت حاصل ہے جنھین یون ہم صرف ایک ٹھنڈی سانس لے کے یا ایک دفعہ مسکرا کے پڑھ جاتے

لوئی نہم۔ پوپ اور شہنشاہ۔

بادشاہ نے ایک دن روان ویل سے پوچھا "مقدس پنجشنبہ کے دن تم غریبون کے پاؤن دھلاتے ہو؟" روان ویل نے کہا "جی نہین۔ اور نہ کبھی ایسے لوگون کے پاؤن مین دھلاؤن گا"۔ اس پر بادشاہ نے کہا "یہ جواب تو تم نے بُرا دیا۔ کیونکہ خدا نے ہماری ہدایت کے واسطے جو کچھ کیا ہے اُسے تم کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ وہ جو عالم کا خداوند اور مالک ہے اُس نے متبرک پنجشنبہ کے دن اپنے شاگردون کے پاؤن دھلائے تھے اور اُن سے کہا تھا کہ مین نے جو تمھارا مالک اور اُستاد ہون یہ کام اس واسطے کیا ہے کہ اس رسم کو تم سب آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ ادا کیا کرو۔ روان ویل مین تم سے التجا کرتا ہون کہ اُسی مالک کی محبت کے لحاظ سے اور نیز میرے خیال سے تم اس رسم کے پابند ہو جاؤ"۔ ایک اور وعظ مین جس کی نرمی نے اُس کی طوالت کے عیب کو مٹا دیا ہے بادشاہ نے روان ویل کو اس بات پر ملامت کی تھی کہ اُس کی زبان سے اتنا نکل گیا تھا کہ "کوڑھی ہونے کے مقابل مجھے یہ پسند ہے کہ بتیس بدترین گناہون کا مرتکب ہو جاؤن"۔ المختصر لوئی ایک ایسا شخص تھا کہ اگر اُسے اس عقیدے کی تعلیم نہ دی گئی ہوتی کہ بے اعتقادی۔ لامذہبی حتے کہ عقائد مین شبہہ کرنا بھی (اگرچہ شبہہ اعتقاد کے قوی کرنے کے لیے کیا جائے وہ اُس کے نزدیک ایسا نہ تھا کہ اُس کا لحاظ کیا جائے) بے دین اور شکی شخص کو اس قابل نہین رکھتا کہ اُس کے ساتھ مسیحی فیاضی و رحم دلی کا برتاؤ کیا جائے تو بے شک وہ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ محبت کرتا۔ اسی عقیدے کی وجہ سے اُسے یہودیون اور کافرون کے ساتھ دلی نفرت تھی اگرچہ ممکن تھا کہ یہ نفرت کسی یہودی یا کافر کو سخت مصیبت یا تکلیف مین مبتلا دیکھ کے صبح کے کہرے کی طرح آناً فاناً مین کافور ہو جاتی۔ مگر باوجود ایسے تعصب۔ تنگ خیالی۔ سخت رہبانیت اور متواتر وعظ و نصیحت کے اُس مین ایک بہت ہی اعلے درجے کی نرم مزاجی تھی جس کی بدولت ہزارہا آدمی اُس کے دالہ و شیدا تھے۔ چاہیے اُنھون نے اُس کے نقش قدم پر چلنے کی بہت ہی کم کوشش کی ہو۔ ایک ایسے زمانے مین جب کہ لغو بیانی

اور بات بات پر قسم کھانے کا مرض عالمگیر ہو رہا تھا اُس کی زبان سے کبھی
کوئی ایک بھی لفظ ایسا نہ نکلتا تھا جو گرفت کے قابل ہو۔ روان ویل
اپنی لطیف عبارت مین اُس کی نسبت لکھتا ہے کہ "نہ مین نے کبھی اُس کی
زبان سے کوئی فحش لفظ سُنا اور نہ کبھی ڈیول (شیطان) کا نام اُس کی
زبان پر آیا جس کو اب اِس زمانے مین لوگ بات بات پر لیا کرتے ہین۔
یہ ایک ایسی عادت ہے جس کی نسبت مجھے یقین واثق ہے کہ خدا کی
خوشنودی درکنار اُس کی ناراضی کی مستوجب ہے"۔ اِن صفتون کے علاوہ
وہ بہت صائب الرائے اور مستقل مزاج تھا جس کی وجہ سے مذہبی معاملات
مین وہ نہایت ہی قوی الاعتقاد اور ثابت قدم تھا۔ اور اِسی بنیاد پر لوگ
اُس کی ضعیف الاعتقادی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ خود اپنی
ملامت کو وہ بڑے تحمل کے ساتھ سُن سکتا تھا۔ لیکن جو لوگ یہ خیال
کرتے تھے کہ اُس کے اِس زہد و اتقا اور اُس کی رہبانیت سے فائدہ
اُٹھائین اور اُس کے شاہی حقوق یا اُس کے پڑوسیون کے حقوق مین
تصرف کرین اُنھین بہت جلد معلوم ہو جاتا تھا کہ اُنھون نے دھوکا کھایا
اور اُس سے اپنا یہ مطلب وہ نہین حاصل کر سکتے۔ جب پوپ گریگری
نہم اور فریڈرک دوم سے دوبارہ اور آخری مرتبہ جھگڑا ہوا۔ اور پوپ نے
فریڈرک دوم کو تخت شاہی سے معزول کر کے اُس کا تخت و تاج لوئی سنہ ۱۲۳۹ع
کے بھائی رابرٹ کو دینا چاہا تو اِس نیک دل اور حلیم الطبع بادشاہ نے
پوپ کی اِس درخواست کا جواب ذیل کے الفاظ مین دیا۔ "پوپ کی یہ نخوت
و جرأت کس بنیاد پر ہے کہ اُس بادشاہ کو اُس کے حقوق سے محروم کرتا ہے
جس سے بڑا اور عظیم الشان فرمان روا مسیحی دُنیا مین نہ ہونا درکنار وہ اپنا
کوئی ہمسر و ہمتا بھی نہین رکھتا؟ اور ایسا بادشاہ کہ جس پر جتنے الزام لگائے
گئے اُن مین سے ایک بھی نہین ثابت ہوا۔ بفرض محال یہ الزامات اگر
ثابت ہو جاتے تو بھی سوا اجماع یا کسی عام کونسل کے اور کوئی قوت اُسے
تخت و تاج سے معزول نہین کر سکتی تھی۔ اُس کے معاملات پر اُس کے

دشمنون کا فیصلہ کوئی وقعت نہین رکھتا اور اُس کا سب سے بڑا سخت دشمن خود پوپ ہے - ہماری نظر مین اس وقت تک وہ صرف بے گناہ ہی نہین بلکہ بہت اچھا ہمسایہ ہے - اور ہمین کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ اُس کی دُنیاوی وفاداری یا اُس کے اعتقادِ مذہبی مین بہ حیثیت کیتھولک مسیحی ہونے کے کیون شک کیا جاے - ہم تو صرف اتنا جانتے ہین کہ وہ ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح کے واسطے سمندر مین بھی اور خشکی پر بھی نہایت بہادری سے لڑا ایسی بڑھی چڑھی پابندی تو ہم نے خود پوپ مین بھی نہین پائی جس نے اُس زمانے مین جبکہ وہ جہاد پر گیا ہوا تھا اُس کے پریشان کرنے و محض شرارت سے اُس کی بیخ کنی کرنے کی کوشش کی - باوجودیکہ اُس وقت وہ خدا کے کام مین بدل و جان مصروف تھا"

اب اسی کام کے لیے جو اُس عہد کے مذہب کے مطابق کارخیر تھا اِس سیدھے سادے مگر مستقل مزاج - حق دوست اور انصاف پسند بادشاہ نے بے خوف و خطر اپنے جسم و جان کو ہلاکت مین ڈالنے کا ارادہ کیا - حالانکہ وہ اوصاف جن کی کسی جنرل یا فوجی سردار کے لیے ضرورت ہوتی ہے اُن مین سے ایک صفت بھی اُس کی ذات مین نہین پائی جاتی تھی - فریڈرک جس کا وہ نہایت ہی طرفدار رہتا اِس بارے مین وہ اُس کے اِس قدر برعکس تھا کہ خیال کرنے سے حیرت معلوم ہوتی ہے - اُس کی نظر مین غیر مذہب کے فلسفیون اور شاعرون کے علوم - اُن کا فضل - اور اُن کا تمدن - اِسی طرح ہر زمانے کے شعرا کا کلام - علم موسیقی - اور اِس قسم کی ہر چیز نہایت ہی نفرت کے قابل تھی - تجارت - حرفت اور علم کے ذریعے سے مختلف اقوام مین میل جول پیدا ہونا کبھی اُس کے وہم و گمان مین بھی نہ آتا تھا - جب تک وہ اپنے ملک مین تھا حتی الامکان نہایت عدل و انصاف سے سلطنت کرتا رہا - مگر جب فرائض مذہبی نے اُسے معرکہ صلیب اختیار کرنے اور دوسرے ملک مین جانے پر مجبور کیا تو وہ پچاس ہزار آدمی اپنے ہمراہ لے کے چل کھڑا ہوا - فوجی تدابیر اور

شمسہ ۱۲۴۵ء لوئی نہم کا معرکہ صلیب اختیار کرنا -

حربی حکمت عملیون سے بالکل کام نہین لیا۔ بلکہ محض اِس اعتقاد کے ساتھ سفر شروع کیا کہ خداحبس کی خدمتگزاری کے لیے مین نے کمر باندھی ہے وہی میری طرف سے لڑے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ یہ خود میرے گناہون اور میری بداعمالیون کا نتیجہ ہے۔ اُس کی مان نے اِس ارادے سے اُسے بہت روکنا چاہا لیکن اُس نے اُس کی طرف سے کان بہرے کر لیے اور مطلق سماعت نہ کی۔ اِس ارادۂ جہاد کی ابتدا یون ہوئی کہ ایک مرتبہ وہ علیل ہو گیا تھا اور اُس بیماری مین ایسی ردی حالت ہو گئی کہ لوگون کو خیال ہوا کہ اُس کا خاتمہ ہو گیا۔ جو ملازم ہر وقت پاس رہا کرتے تھے اُن مین سے
۱۰۔ دسمبر سنہ ۱۲۴۴ء
کسی نے مُردہ سمجھ کے اُسے چادر اُڑھا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرے خادم نے اُس کے مُنہ پر سے چادر ہٹائی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ زندہ ہے اور کہہ رہا ہے "خدا نے مجھے مُردون مین سے اُٹھا بٹھایا۔ لاؤ مجھے صلیب دو" غرض یون یہ جہاد تو اُسی وقت اُس کی تقدیر مین لکھ گیا تھا مگر بظاہر اُس کے نو مہینے بعد اُس نے پیرس کی پارلیمنٹ مین علانیہ معرکۂ صلیب اختیار کیا۔ اُسی سال بڑے دن کے زمانے مین اپنے اہل دربار کو اُس نے حسب معمول نئے خلعت دیے جن مین دونون مونڈھون کے درمیان سُرخ صلیب بنی ہوئی تھی۔ یہ دیکھتے ہی اہل دربار کو یقین ہو گیا کہ اب اُن کی جان کسی طرح نہین بچ سکتی۔ اور اُنھین بادشاہ کے ساتھ خواہ مخواہ جانا پڑے گا۔

مہم کی تیاریان کرنے مین دو برس اور گزرے۔ اور ۱۲۔ جون سنہ ۱۲۴۸ء کو شہر سینٹ ڈینیس کی خانقاہ مین پوپ کے سفیرون نے لوئی کو جھولی اور زائرین کا عصا اور ری فلیم کے (یہ ریون کے متبرک جھنڈے کا نام تھا) پوپ کی طرف سے لا کے پیش کیا۔ ماہ اگست کے آخر مین وہ جہاز پر سوار ہو کے فرانس سے روانہ ہوا۔ آٹھ مہینے جزیرۂ قبرس مین بسر ہوئے جہان شہنشاہ فریڈرک نے اُس کے اکثر ہمراہیون کو اپنا مہمان رکھا۔ اِس مہمان نوازی کا یہ نتیجہ ہوا کہ لوئی نے فریڈرک کی سفارش مین

فرانس سے لوئی کی روانگی

پوپ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ جس شخص نے مجاہدین صلیب کے ساتھ ایسا سلوک اور ایسا دوستانہ برتاؤ کیا ہے اُس کا قصور معاف کر دیجیے۔ یہ خط دربار

۱۲۴۹ء — پوپ مین نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا گیا۔ دوسرے سال موسم بہار مین جہاز پر سوار ہو کے وہ مصر کو روانہ ہوا۔ اُس کا بیڑا جیسے ہی شہر **دمیاط** سے گزر کے آگے بڑھا اُس کے ایلچیون نے **سلطان اسلام** کے سامنے جا کے اپنے بادشاہ کے جاہ و جلال کی بڑی ہی ہیبت ناک تصویر کھینچ کے دکھائی تاکہ وہ ثمرہ خبر ہی سُن کے سر اطاعت جھکا دے۔ مگر سلطان نے یہ جواب دیا کہ "مین حق پر ہون۔ اور جو شخص ناحق مجھ سے لڑے گا وہ ہلاک ہوگا۔ اکثر یہ ہوا ہے کہ بڑی بڑی فوجون کو چند سپاہیون نے مل کے شکست دے دی ہے"

ایک نہایت ہی نمایان کامیابی کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ پچاس ہزار صلیبی شان و شوکت اور دھوم دھام سے اُتر کے بڑھے مسلمانون کی جو فوج **دمیاط** کی محافظ تھی ایسی خائف و بدحواس ہوئی کہ سب لوگ قلعہ چھوڑ کے بھاگ

دمیاط پر صلیبیون کا قبضہ۔ — کھڑے ہوئے۔ شہر مذکور پر قبضہ کر لیا گیا۔ لیکن بیکار۔ اس لیے کہ وہان کے آباد ہونے والون نے بھی شہر کے اُس حصے مین جہان مال تجارت اور غلہ وغیرہ بھرا ہوا تھا آگ لگا کے بعجلت تمام **قاہرہ** کی راہ لی تھی۔ فتحون کا جیسا اثر ہوتا ہے ویسا ہی اثر اس فتح کا بھی اہل صلیب پر ہوا۔ **لوئی** کا زہد و اتقا تو بدستور قائم رہا لیکن اُس کے خیمے سے گولی کے ٹپے ہی پر اُس کے ہمراہی حد سے گزری ہوئی عیاشی اور سیہ کاری مین مشغول تھے۔

اسی فصل مین تھوڑے زمانے کے بعد **انگلستان** کے دو سو

فوج کا قاہرہ کی طرف بڑھنا — نائٹ بسرداری **ولیم لانگ سورڈ** آ پہونچے اور اس فوج مین آ ملے۔ آخر کار نومبر کے مہینے مین طے ہو گیا کہ اس تباہ کر دینے والی فوج کو **قاہرہ** کی طرف کوچ کرنا چاہیے۔ اگرچہ دشمن کے حملون کی وجہ سے بھی اس فوج کا آگے بڑھنا کچھ آسان نہ تھا۔ لیکن شہر اشمون پر پہونچ کے اُنھین رُکنا ہی پڑا۔ جن گزرگاہون کے بنانے کی اُنھون نے کوشش کی تھی اُنھین دشمنون نے برباد کر ڈالا۔ اور اُن کی منجنیقون کو مسلمانون نے گریک فائر (آتش یونان) کی پچکاریان

مار مار کے جلا ڈالا۔ آخر کار کسی بدوی نے بہت کچھ رقم لے کے انھیں ایک ایسا مقام بتا دیا جہان پر وہ نہر پایاب تھی۔ اور یہ لوگ نہر کے اُس پار اُترے اور دشمن کی فوج جو اُس کنارے پر تھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ اِس موقعے پر اہل صلیب اگر ضابطہ اور تحمل سے کام لیتے تو انھیں بہت کچھ کامیابی حاصل ہوتی۔ لیکن بادشاہ کے بھائی **نواب آرٹوا** نے اصلی حصۂ فوج کے پہونچنے کا انتظار نہ کیا۔ اور یہ رائے دی کہ ہمین چاہیے کہ یونہین دشمن کو دباتے ہوئے چلے چلین۔ **ٹمپلرس** کے سردار نے بہت سمجھایا کہ دشمن کے اِس ظاہری خوف زدہ ہو جانے پر بھروسا کرنا حماقت ہے۔ لیکن اُس کی کون سُنتا تھا؟ بلکہ **کونٹ** نے اُس پر اُلٹا یہ الزام لگا دیا کہ یہ ہمین جان بوجھ کے فریب دینا چاہتا ہے۔ جس کے جواب مین **ٹمپلرس** کے سردار نے نہایت تحمل و بُردباری کے ساتھ کہا "ہم لوگ اپنا گھربار اور مال و اسباب چھوڑ کے جو اِس ملک مین آ کے رہے ہین جو دشمنون کا ہے تو آپ کے خیال مین کیا اِس غرض سے آئے ہین کہ خدا کے کام مین دھوکا دین؟ اور اپنی نجات سے دست بردار ہو جائین؟" **لشپ آف سالسبری** نے بیچ مین پڑ کے صفائی کرانی چاہی لیکن اُس کی سفارش پر عمل کرنا درکنار وہ خود بھی ذلیل کیا گیا۔ غرض بالکل بے ترتیبی سے دوڑتے اور لپکتے ہوئے اہل صلیب شہر **منصورہ** مین داخل ہوئے۔ اُن کی اِس ابتری کو **مملوک**[ع] لوگون نے ایک ہی نظر مین دیکھ لیا۔ اور اِس طرح اچانک اُن پر آ گرے جس طرح شکاری جانور شکاری چڑیا پر آ پڑتا ہے۔ مسلمانون کی تھوڑی فوج اِس خدمت پر روانہ کی گئی کہ **کونٹ آف آرٹوا** کی فوج مین اور اس کی اصلی فوج مین جو بادشاہ کے ہمراہ تھی باہم تعلقات نہ رہین۔ اور ایک کی دوسرے کو خبر نہ ہو۔ اہل صلیب پر مکانون پر سے کھولتے ہوئے پانی کا مینھ۔ ڈھیلے اور جلتی ہوئی لکڑیان برسنے لگین۔ **کونٹ آف آرٹوا**

ع اِس زمانے کے مسلمان فرمانروایان مصر مملوک کہلاتے تھے۔ اِس لیے کہ وہ غلام ہوتے تھے۔ مملوک عربی مین غلام کو کہتے ہین

اس سے پہلے ہی کہ اپنی اس حماقت کا نتیجہ دیکھے مارا گیا۔ اور اس کے بعد ہی **ولیم لانگ سورڈ** نے جان دی۔ اگر بادشاہ کی فوج مدد پر نہ آجاتی تو اُس کی فوج بھی بالکل تباہ و برباد ہو گئی ہوتی گو وہ ایک فوجی جنرل کی حیثیت سے کچھ نہ تھا مگر اس خطرناک اور نازک گھڑی میں اُس نے نہایت ہی جرأت اور بہادری سے کام لیا تھا۔ دونوں فریقوں نے خطرناک نقصان برداشت کیا تھا۔ مگر بادشاہ کا **دمیاط** جانے کا راستہ بند ہو گیا۔ اور ایک عجیب مہلک مرض اُس کے لشکرگاہ میں پھیلنے لگا **لوئی** نے دشمن کے پاس پیام صلح بھیجا جس کے ذریعے سے یہ صورت معاہدہ پیش کی کہ وہ میاط دے کے شہر **بیت المقدس** کی حکومت اُسے دے دی جائے یہ صورت نامنظور ہوئی۔ اور اب واپس ہونا لازمی تھا۔ لیکن دریا کے پاس اور نہر کے سامنے اُسے ایک سخت لڑائی لڑنا پڑی جس میں صلیبیوں کا بہت نقصان ہوا۔ بادشاہ کی شجاعت تدبیر کو تو لغزش نہیں ہوئی لیکن جو کچھ طاقت تھی ختم ہو چکی تھی۔ ایسے حملے کرتے کرتے جو انگلستان کے بادشاہ **رچرڈ** کی شجاعت یاد دلاتے تھے **لوئی** غش کھا کے گر پڑا۔ آنکھ کھلی تو دشمن کے ہاتھ میں قید تھا۔ **ژدان ویل** کا بیان ہے کہ صلیبیوں میں بعض ایسے بھی تھے جنھیں واپس جانے کا خیال بھی نہایت شاق تھا۔ اُس وقت کے جوش کا اندازہ اسی حکایت سے ہو سکتا ہے جو **شاستل** کے بمیس کی بابت جو **سواسون** کا اسقف تھا مشہور ہے کہ اُس نے اتنا کہا کہ "میں اپنے وطن واپس جانے سے خدا کے پاس چلے جانے کو بہتر سمجھتا ہوں" اور ترکوں پر حملہ کر دیا۔ گویا تن تنہا اُن کی ساری فوج سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا ترکوں نے چشم زدن میں اُسے خدا کے پاس پہونچا دیا۔ اور سر کاٹ کے اُس کا نام بھی شہیدوں کی فہرست میں درج کرا دیا۔

سنہ ۱۲۵۰ء بادشاہ کا گرفتار کر لیا جانا۔

بظاہر اس صلیبی لڑائی کا انجام تباہی اور بربادی معلوم ہوتا تھا۔ **لوئی** کی ملکہ حمل سے تھی کہ شہر دمیاط میں اُسے شوہر کے قید ہو جانے کی خبر پہونچی جس کی وجہ سے مدت حمل نہیں پوری ہونے پائی تھی کہ بچہ پیدا ہو گیا۔ اس بچے کا نام اُس نے **ترستان** (ابن الغم) رکھا۔ خود **لوئی** کو بڑی بڑی

سختیان جھیلنی پڑین۔ **منصورہ** کے دس ہزار مسیحی قیدیون مین سے صرف اُنھین لوگون کی جان بچی جنھون نے دین اسلام قبول کر لیا۔ **لوئی** کے ساتھیون مین سے بعض نے اپنا مذہب چھوڑ دیا۔ اور اُسے اُن کے اسلام قبول کرنے کا سانحہ اپنی آنکھون سے دیکھنا پڑا۔ لیکن زیادہ تعداد اُنھین لوگون کی تھی جو ثابت قدمی و استقلال سے اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے۔ ان سب کی گردن ماری گئی۔ اور بادشاہ کو اُن کے اِس طرح مارے جانے کا منظر دیکھنے کی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی۔ لیکن وہ نہایت ہی استقلال کے ساتھ خدا پر بھروسہ کیے رہا۔ اور دشمن کے مقابل مین اِس جُرأت سے کام لیا کہ گویا اپنی جان عزیز ہی نہ تھی۔ اُسے اِس شرط کے ساتھ پیام صلح دیا گیا کہ "شام کے کل قلعے جو مسیحیون کے ہاتھ مین ہین ہمارے سپرد کر دو"

بادشاہ کا استقلال

اِس کا اُس نے یہ جواب دیا کہ "وہ قلعے میرے نہین ہین کہ مین دے دون۔ جس چیز کا مالک **بیت المقدس** کا بادشاہ ہونے کی حیثیت سے **فریڈرک دوم** ہے اُسے مین کیونکر دے سکتا ہون"۔ اُسے دھمکی دی گئی کہ "اگر ایسا کرو گے تو تمھین سخت جسمانی تکلیف دی جائے گی۔ اور شہرون شہرون تشہیر کیے جاؤ گے"۔ اِس کا جواب نہایت خاموشی سے اُس نے یہ دیا کہ "مین تمھارا قیدی ہون۔ میرے ساتھ جو چاہو کرو"۔ آخرکار اِس بات پر تصفیہ ہوا کہ شہر **دمیاط** چھوڑ دیا جائے۔ اور بادشاہ لوئی اپنی رہائی کے معاوضے

شرائط صلح۔

مین دس لاکھ بزانٹ (اُس زمانے کا سکہ) اور پانچ لاکھ فرانسیسی اشرفیان اپنے اُمرا کی رہائی کے معاوضے مین ادا کرے۔ اپنی ذات کے لیے اتنی رقم دینے مین تو اُسے کچھ پس و پیش ہوا۔ مگر دوسری رقم فوراً منظور کر لی۔ اُس کی زبان سے نکلا کہ "فرانس کے بادشاہ کو اپنی رعایا کی آزادی خریدنے مین بالکل پس و پیش نہ کرنا چاہیے"۔ اس کی اِس بے نفسی سے متاثر ہو کے ترکون کے فرمان روا **توران شاہ** نے بھی یہ کام کیا کہ اُس کی ذات کے معاوضے کی رقم مین سے پانچوان حصہ یعنی دو لاکھ بزانٹ چھوڑ دیے۔

سلطان **توران شاہ** کا یہ آخری کام تھا۔ اِس کے بعد ہی

توران شاہ کا مار ڈالا جانا

وہ مار ڈالا گیا؎ - اور اُس کے مار ڈالے جانے سے مسیحی قیدیون کی حالت اور خطرناک ہوگئی - اِس کے بعد لوئی سے حلف اُٹھانے کو کہا گیا تو اُس نے انکار کیا - اور کہا جن الفاظ مین مجھ سے حلف لی جاتی ہے اُن کا زبان پر لانا میرے اعتقاد مین کفر ہے"

لوئی نے رہائی پائی

اس کا یہ انکار صلیبی اسیرون کے حق مین اور بھی سم قاتل ہوگیا - آخر یہ دشواری بھی دور ہوئی - اور ایسی سختیان جھیلنے کے بعد بادشاہ کو رہائی نصیب ہوئی کہ (اگر ژوان ویل کا اعتبار کیا جائے) مسلمان تک کہتے تھے کہ ہم پر ایسی سختیان کی جاتین تو ہم اپنے پیغمبر محمد (صلعم) کو چھوڑ دیتے؎

لوئی کو ابھی یہ نہین منظور تھا کہ باقی ماندہ فوج کو لے کے اپنے وطن واپس آئے - اُس نے شاہ انگلستان ہنری کو مکرر سکرر لکھا تھا کہ جس قدر جلد بن پڑے کافی تعداد مین فوج ہمراہ لے کے میری مدد کو آؤ - اُسے یقین تھا کہ ہنری میری اِس استدعا کو ضرور منظور کرے گا - اور خاصتہً جب کہ اُسنے اُس سے اِس بات کا بھی وعدہ کیا تھا کہ اِس مدد کے معاوضہ مین فرانس کا علاقہ نارمنڈی مین تھین دے دون گا - اِس کے علاوہ اُس کے دل مین یہ بھی جمی ہوئی تھی کہ

لوئی کا ناصرہ کی زیارت کو جانا

؎ توران شاہ کا شاہی لقب الملک المعظم تھا - اُس کے مار ڈالے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اُس کے باپ ملک الصالح کے چند بہادر اور صاحب اثر غلام تھے جن مین سے زیادہ سربرآوردہ بیبرس - قلاوون - آقسنقر اقطائی اور ایبک تھے - توران شاہ کے نئے مخصوصین نے ان لوگون پر حکومت شروع کی تو اُنھین ناگوار ہوا - اور آمادہ ہوئے کہ توران شاہی کا خاتمہ کر دین وہ فرنگیون کو شکست دے کے واپس آیا تو دریا کے کنارے ایک برج کے قریب اپنی مجلس مین بیٹھا تھا اور شاہی حجرہ آنے کو تھا کہ بیبرس نے ایک تلوار ماری - بادشاہ بھاگ کے برج مین گیا تو اُس مین آگ لگا دی - اِس سے گھبرا کے توران شاہ دریا مین پھاند پڑا - تب ظالم غلامون نے اُسے تیرون کا نشانہ بنایا - الغرض یون پانی کے اندر اُس نے جان دی - اُس کے بعد اُس کے باپ کی صاحب اثر حرم شجرۃ الدر تخت پر بیٹھی اِس کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری ہوا - اور اُس کے دستخط سے فرامین شاہی جاری ہوئے - ابن خلدون -

؎ اِس بات کا کبھی تجربہ تو نہین ہوا - لوئی کے خوشامدی دوست ژوان ویل کو مسلمانون کی نسبت ایسا ہی حسن عقیدہ ہوگا -

خود نائب مسیح (پوپ) اپنے اور شہنشاہ فریڈرک کے درمیان کا جھگڑا طے کر چکا ہوگا- اور اپنے وفادار بچون (یعنے اہل صلیب) کی مدد کے لیے بذات خود آپہونچے گا- اور اُن کی سرگروہی و رہبری کرکے اُنھین ایسی کوشش پر آمادہ کردے گا جس مین یقینی کامیابی ہوگی- اُس کے بھائیون کونٹ آف انجو اور کونٹ آف پوائٹو نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا- تاہم اُس نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے وفادار داروغہ کو ساتھ لے کے شہر ناصرہ کی زیارت کو روانہ ہوگیا- روضۂ اقدس مسیح کی زیارت سے جس کی اُسے بے حد تمنا تھی اُس نے دل کڑا کرکے انکار کیا- اگرچہ نیک سلطان دمشق نے اُسے روضۂ پاک کی زیارت کرنے کی خود ہی اجازت دے دی تھی لیکن لوئی نے اِس سعادت کے حاصل کرنے سے انکار کردیا کیونکہ وہ یہ نہین چاہتا تھا کہ اس شہر کے فتح کرنے کی آرزو مین جس مین سلاطین یورپ اب تک ناکام ہوتے آئے تھے مین ناکام رہ جاؤن- اور بعد والے پرجوش شاہان مغرب اُس کو پورا کرین- وہ انگلستان کے رچرڈ کی طرح بے عزت تو نہین مگر حقیر ہو کے یورپ مین واپس آیا- یا یون کہیے کہ ایسی شہرت اور ناموری حاصل کرکے آیا جس کی بدولت چند ہی روز بعد اُس کا نام بھی ولیون کی طولانی فہرست مین درج ہوگیا-

چودھوان باب

نوین صلیبی لڑائی

صلیبی لڑائی کی پوری تاریخ ایسے ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جو نہ کسی جنگی سپہ سالار کی سمجھ مین آسکتے ہین اور نہ کسی مدبر سلطنت کی سمجھ مین- کیونکہ ان لڑائیون مین نہ کبھی فن جنگ کے قواعد سے کام لیا گیا اور نہ ایسی تدبیرون سے جو دانائی و فراست پر مبنی ہون ان وحشیانہ لڑائیون کو اگر ہم اُس دنبالہ دار تارے کی رفتار اور اُس کی وقتی چمک دمک سے تشبیہ دین جو اپنی انتہائی شان و شوکت پر پہونچ کے تاریکی کے سمندر مین دوڑ جاتا اور غائب ہوجاتا ہے تو بیجا نہ ہوگا- جیسا کہ اس تاریخ کے گذشتہ صفحات مین نظر آچکا ہے- ان لڑائیون

کے ذریعے سے کسی طرح کی مستقل کامیابی تو برائے نام بھی نہین ہوئی مگر ہان اُن کا قیام اتنے عرصے تک رہا کہ گروہ کے گروہ تباہی و افلاس مین مبتلا ہو گئے اور لاکھون گھر بے چراغ ہو کے غمکدے بن گئے۔ لیکن جن اوصاف کے اعتبار سے ابتدائی حروب صلیبیہ مین لوگون کو ایک قسم کی شہرت و ناموری حاصل ہوئی وہ اوصاف آخر تک بدستور قائم رہے۔ اس مین تو کلام نہین کہ یہ لوگ نہایت نڈر اور راسخ العقیدہ تھے۔ اور مصیبتون کو نہایت تحمل کے ساتھ برداشت کرتے تھے جیسا کہ بہادرون کا شیوہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب کبھی انھین فتح ہو جاتی تھی تو دشمنون پر وحشیانہ ظلم و جور بھی کرتے تھے جیسا کہ اُن کے ساتھ کیا گیا تھا۔ لیکن یہ اوصاف ایسے ہین کہ انھین اگر کسی عقلمند فرمان روا کی دانائی سے قطع نظر کر کے دیکھیے تو نہایت ہی آب و تاب دکھاتے اور بڑی شان و شوکت کے نظر آتے ہین۔ لیکن عقل کی عینک لگا کے نظر ڈالیے تو وہ سب باتین بالکل فضول اور بیکار ثابت ہوتی ہین۔

ایسی دانائی ارض فلسطین کے لاطینی مسیحیون کی قسمت ہی مین نہ تھی۔ نااتفاقی کی بدولت ان مین ہمیشہ باہمی نزاع رہتی تھی۔ اور بعض اوقات تو اسی نفاق کی بدولت پوری جنگ و جدل کی نوبت آ جاتی تھی۔ بے شک اہل وینیس اور پیسا اور جنوا کے باشندون مین باہم صلح تھی۔ لیکن محض دکھانے کے لیے جب کسی دو فریقون مین نزاع ہوتی تو جس فریق کی جانب داری ٹمپلرس کرتے تھے ہاسپٹیلرس یا ٹیوٹانک نائٹ ہمیشہ اُس کے مخالف گروہ کا ساتھ دیتے۔ اسی مذہبی اختلاف کی بدولت ۱۲۵۹ء مین ٹمپلرس اور ہاسپٹیلرس مین ایسی گھمسان لڑائی ہوئی کہ عکہ کے ٹمپلرس مین سے شاید ہی کوئی زندہ بچا ہو۔ باہمی قتل و قمع کرتے کرتے یہ حامیان صلیب مسلمان جلادون کی اُس قتل گاہ مین جا پہونچے جہان وہ لوگون کی گردن مارا کرتے تھے مملوک سلطان بیبرس کے وحشی سپاہیون نے شہر ناصرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اُن

ع شاید۔ مگر تاریخ تو شہادت دیتی ہے کہ جیسے مظالم صلیبیون نے موقع پا کے کیے ویسے مسلمانون نے اُن پر کبھی نہین کیے۔

عہ سلطان بیبرس غلام بادشاہون یا مملوکون مین تھا۔ اُس کا لقب ملک الظاہر تھا۔

سنہ ۱۲۶۴ء
مملوک سلطان بیبرس کا ارض فلسطین پر حملہ

تمام مسیحیون کو بھی قتل کرڈالا جو بدقسمتی کے باعث میدان جنگ سے صحیح و سالم بچ کے نکل آئے تھے ارسوف کے قلعے پر نو سو ہاسپٹلرس قبضہ کیے ہوئے تھے۔ اُن مین آخری شخص اُس وقت مرا ہے جب دشمن (مسلمان) دھاوا کرکے قلعہ کی دیوارون پر چڑھ چکے تھے۔ قلعۂ سفید کو ٹمپلرس نے اِس شرط پر خالی کردیا کہ محصورین قلعہ جن کی تعداد ۶۰۰ تھی صحیح و سالم کسی ایسے مسیحیون کے شہر مین پہونچادیے جائین جو وہان سے قریب تر ہو۔ اِس معاہدے کو سلطان نے اُٹھا کے پھینک دیا۔ اور ٹمپلرس کو چند گھنٹون کی مہلت دی کہ یا تو اسلام قبول کرین یا مرنے پر تیار ہو جائین۔ افسر خانقاہ اور دو راہبون نے ساتھیون کو اِس بات پر آمادہ کیا کہ اپنے دین پر استقلال سے قائم رہین۔ لہذا جب سلطان نے اُن سے آخری جواب طلب کیا تو سب نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ سب کے سب قتل کردالے گئے اور اُس افسر خانقاہ اور اُن دونون راہبون کا یہ حشر ہوا کہ زندہ کھال کھچوالی گئی۔

انطاکیہ پر مسلمانون کا قبضہ

آخرکار یورپ مین خبر پہونچی کہ بوہیمانڈ ششم انطاکیہ سے نکال دیا گیا اور اُس کا شہر بے دینون کے قبضے مین ہے۔ ولی مشرب لوئی کو اب بھی ارمان تھا کہ متبرک مقامات کو بے دینون کے قبضے سے چھڑائے۔ لیکن جب گزشتہ تباہیان یاد آتین تو ڈر جاتا کہ کہین پھر اُس کے گناہون اور اُس کی افسرانہ کمزوریون کی وجہ سے مسیحی فوج کو ذلّت نہ نصیب ہو۔ اُس کے اِس

سنہ ۱۲۶۸ء

پس و پیش نے پوپ کلیمنٹ چہارم مین پھر جُرأت پیدا کردی۔ اور انگلستان کے ہنری سوم کو اُس نے بیحد اصرار کرکے اِس امر پر مجبور کیا کہ معرکۂ صلیب اختیار کرکے اپنے دینی فرائض کو انجام دے۔ مقام ایوشام

اور بڑا نیک نفس پابند شرع صاحب سطوت و جبروت اور بہادر تھا۔ اُس نے اپنے دور مین وہی شان دکھادی جو کبھی سلطان صلاح الدین کے عہد مین نظر آئی تھی۔ شام کے اکثر وہ مقبوضات جو فرنگیون کے قبضے مین باقی تھے اُس نے بڑی بہادری سے چھین کے اپنے قبضے مین کرلیے

مین جب ارل آف لائسسٹر یعنے مانٹ فورٹ کے شمون کو شکست فاش ہوئی
سنہ ۱۲۶۵ء تھی اُسے اِس وقت تک تین سال گزر چکے تھے۔ لیکن اُس ملک مین اگرچہ لڑائی نہین
چھڑی تھی مگر پوری طرح امن و امان بھی نہین قائم تھا۔ لہذا یہ بات واقعی قابل حیرت ہوئی
کہ ایسے نازک وقت مین اِس ولی عہد نے جو چند روز بعد بادشاہ اڈورڈ اول
ہونے والا تھا اس نئے صلیبی جہاد مین شریک ہونے کا عہد اختیار کر لیا۔ مگر در پردہ اِس
مین یہ مصلحت بھی تھی کہ وہ لوگ انگلستان سے باہر نکل جائین جن کی ذات سے اِس
بات کا اندیشہ تھا کہ کسی زمانے مین ولی عہد یا اُس کے باپ کو کسی قسم کا نقصان
نہ پہونچا دین۔ اڈورڈ نے اِس امر کا بہت خیال رکھا کہ ارل آف گلوسسٹر
جس کی ذات سے اُسے سب سے زیادہ اندیشہ تھا اگر ناموری مین نہین تو کم از کم
اُن تکلیفون اور مصیبتون مین ضرور اس کے ساتھ رہے جو لازمی طور پر ارض مشرق
مین پیش آنے والی تھین۔ غرض لوئی نہم ساٹھ ہزار فوج اور نواب فلانڈرس
نواب برطانی۔ نواب شانپین اور دیگر اُمرا کو ہمراہ لے کے فرانس سے روانہ
لوئی نہم کی دوسری صلیبی لڑائی۔ ہوا جہان پھر پلٹ کے آنا اُس کی تقدیر مین نہ تھا۔ اِن کے جہازون کو طوفان نے
تھپیڑے دے کے جزیرۂ سارڈینیا مین پہونچا دیا جہان پہونچ کے طے ہوا کہ اہل صلیب
کو پہلے ٹیونس کی راہ لینی چاہیے۔ جزیرۂ صقلیہ کا بادشاہ چارلس انجو اِس فکر
مین تھا کہ جو خراج اُس کے ماسبق بادشاہون کو ادا کیا جاتا تھا اُس کے حقوق کو پھر
سنہ ۱۲۷۰ء قائم کرے۔ کہتے ہین دیندار لوئی کو وہ نامہ و پیام یاد آیا جس کے ذریعے سے مسلمان
بادشاہ ٹیونس نے اُس سے دین مسیحی قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لہذا اُسے خیال
ہوا کہ وہان اتنی بڑی فوج جا کے موجود ہو جائے گی تو وہ آزادی و جرأت کے ساتھ
اپنے نئے مذہب کا علانیہ اظہار کر دے گا۔ یہ فوج جہازون پر سے اُتری اور شہر
قرطاجنہ کی جگہ پر خیمہ زن ہوئی تھی کہ یکایک ایک وبا شروع ہوئی جس نے منجملہ
اور صدہا اہل فوج کے خود بادشاہ لوئی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اُس کی ساری زندگی
ایک عبادت تھی۔ اور آخر وقت بھی عبادت ہی تھی۔ مگر اپنے لیے نہین بلکہ دوسرون
شاہ مذکور کی وفات کے لیے۔ خدا کی مرضی پر راضی ہو کے وہ بستر خاک پر ہاتھ پاؤن پھیلا کے لیٹ
گیا۔ اور اِن الفاظ پر کہ "خداوندا مین تیرے گھر مین داخل ہون گا" اور تیرے

مقدس حرم مین عبادت کرون گا۔" روح پرواز کر گئی۔

آخر جب اِس لشکرگاہ مین انگلستان کا اڈورڈ پہونچا تو اُسے نظر آیا کہ موسم سرما کے قبل ارض فلسطین پہونچنے کا خیال قابل تعمیل نہین ہے لہذا اُس نے ارادہ کیا کہ صقلیہ مین واپس چلا آئے اور وہان بیٹھ کے موسم بہار کا انتظار کرے۔ آخر جب وہ شہر عکہ مین پہونچا تو اُسے معلوم ہوا کہ اُس کے نام کے ساتھ اُس کی ہیبت بھی یہان پہونچ کے لوگون کے دلون پر بیٹھ گئی تھی۔ اور جس طرح رچرڈ پلین ٹاجنٹ کے نام سے لوگ کانپتے تھے ویسے ہی اُس کے نام سے بھی کانپ رہتے تھے۔ مسیحی لوگ فوراً اُس کے جھنڈے کے نیچے آ کھڑے ہوئے۔ اور اُس نے سات ہزار آدمیون سے شہر ناصرہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ بعض روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے بھی اُسی بیرحمی کے ساتھ کشت و خون کیا جیسی بے رحمی سے کہ عام صلیبی لڑائیان بدنام ہین۔ اور سچ بدنام ہین۔ یہ روایت اگر صحیح ہو تو بھی ارض فلسطین مین اُس کی یہی پہلی فتح تھی۔ اور یہی آخری فتح بھی تھی۔ مرض نے اُس کی مہم کو روکا۔ اور باطنیون کے ایک فدائی کے خنجر نے اُس کی زندگی ہی کو بیکار کر دیا۔ اِس فدائی کو امیر یافا نے ایک نامہ بر کی حیثیت سے اُس کے پاس بھیجا تھا۔ جس نے یہان اثنا سے گفتگو مین اُسے اُمید دلائی تھی کہ مین اسلام چھوڑ کے دین عیسوی قبول کر لون گا۔ یہ کاری زخم کھانے پر بھی اڈورڈ نے اُس فدائی کو زمین پر دے مارا۔ اور ایسی چھری ماری جو اُس کے دل کے وار پار ہو گئی۔ لیکن فدائی کا خنجر یقیناً زہر مین بجھا ہوا تھا اور اُس کے زہر کے اثر کو پھیلنے سے روکنا کسی معمولی لیاقت کے ڈاکٹر کا کام نہ تھا۔ زخم کے کنارے احتیاط کے ساتھ کاٹ ڈالے گئے۔ اِس کے علاوہ اُسے اپنے شباب کی قوت اور اپنی سلیقہ شعار بیوی ایلی نر کی تیمار داری سے مدد ملی بعد کے زمانے کے قصہ گویون نے یہ کہانی بنا لی کہ اگر اُس کی بیوی خود اپنے ہونٹھون سے زخم کے زہر کو نہ چوس لیتی تو وہ قطعاً مر جاتا۔

سنہ ۱۲۷۱ع
انگلستان کے
ہنری سوم کے
بیٹے اڈورڈ کا
ناصرہ پر قبضہ کرنا

اب صاف نظر آتا تھا کہ ارض مقدس مین اور کوئی کارروائی نہین ہو سکتی۔ اور اڈورڈ کو ہر وقت یہ خیال لگا رہتا تھا کہ نہین معلوم کس وقت انگلستان

مین میرے موجود ہونے کی ضرورت اُٹھ کھڑی ہو۔ دس برس کے واسطے صلح کر لی گئی اور انگلستان کے مجاہدین صلیب جہازون پر سوار ہو کے وطن کی طرف روانہ ہوئے سالہاسال سے یورپ نہایت سرگرمی کے ساتھ ارض مقدس پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ان تمام کوششون سے جو کچھ نتیجہ حاصل ہوا اُس کی اُن نشانون سے زیادہ وقعت نہ تھی جو سمندر کے کنارے کی بالو پر مدوجزر کی وجہ سے پڑ جاتے ہین۔ ہان ایک لحظے کے لیے اُس وقت جب لی اثیر کا مقتداے اعظم تھیوبالڈ جو انگلستان کے اڈورڈ کا دوست تھا شہر عکہ سے اس واسطے طلب کیا گیا کہ گریگری وہم کا لقب اختیار کر کے مقدس پطرس حواری کی مسند خلافت پر اجلال فرمائے (یعنے پوپ قرار دیا گیا) تو ضرور اُمید بندھی کہ شاید اُس گزشتہ خواب کی تعبیر سچی ظاہر ہو جائے۔ تھیوبالڈ نے وہ تکلیفین اور مصیبتین خود اپنی آنکھ سے دیکھی تھین جو ارض فلسطین کے لاطینی مسیحیون کو برباد کیے ڈالتی تھین۔ لہذا اُس نے اُسی گرمجوشی سے جو پوپ انوسنٹ سوم یا اربن دوم کی شان کے مناسب تھی شاہان یورپ سے استدعا کی کہ ارض مقدس کو مخالفین کے پنجے سے نجات دلائی جائے۔ شہر لیون مین ایک نئی کونسل مرتب ہوئی جس نے قرار دے دیا کہ ایک نئی صلیبی لڑائی چھیڑی جائے۔ ہیپس برگ کے روڈالف نے جو ہنوز مستقل طور پر شہنشاہ نہین قرار پایا تھا عہد کیا کہ مین اس جنگ صلیبی مین شرکت کرون گا۔ اس کے ساتھ ہی میکائل پلیو لوگس نے بھی عہد کیا جو اس سے تیرہ برس پیشتر (۱۲۶۱ء مین) قسطنطنیہ مین لاطینی خاندان شاہی کا خاتمہ کر چکا تھا۔ لیکن لیون کی کونسل کے دو ہی برس بعد گریگری دہم نے دُنیا کو رخصت کیا۔ اور اُسی کے ساتھ ارض فلسطین کی نئی فتحون کے خواب و خیال بھی خاک مین مل گئے۔

خود ارض مقدس کی یہ حالت تھی کہ وہان بدنصیب باقی ماندہ مسیحی اگلے زمانے کی طرح اب بھی اُسی لکیر کو پیٹ رہے تھے۔ جزیرۂ قبرس کے ہیوغ سوم نے شہر طائر (سور) مین بیت المقدس کی سلطنت کا تاج پہنا تھا۔ ٹمپلرس نے زور دیا کہ ہیوغ کو نہین بلکہ انجو کے چارلس کو یروشلیم کا بادشاہ

سنہ ۱۲۷۲ء اڈورڈ کا یورپ واپس آنا

تازہ صلیبی لڑائی کے لیے گریگری وہم کی بے نتیجہ کوششین

سنہ ۱۲۷۶ء

یروشلیم کی برائے نام سلطنت کے دعوے۔

منتخب ہونا چاہیے۔ ہاسپیٹلرس نے ذرا زیادہ عقل سے کام لیا اور کہا اِس جھگڑے کو اُس وقت تک ملتوی رہنا چاہیے جب تک کہ ہم اُس سلطنت کو پھر اپنے قبضے مین نہ کرلین جس کی تاجداری کے لیے یہ بحث ہو رہی ہے۔ اِس کے چند سال بعد جب قبرس کے ہنری دوم نے اپنے تئین بادشاہ یروشلیم کے برائے نام لقب سے ملقب کیا تو ٹمپلرس کے سرگروہ اعلے نے نکولس چہارم کے دربار مین لاطینی مسیحیون کی مصیبتین بیان کین اور کہا "اُن ظلمون کا اگر معاوضہ ہو سکتا ہے تو صرف مسلمانون کے خون سے۔" لیکن پُرانے طلسم کا زور اب ٹوٹ چکا تھا۔ نکولس کچھ آدمی دینے پر تو ضرور مستعد ہوا لیکن وہ ایسے لوگ تھے جو اول درجے کے بدمعاش اور مجرم تھے۔ اور مہذب سوسائٹی سے نکالے ہوئے تھے۔ کسی قسم کی مالی مدد دینے سے نکولس نے قطعاً انکار کیا۔ دیگر مقامات مین بھی ٹمپلرس کے اِس سرگروہ کو کچھ زیادہ کامیابی نہین ہوئی۔ اور جب وہ ارض فلسطین کو واپس آیا تو اُس کی ہمراہی فوج مین صرف ایطالیہ کے ڈاکو اور جوٹٹے بھرے ہوئے تھے۔

سنہ ۱۲۸۹ء

آخری بیکسانہ لڑائی عکہ مین ہوئی۔ اور موقعون کی طرح اِس موقعے پر بھی ٹمپلرس کی جرأت کا ستارہ دُھندلا رہا۔ سلطان نے چاہا کہ ٹمپلرس کے سردار کو کچھ دے دلا کے کام نکال لے مگر اُس نے رشوت لینے سے قطعاً انکار کیا۔ سلطان کو بھی اِس کی چندان پروا تھی کہ فقط سیدھی ہی اُنگلیون سے گھی نکالے۔ اُس کے مملوک نبرد آزما ٹمپلرس سے کچھ کم بہادر نہ تھے۔ اور پھر اُن کی تعداد ٹمپلرس سے بدرجہا زیادہ تھی۔ غرض حملہ شروع ہوا۔ اثنائے جنگ مین یروشلیم کے برائے نام بادشاہ یعنی جزیرۂ قبرس کے ہنری دوم نے ٹیوٹانک نائٹون سے درخواست کی کہ آج ایک دن کے لیے تم لوگ میرے کام کو انجام دے دو کل صبح کو مین واپس آ جاؤن گا۔ اُس کی یہ استدعا منظور کی گئی۔ مگر قبل اِس کے کہ سپیدۂ صبح نمودار ہو ہنری اپنے مستقر جزیرۂ قبرس کو روانہ ہوگیا۔ اب حملہ آورون نے زیادہ جوش وخروش کے ساتھ دھاوا کیا۔ مسیحی لوگ دل ہار چکے تھے۔ ٹمپلرس کے سردار کا کام ایک زہر مین بجھے ہوئے تیر نے تمام کر دیا۔ اور باقی ماندہ سات نائٹ جو اُس گروہ کی یادگار رہتی جس نے ہزارون خطرون کا بہادری اور کامیابی کے

عکہ کا قبضے سے نکل جانا۔

سنہ ۱۲۹۱ء

ساتھ مقابلہ کیا تھا جہاز پر سوار ہوکے بھاگ کھڑے ہوئے۔ شہر تو قبضے سے
نکل گیا لیکن محاصرے کی مصیبت کا ابھی تک خاتمہ نہین ہوا تھا۔ شکست خوردہ
لوگ گھبرا کے سمندر کے ساحل پر پہونچے لیکن اُس وقت ایک طوفان نے ایسا
تلاطم پیدا کر رکھا تھا کہ جہازون پر نہ سوار ہونے پائے۔ اِسی اضطراب کی حالت
مین دشمن آپہونچے۔ اور متعصبانہ ضعیف الاعتقادی کے ہاتھون اِن لوگون نے
ایک دوسرے کے خون سے سمندر کے پانی کو شہاب بنا دیا۔

پندرھوان باب

اِن مذہبی لڑائیون کے بعد کا حال

صلیبی لڑائیون کے جوش کا رفتہ رفتہ زائل ہوجانا

صلیبی لڑائیان ختم ہوگئین۔ ایندھن کے لیے کُندے تو بڑے بڑے
جمع ہوتے رہے مگر یہ بات قیاس سے باہر تھی کہ وہ آگ پکڑین۔ بڑے بڑے سپہگر
اور شورما اس مذہبی لڑائی سے دست بردار ہوگئے۔ اور اپنے شغل کے واسطے
دوسری جگہ میدان جنگ ڈھونڈھنے لگے ٹیوٹانک بانکے اپنی لیتھوآنیہ اور
پولینڈ کی خشک و بے گیاہ سرزمینون کو واپس گئے۔ ہاسپٹلر نائٹ پہلے تو جزیرۂ
قبرس مین جا کے ٹھہرے پھر وہان سے نکل کے جزیرۂ روڈس مین پہونچے
جہان یونانیون اور اہل اسلام سے سخت معرکہ آرائیان کر کے اُنھون نے سارے
جزیرے پر قبضہ کر لیا اور اپنی اِس دُنیاوی جنت مین بیٹھ کے ستانے لگے۔
ارض فلسطین واپس جانے کی تمنا اڈورڈ اول کے دل مین ابھی تک باقی
تھی جو اپنے وصیت نامے کی رُو سے تیس ہزار پونڈ ایسے بہادرون کے فراہم
کرنے اور اُن کے بسر کرنے کے لیے چھوڑ گیا جو ارض مقدس مین جا کے اُس
کی یہ آرزو پوری کرین۔ لیکن غالباً سب سے پچھلی شعاع اِس پرانی آگ کی اُن
الفاظ مین چمک دکھاتی ہے جو مرتے وقت ہنری پنجم کی زبان سے نکلے تھے۔
جس نے کہا "بادشاہون کا لازمی فرض ہے کہ یروشلیم کی دیوارین تعمیر کرین۔
اگر میری عمر وفا کرتی یا مجھے اپنی زندگی مین اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوتا تو اِس
کام کو مین خود انجام دیتا۔ اب بھی یہ کام ایسا ہی تھا کہ اُس مین غیر قابل برداشت

دشواریان تھین۔ کئی مرتبہ انجام پا چکنے کی وجہ سے اِس مہم کا پورا ہونا ممکن ضرور نظر آ گیا تھا۔ لیکن اِس کے انجام دینے کے واسطے ایسے عقلمند اور متحمل المزاج مُدبّر کی ضرورت تھی جو ایسی حکمت عملی سے کام لے کہ اُس کی سرکارروائی مین رعایا کو اپنی بہبودی نظر آئے۔ اور جو فاتح و مفتوح دونون کو مِلا کے ایک قوم بنا دے۔ اِس حکمت عملی کو جیسا کہ ہمین نظر آ چکا ہے ابتدائی زمانے کے صلیبیون نے نامنظور کیا اور سوا شہنشاہ ہنری کے جس نے قسطنطنیہ مین اِس خیال کو ظاہر کیا تھا آخری زمانے کے صلیبیون نے بھی پسند نہ کیا اور غالباً یہ امر بے وجہ نہ ہوگا اگر ہم یہ خیال کرین کہ اِس معاملے مین گاڈفرے اور ٹینکرڈ کے ہمراہیون کی بہ نسبت انگلستان کا ہنری ہفتم زیادہ عقلمندی۔ انصاف اور رحمدلی سے کام لینا چاہتا تھا۔ مسیحیون اور مسلمانون دونون کے خون سے ارض فلسطین کی آب پاشی پوری طرح ہو چکی تھی اب یورپ اور خاصتہً فرانس کی سرزمین اُس گروہ کا خون پینے پر آمادہ تھی جس نے ارض فلسطین مین لاطینی سلطنت کے قائم کرنے مین اُسی قدر کوشش کی تھی جس قدر کہ اُس کی بربادی کے واسطے کی۔ اُس گروہ سے نائٹ ٹمپلرس مراد ہین۔ جن کے مِٹانے مین جس ظلم و تعدی اور دیدہ دلیری کی سی ناانصافی سے کام لیا گیا اُس کا نمبر اُن تمام ناانصافیون۔ دروغ بیانیون اور ظلمون سے بڑھا چڑھا ہے جو جھوٹا حلف اُٹھانے والے بادشاہون اور ناخداترس پادریون کے ہاتھ سے عمل مین آئے ہون گے بے شک اِن لوگون نے بڑے بڑے ظلم کیے تھے۔ لیکن وہ ایسے جرائم تھے جو علانیہ طور پر کیے گئے تھے اور جن مین سارے مجاہدین صلیب شریک تھے سوا فرانس کے لوئی کے جو اپنے وقت کا ولی تھا اب جو اُن کے خدمات کی ارض فلسطین مین ضرورت نہین رہی تو ظالم خونریز اور چور فلپ دی فیر کو یہ سوجھی کہ اُن کی جائدادین ضبط کر لی جائین۔ اُس نے پوپ کلیمنٹ پنجم کو دھمکی دے کے ایسے الزامات قائم کرنے کی منظوری حاصل کر لی جنھین اِس کے قبل وہ خود بھی مہمل۔ فضول اور غیر ممکن الوقوع تسلیم کرتا تھا۔ اور تھا بھی حقیقت مین ایسا ہی۔ اِس لیے کہ جن سورماؤن نے میدان جنگ مین کبھی پیٹھ نہین دکھائی تھی اُن کے مغلوب کرنے کے لیے

نائٹس ٹمپلرس پر ظلم و تعدی۔

سنہ ۱۳۰۹ع

جھوٹے گواہ۔ جسمانی اذیت رسانیان۔ بھوک پیاس۔ گھُپ اندھیرا اور ایسے قیدخانون کی بیماریان جہان کبھی سورج کی کرن نہ پہونچتی تھی۔ غرض ہر طرح کی مصیبتون سے نہایت ہوشیاری کے ساتھ کام لیا گیا۔ بعض سے ایک ایک کرکے سخت جسمانی تکلیفین دے کے ایسے جرمون کا اقبال کرایا گیا جن سے اُس جسمانی مصیبت سے نجات پاتے ہی اُنھون نے پھر انکار کر دیا۔ آخر ٹمپلرس کے سب سے پچھلے افسر اعلے اور اُس کے باقیماندہ ہمراہی دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور افسر نا کور مرتے دم تک اپنے گروہ کے بے جُرم ہونے کا دعوے کرتا رہا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ جُرم جو فلپ اور اُس کے خونخوار ساتھیون نے اِن کے ذمے عائد کیے تھے۔ اُن سے یہ لوگ قطعی طور پر بری تھے۔ شاہان فرانس اپنی نا انصافیون کی بدولت گو زیادہ دولتمند ہو گئے مگر انھین کارروائیون سے اُس بڑے عظیم الشان الزام مین زور پیدا ہو گیا جو انقلاب نظم و نسق سلطنت فرانس کے زمانے مین اُن گزشتہ سلاطین کے بدقسمت جانشین پر لگایا گیا۔ انگلستان مین بھی ٹمپلرس کے خلاف جو کارروائیان کی گئین گو وہ بھی قابل شرم تھین مگر بمقابل اُس ذلیل طرز عمل کے خفیف تھین جس نے فرانس کے بادشاہ اور ججون کو ذلت کا جامہ پہنا دیا۔ مگر آخر دونون ملکون کے لوگون کو نظر آ گیا کہ ربانی سچائی اور حق کے قائم رکھنے کا بہانہ کرکے دروغ بیانیون کی جُرأت کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

صلیبی لڑائیون کا اصلی نتیجہ اِسی کارروائی مین نظر آتا ہے۔ مسلمانون کا خلاف مذہب ہونا اِس بات کے لیے کافی سبب ہو سکتا تھا کہ وہ ملک اُن سے چھین لیا جائے جو مسیحی دُنیا کا ناقابل انتقال ورثہ خیال کیا جاتا تھا۔ ٹمپلرس پر جس بے دینی یا بداعتقادی کا الزام عائد کیا گیا وہ بھی اِس کی کافی وجہ ہو سکتا تھا کہ حاکمان عدالت اُن کے برباد کرنے پر مجبور ہو جائین۔ جن اشخاص پر صحیح یا غلط طور پر کفر کا الزام لگا دیا جائے تو وہ ضرور اِس بات کے سزاوار ہو جائین گے کہ اگر نرمی سے عقائد حقہ کی پیروی نہ اختیار کرین تو توپ یا تلوار کے ذریعے سے اُن کی سرزمین پر قبضہ کر لیا جائے۔ یہ سبق سب نے بہت جلد سیکھ لیا۔ اور جن ونون ڈنیٹڈ الوادر بالڈولن قسطنطنیہ مین چندروزہ لاطینی سلطنت کی بنیاد ڈال رہے تھے اُسی زمانے مین

ابتدا ۱۲۰۸ء
انتہا ۱۲۲۹ء البیجینشین
صلیبی لڑائیان

پوپ انوسنٹ وعظ کے ذریعے سے لوگون کو بھکار رہا تھا کہ طولوس کے نواب ریمنڈ کی رعایا پر بھی مجاہدین صلیب کو چڑھائی کرنی چاہیے جو لوگ اگر بالفرض مذہب کے زیادہ پابند نہ ہون تو صلح پسند ضرور تھے۔ اِس بات کی کوشش کہ غلطی اور لغزش کو زور اور زبردستی سے دور کیا جاے اپنے لازمی انجام کو ظاہر کر رہی تھی۔ اور برنارڈ اور انوسنٹ کے ایسے مذہبی لوگون کی بھی یہ راے قرار پاگئی تھی کہ مسیح اور کلیسیا کے بدنصیب دشمنون کے خلاف ہر جائز تدبیر اور ہر قسم کے ہتھیار سے کام لیا جاے۔ مارسیلنز کے فُلک اور آماری کے آرنلڈ کے ایسے ناخدا ترس ظالم عموماً بوڑھون اور جوانون۔ ماؤن اور شیرخوار بچون کا قتل عام ہوتے دیکھتے تھے اور ذرا بھی ترس نہ آتا تھا۔ اور مانٹ فورٹ کا شمعون جس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا اپنی تلوار کی خونریزی اور اُس عدالت کے ظلم سے جو بدعقیدگی کی تحقیقات کرتی تھی لوگون کو جور و ستم کا نشانہ بنتے دیکھتا اور وحشیون کی طرح ہنستا اور خوش ہوتا تھا۔ اِس قابل عبرت عالم آشوبی کے زمانے مین فریڈرک دوم جو پوپ کا دشمن اور مسلمان فلسفیون اور مسلمان عورتون کا دوست تھا وہ بھی اِس خلاف حق جھگڑے مین شریک ہو گیا مسلمانون کے علم ہنر تہذیب اور طرز معاشرت کی جو کچھ قدر و منزلت اُس کے دل مین تھی اُسے اُن پیرو بروشین لوگون اور دیگر ملحدانہ خیال والے بدمعاشون نے جو اُن ناعاقبت اندیش عشرت پرستون کو ہر وقت گھیرے رہتے تھے بالکل مٹا دیا۔ لوگ سچ کہتے ہین کہ کسی زمانے مین اصول انصاف۔ معاہدون کی وقعت۔ اور نیز انسانیت کا اِس بیرحمی کے ساتھ خون نہین کیا گیا جیسا کہ البجی شین کی صلیبی لڑائی کے زمانے مین ہوا بیزیری کی فصیل کے سامنے پوپ کا نائٹ کھڑا ہوا پکار رہا تھا کہ قتل کیے جاؤ۔ خدا اپنے لوگون کو خود ہی پہچان لے گا۔ اور یہی وہ آسان طریقہ کسی دیرینہ مخالفت کے طے کرنے کا تھا جو منطقی طور پر پطرس راہب اور خانقاہ کلیرو وکس کے لی برنارڈ کے وعظ و نصیحت سے اخذ کیا گیا تھا۔

بچون کی صلیبی لڑائیان۔

جو مورخ صلیبی لڑائیون کے زمانے کے ہر واقعے کا کوئی نہ کوئی سبب بتانا چاہتا ہو ممکن ہے کہ اِن لڑائیون کو وہ ایسے واقعات پر مبنی کر دے جن کے اسباب

کچھ اور ہی ثابت کیے گئے ہون - وہ جذبات جو بڑے بڑے گروہون کو کسی خاص غرض
کے لیے مجتمع کر دیتے ہین ہمیشہ کسی نہ کسی حد تک ضرور مفید ہوا کرتے ہین - اور ہم
دیکھتے ہین کہ قرون وسطی مین پُر جوش برہمیون کا ایک سلسلہ جاری تھا - اور لوگ
مستعد ہو کے لڑنے مرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے پاستورالی لوگون مین جو
(اپنی مفروضہ سادگی کی وجہ سے) گڈریون کے لقب سے نامزد کیے گئے ہین
جوش کے پیدا ہونے اور صلیبی لڑائی کے واسطے اُن کے تیار ہو جانے کا واقعہ
جس نے قسطلہ کی بلانش کو بھی چند روز تک خوف مین رکھا - شاید محض اتفاقی
طور پر اُس زمانے مین ظاہر ہوا جب کہ لوئی نہم مصر مین قید تھا لیکن یہ منجملہ اُن ہزارہا
واقعات کے تھا جن کی نسبت ٹھیک کہا گیا ہے کہ ضعیف الاعتقادی مین ہیجان پیدا
ہو گیا تھا - اِسی قسم کے واقعات مین غالباً وہ مہمین بھی شامل ہین جو بچون کی صلیبی لڑائیون
کے نام سے مشہور ہین - اگرچہ یہ لڑائیان صرف اِس غرض سے لڑی گئی تھین کہ بے دینون
کے ہاتھ سے اصلی صلیب لے لی جائے - یہ غمناک داستان چند ہی الفاظ مین بیان کی جا سکتی
ہے کہ کس طرح فرانس مین اسٹیفن نام ایک لڑکے کی ماتحتی مین تیس ہزار بچے جمع ہوئے ١٢١٢ء
وندوم کے گرد خیمہ زن ہوئے - ایک مہینے کے بعد وہ کس طرح شہر مارسیلز مین پہونچے اور
وہان پہونچتے پہونچتے اُن مین سے دس ہزار بچے کھو گئے یا راستہ بھول کے کسی اور طرف
نکل گئے - کس طرح وہ بحیرۂ روم کے کنارے کھڑے خوش اعتقادی سے انتظار کر رہے تھے
کہ اُس سمندر کا پانی پھٹ کے اُنھین راستہ دے دے گا - کس طرح دو تاجرون نے ترس کھا کے
محض خدا کی راہ پر بغیر کسی معاوضے کے اُنھین ارض فلسطین تک پہونچانے کے لیے اپنے
جہازون پر سوار کیا - اور کس طرح اُن پانچ ہزار لڑکون نے جو مناجاتین - گیت گاتے
ہوئے جہاز پر سوار ہوئے تھے سفر کے ختم ہونے پر اپنے تئین اسکندریہ اور الجیریا کے اُن
بازارون مین پایا جن مین غلام بکا کرتے تھے - اِسی مہم کا ایک ضمیمہ اُن بیس ہزار جرمن لڑکون
اور لڑکیون کی داستان مصیبت ہے جو اُسی سال ایک کاشتکار کے لڑکے مسمی نکولس
کی ماتحتی مین کولونیا سے روانہ ہوئے - جن مین سے صرف پانچ ہزار تو جنوا پہونچے - باقیون
مین سے بعض تو اپنے گھر واپس آئے اور بعض برنڈزی پہونچ کے جہاز پر سوار ہو کے
فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے - مگر پھر اِس کے بعد پتہ نہ لگا کہ کیا ہوئے - جو لڑکے

جنوا پہونچے تھے وہ اچھے رہے۔ اِس لیے کہ وہان کے حکام نے اُن کو اپنے علاقے مین بسا دیا جن مین سے اکثر دولتمند ہو گئے۔ بہتون نے ناموری حاصل کی۔ اور بعض کے خاندان آج بھی اُس سرزمین پر معزز حالت مین موجود ہین۔

لیکن جس طرح ان صلیبی لڑائیون کے اغراض مختلف تھے ویسے ہی ان سے نتائج بھی مختلف ظاہر ہوئے۔ ہمین تصویر کا صرف ایک رُخ نہ دکھانا چاہیے۔ اِن لڑائیون کا جو اثر یورپ کی دُنیاوی قوت کی ترقی پر ہوا وہ تو ہم دیکھ ہی چکے لیکن ہمین یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اِن لڑائیون نے چار صدیون سے زیادہ زمانے تک اسلامی قوت کو قسطنطنیہ سے آگے نہین بڑھنے دیا اور یورپ کو ایسی مصیبتون سے بچا لیا جن کے صرف بیان کرنے سے بھی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ اگر تعلقدارون کے ذرائع آمدنی اور قوت کو اِن لڑائیون نے ضعیف کر دیا تو انھین نے بادشاہون کی حکومت کو مستحکم بھی کر دیا اور بڑے بڑے شہرون کے باشندون کے ساتھ اُن کے تعلقات پیدا کر دیے۔ انھین تعلقات نے اُس طرز سلطنت کو مٹایا جس کی وجہ سے ہر قریہ اور ہر گانون کا ایک جُداگانہ سردار ہوتا تھا اور اپنے اُس قریہ اور گانون مین وہ پورے شاہی اقتدارات رکھتا تھا۔ غلامی کو ان معرکون نے رفتہ رفتہ بالکل معدوم کر دیا اور اُن سردارون کو جو ادنے قسم کی حقیقی یا فرضی بدلو کی پر بگڑ کھڑے ہوتے اور خانہ جنگی پر آمادہ ہو جاتے تھے قانون کا پابند بنا دیا۔ ان لڑائیون کی ذاتی طور پر اگرچہ کوئی وقعت نہ تھی اور نہ اُن کے ذریعے سے ارض فلسطین مین یا کسی اور مقام پر کوئی مستقل سلطنت قائم ہو سکتی تھی تاہم ان لڑائیون سے یورپ کی عام دولت مندی پر ایسا اچھا اثر پڑا کہ اس نے ایسی ترقی کی جو کبھی اُس کے بہی خواہون کے خواب و خیال مین بھی نہ گزری تھی۔ اِن لڑائیون نے یونانی اور لاطینی کلیسیاؤن اور یورپ کی مشرقی رعایا اور اُس کی مغربی قومون کے درمیان کا بُعد ضرور بڑھا دیا لیکن انھین لڑائیون کی بدولت مشرق اور مغرب کے لوگون کے یکجا ہونے سے وہ مبادلۂ خیالات ہوا۔ اور عقل انسانی کی ایسی ترقی ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے ہماری موجودہ تہذیب کو قرون وُسطیٰ کے مذہبی اور اخلاقی اصول پر فوقیت دی جاتی ہے۔

صلیبی لڑائیون سے جو اور نتائج پیدا ہوئے۔